

۹۲۳۶۹۶
خون میں

سراجِ مہر

از

فقیر سید قطب الدین

پہلی بار شائع ہوا

بِشَارَاتِ نَبَوِيَّةٍ (۲۶) وَأَجْعَلْ لِي مِنْ أَدْنَاكَ سُلْطَانًا نَصِيحًا (آپارہ ۱۵، سورہ ۱۹)

سراجِ مُنِير

بِشَارَاتِ وَفَضَائِلِ بِنْدِگِ مِیَاں سَیِّدِ خُونَدِ مِیْر

مَرْتَبَةً

رہنمائے طالبین، عارفِ ذاتِ ربِّ العالمین، حضرت بیروم شہیدِ قطب الدین صاحب

(خوند میری پالن پوری)

مترجم و شارح

CHECKED 100%

چند شریف، عقیدہ شریف، مؤلفہ عرس نامہ، حدود و دائرہ ہمدویہ، رہنمائے زائرین گجرات وغیرہ

جو حسب فرمائش

جناب لوی سید نور محمد صاحب کیلوی، منتظم پولیس اضلاع سرکار عاودیکر حضرت

بغرض افادہ گردہ ہمدویہ

باہتمام

خاکسار محمد اسحاق مددگار

مطبع حمایت دکن واقع بازار عیسیٰ میاں حیدرآباد دکن میں چھپی

۱۳۵۲
۶۱۹۳۳

محصلا بنگلہ

قیمت دس روپے

لا اُخذ

عقود العزیز

بابی

فواہم کہ پیشہ درویش تو نیم
خالی تو ہو و نیز پیکے تو نیم

تقصیرین تیر کوین توی
ازیر تو میر و بابے تو نیم

اِنَّ صَدَاقِي بِالْحَسَنِي وَحَسَنِي بِتَقْوَى رَاقِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
ترجمہ: میرے صدقے میں ہوں حسن اور حسن میرے صدقے میں ہیں تقویٰ کے لئے اللہ رب العالمین کے پاس۔

آرزو مند و محتاج نظر تو جہ حضرت صدیق ولایت

مسکین حزمین قطب الدین
قطعہ

حسن عقیدت فقیر قطب الدین بزبان حضرت مشور (از ریاض مصتبین)

ہر چیز مندر میں ساگ سوختہ یا ہوں
لیکن شہ خنمیر کے کوچہ کا گدا ہوں
سجدہ کروں تجکو جو کہے تو میں خدا ہوں
سکھمہ ہوں تیرا جو پیمبر ہوں کہے تو

صحیح نامہ سراجِ فہم

ہوواذخوس

صفحہ	طر	غلط	صحیح	صفحہ	طر	غلط	صحیح
۸	۱	اِحْرَسَتِ السَّامِعِ	اِفْتَرَسَتِ السَّامِعِ	۸	۲۱	تائبہ	تائبہ
۱۰	۱	نَفُوق	نَفُوق	۸	۲۵	منہم المخلصین	منہم المخلصین
۱۵	۹	جِذْبِ	جِذْبِ	۸	۲۶	الخنزیر	الخنزیر
۱۶	۴	بِیائید برادرم سید خوندیر	بِیائید برادرم سید خوندیر	۲۳	۲۹	یا ابوبکر	یا ابوبکر
۱۸	۱	الواصلین	الواصلین	۱۰	۸۴	جنت النعیم	جنت النعیم
۱۸	۱۶	اِنَّ اللّٰهَ	اِنَّ اللّٰهَ	۱۸	۸۴	مقام راہستید	مقام راہستید
۳۳	۶	نَوَلُّوْا سِرَّتَکَ	کَوَلُّوْا سِرَّتَکَ	۱۸	۸۵	گست زود	گست زود
۲۰	۱۳	سید خوندیر	سید خوندیر	۸	۹۷	حمیدہ اور دل	حمیدہ اور دل
۲۵	۱۹	سیتو بہ	سیتو بہ	۸	۱۰۰	ثانی الثنین	ثانی الثنین
۲۵	۲۱	لا شرقیہ	لا شرقیہ	۳	۱۰۳	اَسْأَلُ اللّٰهَ	اَسْأَلُ اللّٰهَ
۲۵	۲۱	اَیْمًا	اَیْمًا	۵	۱۰۵	یھدی الیہ	یھدی الیہ
۲۸	۷	حضرت علیہ السلام	حضرت علیہ السلام	۱۵	۱	بنیش	بنیش
۲۵	۱۹	عِظَاتُکَ	عِظَاتُکَ	۱	۱۱۲	مرتبہ پکتانی	مرتبہ پکتانی
۵۷	۴	مُصِیر	مُصِیر	۱۱۶	۱۱۶	کھڑے رہنا گویا	کھڑے رہنا گویا
۵۸	۱۲	شام نظام	شام نظام	۵	۱۲۱	شما گریہ	شما گریہ
۶۳	۲	جیوٹی	جیوٹی	۱۰	۱۲۱	سیدین جی	سیدین جی
۶۹	۲۰	غَیْرَ الَّذِی	غَیْرَ الَّذِی	۱۳	۱۲۳	اللھم تَوْنِی	اللھم تَوْنِی
۷۰	۲۰	جَنَّتِ النّعِیمِ	جَنَّتِ النّعِیمِ	۱۶	۱۲۵	سور تصدیق کرے	سور تصدیق کرے
				۱۵	۱۲۹	مُبَشِّرًا	مُبَشِّرًا

سبک دنیا	سبک دنیا	۱۵	۲۲۰	فیض ولایت	فیض ولایت	۱۵	۱۳۰
۳۰ سالان دنیا	۳۰ سالان دنیا	۶	۲۲۸	پینیس آسٹریا	پیش روکاس	۱۲	۱۲۶
شیر مال	شیر مال	۷	۲۲۹	نوقی الملائک	نوقی الملائک	۱۰	۱۵۵
بے	بے	۱۷	۲۳۵	ہوں میں ذرا معلوم	مخبر کلہ... مضامین ہوں	۲۲	۱۶۶
العظیم	العظیم	۱۸					
یَا اللہ خوق	یَا اللہ خوق	۱۲	۲۳۶	آء حرف توج	شے	۱۳	۱۶۸
وَلَوْ لَا	وَلَوْ لَا	۱۵	۲۳۷	الکبیر	الکبیر	۳	۱۷۰
کرت	کرت	۱۵	۲۴۱	ہوتی تھی	ہوتی ہے	۱۷	"
وسیحی	وسیحی	۳	۲۴۲	صحابہ کے عرض	صحابہ کے عرض	۸	۱۸۷
آپ کی زبان	اپی زبان	۵	۲۴۳	تھیں کو چار وقت	بندہ خدا... انتقال	۳	۱۸۸
پرانا	پرانا	۲۳	۲۴۵	عطلے ربانی ہوتا ہے			
راستے	راستے			دا، فقر و فاقہ کے ایام			
بہینا	بہینا	۱	۲۴۷	میں (۱۲) اخراج (۳)			
اور بعد میں حدیث	اور حدیث			زحمت کے وقت (۴)			
صفت مایا	صفت مایا	۱۲	۲۵۳	سعادت نزع میں			
کچھ یہ نالے	کچھ یہ نالے	۲	۲۶۰	بودہ سوسیل	بودہ سوسیل	۲۵	۱۹۱
خطیرہ	خطیرہ		۲۶۸	قادور	قادور	۸	۱۹۵
				لکھا ہے کہ	لکھا ہے کہ	۲۳	۲۰۴
توحید بنی لہیائی	توحید بنی لہیائی			پٹ	پٹ	۲	۲۰۹
				نمائند	نمائند	۵	۲۰۹
				بجالاتے	بجاراتے	۱۱	۲۱۲
				خصائص	خصائص	۳	۲۱۳
				پرسلاناں	پرسلاناں	۱۱	۲۲۵

۱
هُوَ الْمَعطَى



ہزار ہزار حمد و شکر ہے اُس خداے بشیر و نذیر کی جناب میں جس نے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کو اپنی کتاب پاک میں کئی کئی بشارتوں سے بشارت فرمایا اور دو دلا محمد و حضرت خاتم النبیین علیہما السلام پر جنہوں نے اپنے فرزند ارجمند حضرت سید محمد ہمدی موعود، عبد اللہ، امر اللہ، مراد اللہ، خلیفۃ اللہ، خلیفۃ رسول اللہ، داعی الی اللہ، تابع تام محمد رسول اللہ، یتیم کلام اللہ، وارث نبی اللہ، نظیر محمد مصطفیٰ، خاتم ولایت تقیۃ محمدیہ، امام الاولیاء، پیشوا سے اتقیا، معصوم عن الخطا کی شان میں بہت سی بشارتیں بیان فرما کر اپنی اُمت مرحومہ کو حضرت کی بعثت سے پہلے ہی آشنا کر دیا۔

اور دو دو سلام حضرت خلیفۃ اللہ پر جنہوں نے اپنے خلیفۃ خاص بندگی میاں سید خوند میر سیدالہدایہ مدینتی ولایت، حامل بار امانت رضی اللہ عنہ کی نسبت اعلیٰ اعلیٰ بشارتیں اس کثرت سے میزول فرمائیں کہ ان کی صحیح تعداد بشارت دینے والا ہی جانتا ہے یا جس کو بشارتیں دی گئیں (ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۸) غلام اس قلمی ہدیہ کو حضرت شاہ خوند میںس کی خدمت اقدس میں بہت ہی ادب اور عقیدت کے ساتھ نذر کرتا ہے جن کے سر نذر شدہ پر (۱) بارگاہِ خداوندی سے (۲) دربارِ نبوی سے، اور (۳) حضور ولایتیہ سے لایمت بشارتوں کا تاج رکھا گیا ہے۔

گذرانید

مورخہ ۲۶ - ذی الحجہ کی ستائیسویں رات
ذراتین فقیر سید قطب الدین بخش

شکریہ

اس کتاب کی تصنیف اور طباعت کے وقت جہازِ منصات سے مدد ملی اُن کا میں نہایت مشکور ہوں۔ زمانہ تصنیف میں سب سے زیادہ ۴۰۰ جناب سید نور محمد صاحب اکیلوی نے نظم و نظامِ جمعیت سے کاغذی دھماکے اور تحفے، سہیلی۔ انہوں نے میرے مسودوں کو غور سے دیکھا اور اگرچہ کہ بعض باتیں غمراہ اور ذمہ داری تھیں اور زیادہ تر تعلیمات سے تعلق رکھتی تھیں لیکن انہوں نے وہ نسخہ کتاب کے لحاظ سے غیر ضروری سمجھا اور اس بیخ کو بدل دیا اور آج یہ لا اور حضرت نازی میاں صاحب قلمبر اکیلوی نے بھی آپ کے ساتھ اتفاق کیا۔ اسی طرح جناب فقیر سید یعقوب صاحب اکیلوی اور ہمارے مرشد زادے جناب سید نور محمد صاحب سب انہیں کڑا بدلہ دیا جو کتاب کا نصف سے زیادہ حصہ دیکھنے میں شریک منتظم صاحب تھے وہ بھی منتظم صاحب کے ہم آہنگ ہو گئے۔ انہوں نے بعض پیرے گران کاٹ دئے، بعض کو آڈر بھی لباس پہنایا۔ اور بعض تحریرات کو دوسرے ہی ساپنچے میں ڈھالنے کی رٹ دی۔ اور سید نور محمد صاحب متین نے ذیاباکہ اصلی مسودوں کی صاف نقل کر کے کھڑے میں رہنے دیں۔ یہ تحریر اپنی آئینہ نسلوں کے لئے مفید ہوگی۔

اس موقع پر جناب سید عطاء اللہ صاحب بی۔ اے پالن پوری کو نہیں بھول سکتا جنہوں نے ایک نظر میرے مسودوں کو دیکھا اور بعض مقامات میں تقدیم و تاخیر کر کے ترتیب بدل دی اور چھپی ہوئی۔ جس سے میں خوش تھا پالن پور سے بار دیگر حیدر آباد آنے کے بعد کتاب میں بہت سا اضافہ ہوا اور بہت سی نوٹیں بڑھ گئیں۔ انوس کہ اس نئی تحریر کے دیکھنے کا کسی کو موقع نہ ملا۔

جن جن حضرات نے اس کتاب کی طباعت میں مالی امداد کی اُن کے اسمائے گرامی یہ ہیں :-

(۲۰۰) روپیہ۔ جناب سید نور محمد عرف بڑے میاں صاحب اکیلوی بن مرشدنا حضرت سیدن جی میاں نظام جویم۔

(۵۰) روپیہ جناب محمد بہان صاحب بن محمد وزیر صاحب جو اس خاندان کے مرید ہیں۔

(۳۵) روپیہ نوچشم سید نور محمد و سید محمود اکیلوی عرف چھاو جی سیدن جی۔ برادر زادگان حضرت

ج

فقیر غازی میاں صاحب تملہ۔

(۳۰) روپیہ سزیری فقیر محمد میاں اکیلوی بن مرشدی حضرت سید یعقوب صاحب مرحوم۔

(۲۵) روپیہ جناب سید خوند میر صاحب تین ابن حضرت فقیر قاسم صاحب میاں صاحب ابن میاں سید علی غازی۔

(۲۵) روپیہ جناب حاجی محمد علی خاں صاحب جالوزئی جنہوں نے حسن السیر اور سفر نامہ فرح مبارک چھپوا کر شایع کئے۔

(۲۰) روپیہ پالن پور کی بیبیاں۔

(۵) روپیہ۔ برادرزادہ عثمان میاں کیاؤ تڈرا اینڈ ڈو بیچ برپے کر۔

(۵) روپیہ۔ برادرزادہ سید دلاور عرف دتو میاں۔

(۵۰) روپیہ۔ ہاروم السین میاں صاحب کے پاس سے عاریتاً لگوائے گئے۔

ٹائٹل بیچ و جلد سازی وغیرہ پنجاب جناب محمد اسحاق صاحب مدرس بن جناب محمد محمود صاحب۔

۴۴۵ جملہ

حضرات ذیل کا نام نامی میرے لوح دل پر ہمیشہ ہمیشہ کندہ رہے گا جنہوں نے بشاقت بندگی میاں

کی حدت میں خاص حصہ لیا۔

۱۔ جناب سید خوند میر صاحب تین مالی امداد (۵۷۵) کے علاوہ کاغذ موڑنے اور کٹنے میں روزانہ چار چار پانچ پانچ گنتے دفت کر دئے تھے۔

۲۔ جناب محمد اسحاق صاحب مدرس جنہوں نے ٹائٹل بیچ اور جلد سازی کا صرفہ اٹھانے کے علاوہ کوڑی اور پروف لانے بجانے اور حساب کتاب رکھنے کا ذمہ اپنے سر لے لیا تھا۔

۳۔ جناب محمد متور خاں صاحب جمعہ اور نظم جمعیت سرکار عالی۔ شروع شروع میں کوڑی اور پروف دیکھنے میں ادربی۔ اے کا سال اخیر امتحان قریب آجانے پر صرف پروف دیکھنے میں۔

۴۔ جناب سید موسیٰ صاحب اکیلوی منصف دار۔ نصف ثانی کتابت کی قرأت سماعت میں۔

اور اخیر میں جناب سید جلال صاحب خوش نویس نئے دائرے والے کا نام بھی اس شکر یہ کے اوراق پر درخشاں رہے گا۔ جنہوں نے لائق کاپی نویس جناب محمد بہان صاحب کراڈ اور چھپائی کا انتظام بھی کر دیا۔ جس کی وجہ سے ہر طرح

کی سہولت رہی۔

پہلے یہ کتاب جناب میہ عطاء اللہ صاحب پالن پوری کے ذرا دعوت پر پریس بمبئی میں چھپ رہی تھی اور
 ستر روپے کی کتابت اور طباعت بھی ہو چکی تھی۔ لیکن مشینت اسی ابھی ہی واقع ہوئی کہ مؤلفیسی تو یکات کی دو
 سے بھٹی ہیں بدامنی بہت ہی پھیل جانے اور اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے لائق نہ رہنے کی وجہ سے سید
 عطاء اللہ صاحب کو ان کی مان نے نوکری چھوڑ کر پالن پور بلالیا اور میں بھی ان دنوں اتمہ کے عارضہ میں مبتلا تھا۔
 ان نوپید مخالف اسباب نے تمام کتابت اور چھپائی بیگا کر دی۔ پالن پور سے حیدرآباد آکر ۲۱ سٹری مطر کے بجائے
 ۳۲ سٹری کروا گیا اور خط بھی باریک رکھا تاکہ مینی کے نقصان کی تلافی ہو سکے۔ فعال لسا یریں۔

۵ ہرچہ خداخواست ہاں می شود

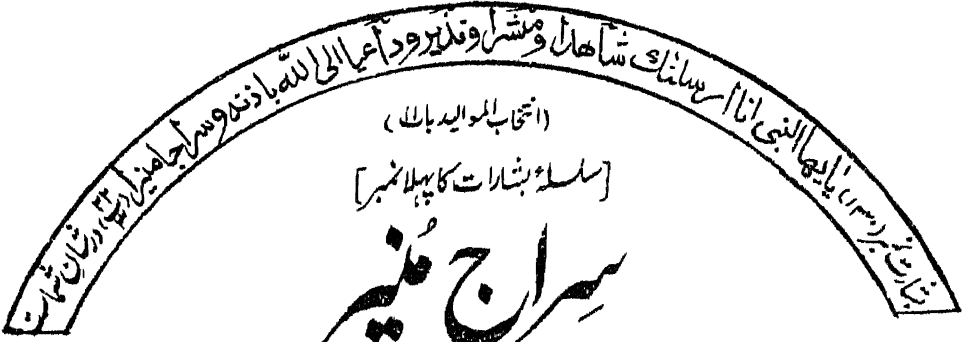
۵ " ہرچہ از دوست میرسد نیکوست "

نوٹ۔ جن حضرات نے اس کتاب کی طباعت میں مالی امداد کی ہے ان کا خاص غصہ، یہی ہے کہ اسکی فروخت کے
 روپیہ سے بشارات حضرت خلیفۃ اللہ اور اگر خداوند منظور ہے تو بشارات حضرت فاطمہ المرشدہ بھی اس سلسلے میں پیس
 جائیں جن کے مسودات تیار ہیں۔ اور گروہ تہمدہ کی اور بھی کتابیں چھپتی رہیں۔

وہوالمستعان وعلیہ التکلان

خادم قوم

خوب میاں غفرلہ



بشارات و فضائل بندگی میاں سید خوند میر میں کیا ہے؟

اطرفین بانگین اس کتاب کے مطالعہ سے اول ہی نظر میں معلوم کر لینگے کہ اس میں ۶۳۱ بشارات ہیں۔ جن میں۔

۶ بشاراتیں بارگاہِ خداوندی سے دی گئی ہیں۔ ملاحظہ ہو بشارات نمبر ۱۸-۱۹-۲۰-۲۱-۲۳-۱۳۳

۲۰ آیتیں قرآن پاک کی آپ کی شان میں وارد ہیں۔ ملاحظہ ہو بشارات نمبر ۲۳-۲۴-۲۹-۴۰-۴۵

۴۸-۸۰-۸۲-۸۳-۸۴-۸۶-۸۷-۹۲-۱۰۱-۱۲۳-۱۲۴-۱۲۵-۱۲۶-۱۳۰-۱۳۲

۴ حدیثوں سے آپ مُبَشَّر ہیں۔ ملاحظہ ہو بشارات نمبر ۴۹-۱۰۴-۱۲۸-۱۳۶

۱۰۵ بشاراتیں سیدنا ہمدی علیہ السلام کی زبان مبارک سے آپ کو عطا ہوئی ہیں۔ ملاحظہ ہو بشارات نمبر ۱۰۵

۲۲ تا ۲۵-۲۶ تا ۲۸-۲۹ تا ۳۱-۳۲ تا ۳۴-۳۵ تا ۳۷-۳۸ تا ۴۰-۴۱ تا ۴۳-۴۴ تا ۴۶-۴۷ تا ۴۹-۵۰ تا ۵۲-۵۳ تا ۵۵-۵۶ تا ۵۸-۵۹ تا ۶۱-۶۲ تا ۶۴-۶۵ تا ۶۷-۶۸ تا ۷۰-۷۱ تا ۷۳-۷۴ تا ۷۶-۷۷ تا ۷۹-۸۰ تا ۸۲-۸۳ تا ۸۵-۸۶ تا ۸۸-۸۹ تا ۹۱-۹۲ تا ۹۴-۹۵ تا ۹۷-۹۸ تا ۱۰۰-۱۰۱ تا ۱۰۳-۱۰۴ تا ۱۰۶-۱۰۷ تا ۱۰۹-۱۱۰ تا ۱۱۲-۱۱۳ تا ۱۱۵-۱۱۶ تا ۱۱۸-۱۱۹ تا ۱۲۱-۱۲۲ تا ۱۲۴-۱۲۵ تا ۱۲۷-۱۲۸ تا ۱۳۰-۱۳۱ تا ۱۳۳

پھر ان بشارتوں میں زیادہ تر بشاراتیں دیدارِ خدا اور شہادتِ مخصوصہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ چند بشاراتیں

سیدین صدیقین یعنی بندگی میراں سید محمود اور بندگی میاں سید خوند میر رضی اللہ عنہما کی شان میں مشتمل ہیں۔

بعض بشاراتیں ثانی امیر بندگی میاں سید خوند میر کے اخلاق و علو مرتبت پر روشنی ٹکن ہیں۔ چند بشاراتیں بندگی میاں

کے سلسلہ عالیہ میں فیضِ ہمدی قیامت تک جاری رہنے کی نسبت آئی ہیں اور کئی بشاراتیں روحِ رسول اللہ

اور روحِ ہمدی علیہ السلام سے آپ کو معلوم ہوئی ہیں۔ یوں ۱۳۶ بشاراتیں جو مختلف مقام اور مختلف اوقات میں

دی گئی ہیں آپ کی اعلیٰ زندگی کے مختلف واقعات، مختلف حالات اور مختلف شانوں کو نہایت واضح طور سے

بتا رہی ہیں کہ ثانی امیر بندگی میاں سید خوند میر سید الشہداء، صدیق ولایت، حامل بارِ امانت کی مقدس

کا ہر پہلو کیما ہی بڑی شان رکھتا ہے یہ سب کی سب بشارتیں ہیں۔ ایسے سائنس دانوں کا جو ان الفاظ میں دیکھتے ہیں کہ بشریت اپنی استعداد اور قابلیت کے موافق سمجھ لے سکتا ہے۔ اس لئے ان بشارتوں میں جو کہ منجیح و تشریح کی ہے وہ بھی محض اُس کی سمجھ اور اُس کے خیالات کا اظہار ہے۔

اس کتاب میں ۵۸۰ نوٹ درج ہیں۔ ان نوٹوں میں بس نوٹیں اُس زمانہ کا بغیر تیار ہی ہیں بعض نوٹیں مقدس مقامات کی نسبت وارد ہیں۔ بس نوٹیں عام تاریخ پر روشنی لگتی ہیں اور کتب نوٹیں مذہبی واقعات سے تعلق رکھتی ہیں۔ یوں نوٹیں بھی مختلف ممالک کی حیثیت سے پچھلے رنجی کلاہستہ بن گئی ہیں اور جب کہ اس کلاہستہ کو بشارتوں کے زیرِ ترمیم (نوٹ) رہنے کا شرف حاصل ہے تو وہ بھی بشارتوں کی عطر بیری سے موعظ ہو گیا ہے۔

اس کتاب میں ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ ۳۶ بشارتوں کی تفسیر و تشریح کرتے وقت مندرجہ ذیل اعداد میں (باستثناء بشارات) احکام و اقوال آگئے ہیں۔

- ۱- ۵۱ آیتیں ملاحظہ ہو صفحہ ۱۹-۲۴-۳۱-۳۲-۳۵-۳۶-۳۹-۴۲-۴۵-۴۶-۴۸-۵۱
- ۲- ۳۰ حدیثیں ملاحظہ ہو صفحہ ۱۶-۱۸-۲۰-۳۳-۳۵-۴۲-۴۸-۴۹-۵۸-۶۱-۱۰۲
- ۳- ۱۱ فرمان پر درکار ملاحظہ ہو صفحہ ۳۱-۳۳-۱۱۳-۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۳۸-۱۴۲-۲۱۰-۲۴۹
- ۴- ۱۲ عشق کے بارے میں فرمانِ ہمدی ملاحظہ ہو صفحہ ۱۰-۱۱-۱۲-۱۳-۸۸-۸۹
- ۵- ۱۵ فیضِ ہمدی کے بارے میں فرمانِ ہمدی ملاحظہ ہو صفحہ ۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴-۱۴۵-۱۴۶
- ۶- ۵۰ طریق و معلول، دیدار، اور ولایت کی نسبت فرمانِ ہمدی ملاحظہ ہو صفحہ ۲۱-۳۴-۳۵-۳۶-۳۷-۶۵-۶۲-۶۳-۶۴-۶۵-۶۸-۶۹-۷۰-۷۱-۷۹-۸۸-۹۰-۹۱-۱۰۹-۱۱۰-۱۲۱-۱۳۱-۱۴۵-۱۵۳-۱۶۲
- ۷- ۵۰ عام فرامینِ ہمدی ملاحظہ ہو صفحہ ۳۱-۳۲-۳۳-۳۵-۴۰-۵۱-۵۲-۵۳-۶۵-۷۰-۷۱-۷۲

۱۲۱-۱۱۹-۱۱۸-۱۱۷-۱۱۶-۱۱۵-۱۱۴-۱۱۳-۱۱۲-۱۱۱-۱۱۰-۱۰۹-۱۰۸-۱۰۷-۱۰۶-۱۰۵-۱۰۴-۱۰۳-۱۰۲-۹۱-۸۹-۹۰-۶۹-۶۷

۱۵۹-۱۶۶-۱۹۴-۲۱۹-۲۲۵-۲۳۴-۲۳۷-۲۴۶-۲۶۸

۸-۱۸- وہ بشارتیں جو صحابہؓ کی شان میں فرمائی گئی ہیں ملاحظہ ہو صفحہ ۱۵-۲۹-۴۵-۵۸-۸۹-۱۸۲

۱۹۷-۲۰۱-۲۰۲-۲۲۶

۹-۶- اشعار جو سیدنا مہدی علیہ السلام کی زبان مبارک سے سننے گئے ملاحظہ ہو صفحہ ۲۷-۳۴-۶۸-۱۴۰

۱۶۹-۲۲۳

۱۰-۸۴- اقوالِ بندگی میاں سید نوزدیرؒ ملاحظہ ہو صفحہ ۲۱-۲۳-۲۶-۵۳-۵۵-۶۰-۶۹-۷۰-۷۲-۷۳

۷۷-۹۴-۹۵-۹۶-۱۰۳-۱۰۵-۱۱۴-۱۲۱-۱۲۶-۱۲۹-۱۳۳-۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸

۱۴۹-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۸-۱۶۱-۱۶۸-۱۷۱-۱۷۸-۱۸۱-۱۸۳-۱۹۱-۲۱۸-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳

۲۲۴-۲۲۸-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۹-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۹

۲۶۰-۲۶۴-۲۶۶-۲۶۷-۲۹۲-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۵

۱۱-۳۸- دیگر صحابہؓ وغیرہ ملاحظہ ہو صفحہ ۲۲-۳۶-۳۷-۴۷-۵۹-۵۸-۵۵-۶۰-۶۱-۶۲-۶۳-۶۴-۶۵

۸۱-۸۲-۸۹-۹۱-۹۲-۱۱۵-۱۱۹-۱۲۶-۱۳۷-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴-۱۸۸-۱۸۹-۲۶۷-۲۶۸

۲۸۰-۳۰۱-۳۱۳-۳۱۴

۳۶۵ جملہ

نوٹ :- اگر مضمون کے لحاظ سے کوئی آیت یا حدیث یا فرمان مہدیؑ یا اقوال صحابہؓ ایک سے زیادہ مرتبہ آئے ہیں تو صرف ایک ہی مرتبہ ان کا شمار کیا گیا ہے۔

یوں اس کتاب میں درج شدہ

۱	جلالتیں	} جن کے مقابل کی پہلی سطر میں جلی قلم سے ملاستیں بھی لکھ دی گئی ہیں اگر قارئین کرام ان پانچ اصولی باتوں کو نظر توجہ سے ملاحظہ فرمائیں اور مصنف کی تحریر پڑھنے کا موقع نہ ملے تو بھی حضرت صدیق ولایت کی شانِ اعلیٰ و ارفع سے بخوبی واقف ہو سکتے ہیں اور
۲	آیات قرآن کریم	
۳	احادیث نبوی	
۴	فرامین مہدیؑ اور	
۵	اقوال صحابہ	

یہی مقصود ہے اس کتاب کی اشاعت سے

اور اگر پوری کتاب بالاسیاب پڑھی جائے تو معلوم ہوگا کہ لفظی طور پر (۱) مذہب نبوی کی ہتساری خوبیاں (۲) بہت سی نصیحتیں (۳) تعلیمات ہمدی (۴) روزانہ و شب صحابہ (۵) تابعین کا طریق زندگی (۶) بزرگان پیشین کا مذہبی جوش (۷) سخت سخت مخالفوں اور مصیبتوں میں بھی استقامت فی الدین کے بہترین نمونے اس کتاب کے اوراق پر درخشاں ہیں۔

یہ ہیں اس کتاب کے خاص خاص مضامین و مطالب

سیدین رضی اللہ عنہم کو فوج مبارک پہنچنے کے بعد چھ مہینے سیدنا ہمدی علیہ السلام کی صحبت بابرکت مہری۔ بالخصوص چار مہینے مخصوص تعلیمات سے بہرہ اندوز کئے گئے جس کی نسبت حضرت سابق ولایت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

حضرت میراں علیہ السلام بندے کے حجرے میں کم و بیش سو مرتبہ تشریف لائے اور ہر مرتبہ یہی

فرماتے کہ

”آج تمہارے حق میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہوا ہے“

پھر رات بھر راز و نیاز کی باتیں رہیں اور ایسی ایسی غمایتیں بندے کے حال پر بندول فرماتے کہ کچھ نہیں کہہ سکتا۔ **وَالنَّعْمَةُ لِلَّهِ** کا ترجمہ صوفیہا یعنی ”اگر

خدا کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو ہرگز ہرگز شمانہ کر سکو گے“ پھر نماز صبح کے لئے بندے کے حجرے سے نکلنے وقت یہ کیفیت رہی کہ کبھی تو آپ کی چادر بندے کے جسم پر ہوتی اور کبھی

بندگی چادر آپ کے جسم مبارک پر ہوتی“ (ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۸ صفحہ ۳۷۷)

معلوم ہیں ہر شب کو کتنی کتنی بشارتیں دی جاتی تھیں اُس کی صحیح تعداد مبشر ہی جانتا ہے با

مبشر۔ اگر یہ سب بشارتیں حیرت خیز ہیں آئی ہوتیں تو ہم بھی اُن کا صحیح اندازہ معلوم کر سکتے۔

ناظرین بانگیں۔ آپ سنجی جانتے ہیں کہ میں ایک معمولی لیاقت کا آدمی ہوں۔ مجھ سے بغیر شوق

کا ہونا لازمی ہے۔ اسلئے گزارش ہے کہ آپ ان کو نظر انداز فرمائیں اور دوسرے پہلو پر ان بشارتوں کے

مطالعہ اور ضمناً ان کی توضیح و تشریح پڑھنے سے جو روحانی مسرت حاصل ہو اُس وقت اس ناچیز کو دعائے

خیر سے یافرمائیں۔ ۱۲۔ مکتسین۔ نقر سید قطب الدین۔

هُوَ الْوَهَّابُ

فہرست سیراج مینیر یعنی بشارات و فضائل بندگی میاں سید خوندمیرؒ

پہلی فصل - ملک گجرات کی نسبت بشارتیں

ص ۷-۸ (۶ بشارتیں)

ویسا چہ - ب "ملک گجرات کا ن عشق است" ب "ملک گجرات در ہمہ ملکھا انند جوہر در انگشتری است" ب "جہاں انگشتری د گجرات نگین است" ب "عشق از جیون پور بر خاست، و گجرات برداشت" ب "عشق از جیون پور بر خاست، و بر گجرات بارید، و در فرح مدفون شد" ب "ایں مرد گجراتی ایں بندہ راجیران ساخت" ص ۸-

دوسری فصل - پن شریف کی نسبت بشارتیں -

ص ۹-۱۳ (۳ بشارتیں)

ب "ازیں جا بوسے عشق می آید" ب "ازیں جا بوسے ایمان می آید" ب "نہر و الامجدین مومنوں است" ان بشارتوں کا حضرت صدیق ولایت کی ذات سے منسوب ہونے کی وجہ (ب) ملک گجرات کا ن عشق است - عشق کی تعریف اور اس کے متعلق تمثیلات سیدنا ہدیٰ کی زبان مبارک سے ص ۱۳

تیسری فصل - پن شریف میں ذات بندگی میاں کی نسبت بشارتیں

ص ۱۳-۲۸ (۱۶ بشارتیں)

پن شریف پر نوٹ ص ۱۳ - قاضی قادون کی خانقاہ پر نوٹ ص ۱۴ - بندگی ملک بھٹن سیدنا ہدیٰ کی خدمت میں ص ۱۴ - حضرت رکن الدین مجددی کی نسبت نوٹ ص ۱۵ - ب "آرے ملک بنو خرد ار خدا سے تعالیٰ بندہ را برا سے ادا کرده است" ص ۱۶ - حضرت کی تشریح آوری سے بندگی میاں کی عورت افزائی ب "از بوسے دوستی می آید" دوستی کی تعریف ص ۱۷ - بندگی میاں سید خوندمیرؒ حضرت حاتم الاولیٰ کی خدمت میں ص ۱۷ - ب "بیاید ہر آدم سید خوندمیر" ص ۱۸ - ہر آدم فرماتے ہیں کمال اتحاد حضرت رسول اکرم نے حضرت

الوکر صدیقؑ کو اٹھی یعنی میرا بھائی فرمایا اور ہنست بدار میں ایک ہی درجے میں بتایا جس ۱۷۔ ہشت دیوار کی تعریف ص ۸۸۔ بندگی مہاشاں مرتبہ رویت میں شہ یک فی ۱۰۔ حاجت ہماری۔ سب ۱۷۔ خوجیو۔ ازان تید خونہ۔ ماصدیق ہستند، ص ۱۹۔ صدیق کی آٹھ ایف۔ صدیقیوں میں ہی صدیق نبوتؑ اور صدیق ولایتؑ کی تفصیل ص ۱۲

سب ۱۷۔ بندہ دایشاں یک بدہ کی سنی تید۔ ستم۔ ص ۲۰۔ نسبی اتحاد کا اظہار۔ اس اظہار سے بندگی میان کو خوشی

سب ۱۷۔ ”اس روشی یہ روشی از خاندان مایاں ائیست ہشیار شود“ ص ۲۱۔ ہشیار کی تعریف۔ سب ۱۷

بندگی میان کی زبان سے یہ سن کر کہ ”پھوٹو آتکھیں جس نے ہمدی کون دیکھا جس نے تو ایسے خدا کون دیکھا“ آپ نے فرمایا خدا ہو سو خدا کون دیکھے“ ”ہر کہ خدا با تہ خدا سے را بند“ سب ۱۷۔ تا آنکہ نونت و پوست و استخوان و مومے مومے خدا شد خدا را نہ بند“ ص ۲۲۔ بندگی میان کی مائتہمیرہ سے اس بارے میں ”گو دہ لوی ہنہ ۵۰

لعاب، ذکر خفی کی تلقین، اور نظر مبارک سے بندگی مہاشاں میں حاصل کیفیت۔ فرمان ہماری تہ ذبح مام میں اس کیفیت کا اظہار سب ۱۷۔ ارشاد خداوندی کہ ”لے سید خونہ میر تم نے دیکھا کہ ہم نے تمہاری خات سے کس نہار تہ ہی کشفت دور کیا اور کیسی پیاری صورت بتائی! اس بات کا تم پر احسان ہے۔ تم اس احسان مکہ شکر یہ میں ہمارے لئے کیا تحفہ لائے“؟

سب ۱۹۔ ”ہم تو کون سو ہی لیوے جو راہ ہماری سردیوے“ لے سید خونہ میر ماہیں سو تو میخو ایم ہر کہ ذات ما بخو اہد از سر خود بگذرد تو اگر ذات مانی خواہی سر خود را بدہ ص ۲۲۔ سب ۱۷۔ لے سید خونہ میر۔ ماہیں سر تہن تو امانت داشتہ ایم ہر کہ کہ طلب نہائیم بدہید“ ص ۲۲۔ سب ۱۷۔ ”ما ذات خود را بتو عنایت کر دیم دو خواستہ ترا پندیا گردانیدیم“ ص ۲۵۔ سب ۱۷۔ ”بھائی سید خونہ میر۔ شما را استعداد تمام آمدہ بود دیدہ تہ چراغدان او فقیلہ، در وقتن امجدہ بود، آتاہیں یک کارا فردقتن باقی ماندہ بود، اکنوں از چراغ ولایت محمدی روشن کردہ شدہ“ ص ۲۵۔ بندگی میان کی ذاتی قابلیت جو بالقوی تھی آں واحد میں بالفعل کر دی گئی۔ سب ۱۷۔ ”فرمان خدا می شود کہ آئے اللہ نور السموات والارض و رخص سید خونہ میر است تو بیان اس آیت از زبان خود و واضح کردہ در حق سید خونہ میر یکن“ ص ۲۵۔ آیت کا بیان۔ بندگی میان کو عطیہ فیض ولایت بلا واسطہ ص ۲۶۔ سب ۱۷۔ ”بندگی میان کی حضور ہمدی میں رہنے کی کمال آرزو۔ سیدنا ہمدی کا یہ فرمان کہ سب ۱۷۔ ”بھائی سید خونہ میر۔ انیال از رضا بندہ شما بخاٹہ خود بر وید، بہر حال شما نزدیک بندہ اید“ ص ۲۶۔ ہمدی کو نزدیک بنانے میں کمال یکتائی و یگانگت۔ سب ۱۷۔ نور کے نزول پر یہ بشارت کہ ”اس خلعت خلافت است کہ از رب العزت یافتہ اید“ ص ۳۰۔ اس کی توضیح بشارت قائم مقام سے (نیک) گزشتہ صفحوں کے متعلق حاشیہ ص ۳۸

چوتھی فصل - بڑی میں بشارتیں - ص ۲۹-۳۶ (۱ بشارت)

دببت) سلطانِ گجرات کی جانب سے فرمانِ اخراج ص ۲۹- مبارز الملک کے تباہی پر سیدنا ہمدانی کا فرمان - ہندگی میاں کو نظر بند کرنے کی وجہ - سیدنا ہمدانی کی بڑی کو تشریف آوری ص ۳۰- عین دعویٰ ہندیت کے وقت لفظ قید سے نکل کر ہندگی میاں کی حضور ہمدانی میں تشریف آوری - نوٹ نظر تید کا نتیجہ ص ۳۰ بڑی میں آثارِ قدیمہ کے متعلق نوٹ ص ۳۰ بھائی سید خود میر بیاٹید - خوش آمدید - خدا سے تعالیٰ مقصود خود خودی کند - ذات شہا سلطان انصیہ ناصر ولایت مصطفیٰ است - محمد مصطفیٰ برے نصرت ولایت خود ناصر خواستہ بوند و اجعل فی عون لہ ناک سلطاناً نصیبی - مراد ازیں ذات شہا است - ص ۳۱- دعویٰ ہندیت کے لئے ارشاد خداوندی - دعویٰ مؤکدہ کا اظہار پڑھو س الفاظ میں ص ۳۱- ہندگی میاں اور جمیع صحابہ کا اقبال - ناصر کی تعریف اور اُس کی باطنی شان ص ۳۳ ناصر ولایت مصطفیٰ کا مخصوص کام طالبان حق کو حدوت سے نکال کر دیدار خدا سے شرف کرنا جو کہ زندگی کا مقصود اصلی ہے ص ۳۴-

پانچویں فصل - نصر پور میں بشارتیں - ص ۳۷-۴۲ (۲ بشارتیں)

(جگہ) سیدنا ہمدانی کی نصر پور تشریف آوری - بعض صحابہ اور حضرت صدیق ولایت کو گجرات بھیجنے کے لئے ارشاد ص ۳۷ جالور اور ولایان ریاست پر نوٹ ص ۳۷- ہندگی میاں شاہ نظام مالٹا پر نوٹ - پارٹی والوں کے باغ پر نوٹ ص ۳۸- ہندگی میاں کو یہ بشارت کہ جگہ در رفتن شہا چہرے مقصود خدا سے تعالیٰ است رویدہ جگہ ہندہ بفرمانِ خدای فرستہ - خدا سے تعالیٰ برے زیادت کو دن در دشمن ساختن دین خود خود خواہا اور دیا ص ۳۸- ہندگی دیا کی پٹن کو روانگی اور پارٹی والوں کے باغ میں قیام - سلطان محمود بیگ پر نوٹ ص ۳۹- ہندگی میاں سید محمد بہشتیت ملازمت چانپانیر شریف میں - چانپانیر پر نوٹ ص ۴۱ حضرت صدیق ولایت کو آپ کی تشریف آوری کا انتظار - ہندگی میاں سید محمد کی چانپانیر سے روانگی اور رادھن پور میں قیام - ہندگی میاں شاہ نعمت جماعت کثیر کے ساتھ رادھن پور میں - حضرت صدیق ولایت کی بھی جماعت کثیر کے ساتھ رادھن پور تشریف آوری اور حضرت ثانی ہمدانی کی خدمت میں گل مال و اسبابِ بند نذر - ص ۴۲- کرامت - سیدین اور حضرت مقراض بدعت علی حجت الہی قافلہ کے ساتھ فرج مبارک کو روانگی - تمام سفر میں حضرت ثانی ہمدانی کی سید خدمت اور ہر طرح کی آرام رسانی ص ۴۳- ہندگی میاں کو بشارت نمبر ۲۷-۲۸ میں پانچ مخصوص بشارتیں اور ان کی صراحت - ص ۴۳-

چھٹی فصل - فرح مبارک میں بشارتیں جس میں ۲۲-۲۱-۲۰ (۱۰ بشارتیں)

سیدین رضی اللہ عنہما کو بعد از مشترک بشارتیں۔

(۲۰) سیدنا ہمدیٰ کو سیدین کے آنے کی جید خوشی۔ ائمہ المؤمنین بی بی، ان جنی کے اساتذہ ازلہ کے بڑا یا رب
 "آں بندگان خدا کہ از بجزات می آیند در میان ایشان دو کس چنان ہستند کہ" بتہ ایشاں بس یا ز ہمدیٰ خواہند
 شد" یہ دو شخص "بھائی سید محمود و بھائی سید خوند میر" ہیں۔ ص ۲۵-۲۶ کی نیوں سید خوند میر کے جید امام رسالی کے
 اظہار پر سیدنا ہمدیٰ کی بشارت کہ بت "بھائی سید محمود۔ دریں چہ عجب است کہ ایشاں براد حقیقی شما از بجز
 بت و بندگی میاں سید خوند میر را" پس حقیقی "ذمہ دند" براد حقیقی "اور ذمہ تقہاں بھی شرح (کتب) با وجود
 مبارز الملک کی بھیکوشش کے حضرت صدیق ولایت نے اپنے نانا کا منہ نہ دیکھتے کی کیفیت میں کہ حضرت امام علیہ السلام نے
 نے فرمایا بت "مرد خدا ایں چنین کس را با یگفت کہ از پس یک دیوار ماندند ملاقات مبارز الملک براتے شد تا
 ہجده ماہ نہ کرد مد" "مرد خدا" یا مژور ربانی "اہل دل نہیں بلکہ اہل اللہ کا مترادف ہے۔ ص ۲۸ دکتا سیدنا ہمدیٰ
 علیہ السلام کے بیان قرآن کا بیج بدلا ہوا دیکھ کر صحابہ کے استفسار کرنے پر فرمایا کہ بت "ہا ملان ایں بیان آمد و اند
 اکنون براتے کہ داشتہ شود" یہ بشارت چار پانچ ہزار صحابہ کے جمع کثیر میں دی گئی ص ۲۷-۲۸ سیدنا ہمدیٰ حافظ قرآن
 و صحیح کتب آسمانی۔ اور آپ کا بیان قرآن بیان مراد اللہ۔ بیان قرآن کا اثر صحابہ پر۔ آپ کے بیان قرآن کے
 بہترین اثر کو مخالفین نے سلطان محمود دہلی کے سامنے بڑے پیرایہ میں ظاہر کیا جس کی وجہ سے آپ کو اخراج کا حکم
 بندگی میاں کی زبان سے بیان ہمدیٰ کی شان حضرت ثانی ہمدیٰ کے بیان قرآن کی شان ص ۲۳ آپ کے بیان
 کا اثر مخالفین پر سلطان مظفر ثانی کے حکم سے آپ قید کئے گئے۔ ص ۲۴ بندگی میاں سید خوند میر کے بیان قرآن کی
 شان کی نسبت صحابہ کے اقوال۔ اطھارہ صحابہ کی نسبت مختصر مختصر نوٹ ص ۲۶۔ کیاں پھیل میں صحابہ کا اطلاع
 بندگی میاں شاہ دلاور نے چار وجوہ بیان کر کے جمع صحابہ میں حضرت صدیق ولایت کی افضلیت ثابت کی ص ۲۷۔
 بندگی میاں شاہ نظام وغیرہ صحابہ کی بندگی میاں سے بیعت افضلیت ص ۲۹ وضع بیعت میں اجماع صحابہ پر۔
 ص ۲۹ تمام صحابہ نے بندگی میاں سے بیعت افضلیت کرنی ص ۳۰ بندگی میاں شاہ دلاور فرماتے ہیں کہ اگر کسی
 و فضل گفتن بندگی میاں رافضی شود بندہ رافضی است یہ حضرت ہمدیٰ کے اشعار ص ۳۰ (۲۱) ارات کو بھی
 اور دن کو بھی سیدین کی تعلیم میں مصروفیت دیکھ کر ائمہ المؤمنین بی بی یون جنی کے عرض کرنے پر حضرت امام علیہ السلام نے

فرمایا **بک** ”فرمان خدا شد کہ لے سید محمد ہیں، دو سیدین را تعلیم و حدایت ما، و احدیت ما، و احدیت ما، از ازل تا اب؛ ہرچہ شدہ و سرچہ می شود، و ہرچہ خواہد شد، کن این سبب اس ماجراست۔“ ص ۶۱۔ حضرت سیدنا علیہ السلام فرمودند کہ **بک** ”بروز خستہ اگر بندہ را از حق تعالی فرمان شود کہ لے سید محمد آترا ہدی ہو نو، و حاتم، نایت ہجرتی کردانیدیم۔ اکنون برے ماچہ تحفہ آوردی“ و میراں علیہ السلام ہمیں نمایند کہ ”لے باری تعالیٰ ہیں در میدان و صالحان را مسلمان نام کردہ، ہر گاہ نو آوردہ ام۔ حق تعالیٰ بلطف خویش قبول نماید۔“ ص ۶۲۔ ”مسلمان تمام“ ”از سر تا پا مسلمان“ کو اہم ۱۰۱۔ و فہم میں نظر اتم، سر تا پا ولایت، و میرا امانت کہنے ہیں یہ تہذیب و رویت خاص سے تعلق رکھتا ہے **بک** ”ایشان ۱۰۱۔ و ذاتی اند“ ص ۶۳ اس سے اعلیٰ مرتبہ کوئی نہیں ہے۔ اس مرتبہ کے درجہ کو سیر ولایت اور سیر نبوت دونوں حاصل ہیں۔ **بک** ”فرمان خدا می شود کہ لے سید محمد ہر دو سیدان، و ہر دو برداران، و ہر دو جوانان، و ہر دو صالحان کہ راستا و چپاے تو اند؛ برگزیدہ اند۔ ایشاں ہر دو را بے واسطہ فیض از حضرت مامی رسد۔“ ص ۶۴۔ دو سہمانیوں کو مغالطہ۔ پیغمبروں کو حضرت امام کی محبت کی آرزو حضرت ثانی ہدی کی روئے پر تمثیلوں سے تفہیم اور تسلی تہذیب کی اناسلیت کے بارے میں ”تہذیب“ کا نیز پورہ میں اجماع۔ اس کی تحقیق کے لئے احمد آباد میں ائمہ المؤمنین بی بی بون تہذیب، و ستفسار صحابہ کو سیدین کی افضلیت کا یقین ص ۶۵ مرتبہ بلا و اسطگی مرتبہ باہوت ہے۔ جو کہ اصالت حضرت فاتمین کا مرتبہ ہے۔ ان سے فیض ہدی جاری۔ اولیٰ یہ طریق ہی حق ہے ص ۶۸۔ **بک** ”چنانچہ در میان فرشتگان بر ہمہ ملائکہ ہنتر جبرئیل و ہنتر میکائیل را شرف است، چنانچہ بر ہمہ یاران میراں سید محمود و میاں سید خوند میرا فضل و شرف است“ ص ۶۹۔ بیلاوط میں افضلیت سیدین کے بارے میں اجماع ص ۶۹۔ **بک** فرمایا کہ ”و والسابقون السابقون اولیٰ علیٰ المقربون۔ فی جنت النعیم۔ ثلثہ من الاولین۔ و ثلثہ من الاخرین۔“ و اصحاب الیمین۔ ثلثہ من الاولین۔ و ثلثہ من الاخرین (۱۰۱) پڑھی، اور فرمایا کہ مراد از ثلیل میں الاخرین میراں سید محمود و میاں سید خوند میرا سید سابقون لاہوتی ہیں۔ اس آیت کو آیتہ..... فمنہم ظالم لنفسہ۔ ومنہم مقتصد۔ ومنہم سابقون بالخیل تا سے تطبیق۔ ص ۱۰۱۔ یہ لاہوت پیغمبروں کا لاہوت ہے نوٹ سیدین کو دیدار ”مومبو“ اور ”وراعے مومبو“ حاصل ہے اور آپ تبعاً ہوتی ہیں۔ ص ۱۰۳۔ **بک** فرماتے ہیں کہ ”ولو لا فضل اللہ علیکم و رحمۃہ لا تبعتم الشیطان الا قلیلاً (۱۰۱) ترجمہ اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو یقیناً سو چند لوگوں کے تم و سب لوگ، شیطان کی پیروی کرنے لگتے (۱۰۱) فرمودند کہ مراد از اصلا قلیلاً ذات

میراں سید محمود و میاں سید خوند میراں است۔ شیطان اُن ہی لوگوں کو گمراہ کرتا ہے جو عرفان میں ناقص ہیں۔ رویت میں محکم اور مشابہ کی تعریف سیدین کو کمال عرفان یعنی **عِلْمُ لَدُنِّی** حاصل ہونے کی وجہ سے شیطان اُن کی ہوا میں بھی نہیں آسکتا تھا۔ ص ۵۷، ۵۸ فرماتے ہیں کہ ”اگر میراں سید محمود و میاں سید خوند میراں چیزے ضعیفی کنند، برایشان حجتہ نیست۔ حجتہ برقرآن و بر رسول و بر بندہ است نہ برایشان۔ ایشان ہم ہرگز ضعیفی نکلند“ ص ۵۷۔ خصوصاً اور عزیمت کی تعریف ص ۷۶۔ اعلیٰ اخلاق اور ہر امر میں عزیمت پر رہنے کی نسبت صحابہؓ کا اجماع ص ۷۷۔ عالی ہمت اور کم ہمت کی تعریف سیدین کا حال اس حدیث قدسی کے موافق کذلت **للمعدہ و لبصہ**.... حضرت ثانی ہمدی کے متعلق یکتائی کی بشارتیں سیدین شریک فی الدرجات ہمدی۔ سیدین کا قول **ذوعل بحیثیت بیعت تامہ** تین کا قول **ذوعل** ہے ص ۸۱۔ **بکلمہ** فرمان خداوندی ہو رہا ہے کہ ”اے سید ہم بدل و آگاہ باش کہ در حضرت ما برابر ایشان ہیج کس نیست“ ص ۸۱ اس بشارت سے افضلیت سیدین کا ثبوت۔ **بکلمہ** ثانی ہمدی نے بندگی میاں سے فرمایا حضرت میراں علیہ السلام نے ہم کو یہ بشارت دی ہے کہ ”شمارہ دوئیے مقام راہستید“ بندگی میاں کے فقرہ اور فیض کی شان تیوت و افضلیت سیدین ص ۸۲۔ فہرست بشارت مشترکہ ۱۳ عدد ص ۸۳۔ منقبت مشترکہ از قلم مہرشی ص ۸۵۔ **بکلمہ** میاں ہمیرمہاؤ۔ سے فرمایا ”شستن کا شما است کہ شما کا سب ہستید۔ و کار ایشان دیگر است ایشان را عطا است“ ص ۸۶۔ دو قسم کے صحابہ تین قسم کی عقلیں۔ فطرۃ اللہ کی معرفت رکھنے والے ہی اقرب الطریق یعنی اوپر واڑے کے راستے پر ہیں۔ اُن کی شان۔ **نوٹ** حضرت روشن متور کو یہ عطیہ حاصل تھا ص ۸۹۔ اقرب الطریق کی تعریف ص ۹۰۔ ایمان کی دو قسمیں۔ بندگی میاں شیخ مصطفیٰ گجراتی کے دائرہ کے ایک فقیر کو دیدار خدا۔ میاں شیخ مصطفیٰ بر **نوٹ** ص ۹۲۔

ساتویں فصل۔ اخلاق و علوم مرتبت۔ ص ۹۳-۱۲۳ (۱۵ بشارتیں)

(۱۵) حضرت صدیق ولایت مرید ہونے کی غرض سے مختلف شاخوں کی خدمت میں ص ۹۴۔ منصب شخصت ہزاروی مع صوبہ داری پٹن و جمع لوازمات سے بندگی میاں کا انکار۔ ص ۹۶۔ بندگی میاں میں کشف و کرامات۔ اگلی بشارتوں کا اعادہ۔ **بکلمہ**۔ بندگی میاں کی شان میں فرمایا ثانی اثنین اذھما فی الغار تو جملہ دو میں کا دوسرا جب دونوں فارغ ہوئے تھے۔ **بکلمہ**۔ بشارت ”ابو بکر ثانی“ ص ۱۰۰۔ **بکلمہ** ”بہائی سید خوند میراں“ ماہ شدہ است کہ فرمان حق تعالیٰ می شود کہ آنچہ بر دل بندہ نزل می شود، ہماں نزل بر دل شما

حی شود: ص ۱۰۰۔ **ب ۱۰۰**۔ ”آنچہ دریں سینہ ظہور شدہ است (بندگی میاں کے سینے پر اپنا پنجہ رکھ کر فرمایا) ہماں

ظہور در سینہ شہا شدہ است“ ایسا تین مرتبہ اپنے اور بندگی میاں کے سینہ مبارک پر پنجہ رکھ رکھ کر فرمایا۔ ص ۱۰۱۔

ب ۱۰۱۔ ”فرمان خداے تعالیٰ ہی شود کہ اشارہ بر سینہ مبارک کردہ، آنچہ دریں جا بخوتہ شد (اشارہ بر سینہ بندگی میاں

منودہ، این جا بر سخت۔ باز فرمودند کہ آنچہ دریں جا بخوتہ شد باز فرمودند کہ آنچہ دریں جا بر سخت اس جا

بخوتہ شد۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو بھی ایسی ہی بشارت ما صاب اللہ... بندگی میاں کو فیض

نبوت اور فیض ولایت دونوں حاصل تھے **ب ۱۰۲** حضرت امام نے بندگی میاں کو ثانی علیؑ فرمایا ص ۱۰۲۔

بندگی میاں دروازہ علم ہیں **ب ۱۰۳** ”بھائی سید خوند میر شہا اسد اللہ الغالب ولایت مصطفیٰ ہمتید“ ص ۱۰۳

بندگی میاں کی ذات میدان رویت میں شیر خدا ہے۔ بندگی میاں کو دروگم حاضرین مجلس کے ایک ایک فرزند قرار

دال کر ان کو مرتبہ ہا ہوت کے دیدار سے آن واحد میں شہرت کر دیا ص ۱۰۴۔ کھال بھیل۔ سدر اسن اور بھیلوٹ پر نوٹ

نوٹ میں کلام قدسی من طلبنی و جلدنی... بلخص قصیدہ۔ آن کہ می داو... ص ۱۰۵۔ **ب ۱۰۵**

اہی محمد رسول اللہ المصطفیٰ دادی۔ بندہ را چہ دادی بہ فرمان شد۔ لے محمد ترا بدلہ مصحف سید خوند میر را وادیم“

ص ۱۰۶۔ بے نظیر بشارت۔ قرآن کریم کی طرح آپکی ذات ہدایت مجسم۔ آپ کی ذات میں جمیع صفات حسنہ جو قرآن

پاک میں مذکور ہیں ص ۱۰۷۔ **ب ۱۰۷**۔ معال میں ندی۔ اُس کی توفیح۔ ”اُسے آنچہ دیدید تحقیق است۔ دنیا مثال جوے

پُر جو شہی رود۔ و ضلایق در طلب دنیا مردہ صفت بچوں فارخس می روند۔ دریں جوے کسے کہ دنیا را پر بلاد استہ

شب روز قصہ برون شدن می کند آن را حضرت محمد مصطفیٰ۔ و بندہ۔ و شہاد و رحمی کنند۔ کار شہا ہم ہیں است

زیرا کہ محمد مصطفیٰ۔ و بندہ۔ و شہا جہانیم۔ یکے ہستیم“ ص ۱۰۸۔ موسم کے گوگ۔ نفس ایماں رکھنے والے اور نفس ایماں

نہی نہ رکھنے والے نفس ایماں کی تعریف۔ نوٹ۔ ذرہ برابر بھی ایماں رکھنے والے کے لئے شفاعت ص ۱۱۰

بندگی میاں کو ذات خاتمیت میں یکتائی۔ آپ کو فیضان نبوت و فیضان ولایت دونوں حاصل۔ اسی طرح سیر نبوت

اور سیر ولایت بھی۔ نوٹ۔ سیرین کو سیر نبوت و سیر ولایت بلکہ جمیع کمالات میں درجہ اکمل حاصل ص ۱۱۱

ب ۱۱۱۔ ”اے برادر میر خوند میر۔ ہر کہ دشمن شہا است۔ آن کس دشمن ماست۔ و ہر کہ دشمن ماست او دشمن رسول اللہ

است۔ و ہر کہ دشمن رسول خدا است او دشمن خدا است“ ص ۱۱۲۔ واقعہ جینت لہریہ صحابہ کی شان۔ کسی صحابہ بھی

کی بے ادبی پر تجدید نکاح۔ قول بندگی میاں شاہ دلاور بہشت کے دروازے پر تین چیزیں ص ۱۱۵۔

ب ۱۱۵۔ ”دادہ الہی را شمار نیست و در عقل بشر امکان نیست۔ کسے داند کسے را می دہد۔ خدا می دہا نہ خدا می دہد

چنانچہ میاں سید خوند میر دادہ آل کس داند یا اہل میاں سید خوند میر داند۔ الحال معلوم نمی شود۔ بیشتر معلوم خواہند کہ این جنس دادہ است“ ص ۱۱۵۔ بندگی میاں کی ذات فیوضات الہی کا سر یا **ب** ”بھائی سید خوند میر۔ در فدائی خدا از شما کسے فاضل نیست“ ص ۱۱۵ **ب** ”بندہ طالب مشقت فاک از دست سید خوند میر است“ ص ۱۱۶۔ **ب** ”اے میاں سید خوند میر۔ بندہ بر شما باشد یا شما بر بندہ باشید“ ص ۱۱۶ حضرت امام کے جنازہ پر **نوٹ**۔ (ب) تصحیح یعنی داخلہ جمیع ارواح حضور جہدی علیہ السلام میں۔ **نوٹ**۔ روز ازل سے قیامت تک کے واقعات کا اظہار حضرت رسول کریم کی زبان مبارک سے۔ بندگی میاں کو بشارت کہ **ب** ”بھائی سید خوند میر۔ ہرگز نزدیک شما صحیح است از نزدیک ما صحیح است۔ وہرگز نزدیک شمار داست از بندہ، و محمد رسول اللہ خدا سے تعالیٰ مردود است“ ص ۱۱۹۔ بندگی میاں شاہ دلاؤر کا اس بار سے میں مسائنہ اور بر سر مجلس اس کا اظہار بندگی میاں شیخ مصطفیٰ کا معاملہ ص ۱۲۰۔ **نوٹ**۔ حضرت خاتم المرشد کا معاملہ آپ کو بھی یہ فرمان کہ ”اے سید محمود۔ شما حساب ہمہ عالم بگیرید۔“ ص ۱۲۰۔ تصحیح کی مزید صراحت ص ۱۲۱۔ حضرت ثانی جہدی ازل سے ابد تک کے واقعات سے واقف ص ۱۲۲۔ حضرت خاتم المرشد کے دیدار اور حکومت کی شان ص ۱۲۳۔

آٹھویں فصل۔ دیدار خدا۔ ص ۱۲۴۔ ۱۹۱ (۳۲ بشارتیں)

دبک پین شریف میں دیدار کی نسبت جو بشارتیں دی گئیں تھیں ان کا اعادہ اور شرح فرج مبارک میں بشارتیں۔ **ب** ”شما حال میاں یوسف را چہ آرزوی کنید! حال میاں سید خوند میر یہ بینید کہ ہفت دریا سے الوہیت نوشیدہ است لب تر نمی شود۔ و تجائی بر سجائی می شود۔ بشرہ تغیر نمی شود۔“ ص ۱۳۱۔ **ب** ”ہر چند کہ از حق تعالیٰ دادہ می شود۔ بس نمی کند طلبش کو تاہمی گردد“ ص ۱۳۲۔ **ب** ”برادر م سید خوند میر فدائی اللہ شدہ بہ بقا باللہ رسیدند“ ص ۱۳۲۔ **ب** ”نور عظیم کا آسمان سے اتر کر حضرت امام کی ذات سے بندگی میاں کی ذات میں ٹھہر جانے پر فرمایا ”اے نور ولایت محمدی است اولاً بر من آدہ۔ بعدہ بر شما آدہ“۔“ ص ۱۳۳۔ **ب** ”مختم ولایت بر ذات شماست“ **ب** ”شمار افنا در ذات بندہ است“ ص ۱۳۳۔ **ب** ”ما دشما یک ذات و یک وجود ہستیم۔ در میان ما و شما ہیچ فرقے نیست“ ص ۱۳۴۔ **ب** ”شمار اسیر در ولایت است“ ص ۱۳۴۔ **ب** ”شمار اور ذات بندہ سیر است“ ص ۱۳۵۔ **ب** ”معاہد میں حضرت جہدی علیہ السلام کی اہمیت اٹھانے پر آپ نے فرمایا ”اے ہر چہاں است چنانکہ دیدید۔ ایں بار ولایت مصطفیٰ است جز شما کسے نیست کہ برداشتن تمواند۔“ ص ۱۳۶۔ شان جہدی پر **نوٹ** ص ۱۳۶۔ **ب** ”شما تا ہم مقام بندہ

ہستید۔ ص ۱۳۸۔ قائم مقام کی تعریف اور اُس کے دونوں رخ پیک فیض ہمدی قیامت
تک جاری رہنے کی نسبت کئی فرماں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ان مآقاہم قیامت قائم باشند و اگر وہ
برادر مہر سید خونا میر۔ ص ۱۴۰۔ بک ۱۰۰ اگر بندہ ہمدی موعود است گروہ گروہ سید خونا میر است۔ ص ۱۴۰۔
بک ۱۰۰ ”چنانچہ از من فیض جاریست ہچناں از شہا فیض جاری خواہد شد۔ و بسیا کہ ان از سبب بیان و
پیشو رده شہا بخدا خواہد رسید۔ ص ۱۴۱۔ بک ۱۰۰ ”بندہ کے فیض کی بہر میں بندے کے صحابہ سے بڑے
زوروں سے رہی ہیں جن کا شہر رہنے کے کانوں میں آ رہا ہے۔ لیکن یہ سب بہر میں بھائی سید خونا میر
کے دریا سے ملیگی اور ان کے فیض کا دریا قیامت تک جاری رہے گا۔ ص ۱۴۱۔ بک ۱۰۰ ”دقتے کہ میں از ہر جا
برخاستہ شود بر شکم خونز خاطر تا قیامت قائم باشد۔ ص ۱۴۱۔ بک ۱۰۰ ”بہم درہائے فیضان مدد و خواہند
شد مگر در فیضان این دختر تا قیامت مفتوح خواہد ماند۔ ص ۱۴۱۔ نوٹ۔ حضرت خاتم المرشد سے
فیض جاریہ کے متعلق بشارتیں ص ۱۴۱۔ بندگی میاں کے سلسلہ عالیہ میں فیض ولایت مقیدہ اور فیض
نبوۃ مقیدہ دونوں جاری رہنے کی نسبت خود بندگی میاں کا فرمان۔ ص ۱۴۳۔ حسب فرمان حضرت
ہمدی حضرت علیؑ کو پورہ ولایت کچھ دینگے اور کچھ ان سے حاصل کریں گے۔ ص ۱۴۳۔ بک ۱۰۰ ”در پیش و سے
ہفت ہمدی ہادی شوزد۔ ص ۱۴۴۔ ان سات ہادیوں کے نام۔ سید خاں پر نوٹ ص ۱۴۴۔ سات چاند کے
نام۔ ص ۱۴۵۔ ان ساتوں چاند پر علیؑ ہ علیؑ ہ علیؑ ہ علیؑ ہ علیؑ ہ علیؑ ہ علیؑ ہ علیؑ ہ علیؑ ہ علیؑ ہ
کا رنگ دیکھ کر کہ معطر چلے گئے۔ وہاں حضرت صدیق ولایت کی ذات میں دیدار خدا کھان کھیل کود اسی۔
آپ کو اولو العزم پیغمبروں کے مقامات کی سیر۔ بندگی میاں میں مکالمہ۔ سیر کی تفہیم۔ ص ۱۵۲۔ بک ۱۰۰
”بینائی حق تعالیٰ بار امانت است فرما کر آج قل لهذا سلیبی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن
اتبیعنی پڑھی اور بندگی میاں سے مخاطب ہو کر یہی آیت پڑھ کر فرمایا ”چنانچہ بندہ قدم بر قدم محمد مصطفیٰ است
ہچناں شما قدم بر قدم بندہ ہستید۔ ص ۱۵۳۔ آپ تبعاً و اعمی الی رویت اللہ ہیں۔ ص ۱۵۳ (ملاحظہ
ہو تبلا) آپ نے یہ عہدہ بینائی وصال کے وقت بندگی میاں کے حوالہ کیا۔ ص ۱۵۴۔ بک ۱۰۰ ”بھائی سید خونا میر
شما اسرو احنا اجسادنا و اجسادنا اسرو احنا ہستید۔ ص ۱۵۵۔ گنجوی پر نوٹ۔ ہمدی کے جسم
کی تعریف۔ تبعاً بندگی میاں کا بول و براز بھی نظر نہیں آتا تھا۔ ص ۱۵۶۔ کا ہا میں ۸۳ صحابہ کے دفن ہونے
اور قبریں کھودنے پر کچھ بھی نہ بھگنے کا واقعہ نظم میں ص ۱۵۶۔ نوٹ۔ سیدنا ہمدی کا اپنے کو بندہ کہنے میں نکتہ

صحابہ کی میتیں چادر کی آڑ میں رکھتے ہی چاکھکان دے لے لیاں ہو جائیں ص ۵۸ بندگی میاں کے سارے چار سو فقیروں کی بھی وہی کیفیت جو ص ۸۳ صاحب کی تھی۔ نوٹ۔ حضرت خلیفۃ مگر وہ کے فقیروں کی میتیں بھی قبر میں بے پتہ ہو جائیں ص ۵۸۔ **ب** ”بھائی سید خوند میر۔ فرماں حق تعالیٰ ہی شو کہ انا اعطیناک الکوثر مراد از کوثر ذات ثنات ص ۵۹۔ غامبیں کو ساتی کوثر کبھی کی وجہ بر لقیقت میں کوثر کی تعریف ص ۱۶۰۔

بندگی میاں تبعاً ساتی کوثر ہیں۔ **ب** ”آں فرزند ولایت مصطفیٰ سید خوند میر است۔ ص ۱۶۱۔ قرآن پاک میں ولایت کی تعریف۔ لفظ ”ولایت“ بندگی میاں کے نام کے ساتھ آٹھ باتوں میں۔ فرزند ولایت ”فرزند حقیقی اور فرزند نور“ مترادف لفظ ہیں فرزند حقیقی کی تعریف ص ۶۲۔ **ب** سیدنا جہدی نے یہ کہتے پڑھی قل ای شخی اکبر شہادۃ قل اللہ شہید بینی وینکھ۔ ۵۱ وحی الی الخلد القراء۔

لانڈس کھ بدہ ومن بلخ (پ) اور بندگی میاں سید خوند میر سے فرمایا من بلخ محمد بندہ است: من بلخ بندہ شاید۔ یعنی بندہ بہنڑا محمد رسیدہ است و شما بہنڑا بندہ رسیدہ اید۔ ص ۶۳۔ **ب** سیدنا جہدی نے آیت فقل اسلمت وجهی لله ومن اتبعن (پ) پڑھی اور بندگی میاں سید خوند میر سے فرمایا: ہا بلخ تام محمد در اسلام بندہ است۔ و بلخ تام بندہ در اسلام شہاید۔ ص ۶۴۔ **ب** سیدنا جہدی نے آیت طبعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکھ (پ) پڑھ کر فرمایا: ہا بھائی سید خوند میر مراد از رسول محمد مصطفیٰ۔ و اولی الامر جہدی۔ و اولی الامر جہدی شہا ہستید۔ ص ۶۵۔ بندگی میاں اولی الامر بھدی یعنی حاکم الزماں ہیں۔ اسم خوند میر کی ترکیب اور معنی اولی الامر کی دوسری توجیہ خوند کار کے ہم معنی نوٹ۔ بندگی میاں سید نور محمد کو خاتم کار کی بشارت کس معنی میں دی گئی ہے۔

بھائی سید خوند میرا فرستند ہر روز از عرش مجید عروج و بہبوط می کنند۔ ص ۱۶۶۔ دو قسم کے ساز اسرفی الحقیقت کی تعریف آیات قرآن سے۔ سیدنا جہدی اصالتہ اور بندگی میاں تبعاً مسافر دائمی ہیں۔ منطلق الطیر (مشور) پلنوٹ ص ۱۶۹۔ **ب** سیدنا جہدی نے آیت شمر اور ثنا اللکتاب الذین اصطفینا من عبادنا فنتھم ظالم لنفسہ۔ و منھم مقتصد۔ و منھم سابق بالخیرات باذن اللہ۔ ذلک هو الفویہ الکبیر۔ (پ) پڑھی اور فرمایا ”بھائی سید خوند میر شمایہ ہر صفت میں آیت موصوف ہستید۔ ص ۱۶۹۔ و از کتاب اللہ میں قسم کے برگزیدہ بندہ سے گردہ بھدی میں ان تینوں برگزیدہ بندوں کی شان۔ بندگی میاں کے خصوصیت سے دانت کتاب اللہ

ہونے کی وجہ سے ۱۷۱-۱۷۲ کے سیدنا ہمدانی کے اسمائے مبارک کی فہرست ان مبارک ناموں میں سید محمد خدابخش کے نام سے بندگی میاں کو اس طرح موسوم فرمایا کہ ”چنانچہ سید محمد خدابخش پہچانتا سید خود میر خدابخش“

ص ۱۷۳-۱۷۴ خدابخش کی اشعار۔ ”امروز در حق شما چنان فرمان می شود“ ص ۴۴، رات بھر راز و نیاز کی باتیں ہمدانی کی چادر بندگی میاں کے جسم پر اور بندگی میاں کی چادر ہمدانی کے جسم پر سکاں فنا نیت اور یکتائی حلی صورت میں۔ ص ۱۷۴ (۸۵) نقل گندم کاشت ص ۷۷، نوٹ۔ فقہ میں نقل گندم کاشت کس طرح ہے؟ سیدنا ہمدانی فرماتے ہیں ”آدم صغی اللہ گندم کاشت۔ و نوح نجی اللہ آب داد و ابراہیم خلیل اللہ شت پاک کرد، و فاشاک راہیروں انداخت و موسیٰ کلیم اللہ درو کرد۔ و عیسیٰ روح اللہ خرمن کرد۔ و محمد رسول اللہ آرد کرد، و نمان بخت، و خود چشید، و برائے فرزند داشت، و اک فرزند ہمدانی است۔ و بندہ چشید، دیاں سید خود میر براجت نیر“ ص ۱۷۵۔ ”فرمان فدائی شود کہ لے سید خود میر چندیں قطعہا و تشر فہم ترا، و کسانے کہ اشب در دائرہ بستند ایشال را از حضرت مادادیم (در آں تشر فہما کیجے ایں بود کہ) ”گوشت و بہست، و دستخوانہا، و موسے موسے ترافنا بخشیدیم“ ص ۱۷۶۔ اس فرمان میں بندگی میاں نے گوشت، پوست، کئی مخصوص اشعار۔ ”لے سید خود میر ہر کہ دریں شب در درگڑ تو ساکن بود، مرد یا زن، خورد یا بزرگ، مالک یا زائر، از دے خوشنود شدیم، و جگہ گناہان او بیا مزیدیم و ایمان قطعی خدایت نمودیم، و نجات ابدی بخشیدیم“ ص ۱۷۷، دائرہ کو بت رات۔ ”ماریخ ۲۶ مرزی الحجۃ ۹۲۶ھ جمعرات یعنی ستائیسویں رات کو مقام کھاں بھیل یہ بشارت۔ اس رات کو گروہ مقدسہ میں لیلۃ الایمان اور لیلۃ الحجرات کہتے ہیں۔ اسی رات کو بندگی میاں سید شریف الملقب بہ تشریف اللہ (من جانب اللہ) پیدا ہوئے۔ اس لئے اس مبارک دن کو یوم التشریف کہتے ہیں۔ نوٹ۔ بندگی میاں سید تشریف اللہ کی ولادت پر ماں کو دس روز کا ناقہ اور ولادت کے وقت ٹٹھا تا چیراغ تک موجود نہیں تھا۔ بندگی میاں کے فرمان سے سب لے روگا یہ شکر پڑے۔ بیٹ میں درد کی وجہ۔ و اتعشق البطن کے بعد بندگی میاں کا پیشاب بیخانہ غائب ص ۱۷۸

بندگی میاں کے دائرہ کو تین تین مرتبہ دیدار خدا کا عطیہ، اس عطیہ کی شان۔ ص ۱۷۹۔ قصیدہ ص ۱۸۰

نوٹ۔ فیض ولایت کی ۳۱ اہریں۔ پہرہ عام اور اجماع پرستقل مضمون ص ۱۸۳۔

نویں فصل۔ شہادت مخصوصہ ص ۱۹۲-۲۸۷۔ ۲۸۷ اشائیں

۲۸۷، سیدنا ہمدانی نے بمقام ناگور حجۃ ہمدانی کا اظہار اس طرح فرمایا ”قالذین ہاجر واخذ۔ و اخر جوا

صن دیار ہمدندہ اور ذوالفنی سبیلی شد۔ وقتلو وقتلو کہ مانده است ماشاء اللہ خواہ شدہ
ص ۱۹۴۔ علمائے فرخ کا حضرت ہمدندی کی شہادت کی نسبت خیال۔ آپ کا جواب ص ۱۴۵۔ حضرت صدیق
ولایت نے ہندگی میاں یوسف کی معرفت ”بدلہ ذات“ کا استفسار کروایا۔ سیرناجدی کی ہندگی میاں کو نبات
۹۲ یہ بھائی سیدخوندمیر آہستہ آہستہ۔ اس صفت ذات بندہ بہ شما خواہ شدہ۔ شما حاصل این بار ولایت
ستیدہ ص ۱۹۶ (تبل) ہندگی ملک سخن کا خواب۔ ہندگی میاں کا معالہ ہندگی میاں کو بشارت کہ ”بھائی
سیدخوندمیر۔ آں آفتاب ولایت است۔ بار ولایت بر شما خواہ آمد۔ بار میں تمام برس شما خواہ آمد۔ ص ۱۹۷
۹۳ ”بھائی سیدخوندمیر بندہ را بسیار اشتیاق این صفت قتلوا وقتلو ابوہ۔ فاما کنوں فریان حق تعالی
چنین می شود کہ بر شما خواہ شدہ بندہ تومی وضعیف چہ دانہ فرمان چنین است ”ص ۱۹۸ (تبل) ”بھائی سیدخوندمیر
بار خود ناقابل رانمی دہد، و از قابل نمی گذرد شمار قابل این باہیانت و بار ولایت داد ص ۱۹۹ (تبل) ”ام المومنین
بی بی بلون حنی سے فرمایا ”آسے از براسے برداشتن بار ولایت صطفی پایہا سے بھائی سیدخوندمیر استوار کردہ شدہ
اند کہ بازرگراں بردارند ”ص ۱۹۸۔ ”ام المومنین بی بی ملکائین سے فرمایا ”آنجہ دیدید تحقیق است بھائی
سیدخوندمیر سردار این گروہ اند۔ سردار حضور بندہ است، و گروہ نزد حق تعالی است۔ وقت کہ آں صفت موجود
را سرانجام رسانیدن خواہند است، گروہ باسردار جمع کردہ کار با تمام خواہد رسانید ”ص ۱۹۹ (تبل) سیدنا
ہمدندی کی نظر ہندگی میاں پر پڑی اور روتے ہوئے فرمایا ”بر سر این غریب چہا چہا خواہ شدہ“ (تبل) ”ام المومنین
بی بی ہکیمیا سے فرمایا ”آسے ہنوز آں گروہ پیش این بندہ ظاہر نہ شدہ است خواہ آمد ”ص ۲۰۰ بندگی
شاہ دلاور اور ہندگی میاں خوندمیر شیخ گوہر سے معاملہ کی خبر لوٹ۔ ہندگی میاں شاہ نظام غالب۔ ہندگی ملک سخن
اور ہندگی ملک معروف پور۔ ص ۲۰۱ (تبل) ہندگی میاں شاہ نظام غالب۔ ہندگی ملک سخن۔ ہندگی ملک معروف
کو آں کے خواب اور معاملہ کا جواب دینے کے بعد ہندگی میاں کے عرض کرنے پر فرمایا ”بھائی سیدخوندمیر
بر شما بار ولایت صطفی نازل شدہ۔ و علاء سرخ کہ دیدید قتلوا وقتلو است۔ از شما خواہ شدہ ”ص ۲۰۲
دیک، بار ولایت صطفی انیز بار امانت یہ دونوں شہادت مخصوصہ اور دیدار خدا ان دونوں معنوں میں متعلق
ہوئے ہیں۔ ص ۲۰۲ ”بھائی سیدنا ہمدندی نے آئے انا عرضنا الامانہ علی السموات والارض
والجبال فابین ان یحکمنہا وانشقن منها وحملا الانسان (پت) ”پڑی اور فرمایا بھائی
سیدخوندمیر مراد از سموات انبیا، والارض اویا، والجبال علما کا بین ان یحکمنہا امثال

است، و حملہا الا انسان مرزات شہادت یہ ص ۲۰۲۔ ۲۰۱۔ ”اے سید محمد ورازل ما مقرا است کہ بر خاتم الانبیاء و بر خاتم الاولیاء بھیج کس قادر بنا شد۔ و شمشیر کار نکند۔ پس چونکہ ترا خاتم ولایت محمدی کردہ ایم لہذا بدلہ تو سید خود میرگر دانیہیم“ ص ۲۰۳۔ ۲۰۲۔ ”بھائی سید خود میرگر کہ انکار جامہ بند شہادت کند او منکر ذات بندہ است و ہر کہ دشمن شہادت او دشمن ماست۔ و ہر کہ دشمن ماست او دشمن رسولی خداست و ہر کہ دشمن رسول خداست او دشمن حق تعالیٰ است“ ص ۲۰۲۔ ۲۰۱۔ ”روحانی رشتہ کے اثرات۔ بکابل۔ بندگی میاں کے یہ معاملہ عرض کرنے پر کہ صحابہ کرام اللہ تعالیٰ پر اڑے ہوئے ہیں آپ نے فرمایا ”چنانچہ دیدہ اید پیمان است وقتے باشد کہ ہاتھ مخالفت وہہ بلہ و بی نسبت خواہند کرد شہادت تقیم باشد۔ حق طرف شہادہ بود۔ ایساں رجوع خواہند کرد۔ و انفس خواہند کرد“ کس ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ”سیدنا ہدیٰ کا یہ فرمان حضور ہدیٰ میں عرض کرنے پر کہ ”ہر کہ ز شہادہ بندگی میاں صحیح است او زرد ما صحیح است و ہر کہ دشمن شہادہ بندگی میاں، باشد اس کس دشمن ماست“ پھر ان کے لئے کیا حکم ہے؟ فرمایا ”بکابل“ اسے تحقیق، حق بطرف شہادہ باشد۔ و ایساں طالبان حق اند۔ و منظور و منتشر ہدیٰ ہستند آخر الام بطرف شمار رجوع و انفس خواہند کرد“ ص ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ صحابہ کا اختلاف اور رجوع فرمان ہدیٰ سے؛ اس لئے بے تصور۔ صحابہ کی عظمت کی نسبت بندگی میاں کا تہدید ہی فرمان فقیران دائرہ کو۔ صحابہ کے ساتھ تاجی کرنے پر تجویز علاج۔ بندگی میاں سید عبدالحی المہدیؑ بہ روشن منور کی اس بار سے میں بہترین تحریر ص ۲۰۸۔ ۲۰۷۔ ”اے میاں سید خود میر شہادے فکر نباشید، وسیلہ بعیل نمایند، بر شہادہ کا عظیم پس ماست، استوار باشد، و استقامت بگیرید“ ص ۲۰۹۔ ۲۰۸۔ ”چنانچہ بندہ را حکم خدا شد کہ اے سید محمد ترا ہدیٰ موعودہ کر دیم، دعویٰ کن، او از خلق ترس۔ الا ان القضا قد مضی۔ فان صبرت، فانت ماجور۔ وان جزعت، فانای مجھوں ہچناں بر شہادہ شد“ ص ۲۰۹۔ ۲۰۸۔ سیدنا ہدیٰ دعویٰ تعلق الی اللہ کی وجہ سے ہزاروں مصیبتوں میں پھر بھی ہر مصیبت میں ثابت قدم۔ اسی طرح حضرت صدیق ولایت بھی تبعاً ہر تکلیف میں ثابت قدم۔ ص ۲۰۹۔ ۲۰۸۔ ”سیدنا ہدیٰ نے بار قتال اٹھانے والوں کو پہلے ہی سے دیکھ لیا تھا۔ اس لئے فرمایا کہ ”بار قتلوا و قتلوا اٹھانے والے وہ جان نثار ہیں جن کی صورتیں ہمانی ہیں وہ اس دلت تم میں موجود ہیں“ ص ۲۱۰۔ ۲۰۹۔ ”سیدنا ہدیٰ فرمان خدا سے حضرت ثانی ہدیٰ کا استقبال کر کے ان کو اپنے حجرہ میں لائے۔ حضرت صدیق ولایت منع شہداتہم میں بسروں کے ساتھ حضور ہدیٰ میں۔ ارشاد خداوندی کہ ”بکابل“ اے سید محمد۔ دانا و آگاہ باش کہ حضرت ما برابر میں جماعت بھیج کس نیستند“ ص ۲۱۱۔ ۲۱۰۔ ”شہادہ و شہی

کنید کہ اس بار ولایت راتمام انبیاء و اولیاء آرزو کر دند، لیکن خدا سے تعالیٰ بیشمار عطا کر دے، ص ۳۱۱ **ب** بندہ
 بفرمان خدا سے تعالیٰ درخانہ زنت، بفرمان خدا سے تعالیٰ دو شمشیر آورد، و حالاً قرون خدا سے تعالیٰ می شود کہ
 ”لے سید محمد، ہر دو شمشیر بیکر سید خود میر بدست خود ہر بندے“ ص ۳۱۱ **ب** گفتویض بار امانت کرتے
 وقت فرمایا ”بھائی سید خود میر بار بزرگ بار ولایت است۔ مرد با شید۔ اگر سارکیاں پھلیاں ہوں
 تو بھاگیں اور ہاتھی کے پاڈ ہوں تو گھسا جاویں (یعنی اگر نولا دکی پسلیاں ہوں تو ٹوٹ جائیں اور اگر
 ہاتھی کے ہڈ سے ہوں تو گھس جائیں)۔ ہوشیار شویدے“ ص ۳۱۱ **ب** ”ہشیا با شید۔ بار ولایت مسطقی
 برگردن شما آمدہ است (دست مبارک گردن پر رکھ کر فرمایا) سر جدا۔ و تن جدا۔ و پوست جدا خواہد شد“

ص ۲۱۲ **ب** حجتہ ہدیت کی نسبت فرمایا کہ ”فرمان حق تعالیٰ می شود کہ صفت چارمی کہ قتلوا و قتلوا
 است، بواسطہ او در وجود آید؛ و آرزو قائم شود؛ و توفیق گیرد؛ و خاصۃً او باشد؛ و برا حجتہ ہدیری تتم
 گردد“ ص ۲۱۲ **ب** ”اما آنکہ ختم ذات بندہ، کہ قتلوا و قتلوا است، و جملہ خصائص و سہ، بدیاری
 سید خود میر واقع نہ شود، و ظہور ولایت محمدی، کہ بر ذات ہمدی بود، و البقیہ محسنات آں، بر آں سید
 شایستہ، اتمام نیابد، حجتہ ہمدی تمام نکر دے“ ص ۳۱۳ **ب** ”بھائی سید خود میر۔ اگر بندہ ہمدی موعود
 است، اس صفت یہ شما خواہد شد۔ و روز اول اگر بر سر شما شکر تمام عالمیاں بیاید، و تنہا ذات شما باشد،
 فتح شما خواہد شد۔ و روز دوم (یعنی بروز جنگ دوم، شہادت شما خواہد شد۔ اگر چہناں شود، تا تحقیق
 بدانکہ کہ بندہ ہمدی موعود است۔ و آچہ گفتہ است بفرمان حق تعالیٰ حکم کردہ است۔ و اگر چہن نشود، بدانکہ
 کہ بندہ ہمدی موعود نیست۔ ہر چہ گفتیم برگفتہ و نفس خود گفتیم“ ص ۲۱۳۔ جنگ بدر کی فتح ثبوت نبوت میں۔ **ب**۔

رحمت خدا ہو، مردانگی کنید؛ و کربندی نہائید؛ و استوار شوید؛ و خدا سے تعالیٰ یاری و مدد گاری خواہد کرد؛ و از شما دین
 خود را نصرت خواہد نمود؛“ ص ۲۱۵ **ب** ”بندگی میان کی آنکہ میں شہادت کا درد اٹھائیں وقت اللہ تعالیٰ
 سے ارشاد ہو کہ ”لے سید خود میر کار تو تمام شد۔ لیکن چیزے مقصود است از زندہ داشتن ترا۔“ ص ۲۱۵ بندگی
 ولی جی کو خواب۔ اس کی تعبیر۔ دین کی ظاہری تکمیل رسول خدا سے۔ باطنی تکمیل ہمدی سے ایک صفت ہمدی یعنی
 قتال کی تکمیل بندگی میان سے ص ۲۱۶ شہاد کے متعلق علماء کے استفسار کرنے پر ہمدی میان کا جواب۔ ص ۲۱۶

نوٹ۔ بندگی میراں سید یوسف کے طرزیان سے معلوم ہونے کے یہ بشارت نہیں ہے بلکہ اہر کی بشارت کی آہٹ تفسیح کی ہے
 اگر ایسا ہی ہے تو ایک بشارت کم ہو گئی۔

ہمدویوں سے علما اور مشائخ کی مخالفت کے اسباب ص ۲۱۸

پندرہ سبب

غازی جمعہ وعیدین کو جاتے وقت ہمدوی امرا کی ملائی ہوئی سواریوں سے صحابہ کی لاپرواہی ص ۲۱۵۔
 نماز جمعہ وعیدین کو جاتے وقت بندگی میاں کے سر پر ڈھال یا چادر کا سایہ ص ۲۱۹۔ پٹن سے بندگی میاں کے فوج
 کے وقت سواری کا خاص سما۔ ص ۲۱۹ نوٹ۔ ہمدویوں کی قومی حیثیت، مذہبی احساس اور ایثار کا پڑا
 تاریخی پڑاؤ۔ پالیس ہزار شاہی فوج سے مقابلہ پر آمادگی۔ سرانہ از خان کی طرف سے جمع شدہ ہمدویوں کے لئے ہر روز
 بارہ سو من کھجور، ص ۲۲۰۔ صحابہ کے دلوں میں تبلیغ دین کی اہمیت ص ۲۲۱۔ بندگی میاں کا سلطان مظفر کو
 علی شان میں تبلیغی پیغام ص ۲۲۱۔ بندگی میاں نے سلطان گجرات کو یہ شرطیہ پیغام بھیجا کہ رانا سا سنگا
 جہا را حجہ چیتور کو شکست دینے کے بعد آپ پر تصدیق جہدی لازم ہو جائے گی۔ ص ۲۲۲۔ ہمدویوں پر انتہا
 درجہ کا ظلم و ستم ص ۲۲۳۔ دو انگریز جھانپوں پر نوٹ موضع بھدرے والی پر نوٹ۔ نامہ سید خوند میر
 بجانب ملا سید کبیر الدین ٹپنی ص ۲۲۴۔ استفتاء ص ۲۲۶ جواب استفتاء ص ۲۲۷۔
 استفتاء کے متعلق ہمدویوں کا استفسار ص ۲۲۸۔ ذور نبوت میں نو مسلموں پر ظلم و ستم ص ۲۲۸۔
 حضرت صدیق ولایت پر لشکر کشی ص ۲۳۱۔ عین الملک کی چانپانیر سے روانگی۔ آٹھویں سوال کو ہتھامڑی
 (اب زیر حکومت ریاست بڑودہ) میاں ملک بڑا ہمدوی لشکر سلطانی میں ص ۲۳۱۔ قاضی شہباز ہمدوی کے ساتھ
 عین الملک کا بندگی میاں کو پیغام۔ بندگی میاں کا جو شیلہ جواب ص ۲۳۲۔ قاضی شہباز پر نوٹ ص ۲۳۲۔ ۱۱۹
 اللہ تعالیٰ سے ونیز روح خاتمیں سے یہ ارشاد ہو رہا ہے کہ لے سید خوند میر اس وقت تمہارے دائرے میں چھوڑ
 بڑے ہمدویوں، مسافر، جہان، ملاقاتی، جو موجود ہیں سب کے سب بھٹنے لگے ص ۲۳۳۔ دائرہ کو دوسری مرتبہ
 بخشش کی بشارت۔ گروہ مقدس میں بخشش اور نجات کے معنی ص ۲۳۴۔ بیلویوں کے قید ہونے اور بازار میں
 یک جانے میں بندگی میاں کی خوشی لیکن فرمانِ خلافت کی کہ لے سید خوند میر تم اپنے تمام اہل و عیال کو ہمارے
 دامن میں ڈال دو اور تم اپنی امانت ادا کرو۔ ص ۲۳۴۔ بیلویوں کے ٹھکانے بھر خاک ڈالنے سے دشمن کی فوج تہو
 اور بیلویوں کا مجاہدین میں شمار۔ بیعت جہاد ص ۲۳۶۔ بیعت پر نوٹ، ہزار سال کے بعد جنگ بدر ولایت
 کا ظہور۔ ص ۲۳۷۔ جنگ بدر نبوت اور بدر ولایت میں تطبیق۔ ص ۲۳۷۔ دانٹی واڑے کے ٹھیروں پر نوٹ
 ص ۲۳۸۔ کبڈی ص ۲۳۸۔ کبڈی پر نوٹ (دوسرا نوٹ برصغیر ص ۲۶۷) میدان جنگ کو جاتے وقت ہمدوی اور

فارسی اشعار نقشہ کھائی پھیل س ۲۴۵۔ نقشہ سردراسن ص ۲۴۶۔ تعداد نوح ص ۲۴۷۔ جالور پر نوٹ
ص ۲۴۸۔ چھند شریف پر نوٹ ص ۲۴۹۔ بڑا مونسو میدان جنگ میں دہ چھندتہ ریف اس ۲۴۹۔ خصوصیات
جنگ ص ۲۵۱۔ نوٹ۔ سودان ہجرہ۔ نوٹ حضرت قائم المرشد کی قابلیت اور آپ کے دصال پر ص ۲۵۲
نوٹ۔ دصال حضرت نلیفہ گردورس ۲۵۳۔ بیباک کبیر محمد کعبا قی (۲۵۶) کی نسبت بندگی میاں کی دی ہوئی
یہ بشارت لکھنا بھول گیا کہ درود ہے میاں کبیر محمد کی ماں کون جن کے کوکہ سے میاں کبیر محمد پیدا ہوئے۔ میں یوحنا
کے رقیق القلب ہونے کی مثالیں ص ۲۵۷۔ الملک کا فرار میاں کبیر محمد کی شمشیر سے اُس کا چتر اڑ جانے
پر میاں ملک پڑا کی شہادت بین الملک کو دوسری دفعہ طعن دینے پر ص ۲۵۸۔ منور چارن بندگی میاں کی
خدمت میں ص ۲۵۸۔ شہدائی تاریخین اور سردراسن کو روگنی ص ۲۵۹۔ نوٹ کج شہد پر ص ۲۵۹۔
جنگ سردراسن ص ۲۶۰۔ اٹھارہ فی اٹھارہ کے سروک بال بندگی میاں کے پاؤں کے انگوٹھے سے لپٹے ہوئے
ص ۲۶۰۔ بندگی میاں سید جلال، شہادت پر بندگی میاں کا سچوہ شکر ص ۲۶۰۔ سردراسن کے جانے پر نوٹ
بندگی میاں کی شہادت ص ۲۶۱۔ شہدائے ہاتھ سے قتل۔ بندگی میاں کا سر اٹھو کر سے میں ص ۲۶۱۔ تین
تسم کی وجہ ص ۲۶۲۔ بندگی ملک حماد شہادت کے بعد بھی ہر روز پانی بی بی کے پاس ص ۲۶۲۔ بندگی ملک
پیر رحی بڑھکی بھی ہر روز پانی بی بی کے پاس چھ مہینے تک آمد و رفت ص ۲۶۳۔ سات سروں پر نوٹ ص ۲۶۳۔ تین
ناروں کی تکمیل ص ۲۶۵۔ ہندی کا نام ہر شخص کی زبان پر سلطان مغربی سات پشت پر کس طرح چھری
پھری ۹ ص ۲۶۵۔ جنگ دیکھنے والے صحابہ میں کسی ایک صحابی کے ایک بال کو بھی ہرج نہ ہوا ص ۲۶۶۔
بندگی میاں یوسف سے مخاطبت ص ۲۶۶۔ نوٹ۔ کبڑی کس طرح کھیلے ص ۲۶۶۔ نوٹ۔ کبڑی کھیلنے
وقت بھی صحابہ کی موجودیت۔ ص ۲۶۶۔ جنگ دیکھنے والے ہر فرد کو خندہ ص ۲۶۶۔ ثبوت ہمدیت۔ ہر
دونوں دلیلوں کی عملی تکمیل ص ۲۶۸۔ سردراسن کے تعویذ کے نسبت نوٹ ص ۲۶۸۔ ٹین اور کھال پھیل کے
روضوں کی تعمیر کی نسبت نوٹ ص ۲۶۸۔ بندگی میاں شاہ قاسم کی تعریف معجزات ہمدی سے انتخاب ص ۲۶۹۔
بندگی میاں کی ذات از جملہ خواتم یا تبعاً بلیتہ (قرآن پاک)۔ تبعاً منصوص در قرآن۔ اور مستبر حضرت
خاتم الانبیاء ص ۲۷۰۔ انتخاب مقتل ملک جمال ص ۲۷۱۔ میاں ملک جمال پر نوٹ ص ۲۷۱۔ پریم سنگرام تیج نامہ
کتاب گنج شہدائے شہادت نامہ چنچل گوڑہ بستان شہدا اور شہادت نامہ سید الشہدائے نوٹ ص ۲۷۲۔ فہرست
شہدائے بدر ولایت۔ بتعام کھال پھیل ص ۲۷۳۔ بتعام سردراسن ص ۲۷۵۔ فہرست غازیان بدر ولایت

ص ۲۷۷. اسامی شہدائے بدریوں ص ۲۷۸۔ میدانِ حشر میں شہدائے بدر ولایت کی عزت و شان بندگی میاں شاہ دلاور کی زبان مبارک سے ص ۲۷۹۔ ۱۳۳ بندگی میاں کے عرض کرنے پر کہ خداوند امیں قاتل چاہئے۔ فرمانِ ایزدی کہ سطر یہ خود میر تامل تسمانی التیقنہ ماہیم ص ۲۷۹۔ عینل دوزخ میں دکھایا گیا ص ۲۸۰۔

ہو الہادی۔ ہو المصل۔ ص ۲۸۰۔ حضرت خلیفہ گروہ کی ڈیڑھ سو پیمانہ دلوں کیا تو سدراسن سے روانگی ص ۲۸۰۔ تھراو میں ملک انڈل اہری بی بیاری کی ہتھیاروں کی ہزمت ص ۲۸۰۔ پٹن میں عین الملک کا استقبال ص ۲۸۱۔ پٹن میں پانچ سروں کا پوست نکال دیا گیا۔ ص ۲۸۱۔ تھراو چار پانچ روہدہ کے احاطہ کی عمارتوں۔ اور گنج شہدا پر فصل تاجی لوٹ ص ۲۸۱۔ سروں کو دیکھ کر سلطان پر ہیبت۔ مجلسِ سلطانی پر اثر۔ ص ۲۸۲۔ ہو النصیر۔ ۱۳۳

فرا یک وَاخْرَىٰ يُجِئُ نَهَا لُصْرًا مِنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ (۲۲) در حق شہادت ص ۲۸۲۔

۱۳۴ فَايَاكُمُ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ اَشَدُّ اَعْرَابًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ (۲۳) در حق شہادت ص ۲۸۲۔ ۱۳۵ فَايَاكُمُ وَاخْرَىٰ اِنَّهُمْ مَا اَسْتَطَاعُوْهُ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاخْرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا يَعْلَمُوْنَهُمْ ۗ اللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ۗ (۲۴) در حق شہادت

ص ۲۸۵۔ ۲۸۵۔ ۱۳۶ فَايَاكُمُ لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ مَّيْمَنَةٍ وَّيَسْرًا وَّيَسْرًا وَّيَسْرًا (۲۵) در شان شہادت ص ۲۸۵۔ ۲۸۵۔ ۱۳۷ حضرت محمد مصطفیٰ فرماتے ہیں کہ المہدی منی من ولد فاطمہ

علی سب سے المہدی بقائد عشرین سنہ شہادت فتنہ بالاسلاح ص ۲۸۶۔

دسویں فصل۔ شہادت مخصوصہ کی وقوع شہادت سے پہلے ہی عام شہادت ص ۲۸۶۔

المہدی حضرت بہی علی السلام اور صحابہ کرام کو پہلے سے خبر۔ اور حضرت ثانی مجددی نے تو شہدا کے سروں کو مخصوص حالت میں ملاحظہ فرمایا ص ۲۸۸۔

بعض صحابہ نے میدانِ جنگ کے کنارے پر ص ۲۸۹۔ اور بعض صحابہ نے میدانِ جنگ میں ص ۲۹۰۔ سیدی یا قوت اور سیدی مال کا جنگ کے لئے جوش ص ۲۹۰۔ بندگی میاں دلی بی جا لور کے سنون گدھ پھاڑے اور میاں حسان شہر پور کھان میل میں معرکہ آرائی سے پہلے ہی بلوائے گئے۔ اسی روز دسارے کا میدان رن کھوں دل بن گیا ص ۲۹۱۔

بالور کی رعایا پلن پور آجائے پرنوٹ ص ۲۹۱۔ علی العموم تمام گجرات میں قبل از جنگ شہرت عام۔ ص ۲۹۲۔ پھر اس

جنگ کا ذکر فارسی تواریخوں میں کیوں نہیں ہے؟ ص ۲۹۲۔ تبرکاتِ جنگ۔ ص ۲۹۲

گیارہویں فصل حضرت میراں علیہ السلام کے وصال کے بعد اللہ تعالیٰ اور روح

پاک حضرت مہدی علیہ السلام سے آپ کو بشارتیں ص ۲۹۷۔ بشارتیں۔ ۸

۱۲۹ فرمایا کہ ”شما سؤجہ ملکِ گجرات شوید تا کارے کہ نسبت بشما کردہ ایم آں جانہوز نو ہوا شد“ ص ۲۹۷ جموات پر نوٹ۔ ہندگی میاں کی جماعت کثیر کے ساتھ گجرات کو روانگی۔ ص ۲۹۸۔ سخت سخت مخالفتوں اور مصیبتوں کے

تقابلے میں بھی سیدنا جہدی کا بیان اور اشاعتِ مذہبِ گجرات میں ص ۱۹۸۔ ۲۹۸ فرمایا کہ ”يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۚ وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرًا خَاصِّيًّا“ (سُورَةُ الشُّرَاهِبِ ۱۰۱)

۲۹۹ (سُورَةُ الشُّرَاهِبِ ۱۰۱)۔ ہندگی میاں کو گجرات بھیجنے کی غرض اذلاً اشاعتِ مذہب۔ پھر شہادت

مخصوصہ۔ ص ۲۹۹ (سُورَةُ الشُّرَاهِبِ ۱۰۱) حضرت ثانی مہدی کی جماعت کثیر کے ساتھ گجرات کو روانگی۔ ص ۳۰۰۔ ہم میں

صاحبِ فضل کون ہے؟ ہندگی میاں کو اللہ تعالیٰ سے بشارت کہ (سُورَةُ الشُّرَاهِبِ ۱۰۱) قَدْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِصِدْقٍ لِّكَ كَلِمَةٌ مِّنْ رَبِّكَ ۚ وَتَقْبَلُهَا سِرًّا خَاصِّيًّا

۳۰۱ (سُورَةُ الشُّرَاهِبِ ۱۰۱)۔ ہندگی میاں کے

فقروں کو نفرد فاقہ کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ سے بشارت کہ (سُورَةُ الشُّرَاهِبِ ۱۰۱) ”اے سید خود میر۔ اگر گوی تمام دروہ و یواریوزین

جیول ہر مطلقہ می دہم دربابِ ایشان خرچ کن و در روز قیامت مقدار یک مویے حساب نخواہم کرد۔“ ص ۳۰۲

۳۰۲ (سُورَةُ الشُّرَاهِبِ ۱۰۱) آپ کے دائرہ بھدرے والی سے بعض مرد اور عورتیں اپنے کاسب سگوں کے گھر لے جانے کا سن کر

ہندگی میاں مارے فہم و عقیدہ کے دائرہ سے نکل گئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ (سُورَةُ الشُّرَاهِبِ ۱۰۱) ”اے سید خود میر۔ من ترا برگزیدم۔

و بجائے شستن سید محمد سزاوار گردانیدم۔ و ترا قرآن میراث کردہ و دادم۔ و چند مکتبہا و مکتبہا ترا عطا کردہ و دادم

و معنی قرآن بر تو کش دم۔ و در ولیم مراد من ترا الہام بخشیدم“ ”اے میں مکتبہا بگزار۔ مرابا تو بسیار راست۔ کجا

می روی!“ ص ۳۰۳ (سُورَةُ الشُّرَاهِبِ ۱۰۱) بارگاہِ خداوندی سے بشارت کہ ”اے سید خود میر ہم کو تمہارے پیچھے جو آئی۔ اور

بوڑھاپے کا ہنگام پسند آیا“ ص ۳۰۴ (سُورَةُ الشُّرَاهِبِ ۱۰۱) عین الملک کی طرف سے میاں قاضی شہتاج حسینی ہندگی میاں

کے حضور میں۔ ص ۳۰۴۔ قاضی شہتاج کے دریا نت کرنے پر آپ نے فرمایا حضرت قائم النبی اور قائم الولی علیہما السلام کی ارواح پاک موجود ہیں اور ارشاد ہو رہا ہے کہ (سُورَةُ الشُّرَاهِبِ ۱۰۱) اَلَا انِّ الْقَضَاءُ مَضَىٰ خَلَانَ

صبرت فانت ماجوس۔ وان جزعت فانت عجوس استوار باشید۔ ص ۳۰۵۔

بارصویں فصل صفحہ ۳۰۸ - ۳۱۱

آپ کی شان میں آیتیں اور حدیثیں

من حیت الجموع ۲۰ آیتیں - ۲۷ حدیثیں -

دہا۔ نس ۳۱۱۔ ضمیمہ ص ۳۱۲۔ نوٹ قول حضرت شہاب الحقؒ۔ مکتوب بندگی میراں سید عبدالحی
 عرف روشن منور۔ مکتوب بندگی میراں شاہ قاسمؒ۔ حضرت خلیفہؒ گروہ کا دوبر بندگی میاں کی
 شان میں۔ س ۳۱۴ ریاض مصدقین ۳۱۵ تاریخ طبع دئیہ ۳۱۸۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 بِرَحْمَتِ اللّٰهِ الرَّحِیْمِ
 یہ وہ لوگ ہیں جنکو اللہ نے ہدایت دی پس تم ان کی ہیئت پر چلو

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بشاراتِ بندگی میاں

خبیر صادق، امام دو جہاں، خلیفہ رحمان، بندگی میرا سید محمد ہمدی موعود علیہ افضل التحیات و التسلیم کی زبان مبارک سے بندگی میاں سید خود میر، سید الشہداء، صدیق ولایت، عامل بار امانت، وحی اللہ عنہ کی شان میں فرمائی ہوئی بشارتوں کے اُمّول موتی جو مختلف کتابوں کے صفحوں پر بکھرے ہوئے ہیں، خاکسار نے اپنی صحت اور فرصت کے اوقات میں ان کو بقیدِ زمان و مکان ایک جامع کیا؛ اور اس امر میں خاص کوشش کی گئی کہ جہاں تک ممکن ہو بشارتوں کا موقع اور محل بھی بتا دیا جائے؛ کیونکہ محل و رو و وہی ایک ایسا روشن چراغ ہے جو بشارتوں کو حقیقی شان کے دیکھنے اور ان کی ماہیت سمجھنے کے لئے خاص رہنمائی کرتا ہے۔

بندگی میاں سید پر بان الدین نے اپنی تصنیف دفتر اول و دوم میں خصوصیات و بشارات کی مجموعی تعداد سات سو کے قریب بتائی ہے۔ ان میں بعض بشارتوں کے اجزاء الگ الگ مطلب اور مفہوم رکھنے کی وجہ سے ہر ایک جز کو آپ نے مستقل بشارت شمار کیا۔ اگر یہ ضمنی بشاراتیں اور خصوصیات جو کثرت سے وارد ہیں تعداد شمار سے مستثنیٰ کر دئے جائیں تب بھی بشارتوں کی تعداد کم و بیش تیس سو رہ جاتی ہے۔

گر وہ مفہوم سبکی اور بی قیمت نقلیات کے مختلف نسخوں سے بشاراتِ بندگی میاں جمع کرنے کے لئے زیادہ دراز تک سلسل تلاش اور تحقیق رہی۔ خدا کے فضل سے جس قدر بشاراتیں جمع ہو گئیں، فصلیں تقایم کر کے علی الترتیب

تلمیح تئیں، اور اپنی سب حیثیت ان پر من الضروت ہوا حتیٰ ابھی انسا ڈکرو دے کے سٹھ جن تادیہ انشر اہ وقت بخش
حظر دان بطور ہدیہ تازہیں کرام کے سامنے او با پیش کیا جا سکتے۔

جس طرح بندگی میاں سید خود میر کی مقدس زندگی کے زریں کار نامے پڑھنے سے تینوں دل میں
آپ کی عظمت اور عقیدت کا فوارہ اچھلتا، اور بار بار یہی اشتیاق پیدا ہوتا ہے کہ میں بھی حضرت کے اعلیٰ
اخلاق و اوصاف، اور برگزیدہ عادات و اطوار کی، اپنے حسبِ حوصلہ پیروی کر کے حضرت کا صدقہ خواہ بن
جاؤں، اسی طرح بشاراتِ بندگی میاں بھی جو امام الانام سیدنا محمدی علیہ السلام کی زبان مبارک سے
جانے کے باعث بندگی میاں کی مقدس زندگی کا شکرانہ، مایہ نضر و ناز، مہر دین و ایمان، اور آپ کی سوانح عمری
کا پیش بہا، اور بہترین جزو لاینفک ہیں ان کے بھی پڑھنے اور سننے سے دل میں خاص شہ چھوڑتا اور فطرت
محبت اور جوشِ عقیدت کی ایک زبردست لہر اٹھتی، اور حضرت امام علیہ السلام کی نہایت درستی و
کاستی ہیں پڑھتی ہے، بلکہ بغیر حقیقت دیکھا جائے تو یہ جوش اور یہ بشارتیں حضرت ہدی علیہ السلام
کی عقیدت کا زین اور دربار ہمدی میں رسالی کا وسیلہ و نیز نجاتِ ابدی کا زریہ ہیں۔ اس بات کی تہذیب و مذاق حضرت
ہمدی علیہ السلام نے بھی اپنی متعدد بشارتوں میں ظاہر فرمائی ہے، جو ناظرین با تکلیف پر اس کتاب کے مطالعہ
سے از خود روشن ہو جائے گی۔ لِيَهْدِيَ اللَّهُ لِتُنزِلَ مِنْهُ لِقَاءُ ط. وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ۔
امام الانام سیدنا محمدی علیہ السلام کی زبان مبارک سے بندگی میاں کی شان میں جو بشاراتیں وارد ہیں
ان کو اگر اجالی نظر سے دیکھا جائے، تو ان کی چار طرح پر تقسیم ہو سکتی ہے۔

۱۔ وہ بشارتیں جو بجا ط و لمن حضرت صدیق و لایت ملکِ گجرات کی نسبت دی گئی ہیں

۲۔ وہ بشارتیں جو بغیر مولدہ بندگی میاں پٹن شریف کی نسبت وارد ہیں۔

۳۔ وہ بشارتیں جو بندگی میراں سید محمود ثانی ہمدی کے ساتھ مشترک ہیں۔ اور ایک بشارت وہ ہے

جو بندگی میاں سید خود میر اور بندگی میاں شاہ عبدالحمید نور نوش رضی اللہ عنہما کی شان میں مشترکہ وارد ہو

۴۔ وہ بشارتیں جو خاص بندگی میاں کی شان میں تصریحاً وارد ہیں۔

ان بشارتوں میں

۱۔ بعض وہ بشارتیں ہیں جو آیاتِ قرآنی سے دی گئی ہیں۔

۲۔ بعض وہ بشارتیں ہیں جو احادیث سے مروی ہیں۔

۳۔ بعض وہ بشارتیں ہیں جو ویدار سے تعلق ہیں۔

۴۔ بعض وہ بشارتیں ہیں جو شہادت مخصوصہ سے تعلق رکھتی ہیں۔

۵۔ بعض وہ بشارتیں ہیں جو آپ کے اخلاقِ عظیمہ اور آپ کی شانِ عالیہ پر روشنی نکلن ہیں۔

۶۔ بعض وہ بشارتیں ہیں جو آپ کے دائرہٴ معلیٰ کے فقرا اور خاص خاص تابعین سے تعلق ہیں۔

۷۔ بعض وہ بشارتیں ہیں جو حضرت مہدی علیہ السلام کی روحِ پاک سے آپ پر منکشف ہوئیں۔

۸۔ بعض وہ بشارتیں ہیں جو ارشادِ خداوندی سے تعلق ہیں۔

ان رسالے میں جن جن کتابوں سے بشارتیں اخذ کی گئی ہیں ان کے نام یہ ہیں۔

۱۔ انصاف نامہ جس کو تین شریف بھی کہتے ہیں، مصنفہٴ بندگی میاں ولی یوسف غازی درجنگ

بدر ولایت۔ آپ تابعین سے ہیں اور جلد اصحابِ کرام سے فیضیاب ہیں۔ عمر دراز پائی۔ حضرت

خاتم المرشد کے زمانے میں آپ کا وصال ہوا اور نگر سے میں (کھمبات سے تین میل) بندگی میاں

شاہ نصرت صحابی کے زیرِ پائین مدفون ہیں۔

۲۔ اضافہٴ انصاف نامہ المشہور بہ حاشیہٴ انصاف نامہ۔ ایضاً

۳۔ حجۃ المتصفین۔ ایضاً۔

۴۔ مطلع الولاہیت۔ مصنفہٴ بندگی میراں سید یوسف بن بندگی میراں شاہ یعقوب حسن ولایت

بن بندگی میراں سید محمود ثانی مہدی۔ سال تصنیف ۱۰۱۶ھ و وفات ۱۰۲۶ھ دفن دولت آباد۔ مالک

نحو شہ نظام۔

۵۔ تقلیاتِ بندگی میراں سید عالم البشرہؑ فانی فی اللہ باقی باللہ بن حضرت حسن

ولایت۔ وفات در ۱۰۱۶ھ دفن پیر۔ ریاست نظام۔

۶۔ دلیل العدل والفضل و دیگر رسائل مصنفہٴ بندگی میراں شاہ قاسم مجتہد گروہ بن بندگی میراں

سید یوسف (نمبر ۴) وفات ۱۰۲۳ھ

۷۔ حدیثۃ التعلیق حقیقۃ الدقائق المشہور بہ دفتر اول و دوم مصنفہٴ بندگی میاں سید برہان الدین

بن بندگی میاں سید اللہ بخش بن بندگی میاں سید سیدی شہید دانتی واڑا بن بندگی میاں سید

شہاب الدین بن بندگی میاں سید نوذیر حمید قی ولایت۔ حضرت میرزا علی اسلام کے روضہ مبارک واقع فرہ میں بیٹھ کر ۱۰۵۲ھ میں لکھنؤ شروع کیا۔ اور کمال دس سال کی عمر شہادت کے بعد ۱۰۶۲ھ میں ختم کیا۔

۸۔ شواہد الولاہیت۔ ایضاً۔ اس کی تکمیل بھی روضہ مطہرہ میں ہوئی۔ ابتدا دفتر سے پہلے ہوئی۔ اور ختم بھی اختتام دفتر سے پہلے شواہد اور دفتر دونوں کتابوں کی تخریک کا سلسلہ ایک عرصہ تک ساتھ ساتھ رہا۔

۹۔ معراج الولاہیت۔ مصنفہؒ بندگی میاں سید محمود بن بندگی میاں سید عیسیٰ بن بندگی میاں سید نور محمد البشیر بہ خاتم کار، حاکم الزمان، ستون زین بن حضرت خاتم المرشدین۔ ساک ہمدیہ میں رسالہ محمود آپ کی تصنیف ہے۔ وفات ۱۰۸۶ھ بمجر ۱۳ سال۔ ۱۰۶۲ھ میں چھپوئے ریاست نظام۔ ملک دکن۔

۱۰۔ تذکرۃ الصالحین۔ مصنفہؒ بندگی میاں سید حسین بن بندگی میاں سید علی بن بندگی میاں سید عطن بن بندگی میاں سید علی ستون بن بن بندگی میاں سید محمود خاتم المرشدین۔ شایع عقیدہؒ بندگی میاں سید خود میر۔ وشایع مقصد الثانی۔ مصنف موضع المراتب در سداک وفات ۱۱۰۰ھ بمقن ہندک پتی در اصل نام مذکور ہے ریاست نظام۔

۱۱۔ انتخاب المولید۔ آغاز تصنیف ۱۱۲۰ھ سال اختتام ۱۱۳۳ھ۔ مصنفہؒ بندگی میاں سید فضل اللہ بن بندگی میاں سید راجو از اولاد حضرت خاتم المرشدین۔ سنت الصالحین بمقتبہ الاسلام وغیرہ آپ کی تصنیفات سے ہیں۔ وفات ۱۱۶۰ھ بمجر ۱۶ سال۔ سون بلکھن ضلع وھول ڈھار سبکو بارہ بستی بھی کہتے ہیں۔ علاقہ بے پور۔ ملک راجپوتانہ۔

۱۲۔ خاتم سلیمانی۔ در چہار جلد مشفقہ میاں ملک سلیمان عرف چھبھی میاں صاحب۔ صاحب تصانیف کثیرہ در نظم و نثر۔ بن میاں ملک عبداللہ از اولاد بندگی ملک حماد شہید مدرسین، برادر حضرت خلیفہ گروہ۔ نوٹ۔ اس کتاب میں ۱۲۰۶ھ تک کے حالات پائے جاتے ہیں حالانکہ آپ کی وفات ۱۲۳۳ھ میں ہوئی ہے۔ مدفن چانپانیر شریف۔

۱۳۔ اخبار الاسرار۔ مصنفہؒ میاں سید اللہ بخش بن میاں سید سیدی از اولاد بندگی میاں سید شریف

الملقب بہ تشریف اللہ بن حضرت صدیق ولایت^{رض} سال تصنیف ۱۳۴۵ھ - مہینہ کربلا کا نفل علاقہ میسور۔
 ۴۔ خلاصۃ التواریخ حصہ دوم - مصنف مولای و مرثدی حضرت سید سعد اللہ عرف سیدن
 جی میاں صاحب اگیلوی - حیدرآبادی - صاحب تصانیف کثیرہ در نظم و نثر بن حضرت سید منور
 عرف روشن میاں صاحب از اولاد حضرت خاتم کار بن حضرت خاتم المرشد - سال تصنیف ۱۳۰۹ھ
 وفات ۱۳۳۷ھ بعد ۵۹ - سال مہینہ حیدرآباد۔
 ۱۵۔ بعض تفریق کتابیں۔

علامات اختصار

۱۔ انصاف نامہ۔	انصاف	۸۔ دلیل العدل والغنصل	دلیل
۲۔ حاشیہ النعمان نامہ۔	حاشیہ	۹۔ تذکرۃ الصالحین۔	تذکرہ
۳۔ حجۃ النصفین۔	حجۃ	۱۰۔ معارج الولاہیت۔	معارج
۴۔ مطلع الولاہیت۔	مطلع	۱۱۔ انتخاب الموالید	انتخاب
۵۔ نقلیات یندگی میاں سید عالم۔	ن ع	۱۲۔ خاتم سلیمانی۔	خاتم
۶۔ دفتر ازل و دوم۔	دفتر	۱۳۔ اخبار الاسرار۔	اخبار
۷۔ شواہد الولاہیت۔	شواہد	۱۴۔ خلاصۃ التواریخ۔	خلاصہ



۱۔ رکن۔	ک	۵۔ باب۔	ب	۹۔ ہمدی۔	م
۲۔ ریاض۔	ض	۶۔ تفصیل۔	ت	۱۰۔ ثانی ہمدی۔	ث
۳۔ گلشن۔	گ	۷۔ پروردگار۔	پ	۱۱۔ حضرت سید خوند پیر رضی	خ
۴۔ چین۔	چ	۸۔ نبی علیہ السلام۔	ن	۱۲۔ صحابہ وغیرہ۔	ق



ہدایت۔ اس کتاب میں حرف ب سے بشارت مراد ہے جو لفظ بشارت کا سر حرف ہے، اور اس

ب کے اوپر بشارتوں کے سلسلہ کا نمبر لگا یا گیا ہے۔ اگر کوئی بشارت کہہ دینی کہی ہے تو وہ بشارت ہے کہ بشارت کا اصلی نمبر دے دیا گیا ہے۔ تاکہ ہمیں سلسلہ نمبر میں غلط فہمی نہ ہو جائے۔

حضرت محدیق ولایت کی بشارتیں بقیہ فیصل علیہ السلام لکھی گئی ہیں۔ ان بشارتوں میں سے ایک بشارت کا اندازہ بخوبی کر سکیں کہ حضرت ولایت مآب علیہ السلام کی صرف سات ہی سال کی انیس بشارتیں حضرت شاہ خود نمبر میٹر کی کسی کسی اعلیٰ بشارتوں سے بیشتر ہونے اور چوبیس سال کی عمر میں ہلاکت عوامی کے نتیجہ سے سرفرازی حاصل ہونے اور بی بی اور علی طور پر چوبیس سال کی عمر میں قتل و قتل آئے شرف ہو کر پیر پیران، و مرشد مرشدان، آقا سے وہ جہاں زندگی نصبت ہماری علیہ افضل التقیات، التسلیم پر اپنی ولایت اور جہان نزاری کی ایسی عظیم الشان یادگار چھوڑ گئے کہ اس وقت بھی اس کی عظمت ہر صوفی کے سینے میں منقش ہے؛ اور انشاء اللہ اس کا عظیم کے چرچے بڑی بڑی مجلسوں اور دوستوں کی گفتگوں میں آیات کتبہ پیش کیا۔

قارئین کرام سے التماس ہے کہ اگر تقاضاے بشریت کوئی فرد گرفتار شدہ اس مقدمہ سے بہ کئی مہینوں کا گزار فرمائیں اور وعاسے خیر سے یاد کریں۔ وهو اللستعان وعلیہ التکلان۔

خاکپاے گروہ پاک

فقیر و طلب الیہ بن خود میری عارف
خوب میاں پان پوری بشارت لکھ

حال مقیم مسجد مرشدنا حضرت میدن جی میاں
صاحب اکیلوی۔ محلہ چنچل گوڑہ

حیدرآباد۔ دکن

مرفقہ ہر جمادی الثانی ۱۳۴۲ھ ص ۳۲۲

ضروری التماس یہ کتاب باہمی جھگڑوں اور ناشتوں سے بالکل تبرا ہے، اس لئے کسی امتقادی امر میں کوئی سوال کرنا، یا کسی کے اعتراض کا جواب دینا، اس کا مقصود اور موضوع نہیں ہے۔ بدیں وہ اس کتاب کے کسی مضمون، یا مضمون کے کسی جزو سے حضرت تین دنہی اللہ عنہما کے مشعلہ مساوات کی نسبت، جو کہ مسئلہ قوم ہے، صراحتہ یا کناشیہ خلاف نتیجہ نکالنا، یا کسی قسم کی جدید تحریک یا نئی بات پیش کرنا، اس کتاب کے اغراض و مقاصد میں داخل نہیں ہے۔

۱۔ آپ ۱۹۸۶ء ص ۳۸۰ میں پیدا ہوئے۔ حضرت امام علیہ السلام سے ۹۰۳ھ ۱۴۹۶ء میں سعادت بیعت حاصل کرتے وقت آپ کی عمر شریف سترہ سال کی تھی اور اٹھارہ کا آغاز تھا۔ اور شہادت کے وقت جو کہ ۹۳۰ھ ۱۵۲۳ء میں واقع ہوئی جو الیس وال ختم اور پیشیا الیس وال پل رہا تھا۔ ۱۲۰ منہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 اور اللہ تعالیٰ ہر صاحب فضل کو اس کی قابلیت کے
 فضل بڑی (وفیق و ولایت تقیدہ تحریر) سے فیضیاب کرتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِشَارَاتِ بِنْدِگی مِیَاں

پہلی فصل

نسبتِ ملکِ گجرات

امام الانام سیدنا جہدی علیہ السلام مکہ معظمہ سے ۹۱۲ھ میں احمد آباد تشریف لائے۔ وہاں ڈیڑھ سال قیام رہنے کے بعد فرمانِ سلطانی سے آپ کا اخراج ہونے پر، موضع سنو لاسال تیج ہوتے ہوئے ۹۱۳ھ میں ٹیٹن تشریف لائے اور یہاں بھی ڈیڑھ سال رونق افروز رہے۔ ذیل کی بشارتیں جو ملک گجرات اور ٹیٹن تشریف سے منسوب اور ذاتِ بندگی میاں سے متعلق ہیں ان کی ابتدا اسی زمانے سے ہوتی ہے۔

اسی مقام پر تصدیقِ ہمدی سے مشرف ہوئے ہیں۔ ۱۲۱ھ

باب - بندگی حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔
 ”ملک گجرات کان عشق است“

ب - پھر فرماتے ہیں۔

”ملک گجرات در ہمہ ملکها مانند جوهر در انگشتری است“
 ”تمام ملکها گجرات مثل نگینہ در انگشتری است“

ب - پھر فرماتے ہیں۔

”جهان انگشتری و گجرات نگین است“

ب - ایک موقع پر فرمایا۔

”عشق از جیون پور بر خاست، و گجرات برداشت“

ب - پھر ایک مرتبہ پر فرمایا۔

”عشق از جیون پور بر خاست، و بر گجرات بارید“

دور فرہ مدفون شد“ (انصاف ب)

ب - بندگی میاں سینو ندیم کو ملک گجرات سے منسوب کر کے فرماتے ہیں۔

”این مرد گجراتی این بندہ را عاجز ساخت“ (حیران ساختن ع)

”این مرد گجراتی مارامی رنجاند“ (شوہد - ب)

”گجراتیاں مارامی رنجاند“ (معارض - ب)

۱۰ - شوہد بجا - انتخاب ب - خاتم ض اگ - جب - اخبار ب - ش - شوہد ب - انتخاب ب - ۱۱

ایضاً معارج ب - ۱۲ - خاتم ض اگ - چل - شوہد بجا - انتخاب ب - معارج ب - ۱۳ - جب کسی

آئندہ امر کے وقوع کا یقین کامل ہوتا ہے تو بجا کے مقبول کے فیض و ماضی استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَحْسَبُ النَّاسَ عَدُوًّا لِي فَقَدْ اتَّخَذْتَهُمْ اَدْوَانًا فَتَجِدَالِكُمْ فَتَحْمِلُنَا

حالانکہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے دس سال بعد مکہ فتح ہوا۔ اسی طرح ہم نے آواز دی کہ محمد خاں! جواب دیا کہ آیا۔ حالانکہ

وہ ابھی آنے کیلئے نہیں نکلا لیکن اس کو ہا ہے پاس آنے کا اس قدر یقین ہے کہ گویا وہ آ ہی گیا۔ اسی طرح سیدنا مہدی نے

”مدفون شد“ فرمایا مدفون خواهد شد نہ فرمایا۔ ۱۲ - خاتم - گ - چل - ۱۴

ب
ب
ب
ب
ب
ب
ب
ب
ب
ب
ب

دوسری فصل

پٹن شریف کی نسبت بشارتیں

ب۔ یہناہدی علیہ السلام نے بب شہر پٹن کے حدود میں قدم مبارک رکھا، اور وہختوں پر نظر پڑی، تو فرمایا
 ”ازین جا بوسے عشق می آید“

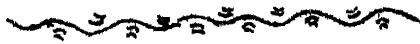
ب۔ پھر آپ نے پٹن شریف کی مسجدوں کے مینا رویکھ کرا، اور بعض روایتوں میں خان سُرُوڑ کے کنارے سے
 بر تاضی قادلن کی خالقہ میں استقامت کرتے وقت فرمایا
 ”ازیں جا بوسے ایمال می آید“

ب۔ پھر فرمایا

”ہر والہ [کان] معدن مومنان است“

ادیر کی دو فصلوں میں جو بشارتیں مندرج ہیں اگرچہ بادی النظر میں یہ بشارتیں ملک گجرات اور شہر
 پٹن کی طرف منسوب ہیں؛ لیکن ذرا نظر غور سے دیکھا جائے تو یہ سب کی سب بشارتیں ہندگی میاں سید
 خود میرٹھی کی ذات مقدس سے نسبت رکھتی ہیں۔ مثلاً مدینہ طیبہ، جس کو آنحضرت کی بعثت سے پہلے یترب
 کہتے تھے، آپ کے قدم مبارک اور مزار شریف کی برکت سے وہی یترب صدیئۃ النبی اور صدیئۃ
 طیبہ ہو گیا۔ اسی طرح بلخی، بیت اللہ کی تعمیر کی وجہ سے مکہ معظمہ کہلانے لگا، کوہ سار اور ریگستانی ملک عرب

ب۔ قائم ملک چٹ، انتخاب بک، معراج بک، سنکرت میں تالاب کو سُرُوڑ (Suroor) کہتے ہیں۔ خان سُرُوڑ کا پورا نام خان سُرُوڑ ہے۔ مخفف کر کے اردو فارسی میں خان سُرُوڑ کہینے لگے۔ لیکن لوگوں کی زبان
 پر خان سُرُوڑ چڑھا ہوا ہے۔ **ب**۔ حاشیہ، سواہر بک، قائم ملک چٹ، معراج بک، **ب**۔ انتخاب بک
 قائم ملک چٹ، معراج بک۔ ۱۲۔



کو تمام جہاں کے ملکوں پر جو فضیلت حاصل ہے اور مدینہ طیبہ کو رو سے زمین کے شہروں پر جو تفوق اور برتری دی جاتی ہے، محض حضرت رسالتاً صلعم کے مؤمن اور مدن کی بدولت ہے۔ اسی طرح شہرِ جیون پور اور فرہ مبارک کو جو عزت و افتخار حاصل ہے، محض سیدنا ہمدی علیہ السلام کے وطن شریف اور مرقد مبارک کی وجہ سے ہے۔ پس ملک عرب اور مدینہ طیبہ، جیون پور اور فرہ مبارک کی جو تعریف کی جاتی ہے، حضرت خاتین علیہما السلام کی ذاتِ بابرکات کی نسبت سے ہے، اگرچہ آپ کا ام گزنی اس تعریف میں ظاہر نہ کیا جائے۔

اسی طرح ملکِ گجرات اور پٹن شریف کو حضرت امام علیہ السلام نے صدورِ بشارات سے جو فخر و امتیاز عطا فرمایا، وہ محض حضرت صدیقِ ولایت کے موطن اور مولد کی نسبت کی وجہ سے ہے؛ اس لئے یہ سب بتائیں حضرت صدیقِ ولایت کی ذات سے خاص تعلق رکھتی ہیں۔

پہلی نسل میں کانِ عشق، انگوٹھی میں میرا تمام جہاں انگوٹھی گجرات نگینہ، عشق کو گجرات نے اٹھایا، عشق گجرات پر برسا؛ اور دوسری نسل میں بوسے عشق، بوسے ایمان، معدنِ موشان، یہ ایسی بلند پایہ کی بشارتیں ہیں کہ ان میں ایک ایک بشارت خاص اہمیت رکھتی ہے۔ مثلاً

”ملکِ گجرات کانِ عشق است۔“

عشق کی نسبت سیدنا حضرت ہمدی علیہ السلام فرماتے ہیں

بارِ امانت عشق ذاتِ حق بود، ہر یکے بقدرِ حوصلہ خویش حل کرد، و بد بقلوب اللہ
تعالیٰ شرت شد؛ آ آ کما حقہ این دو تن برداشتن، یکے خاتم النبیین و دوم خاتم الولی صلی اللہ
علیہما وسلم۔ (شواہد ص ۳)

آپ کی عادت مبارک تھی کہ جو لوگ آپ کی حدیثِ آئیں میں طلبِ خدا کی غرض سے آئے، اکثر اوقات ان سے دریافت فرماتے کہ

”بھائی! تم میں کتنا عشق ہے؟“

کہتے کہ ”جانِ دین اور زنِ دوزخ، ہر ایکے سب نامِ خدا پر خدا میں۔“ آپ فرماتے

”محبت و عشق خدا ان چیزوں سے بد بچا افضل ہے۔“

پھر زیادہ سے احتیاج کی غرض سے یہ تمثیلی بیان فرماتے کہ

ایک شخص کاڑ کا گم ہو گیا، اُس کے والدین کے دل میں طرح طرح کے گمان پیدا ہو رہے ہیں کہ

ہیں معلوم چورے گئے، یا کوئیں میں گر گیا، یا جانور کھا گیا، اُس وقت اُن کا کیا حال ہو گا؟
طالبانِ خدا عرض کرتے

ت میرا جی! الہین کو اپنے فرزند کی محبت میں کھانا پانی سب زہر ہو جاتا، اور نیند اڑ جاتی ہے اور بے تک بیٹھے کی خبر نہ ملے، اُس کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں۔
سیدنا ہمدی علیہ السلام اُس وقت فرماتے

م ”بھائیو! خدا کی طلب اور اُس کے شوق میں اُن والدین کے بیسے ہو جاتا ہے، جو شب و روز بیٹے کی طلب میں بے قرار ہیں۔“ (شواہد ۳۲)

م پھر فرماتے کہ بیٹے کا عشق تو بہت بڑا عشق ہے، لیکن ایک سوئی گرم ہو جانے پر اُس کی تلاش میں کیسے بے قرار ہو جاتے ہو! اتنا عشق بھی اگر خدا کے ساتھ ہو تو خدا کو بوجہ جاؤ گے۔ (ایضاً)

م پھر فرماتے کہ ”عشق بدانت خود پاک ہے اُس کو کسی حالت میں ناپاکی لگتی ہی نہیں ہے۔“
شال کے طور پر فرماتے کہ

م ”مردانِ خوار (ڈھیسے) ٹھہر دار جانور کا گوشت چوہے پر پکا رہا ہے؛ اُس چوہے کے پیچھے سے کسی نے آگ لی، اور حلال کھانا پکایا، تو جائز ہے، کسی قسم کا خوف نہیں ہے کیونکہ آگ دراصل پاک ہے اگرچہ کہ مردار گوشت کی ہنڈی کے پیچھے ہو۔ اُس کو کوئی ناپاکی نہیں لگ سکتی اسی طرح جو عشق خواہشاتِ نفسانی اور گناہوں میں ساہا سال خرچ کیا ہے، وہی عشق خدا کی طلب میں صرف کیا جائے، تو مقصود حاصل ہو جائے گا۔ (ایضاً)
اسی مطلب کو حضرت یٰسین علیہ السلام نے اس طرح لکھتے ہیں کہ سیدنا ہمدی فرماتے کہ

م تم نے کسی سے عشق کیا ہے؟ بس وہی عشق راہِ خدا میں لگا دو، وصالِ خدا سے مشرف ہو جاؤ گے۔“

یہ تعریف ہے عشق کی اور عشق کے اثرات کی۔

تاریخ والنوں سے یہ امر پر شیدہ نہیں ہے کہ بندگی میاں سید خوند میرا بندگی میاں شاہ نعمت، بندگی

ملک برہان الدین، ہندگی ملک معروف، ہندگی ملک سخن، وغیرہ صحافیہ، تباعین، اور ان کے سہ ماہی سے گرامی سے قائم سیلانی وغیرہ کتب میرے کے اوراق و نشان ہیں، جو حسبِ بشارتِ نہتِ ہمدی علیہ السلام اسی کانِ عشق کے نورِ افروزِ جو اب ہیں۔ علاوہ ان میں ہزار ہا جو اس مہمان سے نکلے، اور انشاء اللہ قیامت تک بھٹکتے رہیں گے۔

اوپری بتایا گیا ہے کہ سیدنا احمدی علیہ السلام کے لفظِ گجرات کے عام زبان میں حضرت صدیقِ ولایت کی ذاتِ تخصیص رکھتی ہے، اسلئے یہ کہنا بہت صحیح ہوگا کہ جس طرح حضرت صدیقِ ولایت کی ذاتِ گنجینہ معرفت اور بحرِ بے پایاںِ ولایت ہے، اسی طرح سرسرتاپا عشق، عشق ہی ایک ایسی زبردست اور سرسبز آفتاب ہے، جو طالبِ حق کی ہستی کو جلا کر خاک کر ڈالتی، اور ہر قسم کے تعینات و تعیناتوں، نسبتوں، اور اضافوں کو نیست و نابود کر کے فنا فی اللہ کے مرتبے کو پہنچا دیتی ہے، چونکہ حضرت صدیقِ ولایت کی ذاتِ سرسرتاپا عشق ہے، اسلئے جو شخص آپ کی صحبتِ عشق افزا میں آیا آتشِ عشق سے جل کر سرسرتاپا عشق بن گیا۔

چشمِ ہوا افتاد و وجودم ہمہ خاک شد
ہر چیز کہ مدکانِ کج رفت تک نہ
مولانا جامی فرماتے ہیں

عشق آمد و پیوست شد اندر گدگد پوست
کردست ہی از من و چو کردہ بد دست
اعضائے وجود من ہمہ دست گرفت
نایمت از من باقی - باقی ہمہ ادست
در تمام کلبا گجرات مثل گیندہ در انگشتری است

یہ تو ظاہر ہے کہ انکو طبعی کی قدر و قیمت گیندہ سے ہے، پس جس طرح گجرات تمام ملکوں میں مثل گیندہ در انگشتری است، وہی نسبتِ ہندگی میں انکو تمام جہاں کے لوگوں کے ساتھ ہے۔

عشق از چوں پور بر خاست، دگر جرات برداشت

عشق کی نسبت سیدنا احمدی علیہ السلام فرماتے ہیں

عشق ذاتِ خداست

پھر انشاء ہوتا ہے

عشق لامکان سے اڑا..... اسکن کہیں جگہ نہ ملی.... آخر اس کو انسان نے اٹھایا

انسان سے مراد ذاتِ بندگی میاں فرمائی۔

بس اسی سے بندگی میاں سید خوند شیر کے ظرفِ عالی اور علو مرتبت کا اظہار ہو رہا ہے۔

”عشق از جیون پور برخواست و بر گجرات بارید و در فرہ مذون شد“

یہاں عشق سے مراد حضرت امام علیہ السلام کی ذاتِ مبارک ہے، جس نے بندگی میاں پر فیضانِ ولایت کا سوسلا بہا بہات برساکر اپنے فرمان

”میراث سونٹگاں بسونٹگاں می رسد“

کا تمام اہل بنا دیا اور بالآخر فرزندِ مبارک میں دفن ہوا۔ چنانچہ حسبِ بشارت حضرت ہمدی علیہ السلام اس وقت ایک شخص بھی فرہ مبارک میں ایسا نہیں ہے، جس نے آتشِ کدہ عشق سے ایک چنگاری بھی حاصل کی ہو۔
اس کتاب کی پہلی دو فصلوں میں سیدنا ہمدی علیہ السلام کی زبانِ مبارک سے بندگی میاں کے علو مرتبت و خصوصیت کا جو اظہار ہوا ہے، اسی کتاب کے بعد کی فصلوں میں درج شدہ بشارتوں کا یہ پیش خیمہ ہے۔

تیسری فصل

پٹن شریف میں ذاتِ بندگی میاں کی نسبت بشارتیں

ب۔ سیدنا ہمدی علیہ السلام نے پٹن شریف ^{۱۹۰۳ء} _{۱۹۰۴ء} کے اوائل میں تشریف لاکر خان سردر کے تالاب پر

سلاہ ریس ڈوی ندی المشہور بہ کٹوا کٹوا *slahar river commonly called khatkhat* کے کنارے پہنچے اور کھڑے ہوئے، اس کو نظر ڈالا اور کثرت سے ادا یار اللہ مذون ہونے کے لحاظ سے پیرل پٹن کہتے ہیں۔ ہندو مت میں انٹرہٹل پونڈیاٹن (*Amrhillapoor Paton*) اختیار میں پائٹن اور مسلمان پٹن شریف کہتے ہیں۔ یہ پٹن ^{۱۹۰۳ء} _{۱۹۰۴ء} مطابق ^{۱۹۰۳ء} _{۱۹۰۴ء} میں راجپوت راجا سٹی ون راج چاؤر سے نے آباد کیے چنانچہ تخت بنایا اور اس کے وزیر چانپانامی کر ڈپٹی جین جوائن نے شہر چانپانامی *Chanpamer City* بسایا۔ اسٹیشن ٹوڈر چانپانامی کے چلانیہ کھا ہے پٹن میں شہر جیسے آئل پٹن ^{۱۹۰۳ء} _{۱۹۰۴ء} میں ڈانکائیہ۔ پس چانپانامی ^{۱۹۰۳ء} _{۱۹۰۴ء} کا [جاہلیہ]

قاضی قادون کی خانقاہ میں جمعہ کے روز قیام فرمایا۔ اسی روز نماز جمعہ کے بعد بندگی ملک بنخوردار عرف ملک سخن برادر حضرت خلیفہ مگر وہ اپنی بی بی راجے فتح بنت بندگی ملک پیر جی برہنہ شہید سڈر اس کے چہلم پر فاتحہ خوانی کی غرض سے قاضی قادون کے قبرستان میں آگئے تھے۔ من سعادت دیکھئے کہ آپ کی نظر نو وارد مسافروں پر پڑی صحیحاً کی ہیئت ظاہری دیکھ کر ان کو سخت تعجب ہوا کہ یہ کون مسافر ہیں جو نہ تو پورے فقیر ہیں نہ پورے سپاہی نہ پورے تاجر ہیں۔ کیونکہ ان کے بدن پر نہ تو پورا مشائخی لباس ہے نہ پورے مسلح ہیں نہ بیپاری معلوم ہوتے ہیں تحقیق کی غرض سے مجمع صحابہ میں تشریف لے گئے (حاتم سلیمانی جلد سوم)

ادریوں بھی روایت کرتے ہیں کہ حضرت شیخ رکن الدین مجددؒ کے فقیر روٹیوں اور کیلوں کے ٹوکے حضور امام علیہ السلام میں گذران کر واپس آ رہے تھے۔ ان سے دریافت کرنے پر حضرت مجددؒ کی طرف سے دعوت اور وہاں کے فقر کی کیفیت بیان کی۔ آپ نے سن کر دل میں کہا کہ جب حضرت مجددؒ نے آپ کو دعوت دی ہے تو پورے پایہ کے دلی اللہ ہونے چاہئیں۔ دل میں یہ اثر لٹے ہوئے حضور موعود علیہ السلام میں پہنچے (شوہد جا)

سیدنا ہمدی علیہ السلام نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا

”آئیے ملک بنخوردار“

ان کو اور بھی تعجب ہوا کہ میرا نام میرے گھر کے لوگوں کے سوا کوئی نہیں جانتا اور حضرت نے اسی نام سے مجھے پکارا۔ بندگی ملک سخن پہلے سے اثر لے ہوئے تھے ہی اب یقین کامل ہو گیا کہ آپ دلی کامل ہیں اور دل میں اسی عظمت و عقیدت کے ساتھ سیدنا ہمدی علیہ السلام سے سعادت و مسوس حاصل کی اور دو چار ہی باتیں سن کر آپ حضرت

[جاریہ] بسایا ہوا شہر۔ پٹن شریف دریا ست بڑوہ ٹولف کے مؤکڈ پائن پور سے میں کوس۔ تیس میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ ۱۵۔ یہ مقام شہر سے جنوب میں خان سُرُو ڈور دروازے کے باہر آدھریل پر واقع ہے۔ سُرُو ڈور خاں نے بنائے تالا کچے وقت سترس وتی ندی سے ایک پختہ نہر اعلیٰ اصول سائنس پر جاری کر کے تالا تیبہ ملائی تھی جس کی وجہ سے (سیدنا ہمدی کے زمانہ نبی میں) بابائی شریں تھا۔ استاد ایدو زمانہ کے بعد ندی نے حالت طغیانی میں اپنا اصل مقام چھوڑ کر فاصلہ سے بہنا شروع کیا اس لئے نہر بیکار ہو گئی۔ اب مالوں اور ٹولوں سے تالاب بھرتا ہے۔ تالاب بلکہ تمام شہر کی زمین گھاسی ہے اس لئے موسم باران تمام موتے ہی تالاب کو پانی شور ہو جاتا ہے۔ خانقاہ ویران ہو گئی ہے۔ پھر بھی حوض حوریں۔ پانی کی نالیوں کوئی وغیرہ کی ملائیں پانی جاتی ہیں اور دروازہ کی پاؤں تک بھی اپنے آثار قدیمہ کی شہادت دے رہی ہے خانقاہ حیدر حیدر چیدہ قبریں بھی نظر آتی ہیں جہاں بندگی ملک سخن پائی بی بی کے چہلم پر فاتحہ خوانی کو تشریف لے گئے تھے۔ ۱۶۔ چھوٹا کنواں

کے مرید ہوتے۔

صاحب شواہد الوالیات لکھتے ہیں کہ ”آئے ملک برخوردار“ بشارتی لفظ ہے، عیا کہ نصیر لپکا میں آپ نے اسی بشارت کی اور بھی توضیح کر دی کہ

برخوردار برخوردار! میں برخوردار آں جا برد

اسی طرح بندگی میاں ملک بچی کو بھی آپ نے خدمت اقدس میں آتے ہی فرمایا
”آئیے شہزادہ لاہوت“

اسی طرح بندگی میاں شاہ دلا در کو بھی خدمت والا میں لاتے ہی بشارتیں فرمائیں۔

پٹن شریف میں سیدنا مہدی علیہ السلام کے نئے ارادتمندوں میں آپ کا نمبر دوسرا ہے۔ اس سے قبل حضرت شیخ رکن الدین مجددی الشہور پیر خزانچی آپ کے ارادتمندوں میں شامل ہو چکے تھے؛ اور سیدنا مہدی علیہ السلام نے آپ کی نسبت یہ فرمایا کہ

در لوح محفوظی مینندومی گویند (شواہد ج)

علاوہ ان میں آپ کے واصل حق ہو جانے کا سن کر یہ بشارت دی کہ

شاہ یکے آمد شاہ یکے رفت یکا (شواہد ج)

۱۵۔ یہ وہی رکن الدین مجذوب ہیں جو ہمیشہ کمال استغراق کی وجہ سے برہنہ ہا کرتے تھے۔ لیکن پٹن شریف میں سیدنا مہدی علیہ السلام کی تشریف آوری اپنے باطن سے معلوم کر کے اپنی اداری زبان گزرتی میں بے ساختہ بول اٹھے کہ ”اے آور سے اردو جھوٹو دین نو دھرتی میں نور کھوال آو نو“۔ یعنی دو میر لیا سجا کر دین کا ناک اور دین کا محافظ آ گیا اور جبکہ سیدنا مہدی علیہ السلام کے اخراج کا فتویٰ لکھ کر ۴۴ علماء نے مہر س ثبت کیں اور حضرت مجددی کو بڑے بڑگ سمجھ کر ان کی بھی دستخط ضروری جانا لیکن جب محضرہ ان کی خدمت میں لایا گیا تو علماء سخت برہم ہو کر فرماتے گئے کہ ”دوسرے آدمی کو بڑے کسی ہارگوں تھیو چکے، بیٹھ بلا ڈیٹی کو بیٹھ کھائے کو نظر، سیدنی کٹا را ڈی کو بیٹھ چکے کہ آؤڑھی کھان شے تو بیٹھ تھی بیٹھتے“۔ یعنی تمام چوبوں نے لے کر اڑو کو نہ دھرایا لیکن بی کے گلے میں ڈالیا کہوں ہتھیک کٹا را ایسی ہی ہے کہ اوپر سے گھاسنی تو تے ہی سے نکل کر رہے گی۔“

پٹن شریف کے کوئی بڑے دروازے کے باہر جس کو رادھن پوری دروازہ بھی کہتے ہیں مخدوم حمام الدین خلیفہ حضرت نظام الدین اولیا کے روضے سے متصل پٹنی اور سکندر اسن جاتے ہوئے سر راہ بائیں ہاتھ پر حضرت کا چہرہ ترہ ہے حضرت کی قبر امام نما ہے اور بائیں میں تین جدید ترین مخالف شریعتیوں کی ہیں۔ گوشہ مغرب و جنوب میں مستقف محراب ہے۔ جس پر یہ عبارت کندہ ہے۔ ”مصلحتنا نحن ائمة الشیخ“ اسی طاقچہ میں بیٹھ کر آپ مٹی کے لوٹے کے اندر ہاتھ ڈال ڈال کر دست غیب سے نکلے ہوئے جیسے غریبوں کو لہد دیا کرتے تھے۔ طاقتور قریب الاہد نام ہو گیا ہے طاقتور سے مغرب میں دس بارہ تھم پر قدیم جامع مسجد کی ایک گنبدی اپنے آخار تھم کی یادگار اب تک بتا رہی ہے۔ اجہاں سیدنا مہدی نماز جمعہ کو تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ۱۶۔

بندگی ملک بھجن نے دل میں کہا کہ جیسا پیر حضرت سیدخوند شیر چاہتے ہیں ویسے ہی میں لیکن نام نہ لے کر اٹھتے وقت مبہم طور سے عرض کی کہ

”میں ایک ایسے شخص کو خدمت اقدس میں لانے کے لئے جا تا ہوں جس میں ایسے ایسے اوصاف ق حیدہ پائے جاتے ہیں“

آپ نے فرمایا

ب

آئے ملک برخوردار خدا تعالیٰ بندہ را برے او [اوشان] آورده است“

چونکہ امام ہمام حضرت ہمدی علیہ السلام کی مدد سے شہرت چارواگ عالم میں گونج رہی تھی، بہت مکن تھا کہ خود بندگی میاں سیدخوند شیر حضرت امام علیہ السلام کی خدمت میں پہنچ جاتے اور حسب ولایت ایزدی حضرت امام علیہ السلام کے حلقہ ارادت و عقیدت میں داخل ہو کر مراتب مہربوبہ سے ممتاز ہوتے؛ لیکن حضرت امام علیہ السلام جن کا کوئی قول و فعل بغیر ان خدا نہیں ہوتا تھا، زمانہ سابق کی مسافت کی صعوبتیں برداشت فرما کر بغیر نغس بندگی میاں سیدخوند شیر کے کوٹھن تک تشریف لاتے اور فرماتے ہیں کہ ”آرے۔ ملک برخوردار خدا تعالیٰ بندہ را برے او آورده است“ اللہ اللہ اس ایک ہی واقعہ سے حضرت صدیق ولایت کی حقیقی عظمت اور اعلیٰ مراتب پر کیا ہی روشنی پڑتی ہے!

ب۔ آپ نے اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ اس بشارت سے کہ

ب

اژدے پوسے دوستی می آیدگ (انتخاب بیل)

اور بھی روشنی ڈال دی۔ کیونکہ دوستی کا لفظ ایسا جامع اور حاوی ہے کہ جنسیت، اتحاد، ہم دمی، و ہمرازی غرض ہر وہ چیز جو دوستی کی مؤید ہو اس میں داخل ہو سکتی ہے۔ امام الانام سیدنا جہمدی علیہ السلام نے بندگی میاں کو اپنا دوست فرما کر جن اعلیٰ مراتب کی خبر دی محتاج وضاحت نہیں ہے۔

ب

حضرت امام علیہ السلام کی زبان مبارک سے یہ ارشاد سن کر بندگی ملک برخوردار بندگی میاں سیدخوند شیر نے مکان پر تشریف لے گئے اور ایک دلی کامل (یعنی جہندی) کی تشریف آوری کا مشرودہ سنا یا آپ نے یہ غیر سنستہی حضور اقدس کی خدمت میں لٹے نہ کر کے کی غرض سے دوا شرفیاں ساتھ لے لیں اور اسی وقت پہلی میں سوار ہو کر بندگی

سہ شواہد جل، انتخاب بیل، و سوال ک ب۔ سہ پرانے قطع میں دونوں کے گھر قریب قریب تھے۔ یہ قطع چالیس سال دروازے کے باہر کا لگانا تاکہ کتبہ بندہ کے قریب اور حضرت صدیق ولایت کے روضہ سے دو ڈھائی فرلانگ پر واقع ہے۔ یوں کہتے کہ بندگی میاں کے روضہ اور پیر خراچی کی درگاہ کے ٹھیک وسط میں ہے۔

لکھنؤ کے مہاراجہ کے وقت حضرت مہدی علیہ السلام کے نزول کا پورا پورا پہنچے۔ اس وقت حضرت امام علیہ السلام اپنی راوی میں آیا یہ روایت ہے جو میں تشریف دیتا تھا۔ بندگان میں ان کے پہنچنے ہی حضرت میران علیہ السلام قرآنِ خدا سے استقبال کے لئے باہر تشریف لائے اور دیکھتے ہی کمال شفقت سے فرمایا

بیائید برادر م سید خود میر

حضرت امام الزمان علیہ السلام کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے یہ استقبالیہ الفاظ نبی کے کلامِ ملکوت ملکوتِ ملکوت ہے ہی معنی خیز ہیں۔ یوں تو امام الانام سیدنا مہدی علیہ السلام اپنے دائرہ معنی کے کل صحابہ کو عام طور سے ان کے نام کے ساتھ ”بھائی“ کا لفظ بڑھا کر بلاتے تھے، جیسے ”بھائی“ ”نظام“ ”بھائی“ ”دلدار“ ”بھائی“ ”عبدالغنیہ“ وغیرہ بعض صحابہ کو آپ نے پہلی ہی ملاقات میں کچھ نہ کچھ بشارتی الفاظ سے بھی مخاطب کیا ہے جیسے بندگان میں ملک جنی کو آپ کی خدمت میں تشریف لاتے ہی فرمایا۔

”بیائید شہزادہ لاہوت“

لیکن بجز حضرت ثانی مہدیشی اور حضرت صدیق ولایت کے کسی کو حضور آدم میں آتے ہی یوں نہیں فرمایا کہ بیائید برادر م۔ پس حضور آدم نے ایسے بھائی سید خود میر نہیں بلکہ ”ایسے میر کے بھائی سید خود میر کہہ کر جو استقبال کیا، اس میں خصوصیت کے ساتھ کمال اتحاد اور باطنی رشتہ پایا جاتا ہے۔ اس کمال بھائی اور باطنی رشتہ کی شان سمجھنے کے لئے آفتابِ نبوت کا نور درکار ہے۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حضرت ابو بکر صدیقؓ کو آنحضرتؐ یعنی میر بھائی فرمایا ہے چنانچہ حدیث شریف میں وارو ہے کہ

”أَبُو بَكْرٍ مَعِي ذَا نَامِيهِ وَأَبُو بَكْرٍ أَحْسَنُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ“

ترجمہ۔ ابو بکر مجھے ہیں اور میں ان سے ہوں، اور ابو بکر میرے بھائی ہیں دنیا اور آخرت میں۔

پھر اس باطنی برادری کے گہرے تعلق اور محبت کی شان اس فرمان سے اور بھی زیادہ واضح کر دی کہ

”أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ نَتَكُونَانِ فِي دَرَجَةٍ وَاحِدَةٍ فِي الْجَنَّةِ“

ترجمہ۔ یعنی میں اور ابو بکر دونوں بہشت میں ایک درجہ میں ہونگے۔

عابدوں اور زاہدوں کی جنت محدود تصور کی نسبت جو دیدارِ خدا سے بے بہرہ ہیں، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لَا تَأْتِمِرُ صَلَاتُكَ جِلْدًا، وَلَا تَهْتَبُ بِهَا، وَلَا تَخَابُ بِهَا، وَلَا تَخَابُ بِهَا، وَلَا تَخَابُ بِهَا

ن

أَجْنَّةٌ يُجَنُّ أَبُو صَالِبٍ كَمَا الدُّنْيَا يُجَنُّ الْمُؤْمِنِينَ

ترجمہ۔ واصلانِ خدا کے لئے جنت (محور و تصور) قید خانہ ہے جیسا کہ دنیا مومنوں کیلئے جہنم ہے

امام الانام سیدنا ہدی علیہ السلام نے بہشت کی نسبت مولانا رقم کایہ کلام اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ

”بہشت جنت گرد بہنت سر بسر
تو مشور رضی از آہنادر گذر“

”عالی ہمت باش و دل با حق بند
تو ہمارے قاف قرنی و بلند“

رو بلند، رو بلند و بلند، اس طرح میں بار فرمایا

پس جس جنت کی نسبت اوپر کی حدیث شریف میں ایما فرمایا گیا ہے اس کی تعریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

پ

”فَلَا يَتَعَلَّقُ نَفْسٌ مَّا أَحْبَبَ لَهُمْ مِنْ قَرَّتٍ وَ أَحَبِّ“

ترجمہ۔ کوئی شخص نہیں جانتا کہ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے کیا کیا پوشیدہ رکھا گیا ہے (جنت)

اور سید التقلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی فرماتے ہیں کہ

أَعْدَاتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا أَحِبُّنِي سَرَاتٍ وَلَا أَدُنِّي سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ

عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ - (صحیح بخاری)

ترجمہ۔ بندگانِ صالح کے لئے ایسی جنت تیار کی گئی ہے کہ نہ آنکھ نے دیکھی، نہ کان نے

سنی، اور نہ انسان کے دل میں داس کی بے انتہا خوبیوں کی نسبت، کوئی خیال و تصور آسکتا ہے

پھر فرماتے ہیں

آيَةُ اللَّهِ جَنَّةٌ لَيْسَ فِيهَا حَوْسٌ وَلَا تَصْوُورٌ وَلَا لَبْسٌ وَلَا حَسَلٌ

إِلَّا يَجَلِي رَبَّنَا صَاحِبُكَ (بخاری)

ترجمہ۔ بے شک اللہ کے لئے (یعنی اللہ والوں کے لئے) ایسی جنت ہے جس میں نہ حوس (پھل)

ہیں، نہ نخل ہیں، نہ دودھ ہے، نہ شہد، مگر ہمارا پروردگار بہت ہواظہور فرماتا ہے۔

یعنی جس بہشت میں حضرت خاتم النبیین اور حضرت صدیق نبوت ایک درجہ میں ہونگے وہ بہشت

دیدار ہے

اب جس طرح خاتم الانبیاء نے حضرت صدیق نبوت کو اپنا بھائی فرمایا اسی طرح حضرت خاتم الاولیاء

نے بھی حضرت صدیق نبوت کو اپنا بھائی فرمایا۔ مزید برآں حضرت ہدی علیہ السلام نے جنگی میاں سید نوذیر کو

ابوبکر ثانی (رہمۃ اللہ علیہ) و نیز ثانی اُمّیّی (رہمۃ اللہ علیہ) وغیرہ بشارتوں سے بھی شرف فرمایا ہے جبکہ حضرت خاتین علیہما السلام کا درجہ ایک ہی ہے تو ہندرجہ بالا دونوں حدیثیں حضرت صدیق ولایت پر بھی نسبتاً صادق آتی ہیں؛ یعنی حضرت خاتم ولایت و حضرت صدیق ولایت جنت رویت میں ایک ہی درجہ میں ہیں۔ اس بات کو گروہ مقدسہ کی اصطلاح میں یوں کہا جائے گا کہ جس طرح باسنتائے خصوصیات نبوت و ختمیت، حضرت ابوبکر صدیقؓ مرتبہ دیدار میں تبعاً شریک فی الدرجات رسولؐ ہیں اسی طرح باسنتائے ہمدیت و تہجوت ہندگی میاں سید خوندنیرؓ بھی مرتبہ رویت و یکتائی میں تبعاً شریک فی الدرجات ہمدی ہیں۔

بندگی میاں سید خوندنیرؓ کے استقبال کے وقت حضرت میراں علیہ السلام نے فرمایا ”بیا میرا برادرم سید خوندنیرؓ تیرے پاس حاضرین مجلس میں سے کسی نے کہا۔ ”میرا بھائی! ان کا نام میاں سید خوندنیرؓ ہے۔“ حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا

خیر جی! ہمارے بھائی سید خوندنیر صدیق ہیں
خیر جو ازان سید خوندنیر ما صدیق ہستند

بشارت نمبر ۱۱ میں حضرت میراں علیہ السلام نے بندگی میاں سید خوندنیرؓ کو میرے بھائی قرار دے کر بندگی میاں اور حضرت ابوبکرؓ میں جو مساوات کا اظہار فرمایا تھا، اس کو یہ فرمان اور بھی واضح کرتا ہے حضرت امام علیہ السلام کے اس فرمان سے صاف ظاہر ہے کہ جو مرتبہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نبوت کا وجود و تہجوت میں ہے۔ وہی مرتبہ بندگی میاں سید خوندنیر صدیق ولایت کا دور ولایت میں ہے۔ اور جو جو انضال از روی و بشارت محمدی متعلقہ رویت و علو مرتبہ حضرت صدیق نبوت کو عطا ہے ان سب سے حضرت صدیق ولایت بھی مستضعف تھے۔

صدیق کا رتبہ اسی سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں صدیقیوں کا نام پیغمبروں کے ساتھ لیتا ہے پچنانچہ ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ
وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا
ترجمہ ”اور جو شخص اللہ اور رسولؐ کی فرمانبرداری کرے تو ایسے لوگ جنت میں، ان (مقبول بندوں) کے ساتھ ہونگے جن پر اللہ نے (بڑے بڑے) احسانات کئے (یعنی نبی اور صدیق اور

شہید اور (دوسرے) نیک بندے۔ اور یہ لوگ (کیا ہی) اچھے ساتھی ہیں! (سوک)

اور سرورِ دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق نبوت کی شان میں فرماتے ہیں

(روزی عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یُؤَخِّجُ **ن** اِيْمَانَ اَبِي بَكْرٍ عَلٰی هٰذِهِ الْاُمَّةِ لَمْ يَخُجْ

اور یوں بھی فرمایا کہ

ن لَوْ نُؤَدِّرُنْ اِيْمَانَ اَبِي بَكْرٍ مَعَ اِيْمَانِ اُمَّتِي لَمْ يَخُجْ اِيْمَانَ اَبِي بَكْرٍ

ترجمہ ”اگر ابو بکر کا ایمان میری امت کے ایمان کے ساتھ تو لا جائے تو ابو بکر کا ایمان بھاری ہوگا“

اگر میری امت کا ایمان ترازو کے ایک پتے میں رکھا جائے اور ابو بکر کا ایمان دوسرے پتے میں تو ابو بکر کے ایمان کا پلہ بھاری ہوگا“

چونکہ حضرت صدیق نبوت اور حضرت صدیق ولایت کا ایک ہی درجہ ہے اس لئے یہ حدیث بندگی میاں سید خوند میر کی نسبت بھی صادق آتی ہے۔ سبحان اللہ! امام الزمان نے پہلی ہی ملاقات میں بندگی میاں کے ایمان کی شان کیا ہی اعلیٰ و ارفع بتائی ہے! اَدْرَا لَكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ۔ یہی ہے بہت بڑی مراد حاصل۔

ہا۔ بندگی میاں سید خوند میر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ”صدیق“ کے مبارک لقب سے لقب فرمانے کے بعد حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا۔

ہا

بندہ و ایشان یک جدی حسین سید مستقیم

حضرت امام علیہ السلام کی خدمت میں یوں تو اور بھی صحیح النسب حسینی رضیفین ولایت سے بہرہ اندوز ہوئے تھے، لیکن بجز حضرت صدیق ولایت کے دوسرے کسی کی نسبت یہ نہیں فرمایا کہ بندہ اور وہ ایک ہی جد سے حسینی سید ہیں۔ اسی سے ظاہر ہے کہ حضرت امام علیہ السلام کا یہ فرمان بالیقین کئی گھر سے معنی اور مخصوص فضیلتیں اپنے اند لئے ہوئے ہی اسی وجہ سے جب حضرت صدیق ولایت نے ہوش میں آنے کے بعد یہ بشارت سنی تو آپ بہت ہی خوش ہوئے اور خدا کا شکر کیا۔

ہا

حضرت شاہ خوند میر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بندگی حضرت میر ان علیہ السلام کا دیدار پڑا تو ارادہ کیا کہ تھی اور حضرت امام علیہ السلام کی نظر فیض اتر آپ پر پڑتے ہی بہ ہوش ہو گئے تھے اس لئے حضرت امام علیہ السلام دوڑ

کر نزدیک آئیے اور بندگی میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کندھے پر دست مبارک مار کر فرمایا
 بھائی سید خوند میٹر میں روش بیہوشی از خاندانِ مانیت۔ ہشیار شویہؑ

بندگی میاں سید عالمؑ اپنی نقلیات میں لکھتے ہیں کہ۔

ہشیار باشید شہا صدیق ہستید۔ این روش بیہوشی از خاندانِ مایانِ نیتؑ

پھر فرمایا۔

اصحان خداد صحو مانند وستان در شاہد حق و ہشیاران در کار شریعت و عبادت باشند

[انتخاب بلا]

سیدنا ہمدی علیہ السلام کے اس فرمان میں تین قسم کے لوگ بناے گئے ہیں۔ (۱) واصحان (۲) وستان
 (۳) اور ہوشیاراں۔ اور ان کی صراحت بھی کر دی۔ حضرت کے اس فرمان سے معلوم ہوتا ہے کہ ہوشیار سے مراد وہ
 بندگانِ خدا ہیں جو نماز روزہ وغیرہ احکام شریعت کے پابند ہیں لیکن عرفان سے بے بہرہ ہیں مستان وہ پاکانِ خدا ہیں
 جو حالتِ جذب کی وجہ سے ہمیشہ اسی عالم میں رہتے اور احکام شریعت کی پابندی میں متغذ رہیں۔ اور واصحان وہ
 خاصانِ خدا ہیں جو باطناً دیدارِ خدا میں مستغرق ہوتے ہوئے ادھر احکام شریعت کی ادائیگی میں بھی ہوشیار رہتے ہیں۔
 چونکہ بندگی میاںؑ پر حضرت ہمدی علیہ السلام کی نظر مبارک پڑتے ہی جذب کی حالت طاری ہو گئی تھی اس لئے
 سیدنا ہمدی علیہ السلام آپ کے کندھے پر ہاتھ مار کر ہوش میں لائے اور ایں روش بیہوشی از خاندانِ مانیت ہشیار
 شویہؑ فرما کر اپنے بھانڈان ہونے کا شرف بخشا جو کمال اتحاد و یکتالیٰ زمینی ہے۔ اس روش کی نسبت آپ فرماتے ہیں۔

قل لحنی ہتیننی اذکھوا الی اللہ علی البصیرۃ آنا وصینا لبتغنی
 ترجمہ۔ کہو (اے محمد) یہی میری راہ ہے۔ (لوگوں کو) اللہ کی طرف بینائی (خدا) پر باتا ہوں میں بھی
 اور جس نے میری پیروی کی (بلا) سیدنا ہمدی نے فرمایا کہ یہاں سے (یعنی بسنے سے) لڑنے کے ات ہے۔

ہشیار ہونے کے بعد بندگی میاں سید خوند میٹر نے سیدنا ہمدی علیہ السلام کے ارشاد پر عرض کیا
 پھوٹو اٹکھیں جس نے ہمدی کو کون دیکھا، میں نے تو اپنے خدا کو کون دیکھا۔

صاحب تذکرۃ الصالحین لکھتے ہیں بعدہ میاں سید خوند میٹر عرض نمود کہ

اقل ہلکہ نظر این بندہ بر آن حضرت اقا چشم کو رشود کہ آنحضرت را در میان دیدہ باشم بلکہ میں

۱۔ یہ زمانہ خود اغیارب بلا۔ از خاندانِ خدام، دفتر اول ک بلا۔ از خاندان، انتخاب بلا۔

۲۔ خاتم ک بلا۔ انتخاب بلا۔ شواہد بلا۔ تذکرہ بلا۔ اغیارب بلا۔ دفتر اول ک بلا۔ مطلع ۱۳۔

ہاں لفظاً فرید گانہ خود را معائنہ کر دم“ [بلکہ میں یہاں لفظ خدا را دیدم۔ معارج بک] سیدنا ہمدی علیہ السلام نے سن کر فرمایا۔

”خدا ہو سو خدا کون دیکھے“ [خلاصہ جلد دوم۔ معارج بک - ۱۲]

نقلیات ہندگی میراں سید عالم میں لکھا ہے کہ
خدا سے را خدا بیند۔

شوہدالولایت باب پانزدہم میں لکھتے ہیں۔

خدا سے را خدا می بیند

خاتم سلیمانی ریاض اہل گشت ششمین اول میں اود اخبار الاسرار باب دوم میں لکھا ہے کہ
ہر کہ خدا باشد خدا سے را بیند

تذکرۃ الصالحین باب اول میں تحریر فرماتے ہیں کہ

ہر کہ خدا شو خدا سے را بیند

ب۔ سیدنا ہمدی علیہ السلام نے اسی سلسلہ سخن میں فرمایا

”تا آنکہ گوشت و پوست و استخوان و دوسے دوسے خدا نہ شو خدا را نہ بیند“ [و سوال کتک بک۔]

جس طرح سیدنا ہمدی نے خدا ہو سو خدا کو دیکھے اس مطلق فرمان کو ہندگی میاں کے حال کے ساتھ منسوب کر کے بشارت دی اسی طرح یہ بشارت بھی باوجود مطلق ہونے کے ہندگی میاں کے حال کے ساتھ منسوب کی گئی اس لئے ان دونوں فرماؤں کو بشارت میں داخل کیا۔

پٹن شریف میں ملا شہیر جو ایک مشہور عالم تھا جامع مسجد پٹن میں نماز جمعہ کے بعد جب تمام شاگرد ملا صاحب کے حلقہ باندھ کر بیٹھ گئے اور حضرت صدیق دلائلؓ بھی وہاں جا بیٹھے اس وقت ملا صاحب نے آیت کے معنی سمجھانے کا سلسلہ جاری کیا جس پر دو چار روز سے بحث ہو رہی تھی لیکن طلباء کے دل کو تشفی نہیں ہوتی تھی۔ ہندگی میاں نے فرمایا اگر آیت ہو تو بندہ کچھ عرض کرے۔ ملا صاحب نے کہا۔ ”فرمائے۔“ ہندگی میاں نے اس آیت کے معنی اس عمدگی سے بیان کئے کہ تمام شاگرد راہ نمود ملا شہیر خوش خوش ہو گئے۔ ہندگی میاں کی اس اعلیٰ تفہیم کو سن کر ملا صاحب بے ساختہ بول اٹھے کہ کیا آپ سیدنا ہمدیؑ ہیں؟ ہندگی میاں نے فرمایا ہاں اسکے بعد نبوت ہمدی میں بحث شروع ہوئی اور شانلو بحث میں دیدار خدا کی بحث چھڑ گئی۔ ملا شہیر نے ہندگی میاں سے کہا کیا آپ نے خدا کو دیکھا ہے؟ فرمایا ہاں۔ پوچھا۔ کس طرح؟ فرمایا

اللہ تعالیٰ نے میرے ایک ایک بال کو دو دو آنکھیں دی ہیں جن سے میں نے خدا کو دیکھا۔
 مٹا ہمبر نے کہا: بیشک خدا کو دیکھنے کا یہی طریق ہے۔ پھر کہا کہ آپ خراساں تشریف لے جائیں۔ وہاں کے علما آپ کی داد دینگے۔ غرض بندگی میاں کا یہ جواب اسی بشارت برہمنی تھا۔

۱۸۔ اس کے بعد سیدنا امام علیہ السلام نے حضرت شاہ خوند میر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سہیل کو دیں رکھ کر دہن مبارک کا لعاب [پس خوردہ پان] آپ کے منہ میں ڈالا۔ معارج الولاہیت باب یازدہم میں لکھا ہے کہ ”مرد اول ملاقات در وہاں بندگی میاں زبان مبارک خود نہاد تشنگی و باطنی ایلتاں تنگین یافت“ اور ذکر خفی کی تلقین کرتے وقت ناک سے ناک لگا کر اپنے دم حیات بخش سے آپ کو زندہ جاوید کر دیا۔ ذکر خفی کی اعلیٰ تعلیم پنچوردہ لعاب جاں افزو اور نظر فیض بخش ولایت سے آپ میں اسی وقت ایک خاص کیفیت پیدا ہوئی، اور اسی حالت میں آپ نے عصر و مغرب و عشا کی نماز ادا فرمائی۔

حضرت ہمدی علیہ السلام کا معمول تھا کہ نماز عصر کے بعد سے مغرب تک بیان قرآن فرماتے۔ حضرت امام الزمان کے اس روز انہیں قرآن سننے اور تفسیر ملاقات سے پہرہ اندوز ہونے یا نبوت ہمدی میں بحث کرنے کی غرض سے شہراور دیہاتوں میں سے کثیر تعداد لوگ جمع ہوتے تھے۔ ان سب کو نماز عشا کے بعد نصرت کیا جاتا تھا۔ تمام مصطلحی حلقہ باندھ کر کھڑے ہو جاتے۔ حضرت امام علیہ السلام سلام پھیرتے اور ایک ایک شخص قد مبسوس ہو کر شہر والے شہر کی طرف اور گاؤں والے اپنے اپنے گاؤں کو روانہ ہو جاتے۔ اور جو طالبان حق ہمیشہ حضور میں رہنے والے تھے باری باری سے نوبت بیٹھ جاتے۔ سب دست ورجب سب کے سب حلقہ باندھ کر کھڑے ہو گئے اُس وقت حضرت ہمدی علیہ السلام نے بندگی میاں سید خوند میر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت ہی لطف و کرم کے ساتھ مخاطب ہو کر فرمایا

”بھائی سید خوند میر۔ آنچہ شمارا معاملہ شدہ است گبوئید“
 بندگی میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی ”حضور پر سب روشن ہے۔ بندہ کیا عرض کرے؟“
 حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا۔

”آرے۔ چنانچہ شہامی گوئید ہیں است اما از زبان خود آشا کلا کہ گبوئید کہ ہمہ برادران بشنونہ“
 حضرت امام علیہ السلام کے ارشاد کی تعمیل میں عرض کی

”نما عصر پڑھتے وقت حضور الہی سے چاند فرشتے آئے اور بندے کے سر پر آ رہ رکھ کر بدن کے دو ٹکڑے کر دیئے، جسم کے میدھے حصہ کو بشری کثافت سے پاک کر کے خوبصورت اور نورانی

بنایا، اور بائیں حصے کو جس میں سیدھے حصے کی کثافت بھر دی گئی تھی، بندے کے روبرو ایک بری صورت میں کھڑا کر دیا۔

پھر ارشادِ خداوندی ہوا

”اے سیدِ خود میرے تم نے دیکھا کہ ہم نے تمہاری ذات سے کس قدر بشری کثافت دور کی! اور کیسی پیاری صورت بنائی! اس بات کا تم پر احسان ہے۔ تم اس احسان کے شکر یہ میں ہمارے لئے کیا تحفہ لائے۔“

بندے نے کمال عاجزی و انکسار سے عرض کی۔

”خداوند! بندے کو نبی بی ہے نہ اولاد کہ تیرے حضور پیش کرے۔“

ارشاد ہوا

”ہم کو کون سوہی لیوے جو راہ ہماری سردیوے“

بندے نے عرض کی

”بارِ خدا یا! ایک سر تو کیا اگر سو سر بھی ہوں تو تیرے نام پر تیرے راستے میں تصدق کر ڈالوں!“

اس کے بعد بندے کا سر دستِ قدرت سے علیحدہ ہو گیا، اور بندے نے غصہ مترب اور تشاکی نماز بغیر سر کے پڑھی۔ پھر قدرتِ الہی سے بندے کا سر کندھوں پر لگ گیا۔

بندے نے اس وقت ارشادِ خداوندی ہوا کہ

”اے سیدِ خود میرا این سر بر تن تو امانت داشتہ ایم ہر گاہ کہ طلب نمائیم بدہسید“

پھر ارشاد ہوا

”اے سیدِ خود میرا سچا از در گاہ مانی خواہی بخواہ کہ تو بغایت کنیم“

ایسا تین بار ارشاد ہوا۔ لیکن بندے نے تینوں مرتبہ نہایت عاجزی سے ہی عرض کی کہ

”بندہ تجھ سے تیری ذات کے سوا کچھ نہیں چاہتا۔“

۱۔ یہ عمل ہنگامیاً سیدِ خود میرے جسم مبارک پر تمام زمین کجالتِ محالہ ہوا تھا۔ اس کے بعد دائرہ کھلاں بھیل میں نبی اللہ کی شانِ مبارک رات ۲۶ صبحرات کو عملی طور پر ہوا۔ ۲۔ تفصیل کیفیت کے لئے لفظ ہوشیارت نمبر ۹۔ ۳۔ انشاءنا و خلقنا آخرا۔ ۴۔ اللہ احسن الخالقین۔ ۵۔ قرآن کریم، اللہ جمیل یحب الجمال (حدیث شریف)۔ ۶۔ احسن کما احسن اللہ ایک دفعی ۷۔ شعر۔ من ز شاہی خواہم و نہ حسری۔ آنچھی خواہم من از تو۔ ہم توئی۔

ارشاد خداوندی ہوا

۲۱ مآزات خود را بتوعنایت کردیم و درخو است ترا پذیرا گردانیدیم۔

۲۲ حضرت صدیق ولایت رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے یہ تمام کیفیت سن کر حضرت ولایت مآب علیہ السلام نے فرمایا

۲۲ بھائی سیدخوند میر شہابہ استعداد تمام آمدہ بودید چراغ اندان وقتیلہ در روشن موجود بود؛ اما ہمیں ایک کار افزودن باقی ماندہ بود؛ اکنون از چراغ ولایت محمدی روشن کردہ شد گیا۔

اس بشارت کے پہلے جزد میں بندگی میاں رضی اللہ عنہ کی ذاتی قابلیت و استعداد بیان فرمائی اور دوسرے جزیں اس قابلیت کو جو بالقوی تھی آپ نے آن واحد میں بالفعل کر دی۔ یعنی فیض ولایت مقیدہ محمدیہ سے ہرہریاب کر کے کمال رویت سے آپ کو سرفراز کر دیا۔ اذ لک فضل اللہ لیؤتیہ من یشاء۔

۲۳ پھر فرمایا

”فرمان خدا می شود کہ آئی اللہ من السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَرَحْمَةُ سَيِّدِ خُونَدِ مِيرِ اسْتِ تَوْ بِيَانِ پ
اس آیت از زبان خود واضح کردہ در حق سیدخوند میر بیان“

اسلئے حضرت میران علیہ السلام نے اخیر کلام تک آئی مذکور کا بیان بندگی میاں کے حق میں اس طرح فرمایا۔
اللَّهُ مُنْقِذُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ (ترجمہ۔ اللہ آسمانوں کا اور زمین کا نور ہے) مراد از نور ذات

۲۳ خدا سے تعالیٰ است کہ بر دل شامز دل کر و مثل نور ہو کہ مشکوٰۃ اس کے نور کی مثال گویا ایک طاووس ہے، فرمایا کہ مراد از مشکوٰۃ سیدہ شہما است۔ فَيَهَا مَضْبَاحٌ (جس میں ایک چراغ ہے) مراد از مَضْبَاح نور ولایت است کہ ولایت ذات اللہ المَضْبَاحُ فِيهَا رَجَا حَقُّهُ (مراد از رَجَا حَقُّهُ دل شہما است۔ اَلرَّجَا حَقُّهُ كَانَتْهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ) (یعنی تبدیل گویا ایک روشن ستارہ ہے) مراد از كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ قابلیت دل شہما است يُوقِدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ تَنْبُتُ فِي رَيْثُونٍ (یعنی درخت مبارک سے روشن کیا جاتا ہے) مراد از شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ ذات بندہ است کہ بر آسمان چھارم نام بندہ سید مبارک است اَلشَّرِيفِيُّ وَالْحَقْلِيُّ (نہ اس کو مشرق ہے نہ مغرب) یعنی اَلْحَقْلِيُّ

۱۳۔ غاتم کچھ۔ انتخاب تک۔ شواہد تک۔ بندہ تک۔ دفتر اول تک۔ مطلع۔ اخبار تک۔ ۱۳۔
۱۴۔ انتخاب تک۔ شواہد تک۔ غاتم تک۔ چل۔ بندہ تک۔ مطلع۔ دفتر اول تک۔ اخبار تک۔ ۱۳۔

تولوا فتم وجه الله (جہڑ منہ کرو اودھر اللہ ہی) کی ذات ہے) مراد دارد۔ زیر کہ ذات
 اللہ طرف وجہ نمی دارد **وَمِنْكُمْ ذُرِّيَّتُهَا يُضَيِّقُ وَ لَوْ تَشَاءُ نَأْسُ** (اگر چہ تیل کو آگ نہ
 چھوئے باوصف اس کے از خود بھڑک اٹھتا ہے) فرمایا کہ ذات شما قابلیت فیض ولایت
 بلا واسطہ ہی داشت ہی خواست کہ از خود روشن شود **لَوْ تَشَاءُ نَأْسُ** (لو پور پور ہے)
 فَا بَلَا وَاسْطَهٗ هَمْدِي نُوْرٌ عَلٰی نُوْرِكُمْ - **يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ لِنُوْرِ هَمْدِنَا لِيَسْتَأْذِنَ اللّٰهُ** جس کو
 چاہتا ہے اپنے نور کی طرف راہ دکھاتا ہے، ویریں جامہ از **يَهْدِيْهِمُ** ذات مہدی است
 کہ ہر کسے را کہ می خواہد عطیہ نور ولایت محمدی می کند۔ و مراد از **نَأْسُ** (یعنی جس کو) ذات خاص
 شماست " (سورہ نور ۲۴ س ۳۵ - ۳۶)

اس بشارت میں سیدنا مہدی علیہ السلام نے بندگی میاں کی ذاتی استعداد اور فطری قابلیت کا پورا خاکہ
 کھینچ دیا۔ چنانچہ اوپر ہی ہے آپ کی قابلیت کا ایک سلسلہ سے بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ
 تمہاری ذات فیض ولایت بلا واسطہ کی وہ قابلیت رکھتی تھی کہ اگرچہ اُس کو آگ
 نہ چھوئے تو بھی از خود بھڑک اٹھے اور روشن ہو جائے، لیکن بندے کے واسطے سے
 نورس **عَلٰی نُوْسٍ** ہو گئی۔"

عارفان الہی جانتے ہیں کہ سیدنا مہدی علیہ السلام کی ذات مقدس نورس **عَلٰی نُوْسٍ** ہے پس آپ
 نے **عَطِيَّةٖ فَيُضِيْ** ولایت بلا واسطہ سے بندگی میاں کی ذات کو بھی نورس **عَلٰی نُوْسٍ** بنا دیا اور
 آپ کے سر اظہر پر نور ولایت محمدی کا تاج دکھ دیا

سیدنا حضرت مہدی علیہ السلام نے بندگی میاں کو فرہ مبارک میں جو یہ بشارت دی کہ

"بجائی یہ خود میرا شاہک ایک ذات ویک وجود ہستیم۔ در سان انیمایم فرقتے نیست۔" (۱)

اس کے سات سال پہلے ہی پٹن شریف میں بشارت "نور علی بو" سے جو اس بشارت کی مثال ہے سرفراز
 فرمایا۔ اور ایسی ہی عظیم الشان بشارتوں نے آپ کو خلیفۃ اللہ کا خلیفہ خاص (رٹب)، اور قائم مقام مہدی (رٹب)،
 اور بدلائے ذات مہدی (رٹب)، بنایا اور تابع تام مہدی (رٹب)، اور قدم بر قدم مہدی (رٹب)، اور اولی الامر مہدی (رٹب)،
 وغیرہ بشارتوں سے بھی متاثر اور مختص فرمایا۔ سچ ہے واللہ یختص برحمته من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

۱۔ ن۔ ح۔ مطلق۔ انتخاب ب۔ شواہد ب۔ قائم گل چل۔ اخبار ب۔ ت۔

بے انتہائی کہ ان اعلیٰ عنایات اور حضرت ہمدی علیہ السلام کی نظرِ شفقت بندگی میاں کو عشقِ سردی سے ایسا مست و مشتاق بنا دیا کہ سلام پھیرنے کے بعد جب حضرت ہمدی علیہ السلام اپنے حجرہ مبارک میں تشریف لے جانے لگے تو آپ نے کمالِ اشتیاق و آرزو سے عرض کی

بندہ حضرت کی غلامی میں رہ کر فیضِ باطنی سے شرف ہوتا رہے گا۔

لیکن سیدنا ہمدی علیہ السلام نے فرمایا

”بھائی سید خوندِ غیر اللہ از رضا سے بندہ شمانجانہ خود روید بہر حال شمانزدیک بندہ اید۔“

حضرت امام علیہ السلام کے حکم کی بنا پر آپ کا گھر جانا دوری نہیں بلکہ عینِ حضور ہی ہے۔ حضرت امام علیہ السلام خواجہ ابوسعید الخدری (بشارت ہفت سلطان میں داخل) کا یہ شعر اپنی زبان مبارک سے فرماتے ہیں

گر با منی و در منی پیش منی و در بے منی و پیش منی در منی

علاوہ بریں بندگی میاں کی نسبت اس قدر افعالِ ایزدی کے اظہار کے بعد حضرت ہمدی علیہ السلام کا اس طرح دوری کو نزدیک ٹھہرانا کمالِ یکتائی و یکجہتگی کا بھی پتہ دے رہا ہے۔ یہ بشارت گویا گذشتہ بشارتوں کی تائید اور آئندہ عنایتوں کی آگاہی دے رہی ہے۔

۲۵۔ زمانہ قیامِ ٹپن شریف ہی میں ایک روز بندگی میاں سید خوندِ میرضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ہمدی علیہ السلام کی خدمت میں اپنا یہ معاملہ عرض کیا کہ

”عصرِ مغرب کے درمیان یہاں قرآن کے وقت بندہ سامعین کی صف میں بیٹھا ہوا تھا اس وقت انہیں دیکھا کہ سیفہ کے جیسا نور آسمان سے اترتا بندہ کے پیروں میں گسار، اور نعل میں چلا گیا“

یہ سن کر حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا

”این فلعہٗ خلافت است کہ از رب العزت یا تو اید“

اس خلافت سے مراد سیدنا ہمدی علیہ السلام کی خلافتِ خاص ہے؛ کیونکہ فرہ مبارک میں بھی آپ نے ان الفاظ سے بشارت دی کہ

۱۔ انتخابِ بے شواہد بطل، قائم گن چل۔ ۲۔ شرحِ نہبہ الارواح میں پوری رباعی اس طرح لکھی ہوئی ہے۔
گر در منی چہ با منی پیش منی۔ گر پیش منی چہ بے منی در منی۔ من با تو چنانچہ منے گناہ منی۔ خود غلط کم سن تو ہم یا تو منی؟
سختیوں کی زندگی حضرت امام علیہ السلام کی زبانی مبارک سے نکلا ہوا شعر زیادہ صحیح ہے۔
۳۔ قائم گن چل۔ بے شواہد بطل، مطلع، انوار رب بے۔ ۱۳

بھائی سید خوند میر شمار اور ذات بندہ میر است و شما قایم مقام بندہ، مستیدک (ب) (ب)
 ذور ولایت میں خلافت کی تعریف سیدنا ہمدی علیہ السلام کی زبان مبارک سے اس طرح بیان ہوئی ہے کہ
 ”حضرت میرا ن فرمودند پس از من کسانے باشند کہ برایشان، آقا سب دین باشند چنانچہ
 پس از مصطفیٰ شدہ بودند۔ اما آن خلافت بظاہر تعلق داشت و این جامعاً انصاف است“

گذشتہ صفحوں کے متعلق حاشیہ

ابتداءے ملاقات ہمدی علیہ السلام سے مندرجہ بالا بشارتوں کی نسبت جو بندگی میاں رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ کی شان میں وارد ہیں، مختلف روایتیں آئی ہیں، ایک روایت اس طرح ہے کہ سیدنا حضرت علیہ السلام
 کی نظر مبارک بندگی میان رضی اللہ عنہ پر پڑتے ہی آپ بیہوش ہو گئے اور اسی عالم بے ہوشی و بیہوشی میں آپ نے
 عصر و مغرب کی نماز پڑھی۔ نماز مغرب کے بعد بندگی حضرت میراں علیہ السلام کی اجازت سے بندگی ملک تمن
 آپ کو گھر لے گئے ایک ہفتہ اسی عالم بے ہوشی میں گذرا۔ ہوش میں آنے کے بعد آپ حضور ہمدی علیہ السلام
 میں عصر کو تشریف لائے اور نماز عشاء تک ٹھہرے رہے۔ اور بعض روایتیں اس قسم کی بھی آئی ہیں کہ تین روز کے
 بعد آپ ہوش میں آئے، عصر کے وقت حضور ولایت آگے میں حاضر ہوئے، اور مکان پر واپس آنے کے بعد پھر ہوش
 ہو گئے۔ پھر جب کبھی ہوش آتا، حضرت ہمدی علیہ السلام کی خدمت آقدس میں تشریف لاتے۔

ان بشارتوں کی نسبت بعض روایتوں میں یوں بھی آیا ہے کہ بعض بشارتیں پہلے روز دی گئیں اور
 بعض بشارتیں ایک ہفتہ کے بعد غرض وقت کا اختلاف ہے لیکن اظہار واقعہ اور بشارتیں متفق علیہ ہیں۔ وقت
 کا اختلاف ایک فروغی امر ہے، اس سے اظہار کیفیت اور الفاظ بشارت پر کچھ بھی اثر نہیں پڑ سکتا۔

یہ بات بھی ناظرین با تمکین کے ذہن نشین رہے کہ مندرجہ بالا بشارتیں پٹن شریف میں پہلی ہی
 ملاقات کے وقت یا قریب کے زمانہ میں دی گئی تھیں، جب کہ بندگی میاں تمام پابندیوں کے ساتھ نمرہ اصحاب ہمدی میں
 نہ کہ حسب فرمان حضرت ہمدی اپنے گھر سے پھر بھی ان بشارتوں میں بندگی میاں کی اعلیٰ قابلیت کے علاوہ
 اشراک فی الدعوات ہمدی دیکھ کر شرج پلا، ”یک ذات و یک وجود (فرج است)“ خلافت خلیفۃ اللہ (ج)“ شہادت مخصوصہ
 (ب)“ وغیر وہاں تمام رتب عالیہ و فضائل مخصوصہ کا اظہار سرگیا یا کنیت گویا شہتے نمونہ از ہر دار ہوا رہا ہے۔

چوتھی فصل

بڑی میں باتیں

۲۶۔ حضرت ہمدی علیہ السلام کے ساتھ بندگی میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کمال عقیدت و ندامت اور حضرت امام علیہ السلام کی آپ پر کمال شفقت و عنایت دیکھ کر بندگی میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نانا ملک نصیر مبارزالملک کو خوف ہو کر سہاوا بندگی میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر بار چھوڑ کر حضرت ہمدی علیہ السلام کے زمرہ اصحاب میں داخل ہو جائیں اور آپ کے ساتھ ہجرت اختیار کر لیں۔ اس لئے جب پن کے علمائے سو کی تحریک سے پنجاب سلطان گجرات حضرت ہمدی علیہ السلام کے اخراج کا حکم بحیثیت صوبہ دار پن ملک نصیر مبارزالملک کو ملا تو انہوں نے اس شاہی فرمان کو سہاوا بندگی میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کرنے کا ارادہ کیا۔ چونکہ ادھر حضرت ہمدی علیہ السلام کو بھی پن سے روانہ ہو جانے کا فرمان خداوندی ہو چکا تھا، اس لئے بندگی ملک سخن بندگی میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے دیگر قریبے ملک نصیر مبارزالملک کو منع فرمایا کہ حضرت میرا علیہ السلام خود ہی جانے کے لئے تیار ہیں؛ لہذا فرمان اخراج تیار خواہ مخواہ میرا ہمدی کی ناراضی اپنے پرندمول لین۔ لیکن ملک نصیر مبارزالملک نے جو بندگی میاں کی محبت میں اندھے تھے، فرمان سلطانی پیش کر ہی دیا۔ میرا ہمدی نے ان کی یہ حرکت دیکھ کر طنز فرمایا:

”ملک نصیر! یہ سو بھاگ کا ٹوکرا تم نے کیوں اٹھایا؟“

یہ تم کو اس سبب سادات کے اٹھانے کی ضرورت ہی کیا تھی!

ادھر میرا ہمدی بڑی کو روانہ ہو گئے اور ادھر مبارزالملک نے بندگی میاں کو آرزو سے محبت گھر میں نظر بند کر کے ایسا انتظام کیا کہ باہر نکل سکیں۔

۱۵۔ اگرچہ نانا نے نواسے کو بظہر محبت نظر بند کیا تھا لیکن یہ فعل صدیقی کی شان کے خلاف اور بے ادبی پر مشمول تھا [جاریہ]

پہن شریف سے اخراج ہونے پر سیدنا ہمدی علیہ السلام بریلی تشریف لائے، اور گاؤں کے باہر تالاب کے کنارہ پر قیام فرمایا۔ چونکہ یہ قیام عارضی تھا، اور آگے بڑھنے کے لئے حضرت امام علیہ السلام ہر وقت فرما رہے تھے کہ انتظار رہتے تھے، اس لئے قصر نماز پڑھا کرتے تھے۔ تشریف آوری سے چند روز کے بعد سیدنا ہمدی علیہ السلام اپنے دائرہ بڑلی میں کھرنی کے درخت کے نیچے مجمع صحابہ میں جلوہ افروز تھے کہ آپ کو جناب باری تعالیٰ سے اپنی ہدایت کا نوکد دعویٰ کرنے کا حکم سختی سے ہوا۔

اسی روز حضرت صدیق ولایت کے سینہ صافی میں بھی خدا جانے کیا الہام ہوا کہ آپ جس جوی میں نظر بند تھے اس پر سے رستی کے ذریعہ نیچے اتر آئے اور بڑلی پہنچ کر عین اس وقت حضور اقدس میں حاضر ہو گئے جب کہ حکم الہی سے دعویٰ موکدہ کے انہماکی آماجگی کے باعث حضرت ہمدی علیہ السلام کے چہرہ کارنگ متغیر ہوتے ہوئے بھی اس کے انہما میں قبض پایا جا رہا تھا کہ اتنے میں بندگی میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دور سے دیکھ کر حاضرین مجلس میں سے ایک صحابی بے ساختہ بول اٹھے کہ ”لو سید خوند میر آر ہے یسا“ یہ سنتے ہی سیدنا ہمدی علیہ السلام خوش محبت اور فرط مسرت میں یہ فرماتے ہوئے آگے بڑھے کہ :-

”بھائی سید خوند میر! میاں مید۔ خوش آمدید!“

۳۱

پھر بغلیگر ہو کر فرمایا

[جاریہ] اس نے اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ کل نصیر کے انتقال کے بعد ہی ان کا منصب اور جاگیر غیر خاندان میں منتقل ہو گئے علاوہ خاں پولادی ہمدی اس عہد پر مامور ہوا اور اس کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے موسیٰ خاں اور شیر خاں موسیٰ خاں بعد میں مرتد ہو گیا اور شیر خاں پولادی حضرت شہاب الحق ابن حضرت صدیق ولایت کا آدم زریست مرید معتقد رہا۔ یہ دونوں بھائی عین الملک کے نواسے ہوتے ہیں۔ (خاتم سلیمان) ۱۰۰۔ یہ موضوع پین شریف سے مغرب میں تین کوس لینے سارٹ سے چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

۱۰۱۔ سیدنا ہمدی علیہ السلام نے بڑلی کی جس مسجد میں قیام فرمایا تھا، اس کے متصل تالاب اور تالاب کنارے پر کھوئیں کا باغ تھا اگرچہ باغ ویران ہو گیا اور اب وہاں کھیتی ہوتی ہے، لیکن اب تک بھی اس مقام کو گاؤں کے لوگ ”دو آئین ٹریاؤڈنٹل Coenia Wastia“ لینے کھوئیں کا باغ کہتے ہیں۔ حضرت امام علیہ السلام نے کھرنی کی ایک ڈالی پکڑ کر دعویٰ عہدیت کیا تھا دو تلوں کے بعد کتوار کاندی کی طفیلی نے مسجد، تالاب اور باغ ویران کر دیے۔ شہید شدہ مسجد کی اینٹوں کا ڈھیر اب تک بھی اپنی قدس کا تیرہ دے رہا ہے۔ اور کھرنی کا ایک تہہ ۱۳۱۱ھ تک موجود تھا۔ دوسرے یا تیسرے سال کھیت والے کھنٹی نے بیچارہ سمجھ کر اکڑ کر وہاں کے ساتھ اس کو بھی کاٹ ڈالا۔ ناظرین بانگیں اس مقدس مقام بلکہ ہجرت کے کل مقامات مقدسہ کی اگر گھر بیٹھے یہ کرنا چاہیں تو فاسکری تعیف دہنماے رازین ہجرت ملاحظہ فرمائیں جو ۱۳۳۸ھ میں شرح ولہب کے ساتھ لکھی گئی لیکن شہادت الہی میں اس کی طباعت کا دست بھی باقی ہے۔

”خداے تعالیٰ تصور خود خودی کند۔ ذات شما سلطاناً صبیحاً ناصر ولایت مصطفیٰ است۔ محمد مصطفیٰ برائے نصرت ولایت خود ناصر خواستہ بود کہ واجعل لی نصرت لک سلطاناً نصیباً (ابن اسرائیل رکوع ۹) ترجمہ۔ اور کہ واسطے میرے اپنی طرف سے غلبہ بد دینے والا رہا، مراد ازین ذات شما است۔“

اس بشارت کے بعد سیدنا مہدیؑ نے حاضرین مجلس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا
۱۔ فرمان حق تعالیٰ فی کورۃ شتہ ان علینا بیانہ
در حق تست

- ۲۔ و ما ترا وارث ولایت خاص محمدی گردانیدیم۔
- ۳۔ و ترا تابع تامم او گردیم۔
- ۴۔ و ترا علم اولین و آخرین دادیم۔
- ۵۔ و ترا مسیحا معانی قرآن نمودیم۔
- ۶۔ و کلید خرائن ایمان بتو دادیم۔
- ۷۔ و ترا ناصر دین محمدی گردیم۔
- ۸۔ و ما ناصر تو ہستیم۔
- ۹۔ تو دعویٰ ہدیت کن بک (معارج ج ۱)

اس کے بعد آپ نے فرمایا:—

”بندہ راضی است مرض نیست۔ و عقل است جنون نیست۔ و فنا است فقر نیست
و ہشیار است بیہوش نیست۔ انکار کردن از ہدیت سید محمد بن عبداللہ عرف سید عالم
کفر است۔“

پھر اپنے پوست مبارک کو دو انگلیوں سے پکڑ کر فرمایا

”ہر کہ از ہدیت این ذات منکر شود کافر است۔“

پھر فرمایا

”ن۔ ع۔ انجانب بک، خاتم کچل، شواہد بک، انجانب بک۔ ۱۳۔“

”انکار محمدی انکار محمد رسول اللہ و انکار محمد رسول اللہ انکار قرآن و انکار قرآن انکار خداست“

پھر فرمایا

”انکار محمدی انکار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم است و انکار محمد صلی اللہ علیہ وسلم انکار محمد پیغمبر ان و انکار محمد پیغمبر ان انکار خداست“ پھر فرمایا

”انکار محمدی انکار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم است“ (شواہد ج ۱)
 غرض حضرت سید محمد جون پوری عبد اللہ۔ امر اللہ۔ مراد اللہ۔ داعی الی اللہ۔ تابع تام محمد رسول اللہ۔ امام الانبیاء
 خاتم الادیان مضمون من الخطا۔ تخلیق رسول اللہ۔ مسین کلام اللہ۔ وارث نبی اللہ۔ مخلوق محمد مصطفیٰ۔ نظیر محمد مجتبیٰ۔ خلیفۃ اللہ
 منظر ذات اللہ۔ خاتم ولایت متعینہ محمدیہ کا ایسے پر زور اور مؤثر الفاظ ہیں اپنی ہدایت کا دعویٰ ہو کہ وہ سنتے ہی سب
 پہلے بندگی میانش نے تصدیق کی اور مجمع صحابہ نے بھی جو تعداد میں تین سو ساٹھ بڑے پایہ کے بزرگ تھے ہم آہنگی
 سے آمنا و صدقاً خدا کہا۔ اس طرح پٹن شریف میں فرمائی ہوئی بشارت ”بھائی سید خوندیر صدیق ماہستنا
 یہاں علی طور پر ظہور ہو گیا پچنانچہ دفتر اول کزن دوم باب چھارم میں لکھا ہے کہ

”اولاً منظر ایمان بندگی میاں صدیق عیاش علیہ الرضوان ایمان آوردند و تصدیق کردند و نیز
 جملہ اصحاب بزرگ دیدگان ایک الواہاب آمنا و صدقاً گفتند کہ مدد ایشان علیہم الرضوان
 سے صد و شصت صحابہ خواص بودند و عوام را عدد معلوم نیست“

یہ دعویٰ ۱۱۹۹ھ میں پیر کے روز چاشت کے وقت یعنی طلوع آفتاب کے بعد ایک پاس ایک گھڑی گزرنے پر
 اور بعض کے نزدیک ظہر کے بعد ہوا۔ دعویٰ ہو کہ کے عین اظہار سے پہلے بندگی میانش کی نسبت جو بشارت
 فرمائی وہ مستقل چار بشارتوں پر مشتمل ہے۔

(۱)۔ آئے بھائی سید خوندیر۔ اچھا ہوا کہ آگئے۔

(۲)۔ اللہ تعالیٰ اپنے مقصود کو آپ ہی پورا کرتا ہے۔

(۳)۔ تمہاری ذات سلطان نصیراً ولایت مصطفیٰ کی

ناصر ہے۔

(۴)۔ حضرت محمد مصطفیٰ اصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے اپنی ولایت کی نصرت کے

لئے ایک ناصر یعنی مددگار چاہا تھا کہ جی جی من لکناک سلطان نصیراً۔

دہا، اس مدگار سے مراد تمہاری ذات ہے۔“

اوپر ہی بیان ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا ہمدی علیہ السلام سے فرمایا
 ”وترانا صردین محمدی کر دیم۔ وانا ناصر توہستیم“
 اور حضرت صدیق دلایت رضی اللہ عنہ کو یہ بشارت دی گئی کہ

”تمہاری ذات مُسَلِّطُ النَّصِيرِ اَنَّاصِرِ دَلايْتِ مَصطَفٰی ہے۔“

اس فرمان سے واضح ہے کہ

”سیدنا ہمدی علیہ السلام کی ذات ناصر دین محمدی ہے اور
 بندگی میاں رضی اللہ عنہ کی ذات ناصر ولایت مصطفیٰ ہے۔“

اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ

”ہمدی کا ناصر (دوہ دگار) خدا ہے۔“

اور خود حضرت ہمدی علیہ السلام بھی فرماتے ہیں کہ

”ناصر ہمدی خداست۔ ہمدی راجز ہماجران نباشند۔“ (انصاف جب)

گروہ ہمدیہ کا یہ مسلک عقیدہ ہے کہ

”الولاية افضل من النبوة۔“

اور سیدنا ہمدی علیہ السلام نے علماء پین سے اتنا بحث میں فرمایا کہ

”حضرت محمد مصطفیٰ کی ولایت حضرت کی نبوت سے افضل ہے۔“

کیونکہ نبوت کا ظہور ولایت سے ہے؛ جیسے درخت کا ظہور تخم سے اور کل اشیاء جہاں کا ظہور

أَنَا مِنْ نُورِ اللَّهِ وَكُلُّ مُؤْمِنٍ مِنْ نُورِي“ سے

اور کل مومنین کا ظہور

أَنَا مِنْ نُورِ اللَّهِ سے

اور أَنَا مِنْ نُورِ اللَّهِ کا ظہور

”أَنْتَ آيَاتِي“ سے

حضرت ہمدی رضی اللہ عنہ بھی اسی اصول کو پیش نظر رکھ کر فرماتے ہیں کہ

پ

م

ن

م

ن

ن

پ

ق

” ہرچہ ہست از ولایت است بطور“

پس بندگی میاں کو جو ناصر ولایت اور سلطانہ نصیر لہذا کی بشارت دہی گئی، وہ اسی مرتبہ کی بشارت ہے جو شمس کا منبج اور سرچشمہ ہونے کی وجہ سے کل کائنات اُس کے سامنے سر بسجود ہے۔ بزرگان دین اس ولایت کی تعریف میں لکھتے ہیں کہ

” ولایت مصطفیٰ صفت خالق یا غیر مخلوق۔“

بندگی میاں سید خود نمبر کو ناصر ولایت مصطفیٰ فرمانے میں یہ مطلب واضح ہے کہ آپ طالبانِ حق و جویانِ ذاتِ مطلق کو بحیثیت ناصر ولایت مصطفیٰ رویت اللہ سے شرف فرماتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔

” وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ“

ترجمہ ” یعنی ہم نے جنوں اور آدمیوں کو محض اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا“

بندگی میاں اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں ”مے لیدر فون۔“ کیونکہ بغیر معرفتِ الہی کے عبادت ہو ہی نہیں سکتی۔ اس میں بھی جس قدر معرفت زیادہ، اتنا ہی عبادتِ الہی میں اخلاص بڑھا ہوا، اور شرک و کفر باطنی سے نکلا ہوا۔ اور جس قدر توحید و اخلاص میں قدم بڑھا ہوا، اتنا ہی تقربِ الہی، فیضانِ ولایت، اور دیدارِ خدا میں حسبِ آئیۃ السَّائِقُونَ السَّائِقُونَ أُولَئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ... وَنِزَاجٍ ... وَمِنْهُمْ مَّنْ سَأَلَ بِالتَّحِيْرَاتِ بِأُذُنِ اللّٰهِ ... کے زیر سایہ آیا ہوا۔ پس معلوم ہوا کہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، ترک دنیا، ترک علاقہ، ہجرت وطن، صحبت صادقان، عزتِ خلق، ذکرِ کثیر، توکل، تسلیم و رضا، نوبت، سوتیت، اجماع، وغیرہ جمیع احکامِ شریعت اور فرماؤں ولایت کی علتِ غائی اور آفرینشِ انسان میں اللہ تعالیٰ کا مقصود اصلی یہی ہے کہ دیدارِ خدا سے شرف ہوں چنانچہ سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

” خدا سے راویدنی است باید دید“

م

پھر فرماتے ہیں یہ

” ارا براے دیدن یا آفریدہ اند ورنہ وجود ما بچہ کار آفریدہ اند؟“

پس حضرت صدیقِ ولایت نے مسندِ جہدی علیہ السلام پر بیٹھ کر ہزار ہا بندگانِ خدا کو دیدارِ خدا سے باطنِ الظہیر شرف کر دیا، جس کا ذکر فصلِ رویت میں بالتفصیل بیان کیا جائے گا۔ یوں بشارتِ بلا کے تینوں جزؤں

کی تکمیل ملی صورت پر ہوتی۔ اور عنایت رسول نہ، صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ زنا ہمدی علیہ السلام کی نسبت یہ فرمایا کہ

ن

” ہمدی برائے نسبت دین مبعوث خواہ شد و رسم و عادت و بدعت رازائل خواہ نمود و سنت مراعاتی خواہ کرد“

اور سیدنا ہمدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

م

”ہمدی زنا ہے تعالیٰ آنکہ فرستاد کہ معنی دین از جہاں رفتہ بود۔ معنی دین از سر چیز رفتہ بود رسم، عادت و بدعت۔“
 ”تو نے کہ ظہور ہمدی شود رسم و عادت و بدعت دور کند و دین محمد را نصبت کند۔ (الصفات ب)“

پھر فرماتے ہیں کہ

م

”تو نے تعالیٰ این بندہ را ہمدی کردہ آنکہ فرستاد کہ از تمام عالم دین رفتہ بود مگر در نجد وہاں مانده بود۔“ (الصفات ب)

یہ عقیدوں کی نسبت سیدنا ہمدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

م

” اگر کسی رسم و عادت و بدعت اختیار کند اور اہلہ اسے جانہ رسد۔“ (الصفات ب)

یعنی ایسا شخص فیض ہمدی سے بے فیض ہے اور جو شخص بے فیض ہے وہ دیدار خدا سے بے بہرہ ہے اور جو بے بہرہ ہے اس کی نسبت سیدنا ہمدی علیہ السلام نے یہ آیت پڑھی

پ

مَنْ كَانَ فِي هَلَاةٍ أَخِي فَهِيَ فِي الْأَخِرَةِ أَخِي وَالسَّبِيلُ

ترجمہ۔ جو شخص اس دنیا میں اندھا یعنی دیدار خدا سے بے بہرہ ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہے اور (راہ رویت سے) بہت بھٹکا ہوا (سبیل)۔

اور اہل رویت کی نسبت یہ آیت وارد ہے۔

پ

فَلَسْنَا عَنَّا عِظًا لَكَ فَبَصْرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ

ترجمہ۔ پس کھول دیا ہم نے تجھ سے تیرا پردہ اسلئے تیری آنکھ آج کے روز دہت، تیز ہے (پہا)۔

اس پردہ کی نسبت سیدنا ہمدی فرماتے ہیں۔

م

” در میان خدا و بندہ پردہ ہی ذات بندہ است“

روٹی کو ہاتھ کی چکٹی سے پکڑ کر فرماتے ہیں۔

”خدا اور بندہ کے بیچ میں پردہ اس روٹی کا ہے۔“

بندگی میاں سید خوند میسر نے بحیثیت ناصر ولایت مصطفیٰ اور قائم مقام ہمدی (ملاحظہ ہو بشارات نمبر ۷۷) اور تابع امام ہمدی (ملاحظہ ہو بشارات نمبر ۸۳) سیدنا ہمدی علیہ السلام کے وصال کے بعد رسم اور عادت اور بدعت کو جو راہ رویت میں حجاب ہیں اٹھایا بلکہ ان کے منبع کا جو کہ ذات بندہ ہے قطعاً ازالہ کر کے صد ہا بندگانِ خدا کو ویدار خدا سے شرف کر دیا نیا بیچہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے۔

فَمَنْ كَانَ يَنْحَرِبُهُ فَلَْيَعْلَمْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يَشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ۝

سورہ کہف کی اخیر آیت

ترجمہ۔ جس شخص کو اپنے پروردگار کے دیدار کی آرزو ہو، چاہیے کہ نیک عمل کرے اور کسی کو اپنے پروردگار کی عبادت میں شریک نہ کرے۔

سیدنا ہمدی علیہ السلام نے ترک وجود کو عمل صالح فرمایا (انصاف بنا) اور میاں سید محمود اپنی تصنیف معارج الاولیاء باب یازدہم ذیل رسالہ محمود میں جو آپ نے تعلیمات میں لکھا ہے فرماتے ہیں کہ

”عمل صالح ہمیں ترک خودی یعنی ازالہ بوجہ باطنی و رسم و عادت و حدیث و کفر و شرک (حق) است و برائے ہیں کار یعنی ترک خودی کنائیدن و از حق و اصل گردانیدن ظهور امام آخر الزماں گردیدہ است و حدیث صحیح آمدہ است کہ کار ہمدی این است کہ رسم و عادت و بدعت را زائل کند۔ حضرت ہمدی فرماید کہ

”ہر کہ تعلقین شد از حجتہ و مشس بہ دَمے بَر شد از لکتِ خدائش“
 ”خدش نئی گشت در تَدشس ہر چہ ہست از ولایت است ظهور“

۱۔ سیدنا ہمدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ”جو دویات و نیک گفرت یعنی زیستن بجان کائن را ہستی خودی گویند۔ اور ترک وجود یعنی ہستی خودی سے نکل آئے کی نسبت طالب صادق کی شرط میں ایفر شرط اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ ہمت از خود بیرون آمدن ہی کند۔“

پانچویں فصل

نصر پور میں بشارتیں

۳۷۔ بڑی سے روانہ ہو کر سیدنا ہمدی علیہ السلام جالور جیل سٹیئر اور بنگر ٹکھڑے ہوتے ہوئے قسطنطنیہ میں نصر پور کا اپنے بچے یہاں سے سیدنا ہمدی علیہ السلام نے بندگان میاں شاہ نعمت مقرض بدعت، بندگان میاں شاہ عبد المجید نورنوش، بندگان میاں یوسف، بندگان میاں شیخ محمد کبیر، بندگان میاں شاہ نظام غالب وغیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو

۱۹۰۲ء کے آغاز میں جالور ملک مارواڑ علاقہ راجستھان میں قیام فرمایا اس وقت دلیان ریاست پان پور کی حکومت جالور تھی۔ اس کے بانی زبدۃ الملک خورشید خاں کی بیٹی پشت پیر زبدۃ الملک خاں نے حضرت ولایت اب علیہ السلام کے دست مبارک پر سیت کی اور حجت کی بشارت سے بہرہ مند ہوئے۔ موجودہ دلی ریاست پان پور کا اسم گرامی زبدۃ الملک خاں ہنس نواب طالع محمد خاں بہادر خلد اللہ علیہ صلوات اللہ علیہ ہے۔ بانی ریاست کے اہلیوں نے حضرت زبدۃ الملک خاں بہادر زبدۃ الملک غزنی خاں سے متقرب محمد جلال الدین اکبر بادشاہ دہلی کو بندگان میاں سید محمود خاں المرشد دین درویش فیض مقید، حسین ولایت رضی اللہ عنہ نے یہ دعائیں بشارت دی ہے کہ

جب تک تم ہمدوی بزرگوں کے معتقد ہو اور بنی ہمدی علیہا السلام کے فرمان پر درحسب حوصلہ عمل پیرا رہو گے، وہاں تک تمہاری حکومت افضل خداداد سے قائم رہے گی۔

(ماخوذ از مکتوب شریفین بہایات و نصاب منجانب حضرت خاتم المرشدین علیہ السلام دلی ریاست جالور)

تقریباً سڑھے چار سو سال (۱۳۴۴ھ میں) سے یوسف زئی ہمدوی پٹھانوں کے خاندان اس میں حکومت چلی آ رہی ہے۔ خدا کریم سے التجا ہے کہ اس ہمدوی ریاست کو محفوظ و مستحکم اور دلیان ریاست کو ترقی ایمان اور علی صلح کے ساتھ بہت آباد و

شاد رکھے۔۔۔ این دعا از من و از جملہ جاہل امیں باد۔

۳۸۔ بندگان میاں شاہ نظام خداوند بشریہ گج رویت "اؤ اولاد حضرت شیخ فرید شکر گج پنج اصحاب کبار میں رہا ہے اور بندگان اور بندگان میاں شاہ نظام غالب وہ ہیں جن کو دیکھ کر آپ کے عرض کرنے سے پہلے ہی حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا کہ [جانورہ] ا

اپنے اپنے اہل و عیال اور دیگر مصدقان و طالبان حق کو لانے کے لئے ہجرت ہانے کو فرمایا؛ اس وقت حضرت امام علیہ السلام نے حضرت شاہ خونا میر رضی اللہ عنہ سے بھی فرمایا کہ

بھائی سید خود میر، شما ہم برودید

بندگی میاں رضی اللہ عنہ نے مرض کیا

بندہ کو ہجرت جانے سے کوئی غرض نہیں ہے۔ نہ مجھے ماں باپ ہیں نہ بی بی نہ اولاد۔

فرمایا

در رفتن شما چیزیے مقصود خداے تعالی است برودید

۲۶

عرض کی

اگر خود کار فرماتے ہیں تو خود کار کا حکم سر آکھوں پر

۲۷۔ کسی نے عرض کی میرا بھائی سید خود میر کو نہ بھیجیں۔ ہجرت میں ان کے رشتہ دار ٹرے ٹرے امیر ہیں وہ آئے نہ دینگے آپ نے فرمایا

بندہ بفرمانِ خدا می فرستد خداے تعالیٰ برائے زیادت کردن و روشن ساختن دین خود خود خواہد آورد۔ بندہ می فرستد خداے تعالیٰ دین خود را زیادہ خواہد کرد (الصفات ۲۷)

۲۸۔ حسب فرمانِ ہمدی علیہ السلام بندگی میاں رضی اللہ عنہ نے ہجرت جانے والی ایک جماعت کے ساتھ ۶۹۰ھ کے اخیر میں ہجرت پہنچ کر بمقامِ ٹہن شریف ہاروی والوں کے باغ میں آقامت فرمائی اور بندگی میاں شاہ

[جاریہ] ۲۹۔ علیہ السلام نے طلب کرنا مانا۔ علیہ السلام نے کہا کہ آپ کا فرزند چور بڑا بدو (دراہل گھوڑا و ڈوڈرا) قریب دیرمقام ملک ہجرت میں ہے۔ بندگی میاں یوسف اور بندگی میاں شیخ محمد کبیر نے وہ صحابی ہیں جو ترک دنیا کر کے جالور سے حضرت ہمدی علیہ السلام کے ساتھ ہو گئے تھے۔ یہ وہی بندگی میاں یوسف ہیں جنہوں نے جنگ بدر ولایت واقع کھان بھیل کے موقع پر دوسرے صحابیوں کے ساتھ میدان جنگ میں کھڑے ہوئے۔ بندگی میاں رضی اللہ عنہ کے جان نثاروں کی سرد آزمائی دیکھ کر ان کی شجاعت کی داد دی تھی۔ ۳۰۔ تہذکرہ بل۔ دفتر اول کتب۔ انتخاب تک۔ قاعہ گت چل۔ شواہد ج ۱۰۔ ۱۲۔

۳۱۔ یہ باغ حیدرآباد (آؤاد) یعنی باولی کے نام سے مشہور تھا۔ نام گڑا کر آب حلدہ واؤ اہلانا ہے۔ اس زمانے میں ہجرت کے امر کو کسی بزرگ کے زیرِ پائین دنن نہ ہو کر علی العموم اپنے ہی باغ میں مسجد تعمیر کر کے اس کے زیر سایہ یا محلہ میں نئی مسجد بنا کر بنائے مسجد میں دفن ہوتے تھے۔ بندگی میاں رضی اللہ عنہ کے ناما ملک یعقوب ہارویاں مشیر ہمدی علیہ السلام بھی اپنے اسی باغ میں مدفون ہوئے۔ اس کے بعد مصدقین ہمدی علیہ السلام اسی میں دفن کئے جانے لگے۔ بندگی میاں رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت ٹہن شریف میں اس کے سوا ہندویوں کا کوئی دوسرا قبرستان نہ تھا اور اب بھی نہیں ہے اس لئے حضرت صدیقِ ولایت کے [جاریہ]

اندت رضی اللہ عنہما بعد تشریف لے گئے۔

اگرچہ کہ نعلیور سے بفرمان حضرت امام علیہ السلام گجرات جانے والے فائلے میں دوسرے اصحاب رضی اللہ عنہم بھی تھے؛ لیکن صرف حضرت صدیق ولایت کا گجرات جانا اور گجرات سے حضور امام علیہ السلام میں واپس آنا بشارات سے مخصوص ہے چنانچہ حضرت صدیق ولایت کے جواب میں بشارات دی گئی کہ

”ورزقتن شہا چیزے مقصود خداے تعالیٰ است پروید“

اور دوسروں کے عرض کرنے پر یہ بشارات حضرت صدیق ولایت کے حق میں شرف صدور لالی کہ

۱- ”بندہ بفرمان تدا می فرستد۔“

۲- خداے تعالیٰ برے زیادت کردن

۳- و روشن ساختن

اس بشارت میں تین مستقل بشارتیں پائی جاتی ہیں۔ وہ حضرت صدیق ولایت کے آئندہ حالات پر روشنی ڈالتی ہیں۔ یہ بات بچہ بچہ جانتا ہے کہ جب امام الزمان علیہ السلام کا قیام ٹین شریف میں تھا۔ اُس وقت ایک سچا مومن دنیاوی کاروبار کس طرح انجام دیتا ہے۔ اُس کا صحیح نمونہ نبجواسے آئیے

رجالاً کاتلہیہم تجارتاً ولا یبئج عن ذکر اللہ

ترجمہ۔ وہ مرد کہ ان کو تجارت اور خرید و فروخت ذکر اللہ سے غافل نہیں کرتی (بت)

تسلنے کی غرض سے آپ کے فرزند ارجمند بندگی میراں سید محمود ثانی ہمدی رضی اللہ عنہ نے آپ کی اجازت اور خوشنودی سے چائیا نیر جا کر سلطانی ملازمت اختیار کر لی تھی اور اس وقت وہاں آپ شاہی انعام و اکرام کے نورد بنے ہوئے تھے حضرت ثانی ہمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیغمبری اوصاف و اطلاق اور حالت ملازمت میں بھی جذب و استعراق دیکھ کر سلطان محمود بیک راہ آپ کا اس قدر حقد ہو گیا تھا کہ حضرت ثانی ہمدی رضی اللہ عنہ کے خدمت طلب

[جاریہ] اسراہر کے استخوان کا مزار مبارک بھی ہیں بنا جس کی وجہ سے گلے پچھلے رجب سب سلطان قبرستان کے زیر سایہ آگئے۔

آج سے سات سال قبل زمین کھودنے پر پختہ پایہ نکلا تھا۔ پایہ خاکسار نے دیکھا تھا، اور اب بھی عمدہ عمدہ پتھر زمین سے برآمد ہو کر اپنی قدامت کا پتہ دے رہے ہیں۔ ۱۳۲۹ھ میں خطیہ کے ریزہ کے پاس کوئی (چھوٹا گراں) کھدواتے وقت دس فٹ نیچے پختہ غیر کی علامتیں نظر آئی تھیں۔ مسجد بھی ملک یعقوب البتشر بہ امرت ہیل کے زمانہ کی یعنی سارے پانچ سو برس پہلے کی ہی ہوئی ہے اسی وجہ سے باہر کی زمین چڑھ کر اب تمام احاطہ حوض کا ہو گیا ہے۔

۱۶۔ پایہ تخت گجرات پر سائون سلطان۔ حکومت از ۱۸۶۳ء تا ۱۹۱۴ء۔ مدت حکومت ۴۴ سال۔ ریلوے بنگلہ [جاریہ] [۱۸۶۳ء تا ۱۹۱۴ء]

کرنے پر بھی اجازت نہ دیتا تھا۔

پٹن شریف تشریف لانے کے بعد بندگی میاں رضی اللہ عنہ کو اس بات کی اطلاع ہونے پر آپ نے حضرت ثانی ہمدی رضی اللہ عنہ کو چائپانیر کھلایا کہ :-

”اس بندے کو حضرت میران علیہ السلام نے آپ کے لانے کے لئے بھیجا ہے۔ اگر سلطان محمود بیکہ آپ کو اجازت نہیں دیتا تو ارشاد ہو تو خود بندہ وہاں آئے اور حتی الامکان کوشش کر کے یہاں سے نکلنے کی صورت پیدا کرے“

بندگی میران سید محمود یہ پیغام سن کر بہت خوش ہوئے اور جواب میں کہلایا کہ

”بھائی سید خود میرا چند روز در اتوقف کریں“

ش

حضرت ثانی ہمدی رضی اللہ عنہ کے انتظار و نظار میں بندگی میران کو پٹن میں اٹھارہ مہینے ٹھہرا پڑا (دفعہ اول ک ب)۔

آخر ایک شب حضرت ثانی ہمدی رضی اللہ عنہ بمقام چائپانیر اپنے دولت خانہ میں استراحت فرما رہے تھے۔ کہ حضرت خاتین علیہما السلام تشریف لائے، اہریہ فرما کر کہ

”این جائے لایق شانیت“

ن

آپ کا ہاتھ پکڑ کر مکان کے دروازے کے باہر کھڑا کر دیا۔ حضرت ثانی ہمدی رضی اللہ عنہ نے بیدار ہونے پر اپنے کو مکان کے باہر پایا۔ بس اسی وقت آپ نے حضرت میران علیہ السلام کی خدمت میں پہنچ جانے کا عزم کر لیا اور جمیل شریف لانے کے لئے بھی مکان میں قدم نہ رکھا بلکہ باہری ٹھہرے ہوئے سامان سفر مہیا کر واکر چائپانیر سے روانہ ہو گئے صاحب دفتر لکھتے ہیں کہ حضرت ثانی ہمدی چائپانیر سے، اور بندگی میاں شاہ نوٹ نئی سوطا بان حق کو ساتھ لے کر احمد آباد سے، پٹن شریف تشریف لائے اور حضرت صدیق دلائت کے ہمراہ بھی فرہ مبارک چلنے کے لئے کئی سو بنگان خدا کی جماعت تیار ہو گئی غرض تینوں حضرات ماو ذی الحجہ ۹۱۵ء میں بہت بڑے قافلہ کے ساتھ پٹن شریف سے ایک ساتھ مل کر روانہ ہوئے جن میں بندگی میاں شاہ عبدالمجید نور نوش شہید برنام ہمدی، اور بندگی میاں

[جاریہ] اصل میں ”بے گڑھا“ ہے، یعنی دو قلعوں کا فاتح اور الگ۔ بے گڑھا "Bepadha" بڑا کر "بے گڑھ" (Begola) ہو گیا۔ اس وقت سلطنت ہجرت کی دست کمال مرحلہ کو پہنچ گئی تھی، شمال میں لکھنؤ، جنوب میں خاندیس، مشرق میں حد دو مالوہ اور مغرب میں ساحل بحر کاٹھیاواڑ سلطان کے زیر نگیں تھے۔ حضرت ثانی ہمدی جی جاگیر میں قیوم گام (دو سطح جرات) اور سال چور دکھ مار وار، عطا تھے جو بعد میں حضرت خلیفہ گروہ پر قائم ہوئے۔ ۱۲

شیخ محمد کبیر، اور بندگی میاں یوسف وغیرہ بھی تھے۔ اس قافلہ کو گروہ مقدس کی اصطلاح میں رحمتہ اللہ علیہ قافلہ کہتے ہیں۔ (دو قرآن کتب)

گرو صاحب خاتم سلیمانی نے گلشن پنجم چین اول میں ان کا اجماع بمقام رادھن پور بتایا ہے۔ اور اس کی کیفیت اس طرح لکھی ہے کہ :-

دریا دلی اور آگے دن بہانوں کی کثرت کی وجہ سے حضرت ثانی ہندی رضی اللہ عنہ پر قرض ہو گیا تھا۔ حضرت نبی کدبانو رضی اللہ عنہا نے اپنا زر و زیور اللہ حضرت کی خدمت میں گذرانا جس سے قرضہ ادا ہو گیا مگر اسباب سفر خریدنے کے بعد بہت ہی تھوڑا روپیہ رہ گیا۔ رادھن پور تشریف لائے تک وہ بھی ختم ہو گیا۔ زاد و باہ کچھ نہ رہنے کی وجہ سے ایک عرصہ تک آپ کا وہیں قیام رہا (مقام صلگ چل)۔

حضرت ثانی ہندی رضی اللہ عنہ کے چاچا نیر سے روانہ ہونے کی خبر ملنے پر بندگی میاں سید خوند میر رضی اللہ عنہ میں سے، اور بندگی میاں شاہ نعمت رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ احمد آباد سے روانہ ہوئے، اور بمقام رادھن پور حضرت ثانی ہندی سے آئے۔ احمد آباد کے عقیدت مندوں، اور خاص کر سلطان محمود بیگڑہ کی بہن راجے سٹون، اور سلطان کی شہزادی کی جانب سے بندگی میاں شاہ نعمت رضی اللہ عنہ کے ساتھ، اور سلطان کی دوسری ہمشیرہ راجے مرادی اور صدوق خواران اہل ٹپن، بالخصوص باڑیوال امر کی جانب سے بندگی میاں سید خوند میر کے ہمراہ، حضور ہندی علیہ السلام میں پہنچانے کے لئے بہت سی فتوح اللہ بھیجی گئی تھی۔ علاوہ بیس باڑیوال امر نے جو بندگی میاں رضی اللہ عنہ کے بڑے فدائی تھے۔ عمدہ عمدہ گھوڑے سواری اور بار برداری کے اونٹ، رتھوں کے بیل، پیش بہا پارچوں کے طاقے، شکر لیس وغیرہ بہت سی فتوح خاص بندگی میاں رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھی لید گزرائی تھی۔

زاد راہ ختم ہو جانے اور آگے بڑھنے کی کوئی صورت نظر نہ آنے کی وجہ سے حضرت ثانی ہندی رضی اللہ عنہ اپنی راہی میں غزوہ بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت صدیق دلایت یہ سالانہ اسباب کے ساتھ آہنچے اور اندر سلام

۱۰ چاچا نیر سے احمد آباد میں کوس پنڈت لیس میل اور احمد آباد سے رادھن پور تقریباً ساٹھ کوس جملہ نو گوس یعنی تقریباً ایک سو چالیس میل ہوئے۔ تقریباً سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے ہمراہ قافلہ تھا۔ اگر ہوتا تو رادھن پور میں آپ کی مالی خدمت کرتا اور گھرنے کی ضرورت نہ رہتی۔ بلکہ سلطان کی ہمشیرہ اور صاحبزادی اپنا مال و اسباب حضرت ہندی علیہ السلام کی خدمت میں لید گزرائے کے لئے آپ کے صاحبزادہ بندگی میران میں موجود ہوتے ہوئے بندگی میاں شاہ نعمت کے ساتھ کیسے جھکتیں! مگر مشیت الہی ایسی ہی واقع ہوئی تھی کہ حضرت صدیق دلایت و لایت سب شاہ حضرت ہندی تن، اس رادھن سے کارغوضہ کی ادائیگی کرتے ہوئے فرج مبارک پہنچ کر حضرت امام علیہ السلام کی خوشنودی تمام حاصل کریں۔ ۱۰

کہا یا عصر کا وقت تنگ ہو رہا تھا، لیکن حضرت ثانی ہمدنی کو بغض خانگی اسباب کی وجہ سے باہر تشریف لانے میں دیر ہوئی۔ آخر بندگی میاں رضی اللہ عنہ کے عرض کرنے پر کہ عصر کا وقت تنگ ہو رہا ہے اور بندہ انتظار میں کھڑا ہوا ہے۔ بندگی میاں کا یہ خلعصانہ کلام سن کر آپ نوراً راوی سے باہر تشریف لائے۔ حضرت صدیق ولایت ملے اور عرض کی کہ

”یگھوڑے، اونٹ، بیل، پارچے، ظروف وغیرہ جو کچھ بلاجے مرادی، اور دوسرے امرائے حضرت امام علیہ السلام کی خدمت میں پیش کئے ہیں، وہ تو آپ ہی کا مال ہے۔ اب بندہ سبکدوش ہو گیا۔ اور جو کچھ باڑی والوں نے بندے کو بٹھ دیا ہے وہ بھی آپ کو اللہ دیا ہے“

حضرت ثانی ہمدنی رضی اللہ عنہ یہ سن کر بہت ہی خوش ہوئے۔ پھر قبل کی طرف دیکھا تو آفتاب غروب ہو چکا تھا۔ آپ کی آنکھی کے آسائے سے آفتاب باہر نکل آیا اور نماز عصر باجماعت پڑھی۔ نماز پڑھنے کے بعد فرمایا ”دیکھا ابھی تک بیلوں اور اونٹوں پر سے سامان نہیں اتارا گیا؟“

حضرت صدیق ولایت نے کہا

”بغیر آپ کے ارشاد کے کیسے اتارا جاسکتا تھا! یہ جلد سن کر حضرت ثانی ہمدنی اور بھی خوش ہوئے اور فرمایا کہ ”آرا دیا جائے“ حضرت ثانی امیر نے مگر کھولی، ڈھال، تلوار، گٹھارے، زین پر رکھی اور ذکر اللہ میں بیٹھ گئے۔

راوہن پور سے روانگی کے وقت حضرت ثانی ہمدنی، حضرت ثانی امیر، اور حضرت مقراض بدعت کے آپس میں یہ بات قرار پائی کہ فرہ مبارک کا سفر بہت کمسن اور دور دراز کا ہے، گھوڑوں کی سواری پر طے مسافت ڈرنا سخت رہے گی؛ اس لئے بہتر ہے کہ تینوں یکجا شکر ام میں بیٹھیں تاکہ باتوں باتوں میں راستہ آسانی سے کٹ جائے۔ اور بی بی کدبانو چونکہ حاملہ تھیں اس لئے بندگی میاں نے آپ کے لئے پالکی کا انتظام کیا۔

بندگی میاں جب دیکھتے کہ منزل قریب ہے شکر ام سے اتر جاتے، اور تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر چند سواریوں کے ساتھ فرو دگاہ پر پہنچ جاتے، اور تمام میدان صاف کر داکر خمیر نصب کر دیا جاتا۔ غسل کے لئے گرم پانی، اور پینے کے لئے گورے گہڑے مہر واکر رکھ دئے جاتے، اور حضرت کی تشریف آوری سے قبل کھانا بھی تیار ہو جاتا۔ گجرات کی عادت کے موافق آپ پاشی کے بعد پلنگ بچھا دیا جاتا تاکہ حضرت ثانی ہمدنی شکر ام سے اترتے ہی پلنگ پر بیٹھ کر رفع تکلیف کی غرض سے ذرا آرام لیں، پھر غسل کر کے کھانا تناول فرمائیں۔

غرض حضرت ثانی ہمدی رضی اللہ عنہ کی آرام رسائی میں حضرت صدیقِ ولایت رضی اللہ عنہ نے کوئی دقیقہ فرودگذاشت نہ کیا۔ یہ طریق عمل فرہ مبارک پونہ بجے تک بلا انقطاع جاری رہا جس سے حضرت ثانی ہمدی کا سفر گویا کہ حضر ہو گیا۔ حضرت ثانی ہمدی نے فرہ مبارک پہنچ کر بندگی میاں سید خوند میر کی خالصانہ محبت اور حد سے زیادہ آرام و ہی کا ذکر حضور ہمدی علیہ السلام میں نہایت تحسین بھرے الفاظ میں کیا۔

حضرت ثانی امیر رضی اللہ عنہ کو نصر پور سے روانگی کے وقت جو بشارت دی گئی اُس میں یہ سب امور فرداً فرداً خصوصیت رکھتے ہیں۔

۱- حضرت ثانی امیر کے بیچنے میں مقصودِ خدا۔

۲- حضرت ثانی امیر کو بھیجنا فرمانِ خدا سے۔

۳- اسی طرح حضرت ثانی امیر کو واپس لانا بھی اللہ کے دستہ۔

۴- اس واپسی میں دو امور متضمن۔

(۱) دین کو بڑھانا۔ (۲) دین کو روشن کرنا۔

بندگی میاں کے پٹن تشریف لے جانے، اور جماعت کثیر کو ساتھ لٹے ہوئے بالخصوص حضرت ثانی ہمدی کی خدمت کرتے ہوئے فرح مبارک سجانے میں تین بشارتوں کی تکمیل ہو گئی۔ اب رہیں دو بشارتیں۔ (۱) اشاعتِ دین اور (۲) تنویرِ دین اشاعتِ دین کی نسبت اس قدر کفینا کافی ہے کہ احمد آباد میں دریلے سا بھڑتی (اب اسے سازتی کہتے ہیں) کے کنارے پر وقت واحد میں بارہ ہزار ارفغان تصدیقِ ہمدی سے شرف ہو کر آپ کے مرید ہوئے اور سات لاکھ ہمدیوں میں سے تین لاکھ آدمی آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے حضرت ہمدی علیہ السلام کے دائرہ تصدیق میں داخل ہوئے۔ یوں حسب آیتِ قرآن کریم **يَا خَلْقُ نَبِيِّ دِينِ اللّٰهِ اٰخِي اٰخِي** یعنی دینِ خدا میں گروہ کے گروہ داخل ہو رہے ہیں، دین کی زیادتی ہو کر جو کبھی بشارت کے ایک جز کو تکمیل ہو گئی۔

اب رہا تنویرِ دین۔ اس کی نسبت یہ کہنا چاہئے کہ مذہبِ ہمدویہ کی ایسی غیر معمولی سرعت کے ساتھ اشاعت اور نئے نئے مہدوں پر باوجود سخت سخت مظالم ڈھائے جانے کے دین حق پر ان کی استقامت دیکھ کر فریقِ مخالف کے دل میں حسد کی آگ بھڑکی اور بالآخر حضرت ثانی امیر رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ فریقِ مخالف نے اپنے زعم میں بندگی میاں رضی اللہ عنہ کی شہادت کو مذہبِ ہمدویہ کا استیصال سمجھا لیکن برعکس اس کے حضرت صدیقِ ولایت رضی اللہ عنہ نے پہلے ہی سے فرادیا تھا کہ

”بند سے کی (میری) شہادت کے بعد مجلسوں، بازاروں، گلی کوچوں، اور گھروں میں نام ہمدی خ
بے کھٹے پکارا جائے گا“

یوں بھداق آئے کریمہ ”مُحَمَّدٌ الَّذِي أَمَرَ سَلَّ رَسُولُهُ بِالْهَدْيِ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُطَهَّرَ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ
وَيُلَوِّكِرَهُ الْمُشْرِكُونَ“۔ یعنی وہی اللہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ اس لئے بھیجا
کہ کل مذاہب پر ظاہر کر دیا جائے اگرچہ (اس امر کو) مشرک ناپسند کریں ”دین حق روشن ہو کر“ سب
ذہبوں پر ظاہر ہو گیا اور چوتھی بشارت کے دوسرے جز کی بھی تکمیل ہو گئی۔

چھٹی فصل

فرہ مبارک میں بشارتیں

بشاراتِ مشترکہ

۲۹۔ یذا نا ہمدی علیہ السلام نصر لور سے روانہ ہو کر قندھار میں قیام فرماتے ہوئے فرح مبارک تشریف لے
جانے کو تین مہینے گزرے تھے کہ ماہ جمادی الاخریٰ ۱۹۱۰ء کے اوخر میں رحمۃ اللہ علیہ قافلہ بھی فرح مبارک کو پہنچا
بندگی میاں سید خوندیشیر نے قافلہ کے آنے کی اطلاع دینے کی غرض سے بندگی میاں شیخ محمد کبیر کو حضور امام علیہ السلام
میں پہنچے ہی سے بھیجا تھا۔ اُس روز حضرت ہمدی علیہ السلام اُمّ المؤمنین بی بی بُکون جی رضی اللہ عنہما کے ہاں آقا
فرمائے ہوئے تھے۔ بندگی میاں شیخ محمد کبیر سے سیدین رضی اللہ عنہما کے آنے کا شردہ سن کر حضرت میران علیہ السلام
نے اُمّ المؤمنین بی بی بُکون جی سے فرمایا

م لا غم اور کو رے گھر سے پانی سے بھر واؤ اور گھر کا صحن اور دابڑہ جھاڑ جھاڑ کر کوڑا کرکٹ دور
پھینکو اور وہ ”خاتم گم چل“

قافلہ کے دائرہ کو پہنچے تک آپ فرط محبت اور جوش مسرت میں بار بار حجرہ مبارک سے دائرہ کے پھاٹک تک تشریف لاتے اور راستے پر نظر ڈال کر واپس تشریف لے جاتے حضرت میران علیہ السلام کی بے انتہا خوشی، اور صاحبزادے کے انتظار میں بے قرار دیکھ کر نبیؐ نے جو اپنی شکلات ہر وقت حضرت سے مل کر لیا کرتی تھیں، عرض کی

”میران جی! آج میں آپ کو اس قدر خوش دیکھتی ہوں کہ پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا! کیا ہمدی کو بھی اپنے فرزند سے ایسی محبت ہوتی ہے کہ بیٹے سے ملنے کے لئے اتنے بیقرار ہیں؟“

فرمایا

۲۹ مہرِ خوشِ شویم پسرِ پسر شد ہی آید اگر پسر پیش پد ز نیاید کجا رود! و خوشی بندہ این است کہ در میان ایشان بعضے کساں این جنیں ہستند کہ پیش ایشان چند چند کساں ہمدی شوند؟ (انصاف بجا)

انتخاب الموالید باب ہفتم میں لکھا ہے کہ

۴۹ م ”اں جس کا پُنت پُنت ہو کر آوے تس کون کا بے خوشی ناہو دے“ اور یوں بھی لکھا ہے کہ

۴۹ م ”پسر ہجوں پد شدہ می آید“ (انتخاب بجا) پوت کی تین قسمیں بیان کر کے فرمایا

۴۹ ”آن بندگان خدا کہ از گجرات می آید در میان ایشان در کس چنان ہستند کہ در صحبت ایشان بسیار ہمدی خواہند شد؟“ (انتخاب بجا)۔ [پیش ایشان چند کساں ہمدی شوند؟ تذکرہ بجا] (چندان ہمدی“ شواہد بجا و فترا اول کت بجا)

۴۹ ام المؤمنین بی بی بُون جی رضی اللہ عنہا کے اصرار کرنے پر کہ اگر معلوم ہو جائے تو ان دو حضرات کی تعلیم کروں۔ فرمایا

”بھائی سید محمود اور بھائی سید خوند میر“ (انصاف بجا)

۴۹ ب۔ آخر رحمۃ اللہ علیہ تاجدار حضرت امام علیہ السلام کی خدمت بابرکت میں پہنچ گیا۔ سعادتِ قدم بوسی حاصل کرنے اور ملنے ملانے سے فارغ ہونے کے بعد حضرت ثانی ہمدانی نے حالاتِ سفر سناتے وقت اتنا سفر میں بندگی میں نے آپ کی جو یہ خدمت کی اور آرام پہنچایا اس کا ذکر آپ نے ان الفاظ میں کیا کہ

”میرا جی بند خدا تعالیٰ قادر تھا وہ کسی طرح بھی بندے کو یہاں پہنچاتا، لیکن بنظر حکمت دیکھا جائے تو خود کار کی خدمت میں آنا محال تھا۔ راستے ہی میں ہڈیاں گھس جاتیں اور ہلاک ہو جاتا۔ بھائی سید خوند میرے واسطے سے یہاں آنا ہوا۔ انہوں نے اثناء سفر میں ایسا آرام پہنچایا کہ کچھ عرض نہیں کر سکتا۔“ (مطلع - تذکرہ ب)

سیدنا ہمدی علیہ السلام نے یہ کیفیت سن کر فرمایا

بھائی سید محمود، دیں چہ عجب است کہ ایساں برادرِ حقیقی شہانہ۔

ب

صاحب دفتر لکھتے ہیں کہ

”اگرے برادرِ سید محمود از برادرِ سید خوند میرا ایسی نکلی کردن چہ عجب است کہ ایساں برادرِ حقیقی شہانہ۔“ (دفتر اول ک ب)

ب

دہندگی میاں سید خوند میرا ”پس حقیقی فرزند (شواہد ب)

ب

بندگی میرا سید محمد ہمدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال پر کہنہ فرح کے باعث دل اور اہل بیچ میں اس بات پر بحث ہوئی کہ حضرت ہمدی علیہ السلام کا مزار مبارک ہماری سرزمین میں ہو۔ بحث نے طول کپڑا اور ہتھیار پل جانے کی صورتیں پیدا ہو رہی تھیں، طرفین کی اشتعالک دیکھ کر میدین اٹھے اور دونوں فریق کو مخاطب کر کے فرمانے لگے کہ

”وداشتِ این ذات و ولایتِ امام کا عنایتِ ما تعلق وار شہار ابا جنگ چہ کارا ہر جا کہ رضاے شخ

خوند کار ما باشد آنجا روضۂ مبارک کل حضرت کلیم“ (دفتر اول ک ب)

پس سیدین صالحین کے اس متفقہ بیان یعنی ”وداشتِ این ذات“ سے بشارت ”فرزندِ حقیقی“ اور ”برادرِ حقیقی“ کا اظہار ہو رہا ہے۔

سیدنا ہمدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”محمد عبد اللہ، ہمدی عبد اللہ یہ سہو کاتب ہے جو بیچ میں“ ”بن“ لکھا گیا“

یعنی جس طرح حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مجازاً فرزند عبد اللہ ہیں، اور لغوے حدیث انامن نور اللہ و

۱۷ خاتم مسلک چل۔ تذکرہ ب۔ مطلع۔ انصاف ج ۱۔ حضرت امام کا قیام گاؤں ہی فرح المقرح تھا۔ بعد میں ویران ہوجانے سے نیا فرح آباد ہوا جو کہنہ فرح سے جو میل کے فاصلہ پر ہے حضرت ہمدی علیہ السلام کے دائرہ سے چچ چار میل ہوتا ہے۔ ۱۲

کل من من نوسی۔ حقیقتاً نور خدا ہیں؛ اسی طرح حضرت ہمدی موعود علیہ السلام بھی مجازاً فرزند عبد اللہ ہیں، حقیقتاً نور محمدی ہیں، جو دراصل نوس اللہ ہے۔ پس حضرت خاتین علیہا السلام فرزند عبد اللہ ہیں بلکہ نور خدا ہیں۔

حدیث شریف میں بھی وارد ہے کہ نوس محمدی، اولاً حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں آیا، پھر نسل در نسل اور پشت در پشت انتقال کرتا ہوا حضرت عبد اللہ بن مطلب کی پشت میں آیا، اور وہاں سے وہی نوس محمدی شغل انسان اختیار کر کے حضرت محمد مصطفیٰ کے نام پاک سے موعوم ہوا۔

اسی طرح حضرت صدیق ولایت رانی اللہ عنہ بھی مجازاً فرزند سید موسیٰ ہیں، اور حقیقتاً نور محمدی موعود ہیں۔ اسی معنی میں سیدنا ہمدی علیہ السلام نے فرمایا ”برادر حقیقی شما“ اور فرزند حقیقی۔ حضرت سید موسیٰ بن حضرت سید غزیز محمد فرماتے ہیں کہ مرتبہ حقیقت میں حضرت ثانی ہمدی نے بھائی یعنی مرتبہ حقیقت میں سیدین رضی اللہ عنہما برابر ہیں۔ ان ہی باطنی معنوں میں آپ نے بندگی میاں کو فرزند حقیقی فرمایا۔ اور ان ہی باطنی معنوں میں حضرت ثانی ہمدی بھی فرزند حقیقی ہونے کے لحاظ سے سیدنا ہمدی علیہ السلام نے فرمایا ”برادر حقیقی شما“

”فرزند حقیقی“ کے مفہوم کو سیدنا ہمدی علیہ السلام نے یہ فرما کر بالکل واضح کر دیا کہ

”آن فرزند ولایت مصطفیٰ سید خود میر است“

(ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۶۶)

۳۳۔ گذشتہ فصل میں ذکر ہو چکا ہے کہ گجرات کے عقیدت مندوں، خصوصاً سلطان محمود بیگڑہ کی بہنوں اور تنہزادی کی جانب سے بندگی میاں شاہ نعمت اور بندگی میاں سید خود میر کے ہمراہ حضور ہمدی علیہ السلام میں بہت سی فتوح شدہ بھی گئی تھی؛ جس میں خاص دو بہنوں کی طرف سے عمدہ عمدہ گھوڑے، اونٹ، بیل، اسٹریاں، نفیس کپڑوں کے تین سو ساٹھ جوڑے، اور دو تلواریں وغیرہ تھیں۔ یہ سب اسباب حضور اقدس میں پیش کیا گیا۔ سیدنا ہمدی علیہ السلام نے فتوح قبل فرما کر بجز تلواروں کے دوسرا اسباب حسب عادت موتی کر دینے کیلئے فرمایا اسباب فتوح کی موتی سے فلاح ہونے کے بعد پٹن شریف سے آنے والوں نے حضرت امام علیہ السلام کی حضور میں عرض کی کہ

”پٹن کے ملاؤں کی تحریک پر میاں سید خود میر کے ناما بارز الملک سلطان محمود بیگڑہ کی جانب

۳۴۔ یہ وہی دو تلواریں ہیں جو حضرت صدیق ولایت کو شہادت خصوصاً بشارت دیتے وقت حضرت ہمدی علیہ السلام نے اپنے دست مبارک سے آپ کی کرتیں باندھی تھیں۔ ۱۲

سے فرمانِ سلطانی اپنے گھر لائے اُس وقت میاں سید خوند میر نے کہا کہ

”نانا جان، حضرت میرا علیہ السلام خود تشریف لے جانے کو تیار ہیں؛ اس لئے
حضرت کو فرمانِ سلطانی بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر تبلا گیا تو بندہ کبھی
آپ کا منہ نہ دیکھے گا۔“

اس قول پر آپ ایسے استوار رہے کہ جب کبھی مبارز الملک گھر میں آتے آپ دوسرے دروازے
یا کھڑکی سے باہر نکل جاتے چونکہ میاں سید خوند میر نے اعلیٰ اخلاق اور تودہ صفات سے تشریف اور
سید والا صاحب تھے اس لئے نانا کو جو سلسلہ نسب کے لحاظ سے صدیقی ہیں، بہت ہی عزیز تھے۔ وہ
چاہتے تھے کہ کسی نوح سے ایک وقت بھی اس نور العین کے دیدار سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کریں۔
اسی خیال سے آپ کے چھوٹے بھائی میاں سید عطن کی شادی شروع کر دی گئی تاکہ نواسے سے ملنے،
باتیں کرنے، اور جی بھر کے صورت دیکھنے کا موقع مل جائے جو اس سے قبل آفتاب زیرِ سحاب
کی طرح کبھی کبھی نظر آجایا کرتے تھے۔ پس بیش بہا پارچے کے کئی جوڑے، اور زیورات و ظروف
وغیرہ میاں سید خوند میر کو بتانے کے لئے محض اسی غرض سے لائے گئے کہ آپ ان کے دیکھنے میں
مصروف ہوں اور ملکِ نعیر چھپے چھپے آکر اپنے لختِ جگر کی نورانی صورت دیکھ لیں۔ لیکن میاں
سید خوند میر نانا کے اندر آتے ہی ساچن کا سامان چھوڑ کر کھڑکی سے باہر نکل گئے، اور ان کو اپنا منہ
دیکھنے کا موقع اپنے اختیار سے ایک روز بھی نہ دیا حالانکہ میاں سید خوند میر جب دو ڈھائی سال کے
تھے والد کا انتقال ہو گیا اور دس سال کی عمر میں والد کی بھی وفات ہو گئی تھی۔ اس لئے آپ نے
نانا ہی کے گھر پرورش پائی تھی۔

سیدنا ہدی علیہ السلام نے بَغْضًا لِلَّهِ وَرَحْمَةً لِلَّهِ کی یہ کیفیت سن کر فرمایا

”مرو خدا این چنین کس را باید گفت، هر که از پس یک دیوار مانند و ملاقات مبارز الملک برآے
بَلَد تہاجرہ ماہ ذکر دہد، در مردربانی این چنین کس را باید گفت۔“

صوفیائے کرام کے نزدیک ”اہل دل“ سے ”اہل اللہ“ کا مرتبہ بڑا ہوا ہے۔ اسی لئے ہندگی میاں ملک جی البکشر
پہ شہزادۃ لاہوت“ صحابی ہندی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

لہ۔ ن۔ ع۔ آفتاب بلا۔ سلف۔ شواہد چلا۔ حاکم گل چلا۔ سلف۔ انہار بلا۔ تکرہ بلا۔ ۱۳

ق

”وائرہ کے فقیر اہل دل نہیں بلکہ اہل اللہ ہیں۔“

مرد خدا۔ مرد ربانی۔ اور اہل اللہ مترادف لفظ ہیں۔

۳۲۔ سیدین صالحین کے فرح مبارک تشریف لانے کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم نے دیکھا کہ بیانِ قرآن کا بیج ہی بدل گیا ہے اب ایسے ایسے نکات اور تعالیق بیان ہوتے ہیں جو اس سے پہلے کبھی بیان نہیں ہوئے تھے سُبِّتِینِ قرآن و کشافِ معانی مراد اللہ سیدنا مہدیؑ سے ایک صحابی نے اس کی وجہ دریافت کی۔ آپ نے فرمایا۔

”حالان این بیان آمدہ اند اکنوں برا کر داشته شود (معارج)“

۳۳

حضرت سیدِ فضل اللہؒ لکھتے ہیں کہ

۳۳۔ حالان این بیان و آخذان این معانی قرآن و سامعان بگوش دل و عاقل آمدہ اند اکنوں بیان (یا ذقالت) برائے کہ داشته شود۔“

حضرت امام علیہ السلام کا ہا سندھ سے خراسان روانہ ہونے سے اُس وقت صحابہؓ کی تعداد دو ہزار و دو سو تھی جن میں نو سو اہل و عیال والے اور تیرہ سو موجد تھے۔ فرہ مبارک میں اہل خراسان (افغانستان) کی ایک جماعت کثیر ترک دنیا کر کے حضرت امام کی صحبت بابرکت میں آگئی تھی۔ اگر اس تعداد میں گجرات سے آئے ہوئے سرحمد اللہی قافلہ کے ہاجرین اور ہجرات کی جماعت کثیر شامل کیجائے تو حضرت امام علیہ السلام کے وصال پر صحابہؓ کی تعداد جو نو سو تالی گئی ہے۔ اُس سے کئی چیز زیادہ ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ سیدین صالحین کو حالان بیان کی جو بشارت دی گئی وہ ان صحابہؓ کے مجمع کثیر میں ہی گئی تھی۔ اللہ اللہ بیگروں صحابہؓ میں یہ دو ہی سید اس جلیل القدر بشارت سے شرف و ممتاز ہوئے۔ ذالک فضل اللہ یوقیہ من یشاء۔

۳۴۔ کل مولود ہمیدی علیہ السلام اس بات پر متفق ہیں اور عام طرد سے مشہور ہے کہ امام الانام سیدنا مہدی علیہ السلام کو دیکھا گیا کہ سات سال کی عمر میں تمام قرآن مجید حفظ تھا بلکہ جمیع کتب آسمانی و صحائف بھی پیش نظر تھے۔ خدا ہی کو معلوم کتنے سارے صحیفے زمانہ کے ہاتھوں نابود ہو گئے لیکن حسب قول مسیحیان اس وقت سے موجود ہیں ان کے نام یہ ہیں۔

۱۔ خاتم فرشتہ گن چہ۔ ۲۔ سوانح ہمدی موجودہ مصنفہ حضرت سید ولی سکنہ آبادی درعالات حضرت موصوفہ۔

۳۔ صحا کرام ۵۔ صحا چہ نظام ۱۲۔ اور صحا چہ انبیاء۔ تحریک کے مقام پر ۱۳۳۱ کی طرح ۹۰۰ صحا کی بھی کوئی خصوصیت ہوگی جو عام صحابہ کی تعداد کثیر کی سطح عام سے بالاتر ہونگے اور اسی کا لحاظ رکھا گیا ہوگا۔

بأسبل يعنى كتاب المقدس

اسماء اسفار العهد القديم

٣٠- عاموس	٣١- الجامعة	١١- الملوك الاول	١- التكوين
٣١- عوبد يا	٣٢- نشيد الانشاد	١٢- الملوك الثانى	٢- الخبز زوج
٣٢- يونان	٣٣- سليمان	١٣- اخبار الايام الاول	٣- اللافيين
٣٣- ميخا	٣٣- اشعيا	١٤- = = الثانى	٤- العباد
٣٤- ناحوم	٣٤- ارميا	١٥- عزرا	٥- التثنية
٣٥- حبقوق	٣٥- المزمور	١٦- نحميا	٦- يشوع
٣٦- حزقيال	٣٦- حزقيال	١٧- استير	٧- القضاة
٣٦- زكريا	٣٦- دانيال	١٨- ايوب	٨- سراعوت
٣٨- ملاخى	٣٨- هوشع	١٩- المزمور زبور	٩- صموئيل الاول
٣٩- = =	٣٩- يوشع	٢٠- الملوك	١٠- صموئيل الثانى

اسماء اسفار العهد الجديد

١- انجيل ماتي	٦- رسالة القديس ماربولس الرسول الى اهل رومية
٢- انجيل ماركس	٧- رسالة القديس ماربولس الاولى الى اهل قورنثية
٣- انجيل لوقا	٨- رسالة القديس ماربولس الثانية الى اهل قورنثية
٤- انجيل ماريوحنا	٩- رسالة القديس ماربولس الاولى الى اهل غلاطية
٥- كتاب انبار الرسل الاطهار	١٠- رسالة القديس ماربولس الاولى الى اهل انفسس

- ۱۱۔ رسالہ القديس ماربولس الاوولى الى اهل انطاكية بولس
 ۱۲۔ رسالہ القديس ماربولس الاوولى الى اهل كورنثوس
 ۱۳۔ رسالہ القديس ماربولس الاوولى الى اهل سالونقي
 ۱۴۔ رسالہ القديس ماربولس الثانية الى اهل سالونقي
 ۱۵۔ رسالہ القديس ماربولس الاوولى الى طيماتاؤس
 ۱۶۔ رسالہ القديس ماربولس الثانية الى طيماتاؤس
 ۱۷۔ رسالہ القديس ماربولس الاوولى الى تلميذ طيطوس
 ۱۸۔ رسالہ القديس ماربولس الاوولى الى فيليمون
 ۱۹۔ رسالہ القديس ماربولس الاوولى الى عبرانيين
 ۲۰۔ رسالہ القديس مارليقوب الرسول القائلون بيقية
 ۲۱۔ رسالہ القديس ماربطرس الرسول القائلون بيقية الاوولى
 ۲۲۔ رسالہ القديس ماربطرس الرسول القائلون بيقية الثانية
 ۲۳۔ رسالہ القديس ماريوخا الرسول القائلون بيقية الاوولى
 ۲۴۔ رسالہ القديس ماريوخا الرسول الثانية
 ۲۵۔ رسالہ القديس ماريوخا الرسول الثالثة
 ۲۶۔ رسالہ القديس ماريهوذا الرسول القائلون بيقية
 ۲۷۔ رسالہ القديس ماربولس الاوولى الى اهل كورنثوس
 ۲۸ + ۲۹ = جملہ ۶۵

سیدنا ہمدی علیہ السلام جمیع کتب آسمانی اور صحائف انبیاء و ازبر ہونے کی نسبت فرماتے ہیں کہ

”توریت و انجیل و زبور و فرقان و صحائف پیاریدہ بندہ آن را از بر می خواند و اگر آن را از بر بخواند
 ہمدی موعود بنام شد“ (مطرح بلا)

یہ تحفظ کتب و صحائف کی نسبت آپ کا دعویٰ تھا۔ تعلیم القرآن کی نسبت بھی فرماتے ہیں کہ

”الرَّحْمَنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ“

ترجمہ۔ ”رہمن نے محمد کو، قرآن سکھلایا۔ انسان دکال یعنی اپنے منظر اتم کو پیدا کیا اور
 اُس کو بیان، قرآن کی تعلیم دی۔ مراد از انسان ذات بندہ است (مطرح بلا)

جیسا کہ عقیدہ شریف حضرت صدیق و ولایت میں لکھا ہے کہ

”شَمَّرَ اَنْ عَلَّمَنَا بَيَانَ“

ترجمہ۔ ”پھر اِس نے قرآن کے حقیقی معنی جو خلق و تپاس سے پاک ہوں اور اُس کے اسرار و نکات

کا دہا بھارا دہ کے سوانق، بیان کرنا ہمارا ہی حق (اور ہمارے ہی ذمہ) ہیں بیان بر زبان ہمدی

می شود“

پس سیدنا ہمدی علیہ السلام کا بیان بیان مراد اللہ ہے جس کو آپ خدا بلا واسطہ معلوم کر کے فرماتے تھے۔

بیان آویں بلکہ ہر امر میں آپ کا عام فرمان ہے کہ

”عَلَّمْتُمْ مِنَ اللَّهِ بَلَاءً وَاسِطَةً حَبْدِيكَ الْيَوْمَ“

ترجمہ۔ مجھے اللہ تعالیٰ سے ہر روز بلا واسطہ تعلیم ہو کرتی ہے۔ (دعویہ شریف حضرت صدیق مہدیؑ) اسی بنا پر زندگی میاں سید محمود و معراج الولایت باب یازدہم میں خصوصیات ہمدی اور اتباع تام کی مثالیں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

”چنانچہ فصاحت و بلاغت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدرجہ اعلیٰ و بجز کمال بود، و بسو اصح الکلمہ و کبک اربع حکم مخصوص و زبان ہر قبائل و طوائف ارباب مسب و نسب می دانست و باہر کس زبان و سے سخن می گفت، چہنمین بیان حضرت ہمدی علیہ السلام فصیح و بلیغ بود، کہ ہمہ علماء و فضلاء گران متحیر ماندے؛ و بسیار اوقات گفتے، کہ بعد از رسالت صلی اللہ علیہ وسلم این چنین بلیغ و فصیح و در دنیا نیامد۔ و وقت بیان حضرت ہمدی علیہ السلام سوالات مختلفہ ہمہ کسان حل شدندے؛ و ہمہ کساں در زبان خود میان حضرت راجی ہمیدے؛ و سوالات مشکوٰۃ خود را حل می نمودندے“

حضرت امام علیہ السلام کے بیان قرآن کے اثر کی نسبت مصنف انصاف نامہ لکھتے ہیں کہ عصر و مغرب کے درمیان بیان قرآن سننے کے بعد نماز مغرب پڑھ کر صحابہ اپنے اپنے حجرہوں میں جاتے وقت اُس استغراق کی وجہ سے جو بیان قرآن سننے سے پیدا ہوا تھا، بعض حضرات راستے ہی میں گر جاتے، اور بعض حضرات عالمِ حقیت میں اُن کو رُوئندے جاتے۔ نہ رُوئندے والوں کو یہ خبر کہ ہم کس کو اپنے پاؤں تلے رُوئندے ہیں، اور نہ رُوئندے جانے والوں کو یہ معلوم کہ ہم کو رُوئندے روئندے کون جارہے ہیں!۔

خبر عمل کی بسمل کو نہیں پہروں یہ حالت ہے الگ میں لوٹتا ہوں، دل تڑپتا ہے جدا گانہ
توحید بی تلے بی سٹی۔ ہمدی

آپ کے بیان کی نسبت مخالفین کا خیال اور اُن پر اثر

سیدنا ہمدی علیہ السلام نے حج بیت اللہ سے ۲۹ھ میں تشریف لانے کے بعد، بہ تمام احمد آباد و تاج خاں سالا کی مسجد میں قیام فرمایا۔ یہاں آپ کے بیان قرآن کا غلط بہت بلند ہوا، اور لوگ جوق جوق تصدیق ہمدی سے مشرف ہونے لگے؛ یہاں تک کہ خود سلطان محمود میگڑہ کے حملات شاہی میں اُس کے بھانجے، اُس کی بہنیں، اور

بیٹی نے ہمدیہ نہ بہب اختیار کر لیا۔ غریبوں کے ساتھ ساتھ امیروں کی تعداد بھی بڑھتی چلی۔ تالا اور مشائخوں کے دل میں حسد کی آگ بجھ گئی۔ ان کو خوف ہوا کہ اب ہماری عزت و ریاست نہیں رہے گی۔ اس لئے انہوں نے چانپانیر جاکر سلطان محمود بیگلوہ سے عرض کی کہ

”یہ تمہا حقائق بیان کرتے ہیں۔ جہاں حقائق بیان ہوتے ہیں سلطان اور سلطنت کو بڑا نقصان پہنچتا ہے۔ بادشاہ نے کہا، ابھی کیا کیا جائے؟ عرض کی، یہاں سے اخراج کا حکم ہو جائے“

جب اخراج کا حکم لے کر سرکاری ملازمین بسرپرستی اعتماد خاں چانپانیر سے حضور ہمدی علیہ السلام میں آئے تو آپ نے دریافت کیا کہ

”آخر اخراج کی وجہ کیا ہے؟“

انہوں نے کہا۔ علما اور مشائخ نے بادشاہ کو ایسا ایسا سمجھایا ہے۔ آپ نے سن کر فرمایا

”ہین ناداناں چہ، اتند من بیان شریعت مصطفیٰ می نمایم اگر من حقائق بیان خواہم نمود شما سوختہ خواہید شد“ (موالید ہمدی)

یہ تو فرح مبارک پہنچنے سے پہلے کے بیان کا اثر اور بیان کی شان ہے۔ پس جس بیان کو حضرت ہمدی علیہ السلام نے شریعت فرمایا اس کو علما اور مشائخ نے حقائق پر محمول کیا تو سیدین صالحین رضی اللہ عنہما کے فرہ مبارک تشریف لانے کے بعد کا بیان جس کو سن کر خود اوصحاب ہمدی علیہ السلام فرمانے لگے کہ

ایسے ایسے نجات اور حقائق پہلے کبھی بیان نہیں ہوئے تھے۔“

اور جو صحابہ علیہم السلام نے کی پوری پوری شان رکھتا تھا کلام خدا کے لطن و لطف ہر اواللہ منوں سے کس قدر مہمور ہوگا! اسی وجہ سے بندگی میرا سید خود میرا ہمیشہ ہی فرماتے رہتے کہ

”اگر آن بیان کہ میرا علیہ السلام کہ دند ما کنیم کسانے کہ موافقان ہمدی ہمتند ایشان مارا سنگسا کفند، و در یک شہر یک سال دو سال ماندن نتوانم چر کہ حضرت میرا علیہ السلام را پیش از تہیت از چند جا کشیدند“ (الصفات نامہ باب ہفتم)

حضرت ثانی ہمدی کا بیان قرآن

بھی حضرت ہمدی علیہ السلام کے اتباع تمام کی برکت سے خاص شان رکھتا تھا، اور اس میں بھی ویسا ہی اثر تھا، جیسا کہ

۱۰۔ خلاصہ بیان مشائخ از معارج الولاية باب ہفتم۔

حضرت امام علیہ السلام کے بیان میں تھا۔ آپؑ کی تائید بیان کے قائل نہ صرف صحابہ کرامؓ ہی علیہ السلام تھے، بلکہ مخالفین میں بھی اُس کا خاص جرحہ تھا چنانچہ علمائے احمد آباد نے سلطان مظفر شاہ بن سلطان محمود بیگراہ کو تعجب چاہنا نیز شکایتی عرضی کے طور پر لکھا کہ

..... (بندگی میرا) سید محمود خلقِ رادھوت (یعنی بیانِ قرآن سے دعوتِ نبی اللہؐ کی کندہ

و ترغیب می دہاند، دژ دحام بر و بسیار شدہ است، و شهرت بسیار گرفتہ است، و جابجا صلحیہاے خود مستقیم کردن گرفتہ است، و خلق بسیار از لکوک و خوانین معتقد ایشان شدہ اند، و مسلمانان (منکرانِ ہمدی) را کافر می گویند۔ بنا بر آں بادشاہ اسلام را لازم است کہ بنیادیں فساد را پیش از آں کہ بسیار قوتہ نگرفتہ است بر کند، و دور سازد، و اگر زمانے طویل بریں منوال خواهد ماند تا ہبسیار مردم گمراہ خواهند شد، و دوری این فساد ممکن نخواہد گشت، و بر باد شاہان دفع کردن این فساد فرض است کہ (انتخاب بند)

اسی عرضداشت کی وجہ سے ۱۹۱۷ء میں حضرت ثانی ہمدی کو ٹیڑیاں پہنائی گئیں، اور آپ پر بڑے بڑے مظالم ڈھائے گئے۔ ٹیڑیوں کی وجہ سے آپ کے پاؤں میں ناسور پڑ گئے باوصف اس کے جبکہ تبلیغ دین میں بیانِ قرآن بہت بڑی شان رکھتا ہے، اسلئے آپ ایسی سخت تکلیف کی حالت میں بھی بے پردہ و ولی میں بیٹھ کر (جس کو اہل گجرات ڈھول بڑی کہتے ہیں مسجد میں تشریف لاتے، اور حسب اتباع حضرت ہمدی علیہ السلام بیان قرآن فرماتے۔ ایسی سخت تکلیف میں بھی آپ کے بیان کی وہ شان تھی کہ سامعین کی آنکھوں میں سیدنا ہمدی علیہ السلام کے بیان کا سماندہ جاتا تھا۔ ذالک فضل من اللہ۔ (پے) و کان فضل اللہ علیک عظیمًا۔ (۳۳)۔

بندگی میاں سید خوند شیر کے بیان قرآن کی شان

اور اُس میں اثر کی نسبت صرف اتنا ہی کہنا کافی ہے اور اختصاراً پہلے بھی ذکر آچکا ہے کہ احمد آباد میں دریاے سا بھرتی (اب سا برتتی) کے کنارے وقت واحد میں بارہ ہزار پٹھان تصدیق سے مشرف ہوئے اور کل سات لاکھ ہمدیوں میں سے تین لاکھ نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی جس کی وجہ سے مُلاؤں نے مارے بغض و

حد کے آپ کو حسب قول حضرت صدیقِ دلایث

”بیس سال میں بیس جگہ سے اخراج کروایا“
 بندگانِ میاں سید خوند میر خاں اصل بیانِ قرآن کے بیان کی نسبت دفترِ اول و دوم کے شواہدِ ولایتِ معارجِ ولایتِ وغیرہ میں بہت کچھ لکھا ہے، اور صاحبِ انتخاب الموالید بھی باب یازدہم میں تحریر فرماتے ہیں کہ

”خصوصیتِ دوم اُن کے بیانِ قرآن از زبانِ ہمدی علیہ السلام از الف تا والناس تمام بندگانِ میاں سید خوند میر خاں ذکرِ یہ یادداشتِ بودند، و اقرارِ ہمہ اصحاباں ہمدی علیہ السلام اُن بود کہ
 ”بیانِ ہمدی در میانِ سید خوند میر است“
 و بندگانِ میاں کراتِ مرات فرمودند کہ

بیانِ زبانِ حضرت میران علیہ السلام از الف تا والناس بندہ یادداشت، مگر معنیِ حروفِ مقطعات و دوسہ آیات دیگر چنانچہ از زبانِ ہمدی علیہ السلام شنیدہ بودم، یاد نیست۔ و بوقتِ بیانِ اُن، امر خداے تعالیٰ می شود کہ

”لے سید خوند میر ادا اُن آیات آں است، و سید محمد ایں چنین بیان کردہ بود کہ
 بندگانِ میاں ولی یوسف انصاف نامہ باب سیرہم میں تحریر فرماتے ہیں کہ بندگانِ میاں سید خوند میر کے ہند مبارک میں بیانِ قرآن کے وقت تفسیر میں کبھی جاتیں۔ شکلِ آیت آنے پر فرماتے کہ
 ”دیکھو کہ تفسیروں میں کیا لکھا ہے“
 سن کر فرماتے کہ

”خوب نہ گفتند“

اور بعض کی نسبت فرماتے کہ

”بارے چیزے گفتند“

پھر آپ آنکھیں بند کر لیتے اور کچھ دیر کے بعد کھول کر شکلِ شکلِ مسائل اس عہدگی سے بیان فرماتے کہ تمام ہرادرانِ مجلس کی مشکلیں حل ہو جاتیں، اور بول اٹھتے کہ

”معنیِ قرآن ایں است چنانکہ بندگانِ میاں می فرمایند“

بندگی میاں کے بیان قرآن کی وہ شان تھی کہ کوئی صحابی مہدی آپ کی موجودیت میں بیان قرآن نہیں کرتا تھا۔ چنانچہ نقل ہے کہ

”در ائزہ کھان بھیل ہری کے از ہاجران بندگی میاں شاہ نظام و بندگرمیاں شاہ نعمت، و بندگی میاں یوسف“

بندگی میاں شاہ نظام خداوند { مبشر بگنچ رویت۔ داخل صحابہ کرام۔ مدفن انڈوزہ ملاوٹو گجرات۔

۲۔ بندگی میاں شاہ نعمت مفرض بدعت { اسٹیشن سے پانچ کوس۔ داخل صحابہ کرام۔ مدفن گوگڈھ۔ جھاگاؤں۔ ٹیکم کائی۔ کشتینٹ

۳۔ بندگی میاں یوسف ساکن جالور { یہ وہی بندگی میاں یوسف ہماجر ہیں جنہوں نے جنگ بدر ولایت واقع کھان بھیل کی نہر و آزمانی ملاحظہ فرما کر بندگی میاں سے کہا کہ ”جسٹھ جھنی آئے اوگر سے“ یعنی لڑے بھی اور زندہ رہے۔

۴۔ بندگی میاں ملک جی { مدفن سالانہ چھوٹے نوح احمد نگر۔ آپ کو حضرت امام علیہ السلام نے دیکھتے ہی فرمایا کہ ”اے شہزادہ لاہوت، داخل آٹھ عشرہ مشرہ

۵۔ بندگی میاں شاہ دلاور آدم { پانچویں صحابی۔ مدفن بورکھیر ضلع خاندین۔ چالیس گاؤں سے ڈھولیا لائن کے پہلے اسٹیشن جھدھل سے ۳ میل، چالیس گاؤں کے دوسرے اسٹیشن داگی سے ۷ میل، اور چالیس گاؤں جگشن سے ۱۳ میل۔

۶۔ بندگی میاں سید سلام اللہ { آپ حضرت ثانی جمہلی کے اصل ہوتے ہیں۔ مدفن بھیلوٹ شریف۔ حضرت کاچو ترہ اور شرقی دیوار کے بیچ میں۔ غالباً جگہ کی گئی کی وجہ سے قبر نہیں بنی۔

۷۔ بندگی میاں شیخ محمد کبیر ہماجر { بندگی میاں یوسف ذمیر ۳ کی طرح آپ نے بھی ترک دنیا کر کے جالور سے حضرت امام صدیق ولایت نے آپ ہی کو اطلاع دینے کی غرض سے حضور و عود علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا تھا۔

۸۔ بندگی میاں ملک جی مہرئی ابن خواجہ طہا { آپ صحابی مہدی اور بندگی میاں الہد او حمید صحابی کے شاگرد ہیں۔ رباعیات۔ غزلیات۔ قصائد۔ ممتا۔ کلام بے لفظ اور آپ کے ہر دو دیوان

گروہ مقدمین شہر ہیں۔ آپ شہدے بدر ولایت میں داخل اور مدراس شریف میں بندگی میاں کے زیر پائیں آسودہ ہیں۔

۹۔ بندگی میاں خوند ملک ہماجر { آپ کے تاثیر بیان سے بہت سے علما تصدیق سے مشرف ہوئے۔ بندگی میاں سید خوندیش

۱۰۔ بندگی میاں بھالی ہماجر { آپ کا اصل نام ہے بندگی ملک مبارک ہماجر، لیکن میاں بھالی شہر جو کہ حضرت شاہ

آپ کے والد کا نام معلوم نہیں لیکن پھر آپ کی طرح دستخط کرتے تھے۔ گجرات میں اب بھی کئی مردوں کا نام آدم اور عورتوں کا نام حوا ہے۔

و بندگی میاں ملک جی، و بندگی میاں دلاور، و بندگی میاں سید سلام اللہ، و بندگی میاں شیخ محمد کبیر، و بندگی میاں ملک جی خواجہ دادا، و بندگی میاں سید خوند میرا، و بندگی میاں خوند ملک، و بندگی میاں بھائی، و بندگی میاں حیدر، و بندگی میاں سعد اللہ، و بندگی میاں ابراہیم، و بندگی ملک محمود، و بندگی میاں حسن ناگوری، و بندگی میاں حسن ہندوستانی، و بندگی میاں بھیکہا، و بندگی میاں عبدالعزیز، و دیگر مہاجرین ہمدی دور آں مجلس بودند۔ وقت نماز ظہر جماعت حاضر بود و بعد از فارغ

[جاریہ] بندگی میاں میکیا بھاجرنہوں نے مرہ کو زندہ کیا تھا۔ اور بندگی میاں فرید مہاجر آپ کے بھائی ہوتے ہیں۔ دس ساڑھ علاقہ گجرات میں بجا ستر لاکھ کنامے آپ کا مزار ہے۔ بلکہ ۱۳۱۷ھ مطابق ۱۹۰۷ء کے سخت تھم سال کے زمانہ میں گاؤں کے لوگوں نے تالاب گہرا اور وسیع بنانے کی غرض سے تالاب کے اندر کی چنی گھوڑ کھوڑ کر بغرض سہولت حضرت کے خطیر میں ڈالی جس کی وجہ سے تمام قبروں پر دس دس فوٹ چٹی چڑھی گئی اور آپ کا مزار سبک بھی اسی پتھر میں پوشیدہ ہو گیا۔ انیسویں ہجری قومی کی لاپرواہی پر اور نصف ہے ان کی اس حرکت پر:

۱۱۔ بندگی میاں حیدر مہاجر [بزرگ کھال بھیل کے کٹے پر کھڑے ہوئے جان نما مان بندگی میاں کی جاں بازی ملاحظہ فرمائی ہے۔

۱۲۔ بندگی میاں سعد اللہ مہاجر [آپ کا دائرہ شہداء (The dead)، ملک گجرات میں تھا اور وہیں آپ کا مزار سبک ہے۔ اہل شہادہ سیدنا ہمدی کے دست مبارک پلہدین سے شرف ہونے میں جلد پٹی سے مالو تشریح جاتے وقت آپ نے شہادہ قیام فرمایا تھا۔

۱۳۔ بندگی میاں ابراہیم [آپ بندنہ کے باشندے ہونے کی وجہ سے سید سنی مشہور ہیں۔ علمائے ہمدیہ میں آپ کا شمار ہے۔

۱۴۔ بندگی ملک محمود { آپ نے جنگ جویمان جنگ ہمدی ولایت کی شہادت عینی دی ہے۔

۱۵۔ بندگی میاں حسن مہاجر { رضام آپ کے والد کا نام بندگی میاں خوند شیخ مہاجر ہے، جن کی حضرت صدیق ولایت بہت مروت کرتے تھے۔

۱۶۔ بندگی میاں حسن ہندوستانی { آپ بڑے عالم و فاضل تھے۔

۱۷۔ بندگی میاں شیخ بھیکہا مہاجر [بھیکہا یا بھیکہا غلط ہے کیونکہ بھیکہ (منکر لفظ بھیکشا) کے معنی گدائی کے ہیں کسی درویش اور کئی عورتوں کے نام بھیکہ یعنی فقیرنی ہے۔ اسی بھیکہ کا لاٹھیں بھیکہ میاں اور بھیکہن جاں ہو گیا۔ اور بھیکہ کا بھیکہا ہوا جیسے ام المؤمنین بی بی بھیکہ عیاض اللہ شہنا، جب آپ تمام عیسائی پر پھینچے تو عند الضرورت مرہ کو زندہ کر دیا بتعام بڑندہ قریب باسی ٹاؤں ریاست نظام میں آپ کا مزار ہے۔

۱۸۔ بندگی میاں عبدالعزیز مہاجر [آپ کے تعلق سے مرہ ہندگی میاں شاہ نظام غالب کو بھیکہ گجرات سے واپسی کے وقت [جاریہ] لے دیئے سڑوڈن

شدن از نماز بندگی سید السادات - منبع انکشافات - واصل الحق سیدنا شہداء و خطیبین مہاجران پنجہ صد طالبان و جماعت خانہ چند ساعت خاموش ماندند و اشارت بطرف مہاجران کردند کہ شما دعوت کنید - بعدہ ہمہ مہاجران اشارت بطرف بندگی میان کردند کہ شما کنید بعدہ بیچ کس دعوت نہ کرد و بعد چند ساعت ایستادہ شدند و در حجرہ بارفتند چونکہ مؤذن بانگ نماز عصر گفت باز ہمہ مہاجران ہراسے کہ اردن نماز آمدند چون از نماز فارغ شدند - باز میان یکدیگر بندگی میان سید خود نیز طرف مہاجران اشارت کردند - بعدہ سید السادات تا دیشتم خواہین ہ ماندند بعدہ چشم خود واکر وند و میان جمع فرمودند کہ

” این بندہ و محافظ گذرانیدہ بود کہ ایس بندہ کہ کم است کہ در میان ہا بہرین بندگی میان علیہ السلام بیان کند - اینک ہمیں زمان حضرت رسالتہاب علیہ السلام مصحف بدست خویش این بنا دلاؤند و فرمودند کہ

” سید خود میر مصحف را شما بیان کنید ”
 بعدہ سید السادات بیان کلام اللہ در ہماں مجلس کردند - این ناقل (بندگی میان ولی حجی) حاضر بود -
 اس کے بعد پھر ایک مرتبہ دائرہ کھال محصل میں اجماع ہوا جس کی کیفیت بندگی میان ولی حجی اس طرح بیان کرتے ہیں کہ

” شبے بعد از نماز عشا بندگی میان سید خود میر و بندگی میان شاہ نظام و بندگی میان شاہ نعمت و بندگی میان ملک حجی و بندگی میان دلاؤ و بندگی میان یوسف و بندگی میان مبارک عرف میان بھائی (مہاجر) و بندگی میان سید سلام اللہ واکثر مہاجران جہدی رضی اللہ عنہم در آن مجلس حاضر بودند گفتگو سے در فصل بود و... بندگی میان شاہ دلاؤ و رضی اللہ عنہ فرمودند کہ

” محمد رسول اللہ رافضی از قرآن است و ہمدلی رافضی از بیان قرآن است پس ہر کہ وارث قرآن است ہمیں فضل بسند است کہ خداے تعالی میراث کتاب گروانید ”
 اسی سلسلہ سخن میں فرمایا کہ

” شما یہ بینید کہ اس چنین بیان کلام اللہ در باران بندگی میان کسے کہ خداے تعالی دادہ است ہمیں فضل میں بسند است ”

[جاری] بندگی میان شاہ عبدالعزیز آپ کے ساتھ ہوئے۔ سلہ انصاف یہاں انتخاب بل۔ وقرآن کے ب۔ سلہ سیدنا ہمدلی نے بندگی میان کہ اشارت وارث قرآن سے بشر فرمایا ہے ملاحظہ ہو۔ ۱۲

نقل (از زبان مبارک) : بندگی میران سید محمود و بن ہمدی کہ بندگی میاں دلاور را فرمودند کہ
 نہ اس نے کہ عمر و عثمان صفت باشند ایشان از کسی کہ صفت ابو بکر داشتہ باشد بہ ا بیعت
 کنند (حاشیہ)

نوٹ۔ سیدنا ہمدی علیہ السلام نے بندگی میاں سیدخوندمیر کو ابو بکر ثانی کی بشارت سے متصف و ممتاز فرمایا ہے و ملاحظہ
 ہو بشارت نمبر ۴۶، آپ کے سوا کسی صحابی کو یہ بشارت نہیں دی گئی۔

پھر بندگی میاں شاہ دلاور رضی اللہ عنہ اسی سلسلہ میں حضرت صدیق ولایت کی نسبت فرماتے ہیں کہ

”اول فضل۔ میراث قرآن و بیان۔
 سیدوم فضل۔ آل ہمدی۔

دوم فضل۔ آل رسول۔
 چہارم فضل۔ تخصیصیت دو جواناں“

بعد از ان ہمہ کساں از جماعت خانہ مع یاران بر نماستند۔ بندگی میاں سیدخوندمیر طرفت خانہ خود را الٹند چونکہ
 بہ دلیر رسیدند بندگی میاں شاہ نظام شتاب بنبال بندگی میاں سیدخوندمیر رفتند بیعت کردند فرمودند

”میاں سیدخوندمیر بندہ را برادر خود کردہ بشمرید“

بعدہ میاں ابو بکر (داد حضرت ہمدی) و میاں نعمت ہاں شب با میاں سیدخوندمیر بیعت کردند
 ابن ناقل حاضر بود۔ در آن مجلس اکثر مہاجران بیعت کردند“ (الصفاء ج ۱۔ دفتر اول ک ۲۔)

اوپر کے بیان میں صحابہ کرام کا حضرت صدیق ولایت سے جو بیعت کرنے کا ذکر ہوا ہے، وہ جو بیعت

انفصیت ہے جو بندگی میاں کو دیگر خصوصیات اور تخصیص بیان قرآن میں انفصیت کی وجہ سے تھی۔ حضرت

ہمدی علیہ السلام کی صحبت بابرکات میں جو صحابہ کامل ہو چکے تھے، مثلاً بندگی میاں شاہ نظام۔ بندگی میاں شاہ

نعمت۔ بندگی میاں شاہ دلاور وغیرہ، ان کو حصول دیدار کی غرض سے بیعت کر کے صحبت میں رہنے کی ضرورت

نہیں تھی۔ اگر حصول دیدار کی غرض سے ہوتی تو ان کے سلسلہ علاقہ میں بندگی میاں کا نام ضرور آتا۔ یہ امر خود بندگی

میاں شاہ دلاور کی تقریر اور بندگی میاں شاہ نظام کے ”برادر خود کردہ بشمرید“ کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ محض

انفصیت کی بیعت تھی اسی طرح موضع بیٹمنب (ضلع واو ماتحت بناس کا ٹٹھا کجنسی) میں جہاں بندگی میاں

شاہ نظام رضی اللہ عنہ کا دائرہ تھا، تمام صحابہ کا اجماع اس غرض سے ہوا کہ علمائے احمد آباد او پٹن جو ہوتے ہمدی

میں سلطان مظفر ثانی کی جانب سے آنے والے تھے، ان سے بحث کرنے کے لئے بندگی میاں سیدخوندمیر نے اپنی یہ

راے ظاہر کی کہ سب صحابہ کی طرف سے ایک ہی شخص مقرر ہو۔ اس تقریر کے لئے بندگی میاں نے فرمایا کہ

”پہلے ہم آپس میں دیکھ لیں کہ ثبوت ہمدی میں کیا کیا دلیلیں پیش کی جائیں گی۔“
 سب نے اپنا اپنا طرز استدلال بیان کیا۔ ہنگامیاً ہر ایک کے استدلال میں نقص بتلانے لگے۔ آخر ہندگی
 میاں ملک جی نے حضرت صدیق ولایت سے کہا آپ کیا جواب دینگے؟ ہندگی میاں نے فرمایا
 ”اگر رضاعے ہمہ برادران باشند آنگہ بگویم۔“
 ہمہ ہماجران رضا دادند۔ فرمودند۔

”از صدقہ خود کا مال، من از الف تا والناس بر مہریت میراں سید محمد ہمدی سو خود چہ تہید؟“
 پس ہندگی میاں آئیے آفمن کمان علیٰ بنیت خودہ چناں دلیل و حجتہ بر ثبوت میراں سید محمد دادند کہ ہمہ
 ہماجران بہ تحسین و تجمید ان حجتہ و برہان زبان کشودہ فرمودند کہ

”عین این عبارت و تقریر آرز بان حضرت میراں علیہ السلام شنودہ بودیم ہمزوار این معنی ذات
 شہادت شہما را خداے تعالیٰ در میان مایان این گرامی دادہ است۔“

پس ہمہ ہماجران باب ہندگی میاں رضی اللہ عنہم و رآں جا دست بیع کر و ند۔ و گفتند کہ
 ”و کسے آرا کج حال سے تعالیٰ در میان مایان این چنین فیض و شرف دادہ احدت ان فضل و اکرم است۔“

فیض و شرف زیادہ تر قرآن کریم کے محققانہ بیان اور قرآن کریم کی ایک ایک آیت سے ثبوت ہمدی میں برہان
 قاطع کے باعث تھا۔ ہندگی میاں شاہ دلاور رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ
 ”اگر در فضل گفتن ہندگی میاں رافضی شود بندہ رافضی است۔“

دور ثبوت میں امام شافعی نے فرمایا کہ
 ”اگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا فضل بیان کرنے سے رافضی ہو جاتا ہے تو بندہ رافضی ہے۔“

یہ ہے حضرت صدیق ولایت حامل بیان قرآن کی شان جن کی نسبت حضرت تہرٹی فرماتے ہیں
 ”از برانبت شد میراں اندر جہاں دیں چوں ضحیٰ
 و انکلامت چہرہ قرآن زیور یافتہ
 دوز شہوار شہماں چوں موشکرو یافتہ
 دوز دل از باران فیضت چوں مندر پوزندہ
 ہر گداز بار فضلت چوں سکندر یافتہ“

۱۵۔ خلاصہ نقل ماشیہ النفاذ نامہ و انتخاب الوالید باب یازدہم و دفتر اول کتب ۱۳۔

۱۶۔ انجاء اسرار کتب ۱۳۔

”گوہر مقصود بر و از بحر جودت ہر تنے ذلپ جاں بخش کام جاں سیدت زیانست“

”احمد و شکر بے عدد حق را کہ بعد از ذات او برہ آذخو الی اللہ خلق رہبر یافت“

۳۲۔ بندگی میاں سید بران الدین شوہدالولایت باب بیست و ششم میں تحریر فرماتے ہیں کہ سیدین رضی اللہ عنہما کی فرج مبارک تشریف آوری کے بعد امام ہمام سیدنا ہمدی علیہ السلام سائے چھ مہینے زندہ رہے (انتخاب المولید میں چھ مہینے لکھے ہیں اور قائم سلیمانی میں ایک سو بیس دن بتائے ہیں)۔ اس اثنا میں تعلیم کا سلسلہ تو جاری تھا ہی، لیکن آخری چار مہینوں (۳۰ دن) میں تعلیم و تفہیم کے اوقات میں یہ خصوصیت کی گئی کہ رات بھر حضرت صدیقی ولایت کو تعلیم دی جاتی اور دن بھر حضرت ثانی ہمدی فیضیاب ہوتے۔ چنانچہ ام المومنین بی بی بون جی رضی اللہ عنہا نے یہ کیفیت دیکھ کر ایک روز بندگی حضرت ہمدی سے عرض کی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ

”رات سید خود میر کی اور دن سید محمود کی تعلیم کے لئے مخصوص ہو گئے ہیں اسلئے باندی حضرت ق دیدار سے مشرف ہونے کی آرزو ہی آرزو میں رہتی ہے“

یہ سن کر حضرت میران علیہ السلام نے فرمایا

۳۳۔ ”فرمان خدا شد کہ اے سید محمد ایس ہر دو سیدین را تعلیم و حدایت ما و وحدیت ما و احدیت ما از ازل تا ابد ہر چہ شدہ و ہر چہ می شود وہ ہر چہ خواہد شد کن از ایس سبب ایس ماجراست“ (خاتم گل چہ)

صاحب انتخاب المولید باب ہفتم و دوم میں اور مصنف اخبار الاسرار باب دوم تفصیل دوم میں تحریر فرماتے ہیں کہ

”اے سید محمود میں شش ماہ ایس سیدین را تعلیم از وحدایت ما و احدیت ما از ازل تا ابد ہر چہ شدہ و ہر چہ می شود وہ ہر چہ خواہد شد کن بر اے تعلیم آل ائمہ در حجرہ ہائے ایساں روز و شب گذراں می شود“

میاں ملک سلیمان عرف چھبھی میاں صاحب لکھتے ہیں کہ بعد از آمدن میراں سید محمود در فرج امام علیہ السلام مدت شش ماہ روزی نہ در حجرہ میراں سید محمود می ماندند و شبانہ در حجرہ بندگی میاں۔ و تعلیم مواہب کدنیہ و فیض صوری و منوی و پروکش باطن می شد۔ سیدنا ہمدی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ سے جو ارشاد ہوا کہ

”و ترا علم اولیں و آخرین دادیم“ (ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۲۶)۔

سیدین صالحین رضی اللہ عنہما حضرت کے اس حدیث میں بھی آگئے۔ پس سیدنا ہمدی علیہ السلام کی طرح سیدین کے علم و فضل و سیدین کے سلوات بھی تعالیٰ کا حمد و وہ ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے جو اس نے ان دو مقدس ہستیوں پر بدول فرمایا۔

۳۵۔ بندگی حضرت ہمدی موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

۳۵۔ اگر در روزِ حشرِ زندہ را فرمانِ حق تعالیٰ می شود که اے سید محمد ما ترا ہمدی موعود خاتمِ ولایتِ محمدی گردانید
بودیم بر اے اچھ ہدیہ آوردی ہ بندہ عرض کن کہ خدا یا در درگاہِ جباری و تہماری توجہ ہدیہ آورم
کہ لایقی تو باشد مگر ذاتِ خود را با وجود انانیتِ میدانِ صالحان را تسلیم تمام کردہ پیشِ حضرت
تو آوردہ ام کہ میرا سید محمود و میاں سید خوند میرا ند حق تعالیٰ قبول فرماید! (شواہد تہمت)

صاحب اخبار الاسرار باب دوم تفصیل دوم میں لکھتے ہیں کہ

۳۵۔ حضرت میرا علیہ السلام فرمودند کہ ہر روز حشر اگر بندہ را از حق تعالیٰ فرمان شود کہ اے سید محمد ما ترا
ہمدی موعود خاتمِ ولایتِ محمدی گردانیدیم۔ کنوں بر اے ماچہ تھخہ آوردی؟ "میرا علیہ السلام
عرض نمایند کہ "اے باری تعالیٰ و رسیدان و صالحان مسلمان تمام کردہ بدگاہ تو آوردہ ام
حق تعالیٰ بلطفِ خویش قبول نماید"

حضرت فیض اللہ اپنی تصنیف انتخاب الوالید بابتِ نجم و منقہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت اہم حضور الہی میں عرض کرینگے کہ
"ایں برد ویدرا از سرتاپا مسلمان کردہ تھخہ حضرت تو آوردہ ام۔ دیگر اتباع تو
رسول تو آوردہ ام۔ و آنچه فرمان تو بود امانت بخلق رسانیدم"

اگرچہ کہ اس بشارت میں "مظہر سرتاپا مسلمان" سیدین رضی اللہ عنہما کے ساتھ منسوب ہے لیکن فی الحقیقت دیکھا جاوے
تو یہ بشارت وہ عظیم الشان مرتبہ رکھتی ہے کہ اس کے لئے اتباع اہل رسایل امانت دونوں لازمی ہیں۔ امانت کی نسبت
سیدنا ہمدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

۳۵۔ بینائی حق تعالیٰ بار امانت است و بار امانت ہمیں دو تن ادا کردند۔ یکے محمد خاتم النبئی۔ دویم محمد
خاتم الوالی " (ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۷۰)

یہی امانت آپ نے اصالت اور شہرت میں نے تبعاً خالق کو پہنچائی۔
مرتبہ سرتاپا مسلمان کو اصطلاح صدیقیہ میں مظہر اہم اور کردہ تقدس میں سرتاپا ولایت، وزیر بار
امانت کہتے ہیں۔ بندگی میرا سید محمود اور بندگی میاں سید خوند میرا رضی اللہ عنہما کو سرتاپا مسلمان ہونے کی جو بشارت
دی گئی ہے۔ اس کے ہی معنی ہیں کہ جو تجلیات ذاتِ حضرت خاتمین علیہما السلام پر اصالت وارد ہوتی تھیں۔ سرتین صالحین
رضی اللہ عنہما پر بھی تسلیم تمام و متابعت تمام کی بدولت وارد ہوتی تھیں۔ کیونکہ حضرت ہمدی علیہ السلام نے دونوں کو مرتبہ

بے واسطگی میں پہنچ کر اُس مرتبہ کے لیے... شریف فرمایا یہ دیدار آپ کو السلام حاصل تھا۔ (ملاحظہ ہو بشارات نمبر ۳۶) جہاں کفر بالنبی اور شُرک باطنی کی ہوا بھی نہیں پہنچ سکتی، اور جو بیوی کی چال کی آواز سے بھی زیادہ باریک ہے، اور اچھے اچھے عارفوں کو اُس کی تمیز بھی نہیں ہو سکتی، اسی وجہ سے اُس کو متر پایا مسلمان فرمایا

ب۔ ایک موقع پر حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا

۳۶
۳۶
۳۶

« ایشان هر دو ذاتی اندک » (دفتر اول کتابت)
« هر دو ذاتی فرمودند » (شواہد بکتاب انتخاب)
« دو کسان را ذاتی فرمودند » (انصاف بک)

زائنت کا جو مرتبہ بے نام و بے نشان، کنز الکنوز، بلغین بطون، قدیم قدیم کہلاتا ہے، ایمانِ ثابِتہ، اضمانات و صفات سے بالکل مُفْرَ و مُفْرَہ ہے۔ یہ مرتبہ خاص حضرت خاتین علیہما السلام کا ہے جو آپ کے صدقے سے یتیم رضی اللہ عنہما کہ بھی حاصل ہے۔

جب کہ یتیم رضی اللہ عنہما کو وہی مرتبہ حاصل ہے جو حضرت خاتین علیہما السلام کا ہے، تو کیا ذاتی میں کسی بات کی کمی رہ سکتی ہے؟ اور بغرض مجال کسی ایک امر میں بھی کمی ہی تو ذاتی کی نشان نہی، اس لئے جس طرح حضرت خاتین علیہما السلام تمام کمالاتِ لدنیہ سے ممتاز ہیں، یتیم رضی اللہ عنہما بھی آپ کے صدقے سے جمیع انعاماتِ ایزدی سے بہرہ ور ہیں۔ پس یتیم رضی اللہ عنہما شریک فی الدرجاتِ ہمدی ہونے کی برکت سے ازل سے ابتدا تک جمیع امور کے راز دان، اور ہر مرتبہ کی کیفیتوں سے پورے واقف ہیں۔ (ملاحظہ ہو بشارات نمبر ۳۶) جبکہ آپ کو احدیت، وحدت، و احدیت، و حدانیت، وغیرہ کی عملی شان سے تعلیم و تفہیم ہوئی ہے تو کیا ایسی کامل و مکمل ہستیاں سیرِ نبوت اور سیرِ ولایت کی شانوں سے ناواقف رہ سکتی ہیں؟ ہرگز نہیں۔ بات یہ ہے کہ سیدنا ہمدی علیہ السلام نے ایک کو سیرِ نبوت کی حکومت و طاقت اور دوسرے کو سیرِ ولایت کے عہدہ سے ممتاز فرمایا۔ اس لئے یتیمین کو اختیار ہے جس کو چاہیں ایک ان میں سیر سے سرفراز کریں۔

سیرِ ولایت اور سیرِ نبوت ذات کی شانیں ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ کی ہر صفت بذاتِ خود کامل اور ہر وقت و ہر آن بالعل ہے، اور اس امر میں اس کو کسی دوسری صفت کی محتاجی نہیں ہے۔ اسی طرح سیرِ ولایت اور سیرِ نبوت بذاتِ خود ایسی کامل ہیں کہ ایک کو دوسری پر ترجیح نہیں دے سکتے۔ کُلُّ کَيْفٍ مِّمَّ هُوَ فِي شَانِ مَبَآئِي الْاَلْوَابِ وَبِكُلِّ تَكْوِيْنٍ بَانٍ۔ بادشاہ اگر انصاف کی کرسی پر بیٹھ کر مقدمے فیصلہ کر رہا ہے تو بھی وہی ہے

اور خلوت میں بیٹھا ہوا ہے تو بھی وہی ہے۔ جس طرح ولایتِ مقیدہؑ محمدیہؑ اور نبوتِ مقیدہؑ محمدیہؑ ایک ہی مقام میں دو شانیں رکھتے ہوئے حضرت خاتین علیہا السلام ایک ہیں اسی طرح سیدینؑ بھی سائر ولایت اور سائر نبوت ہوتے ہوئے ہم مقام اور ہم مرتبہ ہیں۔ **ذالک لھو الفونن العظیم۔**

کے۔ ایک روز بنگلی میراں سید محمد ہدی موموڈ نے مجمع صحابہؓ میں بیان قرآن کے وقت فرمایا ”فرمانِ فدائی شو کہ لے سید محمد ہر دو سیدان دہر و برادران دہر و جواناں و ہر دو صالحاں کہ راستا و چپاے تو اندر گزیدہ ما اند۔ ایشاں ہر دورا مے واسطہ فیض از حضرت ہامی رسد (شو اہد بت)

صاحب انصاف نامہ باب ہفد ہم میں لکھتے ہیں کہ

”حضرت میراں فرمودند۔ ایں دو جوانان کہ چپ و راست نشستہ اند فرمانِ خداے تعالیٰ می شو

کہ پرورش ایشاں سوے حضرت ما بے واسطہ است“

اس بشارت کے وقت بنگلی میراں سید موموڈ حضرت امام علیہ السلام کے سیدھے طرف تھے اور بنگلی میاں سید خوند میرا بٹیں جانب۔

چونکہ حضرت امام علیہ السلام نے یہ بشارت مجلس بیان میں آتشکارا فرمائی تھی۔ اسلئے سب نے سنی، لیکن آپ نے یہ نہ فرمایا کہ وہ دو جوان کون ہیں؟ لہذا یوں ہی غیر مقرر اور مبہم رہی۔

مجلس صحابہؓ میں دوسرے دو جوان اور صالح سید جو حقیقی بھائی تھے، اور ہر روز بیان قرآن کے وقت حضرت امام علیہ السلام کے دائیں اور بائیں جانب بیٹھا کرتے تھے، اور ان کو تھوڑا سا کشف بھی ہو گیا تھا، یہہ بشارت سن کر ان کے دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ، اس بشارت میں حضرت میراں علیہ السلام نے جو مقام بے واسطگی کا ذکر فرمایا ہے وہ بشارت ہماری ہی نسبت ہے۔ یہ خیال آتے ہی دونوں بھائی ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ

”جبکہ ہم کو خدا سے بے واسطہ فیض مل رہا ہے تو حضرت کی محبت میں رہنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟“

بس یہ بات ان کے دل میں ایسی بس گئی کہ حاکم الزماں حضرت ہدی کی اجازت بھی نہ لی اور یوں ہی نکل چلے۔

ایک روز حضرت ہدی علیہ السلام نے ان دونوں بھائیوں کی نسبت دریافت کیا کہ وہ دو بھائی نظر

نہیں آتے۔ کہاں ہیں؟ صحابہ نے عرض کی

”میراں جی۔ آپ نے دونوں کو مرتبہ بے واسطگی کی جو بشارت دی انہوں نے اُس کو اپنی ذات پر معمول کیا اور چلے گئے۔“

آپ نے اُن کے چلے جانے کا سن کر فرمایا

”عجب؟ آنگر نفس ایشاں را معالطہ داد اگرچہ چٹیری چوند ضلیٰ بینائی ہم حاصل شدہ بود و لیکن غلط خوردند۔“

اس کے برعکس حضرت ثانی ہمدی رضی اللہ عنہ کا حال دیکھنے کے

ایک روز امام الانام سیدنا ہمدی علیہ السلام نے فرمایا

”بندہ را خداے تعالیٰ ہمدی موعود کردہ و وصف بندہ بہ پیغمبران خیر دادہ بود۔ بنا براں اکثر پیغمبران تمناے صحبت بندہ کردہ بودند۔“

جب حضرت ثانی ہمدی نے خود حضرت ولایت علیہ السلام کی زبان مبارک سے یہ شان سنی تو زار و قطار رونے لگے حضرت امام نے دریافت کیا

”آخر اس قدر زار و قطار رونے کی وجہ کیا ہے؟“

بندگی میراں سید محمود نے عرض کی

”میراں جی۔ ہمدی موعود کو وہ شرف حاصل ہے کہ پیغمبروں نے آپ کی صحبت کی آرزو کی اور یہیں آپ یہ فرماتے ہیں کہ ”بے واسطہ فیض می رسد“ ہم کو اپنے واسطہ سے بے واسطہ نہ کریں۔“

حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا

”بھائی سید محمود و دیگر مشوید کہ خداے تعالیٰ شما را میں مرتبہ بے واسطگی از واسطہ بندہ عطا کردہ است و از واسطہ بندہ بے واسطہ شدہ اید۔“

دیں جائتیشیلے فرمودند کہ

”یک وزیر مملکت مدار امیر باشند و آن وزیر را در پسر باشند۔ ہر وقتے کہ وزیر در خدمت امیر بادشاہ

آمدے بود واسطہ وزیر آں ہر دو پسر ہم شرف خدمت امیر مشرف شدے۔ یک وقت وزیر بجا

۱۰ شواہد بتا۔ انتخاب۔

خود ہر دو لیسہ دیندہ خود را در خدمت، امیر فرستادہ آ رہا۔ دو لیسہ در تمام بیواسطگی کیسیدہ بجز بہت بادشاہ شرف شہ نہ۔ فاما از واسطہ وزیر بمقام بیواسطگی۔ یہاں، چچن خاں شہا باقی تعالیٰ مقام بیواسطگی از واسطہ بندہ دادہ است۔ (شواہد ۱)

مذکورہ بالا واقعہ سے ظاہر ہے کہ بندگی میراں سید محمود اور بندگی میاں سید خونذیر تو، نبوی واقعہ سے کہ یہ بشارت ان کی شان میں وارد ہے۔ لیکن دیگر صحابہؓ اس تخصیص سے ناواقف تھے، چنانچہ ایک روز نین پورہ میں اجراع ہوا جس میں کل صحابہؓ موجود تھے۔ بحث یہ تھی کہ بندگی حضرت میراں علیہ السلام نے اثنائے بیان قرآن میں جو بشارت دو جوانوں کی نسبت فرمائی ہے وہ تحقیق ہے یا نیکو۔ دونوں کے نام کی تخصیص نہیں کی گئی کہ کون ہیں اور یہ بھی معلوم نہیں کہ آپ نے کسی کے سامنے فرمایا ہو۔ اُس وقت، آپ کی میراں سید محمود اور بیگی میاں سید خونذیر نے فرمایا کہ ”ہم نے سنا ہے کہ اُم المؤمنین بی بی بُیون جی (رضی اللہ عنہما) کے حضرت امام علیہ السلام سے ق استفسار کرنے پر آپ نے دونوں کے نام بتائے ہیں۔ چلے بی بی کے پاس۔ ان سے اس امر کی تحقیق کر لیں“

یہ سن کر کل صحابہؓ حضرت بی بی بُیون جی کے دولت خانہ پر تشریف لے گئے۔ بندگی میاں سید خونذیر نے فرمایا ”ٹھیرو۔ بی بی سے میں پوچھتا ہوں“ یہ فرما کر اُم المؤمنین سے عرض کی

”بی بی۔ خدا حاضر ہے اور بندگی میراں علیہ السلام بھی حاضر ہیں۔ آپ نے حضرت سے جیسا سنا ہو دیا سہی بیان فرمائیں۔ حضرت نے دو جوانوں کے نام آپ کو بتائے وہ کون ہیں؟“ حضرت بی بی رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ

بندگی حضرت میراں در شہر فرج بوقت دعوت فرمودند کہ

۳۷ ۳۷ فرماں می شود کہ اسے سید محمد دو جوان سیدال را بیواسطہ فیض از حضرت حاجی رسد۔ از حضرت

۱۵۔ بیرون بلوچ احمد آباد چوراسی پورہ میں سے ایک پورہ کا نام نین پورہ ہے جو شہر کے شمال آستوریز دروازہ کے باہر جنوب میں واقع ہے۔ یہاں اُم المؤمنین بی بی بُیون جی رضی اللہ عنہا رہتی تھیں۔ آپ کا مزار شریف بھی اسی مقام میں شاہ عالم کی ٹرک سے مشرق میں اور ابراہیم شہید کی عالی شان مسجد اور مارواڑی چھپیوں کی مسجد کے درمیان ہے۔ آپ کے مزار کے پائین حضرت بی بی میخم زچہؓ بندگی میاں شاہ نظامؓ کی صرف ایک ہی قبر ہے۔ ایک حیدرآبادی صاحب نے مسئلہ میں غلطی سے حضرت بی بی مریمؓ کی تربت سے ایک قبر مشرق میں اور ایک مغرب میں بنا ڈالی۔ بی بی کے دائرہ کی زمین جس میں بندگی میاں شاہ عبدالحیڈ نور تونس و غلبیدہ نام مہدی کا بھی حوض بنا جو ترہ ہے۔ زماہ دراز سے ایک ہندو کے قبضہ میں ہے۔ اس زمین کا سرے نمبر ۹ ہے۔ آگے چل کر نہیں معلوم ان مزاروں کا کیا شریعت کا۔ ہزار ہا ہندوؤں میں ایک شخص بھی پرسان حال نہیں ہے۔ خدا ہی اپنے معبول بندوں کے مزاروں کو [جاریہ]

ماہر تو مہنت است کہ پیش تو این چنین کساں ہستند۔ اگر ترانہ فرہستہ، اے ایٹال ہر دو

این مقام را لایق بودند۔ سے و نیز این مقام را رسیدند سے:

بعدہ سن پیش بندگی میرا اٹل عرض کردم امیرالجمعی، ایٹال ہر دو جو انان کہ ام کساں اند ؟
بندگی حضرت میرا اٹل فرمود کہ:

”و رکاز خو، باشیرتی اے تعالیٰ اظہار خواہد کرو“

بعدہ عرض کر ہم کہ ”انیں ہی پر ہم کہ اگر از بندگی میرا اٹل معلوم شود تعظیم ایٹال ہارم
چنانچہ تعظیم خود کارداشتہ می شود“ بعدہ حضرت میرا اٹل فرمودند

”یکے بجائی سید محمود و دیگرے بھالی سید خود سیر“

”المؤمنین بی بی بون جی رضی اللہ عنہما کی اس تقریر سے جمیع صحابہ رضی اللہ عنہم کو یقین ہو گیا کہ بشارت
”و جو ان سیدان“ بندگی میرا سید محمود اور بندگی میاں سید خود سیر کی نسبت فرمائی گئی ہے اسلئے ہم سب میں
سیدین افضل ہیں۔

جس بشارت کا اوپر ذکر ہوا، اس میں یا پنج مخصوص بشارتیں پائی جاتی ہیں :-

۱۔ ”یہ دونوں سید ہمارے برگزیدہ (بندے) ہیں“

۲۔ ”ان کو ہماری درگاہ سے بلا واسطہ فیض مل رہا ہے اور ہم ہی سے ان کی پرورش
پے واسطہ ہو رہی ہے“

۳۔ ”یہ دونوں اس مقام کے لائق تھے“

۴۔ ”اور اس مقام کو برابر پہنچ جاتے“

۵۔ ”ویکن تم پر ہمارا احسان ہے کہ ایسے ایسے لائق لوگ تمہاری خدمت میں (سپردہ کئے
گئے) ہیں“

اس بشارت کی اہمیت اور اعلیٰ ترین شان خود ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے استفسار سے ظاہر ہے۔ آپ
فرماتی ہیں کہ

[جاریہ] محفوظ رکھے۔ تفصیلی حالات خاکسار کی تہنیت رہنماے زائرین گجرات میں درج ہیں۔

۱۔ انصاف بلا۔ شوہد بلا۔ انتخاب بلا۔ دفتر اول کتب ۱۳۔

”اگر ان دونوں کا نام معلوم ہو جائے تو میں ان کی ویسی ہی تعظیم کروں جیسی کہ آپ کی کرتی ہوں“
 بی بی کے اس بیان سے ظاہر ہے کہ سیدین رضی اللہ عنہما حضرت امام علیہ السلام کے (مرتبہ رویت میں) ہم تعام ہیں؛
 اور اسی وجہ سے تینوں کی تعظیم کو مساوی فرمایا۔ جب کہ سیدین رضی اللہ عنہما میں ایسی فطری قابلیت موجود تھی کہ وہ بلا
 واسطہ ہمدی علیہ السلام کے مقام۔ ویت کو پہنچ جاتے تو اس سے اس بات کا خاص اظہار ہو رہا ہے کہ آپ دونوں
 فرمان خدا سے مساوی الدرجہ ہیں؛ اور آپ دونوں کو حضرت ہمدی علیہ السلام کے صدقے سے فیض بلا واسطہ
 حاصل ہے۔

محققین کے نزدیک یہ امر مسلم ہے کہ جب تک واسطہ ہمدی اور واسطہ رسول ہے عارف الہی مرتبہ
 لاہوت میں ہے۔ جب واسطہ سے بلا واسطہ ہو تو نبی ہمدی کے صدقے سے اس کو مرتبہ ہا ہوت حاصل ہو گیا
 جو کہ حقیقتہً حضرت خاتین علیہما السلام کا مرتبہ ہے۔ سیدنا ہمدی علیہ السلام کی بعثت اسی واسطے ہوئی کہ آپ خاصان
 خدا کو اقرب الطریق اور نہایت آسان تعلیم و تفہیم سے اس کی حسب استعداد مرتبہ ہا واسطگی کو پہنچادیں۔
 کل سالکین راہ طریقت کی حتمیت لاہوت پر ہو جاتی ہے۔ جس کی نسبت سیدنا ہمدی علیہ السلام ایک شعر کے
 جواب میں فرماتے ہیں کہ

”دو جی را دور کن از خود مکیے ہیں در تہ و بالا“
 ترا گرایں میسر شد؛ ہمیں مست خاۃً خاسالا“

لیکن جو بیاکان الہی فیض ہمدی سے خاص طور پر بہرہ اندوز ہوتے اور ایشان را عطا است (بگنا) کے صدقے میں آجاتے
 ہیں تو اس عطیہ مخصوصہ و جاریہ کی برکت سے ان کا درجہ اس قدر بڑھا ہوا رہتا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ
 السلام دوسری مرتبہ تشریف لائیں گے اس وقت ایسی اولو العزم ہستی کو کچھ فیض دینگے اور کچھ ان سے حاصل
 کریں گے (الصفات نامہ باب ہفتم) اور فیض ہمدی کا یہ سلسلہ حسب فرمان حضرت ہمدی علیہ السلام
 قیامت تک قائم رہے گا۔ (ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۱۷)

فیض ہمدی کے حصول اور جاری رہنے کی نسبت صاحب الصفات نامہ باب ہفتم میں تحریر فرماتے ہیں کہ
 ”ہیں او یہ طریق سے بھی انکار نہ کرنا چاہئے۔ عاشق صادق کو روح خاتین علیہما السلام
 سے، یا روح سیدین رضی اللہ عنہما سے، یا ارواح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے، غرض کسی بھی صورت
 سے فیض مل جائے گا۔ کیونکہ فیض ہمدی کسی وقت اور کسی حالت میں بھی منقطع نہیں ہو سکتا۔ بلاشک و شبہ

حسب فرمان حضرت ہمدی علیہ السلام اس کا قیامت تک جاری رہنا لازمی ہے۔

۳۸۔ ایک روز حضرت امام علیہ السلام نے سیدین صالحین رضی اللہ عنہما کی نسبت فرمایا کہ
 ”چنانچہ درمیان فرشتگان ہر مہر ملائکہ ہنتر جبرائیل و ہنتر میکائیل را شرف است ہمچنان ہر مہر
 یاراں میراں سید محمود و میاں سید خوند میراں فضل و شرف است“ (انتخاب یک)
 بندگی میاں سید برہان الدین و قرادول رکن سیدوم باب دوم و نیز شواہد الالایت باب بیست و ششم میں
 فرماتے ہیں کہ

”چنانچہ درمیان فرشتگان ہنتر جبرائیل و میکائیل تخصیص ہستند ہمچنان خصوصیت این ہر دو
 جواناں در میاں یاراں مخصوص است“ (ہمچنان این ہر دو جواناں در میان یاراں مخصوص
 اندیک شواہد یک)

ایک روز حضرت ثانی ہمدی رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں ہر مقام مہیلوٹ شریف صحابہ کا اجماع ہوا۔ اس
 وقت افضلیت سیدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں جو باتیں ہوئیں انصاف نامہ باب ہندم و حاشیہ
 سے ذیل میں درج کی جاتی ہیں:-

”در مہیلوٹ اجماع شدہ بود و دریں اجماع حکایت فضل ہم بود۔ بعضی یاراں گفتند کہ
 ”میاں سید خوند میراں خود برابر یاراں افضل می ہستند“

بندگی میاں رضی اللہ عنہ فرمودند کہ

”بندہ گاہے خود را فضل نہ دادہ است بر یاراں۔ چرا کہ حضرت میران علیہ السلام و ایم فتاویٰ ہستی
 فرمودند۔ این فضل وادین خود را صفت ہستی است“

بعدہ وقت عصر میراں سید محمود و میاں سید خوند میراں برابر استادہ بودند در نماز۔ بندگی میاں سید خوند میراں از حق
 تعالیٰ فرمان شد کہ

”فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أوقِ لَأَخِيَرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ“

بعدہ بندگی میاں سید خوند میراں بعد از نماز در گوش بندگی میراں سید محمود گفتند کہ
 ”ہاں چنین فرماں می شود“

بعدہ بندگی میراں سید محمود بہ آواز بلند فرمودند

پ
خ

”آمناء و صدقنا“

بعدہ بندگی میاں میں بیست خوانہ ۵

خ

”فما انما به ال آں را کر زمین“

”کہ در را خدا خود را نہ زمین“

بعدہ بندگی میاں میں خود نمیشہ از انجا ایستادہ شدہ درون حیرہ رفتند۔ فرمان خدا سے تعالیٰ بر عتاب شد کہ

پ

”چرا حق پوشی کردی کہ فضل پر دو کساں را دادیم پیراں“

بندگی میاں میں خود نمیشہ عرض کر دند

خ

”اے خداوند تعالیٰ چیز سے جتھے باید“

فرمان شد کہ

پ

”ایں آیت قرآن حجتہ است من کان عدو اللہ و ملکیتہ و کتبہ و رسوله“

و حبر نبی و میکل فان اللہ عدو لکافرین (پ)

”حضرت میران علیہ السلام پر دران را بشارتہا دادند و لیکن بشارتہا سے دو کساں چوں

در میاں فرشتہ گال جبرئیل و میکائیل تخصیص ہستند“ (الصفات نامہ بجا)

انسان کامل کا مرتبہ ہتر جبرئیل و میکائیل اور فرشتگان عالین سے بھی بڑھا ہوا ہے۔ اس لئے

سیدیں صالحین رضی اللہ عنہما کو ہتر جبرئیل اور ہتر میکائیل کے ہم رتبہ یا ان کرم فرشتوں کو سیدیں کے ہم رتبہ

نہیں فرمایا۔ بلکہ ان دو فرشتوں کو دوسرے فرشتوں پر جو خاص امتیاز حاصل ہے۔ ویسے ہی جمیع اصحاب

ہدیٰ میں سیدین صالحین رضی اللہ عنہما کو خاص رتبہ حاصل ہے۔

ب

ایک روز بندگی میراں میں محمد ہدی موعود علیہ السلام نے بتعام فرح مبارک عصر و مغرب کے درمیان

بیان قرآن کے وقت یہ آیت پڑھی

ب

”وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ ۗ اُولَٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ۗ فِي جَنَّتِ النَّعِيمِ ۗ

ثَلَاثَةٌ مِّنْ اُولَٰئِكَ مِّنْ اَلْاٰخِرِيْنَ ۗ ۗ وَاصْحَابِ الْيَمِيْنِ

مَا اَصْحَابِ الْيَمِيْنِ ۗ ثَلَاثَةٌ مِّنْ اُولَٰئِكَ مِّنْ اَلْاٰخِرِيْنَ ۗ

دعوت، ترجمہ۔ اور آگے نکل جانے والے آگے ہیں سب سے یہی لوگ نعمت (ویدان)

کے پشتوں میں (رہنے والے اور ہمارے) مقرب ہیں بڑی جماعت ہے اگلوں میں سے اور تھوڑے ہیں کچھلوں میں سے..... اور دہنی طرف والے کیا ہیں دہنی طرف والے!..... جماعت کثیر ہے اگلوں میں سے اور جماعت کثیر ہے کچھلوں میں سے“ (سہ ۵۶) اور فرمایا کہ مرا اَزْ قَلِيلٍ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ مِثْلَ مِثْلِ سَيِّدِ مُحَمَّدٍ وَمِثْلِ سَيِّدِ خُونَدَمِيْرِ مِثْلِ سَيِّدِ

پھر فرماتے ہیں

” مراد از ”سَابِقُونَ“ لاہوتیاں اند کہ بتجلی ذات رسیدہ اند“
وَالْاٰوَّلِيْنَ مِثْلُ مِثْلِ سَيِّدِ مُحَمَّدٍ وَبِنَدَاجِيْ مِثْلِ سَيِّدِ خُونَدَمِيْرِ مِثْلِ سَيِّدِ لَاهُوتِيْنَ مِثْلِ لَاهُوتِ اَنْدِ۔
والصاف ج۔
پھر فرماتے ہیں کہ

” مراد از ثلثہ من الاولین آن جماعت اند کہ بعد از بعثت خاتم الانبیا تا بعثت خاتم الاولیا (علیہما السلام) ظہور یافتند و فرمودند کہ
”خواجه بایزید بسطامی و خواجه ابراہیم ادہم و خواجه شبل و خواجه جنید بغدادی (دوبی بی رابعہ بصری۔ انتخاب ج) قدس اللہ سرہرہر داخل این جماعت اند

پھر فرمایا کہ

” وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ مِثْلُ مِثْلِ سَيِّدِ مُحَمَّدٍ وَبِنَدَاجِيْ مِثْلِ سَيِّدِ خُونَدَمِيْرِ مِثْلِ سَيِّدِ لَاهُوتِيْنَ مِثْلِ لَاهُوتِ اَنْدِ۔
خاتم الاولیا و از بعثت خاتم الاولیا تا ساعت قیامت ظہور یابند“

حضرت امام علیہ السلام کے اس فرمان سے ظاہر ہے کہ سابقون یعنی لاہوتی اور اصحاب الیمین یعنی ملکوتی اور جبروتی کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

چونکہ کلام اللہ کی تفسیر کلام اللہ ہی سے ہوتی ہے اسلئے اگر السابقون السابقون کی تطبیق اس آیت سے کی جائے تو غالباً نامزدوں نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ طالبان حق و جوہان ذات مطلق کی تین قسمیں اس طرح بیان فرماتا ہے کہ

” مَشْرُؤُ رَشَانَا الْكِتَابِ الَّذِيْنَ اَصْرَطَقْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ

۵۔ انصاف ج۔ شواہد ج۔ انتخاب ج۔

لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَائِقٌ بِالْخَيْرَاتِ يُأْتِي
اللَّهُ ذَٰلِكَ مَوَافِقًا لِّكَبِيرِهِ (۳۲)

ترجمہ۔ ہم نے اپنے بندوں میں سے ان لوگوں کو (اس کتاب کا وارث ٹھہرایا جن کو ہم نے اس کی خدمت کے لئے منتخب فرمایا پھر ان میں سے (۱) بعض تو اپنے نفس پر سختی کرنے والے (یعنی بغوا سے حدیث موثوقہ قبل ان نمو تو ان کے علاج طے کرنے میں کوشش کرنے والے) (۲) اور بعض ان میں سے بیچ کی چال چلنے والے اور (۳) بعض ان میں سے (ایسے بھی ہیں جو خدا کے حکم سے نیکیوں میں (اوروں سے) آگے بڑے ہوئے ہیں۔ یہی تو خدا کا بڑا فضل ہے) (۳۵)

الصفات نامہ باب دوازدهم میں لکھا ہے کہ

سابق بالخیرات تقابم ذات یعنی لاہوت است و مقتصد مقام جبروت
است وظالم نفس مقام ملکوت است

میں سابقون السابقون اور سابق بالخیرات لاہوتی ہیں اصحاب الیمین کی حسب استعداد و قابلیت ساکان طریقت دو قسمیں ہیں۔ قسم اعلیٰ مقتصد یعنی اہل جبروت اور قسم ادنیٰ ظالم نفس یعنی اہل ملکوت ہیں۔ اور اصحاب الشمال یعنی بائیں ہاتھ والے ماسوتی ہیں جو نفس ایمان بھی نہیں رکھتے۔ سیدنا ہمدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

”کسے کہ نفس ایمان ہم ندارد از عذاب چگونہ رہد“ (الصفات نامہ بک)

سیدنا ہمدی علیہ السلام کے دائرہ عالیہ میں تینوں قسم کے صحابہ ملکوتی جبروتی۔ اور لاہوتی موجود تھے۔ مگر چونکہ یہ پاکان خدا خاص حضرت خلیفۃ اللہ کی نظر مبارک سے پرورش پائے ہوئے تھے اسلئے ان کا ملکوت اور جبروت عام سالکوں کا نہیں بلکہ پیغمبروں کا ملکوت اور جبروت تھا۔ اسی وجہ سے حضرت ہمدی علیہ السلام نے اپنے صحابہ کو نبیوں کے مرتبہ رویت کی بشارت دی ہے۔ پیغمبروں کے ملکوت، جبروت اور لاہوت کی شان حیرت بیان میں آ ہی نہیں سکتی۔ میرٹ مرشد فرماتے تھے کہ ”پیغمبروں کا ملکوت عام سالکوں کے لاہوت سے بڑھا ہوا ہے“ اور حضرت صدیق ولایت رضی اللہ عنہ بھی فرماتے ہیں کہ

ظالم نفس بر خیزند و سابق بالخیرات دھکم خودند“

یعنی (دہ رست، ظالم نفس، ملکوتی، قیامت کی روز آئندہ کھڑے ہو گئے اور (عرف عام کے) سابق بالخیرات (لاہوتی) کا معکسل دئے جائینگے

المنصوب حضرت بہدنی علیہ السلام نے حضرت ثانی ہمدی اور صدیق ولایت رضی اللہ عنہما کو جو سابقین السابقون اور لاہوتی "فرمایا ذاتی اور مرتبہ بے واسطگی" کا مترادف ہے۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

نوٹ۔ گروہ مقہرہ میں اوپر سے یہ طریقہ چلا آ رہا ہے کہ شہادتوں اور عام بیان میں لاہوت پر تیسیت ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ علی العموم دیدار چشم سر پر؛ حالانکہ "موجو" اور "ور اے موجو" کے الفاظ یہنا ہمدی علیہ السلام کی زبان مبارک سے رویت ذات کی نسبت وارد ہیں (ملاحظہ ہونے) اور یہ مرتبہ ہا ہوت کہے اور دیدار چشم سر مرتبہ لاہوت ہے۔ ہاں تعلیمی لٹیوں میں تعظیم بلا واسطگی کی تعظیم کے وقت لفظ ہا ہوت مستعمل ہوتا ہے اور بندگی میرا شاہ قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی خاتیش اور سیدین کی رویت کی نسبت لفظ ہا ہوت بتا ہے۔

علاوہ ازیں یہنا ہمدی علیہ السلام عسیٰ ان یتبعک ربک مقاماً محموداً (۱) کے بیان میں فرماتے ہیں "مقام محمود ولایت اللہ است" (حاشیہ)

پس مقام محمود، ولایت اللہ اور ہا ہوت مترادف الفاظ ہیں اور اس مرتبہ کی رویت کو "موجو" اور "ور اے موجو" فرمایا جو خاتین علیہا السلام کے صدقے سے سیدین رضی اللہ عنہما کو بھی یہ مرتبہ اور یہ دیدار حاصل تھا۔

ب حضرت امام علیہ السلام بامر ملک العلام در معنی این آیت
وَلَوْ كُنَّا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةً مِنَّا مَا كُنَّا تَابِعَتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا (۲)

ترجمہ۔ اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو یقیناً سو چند لوگوں کے

تم (سب لوگ) شیطان کی پیروی کرنے لگتے۔ (۱) فرمودند کہ

میرا از ما قلیل الا قلیل ذات میرا سید محمود و میاں سید نونہ میرا است (۲)

شیطان ان ہی طالبان حق کو اپنا پیرو بناتا ہے جو علم سے بے بہرہ ہیں۔ جب بندہ کو صحیح علم اور

معرفت حقیقی نصیب ہوتی ہے تو وہ شیطان کی پیروی سے نکل جاتا ہے۔

صحیح علم یا سچی معرفت کی نسبت سیدنا ہمدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ
 ”والسنتن ایمان“

اور ایمان کی وضاحت اس طرح فرماتے ہیں کہ

”ایمان ذات خدا است“

یعنی مرتبہ ذات کی رویت ہی کو صحیح علم یا سچی معرفت اور دانست کہتے ہیں۔

ذات کا مرتبہ تعینات، تشبیہات، تمزیجات، وغیرہ سے متبرک ہے۔ کیونکہ یہ سب عوارضات تبدیل پذیر ہیں اور جہاں تبدیل کو گنجائش ہے وہاں سہواً جہتہا ممکن ہے جس کو اصطلاح میں متشابہ کہتے ہیں۔ یعنی جب تک کہ عارف الہی خدا کو صفات کے پردہ میں دیکھتا ہے، حسب فرمودہ حضرت رسول علیہ السلام

”ان للہ سبعین الف حجاب من نور وظلمة“

ترجمہ: ”رویت ذات کے لئے نور اور ظلمت کے ستر ہزار پردے (حائل) ہیں۔“

عرفان میں ناقص ہے، اور اُس سے سہواً اور شرکِ شبہ ممکن ہے؛ اس لئے اُس کو سوال کی حاجت رہتی ہے، مگر چونکہ ذات میں تبدیل کو گنجائش نہیں آتی لہذا کیا کان ہے؛ اس لئے اس مرتبہ کو پہنچ کر عارف کامل کو یقین کامل حاصل ہوتا ہے جس کی وجہ سے اس کو کسی قسم کا شکِ شبہ اور سوال کی ضرورت باقی نہیں رہتی چنانچہ امامنا حضرت ہمدی فرماتے ہیں۔

”ہر کہ خدا سے راشناخت اور اجابت سوال نیست“ (دعاشیہ)

پھر فرماتے ہیں

”دانست کے بعد سوال نہیں“ (تعلیمی لپیٹی)

چونکہ اس مرتبہ میں عارف کامل کو حسب فرمان حضرت ہمدی رو تصدیق بندہ بینائی خدا، بلا حجاب رویت نصیب ہوتی ہے اس لئے جو کچھ کہتا ہے دیکھ کر کہتا ہے، اسی وجہ سے اُس کا ہر قول محکم ہوتا ہے جہاں تاویل و تخیل اور متشابہ کا شائبہ بھی نہیں رہتا۔ تاویل تو اسی مرتبہ میں ہوتی ہے جہاں بندہ خدا خدا کو صفات کے پردہ میں دیکھتا ہے اس لئے اُس کا قول متشابہ ہوتا ہے۔

اس دانست یعنی علم کی نسبت حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں۔

”علم در عالم غیب بصورت غیب بود“

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔

”جَهْلُ الْعِلْمِ عِلْمٌ“

اس علم کو عرفاً علم سکوتی اور علم لدنی کہتے ہیں جو حضرت خاتمین علیہما السلام کے مخصوص صدقہ خوارق کو نصیب ہوتا ہے۔

پس جن خاصان خدا کو یہ علم محض عنایت ایزدی سے عطا ہوتا ہے اُن کی نسبت قرآن کریم میں شیطان کا قول اس طرح بیان ہوا ہے۔

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۗ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْخَالِصِينَ

ترجمہ۔ شیطان نے کہا تیری عزت کی قسم، اُن سب کو گمراہ کروں گا۔ بجز تیرے (اُن)

مخلص بندوں کے (جو اُن میں منتخب کئے گئے ہیں)۔ (۲۳)

اسی مرتبہ کو پہنچ کر یہ بندہ خدا البغیض حضرت رسول کریم زبان حال سے یہ حدیث بول اکتھا ہے۔ اَسَلَكَ شَيْطَانِي يَنْصُرُ مِيرَاشِيطَانَ مُسْلِمَانَ هُوَ كَمَا هُوَ، جو جادۂ اطاعت سے کبھی سر اٹھا نہیں سکتا اور شیطان بھی وہ شیطان جس کی نسبت سیدنا ہمدانی فرماتے ہیں۔

” در این عالم دو جواں مرد آمدند؛ یکے محمد طرف ہدایت، دویم الیسی علیہ اللعنة طرف ضلالت“ (حاشیہ)

یہ بات کسب و ریاضت سے نہیں بلکہ محض انضال ایزدی سے حاصل ہوتی ہے۔ سید رضی اللہ عنہما کو بحیثیت تابع تام اور مظہر ارتقم حضرت ہمدی علیہ السلام کے اَلْکَلْبِلَاہُ کی شان بدرجہ کمال حاصل تھی وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ۔

ب۔ ایک موقع پر حضرت ہمدی علیہ السلام نے فرمایا۔

”اگر میرا سید محمود و میاں سید خوند میٹر چیزے ضعیفی کنند، برایشاں حجت نیست با حجت

برقرآن و برسول و بر بندۂ است، نہ برایشاں؛ ایشاں ہم ہرگز ضعیفی نہ کنند (حاشیہ) اور اگر امام ضعیفی کنیم، روایت (ان ع)

ضعیفی کے مقابلہ میں ہمارا ذہن فطرتاً ”عزیمت“ اور ”عالیّت“ کی طرف متقل ہوتا ہے۔ اس لئے

بہرگز ضعیفی نہ کند“ سے فوراً یہ ہی سمجھ لیا جائے گا کہ جناب سیدین صالحین کا قدم ہر وقت ”عزیمت“ یا ”عالمیت“ پر رہا ہے، مگر اس بشارت میں ان ہی منہوں پر کتنا کرنے سے بشارت کے حقیقی مفہوم پر سے پردہ نہیں اٹھ سکتا۔

اس میں شک نہیں کہ حضرت سیدین صالحین رضی اللہ عنہما کا قدم ہر وقت اور ہر حالت میں عزیمت پر ہی رہا ہے، رخصت اور ضعیفی کا شائبہ تک آپ نے کبھی روا نہیں رکھا اور نہ صرف سیدین صالحین رضی اللہ عنہما بلکہ حضرت ہمدی علیہ السلام کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کا قدم بھی ہمیشہ عزیمت پر ہی رہا ہے؛ کیونکہ بعض لوگوں کے سیدنا ہمدی علیہ السلام سے یہ سببوں کرنے پر کہ ”رخصت ہم دین است“؟ آپ نے فرمایا

”دین عزیمت است۔ اگر از عزیمت باز ماندہ بیفتد تا در رخصت ماندہ و اگر از رخصت بیفتد تا کجا ماندہ“ کما قال اللہ تعالیٰ **مَجْرَمَاتٌ عَلَيْكُمْ الْمَيْمَنَةُ وَالْيَمَانَةُ وَالْخَيْبَةُ وَالْأَمَانَةُ**

ترجمہ۔ حرام کیا گیا تم پر ہر دار اور خون اور سوراخ کا گوشت (بے عزیمت)

دین تو یہ ہے کہ حالت فاقہ کشی میں بھی قفلِ اسلامت سے قطع نہ ہو، کیونکہ اپنی زندگی کا مسکن اور روزانہ طریق حیات کا موضوع بنا کر تسلیم و رضا جھکا تا ہوا اللہ شہادتِ کبریٰ حاصل کرے۔ اگر اس قدر ہمت نہیں ہے تو تین روز کے فاقوں کے بعد اپنی جان بچانے کے لئے تھوڑی سی حرام چیز کھالے۔ یہ رخصت ہے۔ اسی طرح تین دن کے فاقوں کے بعد حسب فرمان حضرت ہمدی علیہ السلام ایک دو جیتل کمانا۔ یا شہ گدائی کرنا رخصت ہے، لیکن عزیمت تو یہی ہے کہ میدانِ توکل و فقر میں ثابت قدم رہ کر اپنی جان عزیز جانان پر نثار کر دے۔

صحابہ ہمدی علیہ السلام کا قدم حضرت ہمدی علیہ السلام کی اتباع میں کیسا استوار تھا، اس کی نسبت بندگی میاں ولی یوسف انصاف نامہ بابِ ہفتم میں تحریر فرماتے ہیں کہ

حضرت ہمدی علیہ السلام کے وصال کے بعد حضرت ثانی ہمدی کی حضرت صدیق ولایت حضرت شاہ نظام، حضرت شاہ نعمت، حضرت شاہ دلاور رضی اللہ عنہم کے دائروں میں کبھی آٹھویں روز اور کبھی پندرہویں روز اجماع ہوتا، اس اجماع میں حضرت ثانی ہمدی دائرہ کے رطکوں کو بھی ہلکا کر بٹھاتے مگر سن کر ان کے کان آتسار میں۔ اس مجمع میں حضرت ثانی ہمدی فرماتے کہ

”اگر چیز سے خلاف میران علیہ السلام درذات ما بین میرا دست گرفته از دائرہ بیرون کشیدہ شد“ (انصاف ب)

اسی طرح بندگی میاں سید خوند شیراہ بندگی میاں شاہ نعمت فرماتے کہ

” اگر چیز سے خلاف بندگی میراں در ماہر بینید و دامن بندہ نخواہد گرفت فردا روز قیامت دامن
شما خو ایہم گرفت“ (الصفات ب)

پھر ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ ”بندگی میاں سید خود میٹر کے بعض تابعین آپ سے عرض کرتے کہ ہمیں
کیسے معلوم ہو کہ آپ حضرت میراں علیہ السلام کی پیروی پر ہیں یا کیونکہ ہم نے تو حضرت ہمدی علیہ السلام کو دیکھا
نہیں ہے۔ آپ جو اب میں فرماتے کہ

”میاں نظام، اور میاں نعمت، اور میاں دلاور کے عمل کو دیکھو اور اسی سے حضرت ہمدی علیہ
السلام کا عمل معلوم کرو“

مندرجہ بالا اقتباسات سے معلوم ہوا کہ نہ صرف سیدین رضی اللہ عنہما کا بلکہ پانچوں صحابہ کرام کا قدم بھی
ہمیشہ عزیمت پر رہا ہے۔

عزیمت پر رہنے والے کو علی ہمت بھی کہتے ہیں۔ عالی ہمت کی نسبت سیدنا ہمدی علیہ السلام فرماتے ہیں
”**عالی ہمت** آنست کہ رسانیدہ خدا ہماں وقت خورد و بند کند گم ہمت آنست کہ رسانیدہ
خدا اندک اندک خورد و چرا کہ نفس او ضعیف است بدال سبب او راہ خدا بہ حکمت جی دانند (حاشیہ)
عزیمت پر رہنے والے کو دوسرے الفاظ میں متوکل بھی کہتے ہیں جس کی تعریف سیدنا ہمدی نے مختلف موقعوں پر
مختلف طور سے فرمائی ہے۔

پس سیدین صالحین رضی اللہ عنہما کی نسبت سیدنا ہمدی علیہ السلام نے جو یہ فرمایا کہ ”ایشاں ہم
ہرگز ضعیفی نہ کنند“ یہ بشارت استقامت اور عزیمت سے بھی بہت زیادہ گہرا مفہوم لئے ہوئے ہے۔ یہ بشارت
گویا ”تسلیم تام“ (ج ۲)، ”ذاتی“ (ب ۱)، اور ”قلیلًا من الاخرین“ (ج ۳)، وغیرہ بشارتوں کا لازمی نتیجہ اور
صاحبہما الشیطان الاقلیلًا (ب ۱) کے ہم معنی ہے، اور سیدین رضی اللہ عنہما کی معصومیت عن الخطا
اور شرکت فی الدرجات ہمدی کا اظہار کر رہی ہے۔

بشارت ”تسلیم تام“ (ج ۲) سے ظاہر ہے کہ جس طرح حضرت ہمدی علیہ السلام کا ہر
ارادہ قول اور فعل اللہ تعالیٰ کا ارادہ، قول اور فعل ہوا کرتا تھا، اسی طرح حضرت امام علیہ السلام کے اتباع تام
کی برکت سے سیدین رضی اللہ عنہما کو بھی وہی درجہ حاصل تھا جہاں پہنچ کر بندہ کا ارادہ، قول اور فعل ہیٹھ کصرف اللہ
ہی کا ارادہ، قول اور فعل رہ جاتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

... بِمَنْذَرْتَهُمْ عَذَابَ ذِي الْقَعْدِ وَالْأَعْدَىٰ وَيَدْعَاكَ وَمِنْ جِلْدِكَ وَرِسَالَاتِهِ... فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيُغِيظُكُمُ اللَّهُ تَبٰرَكَ الَّذِي يَدْبُرُ لَكُمْ وَرِي يُضِلُّكُمْ لِيُحِيطَ بِكُمْ وَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيُغِيظُكُمُ اللَّهُ تَبٰرَكَ الَّذِي يَدْبُرُ لَكُمْ وَرِي يُضِلُّكُمْ لِيُحِيطَ بِكُمْ وَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيُغِيظُكُمُ اللَّهُ تَبٰرَكَ الَّذِي يَدْبُرُ لَكُمْ وَرِي يُضِلُّكُمْ لِيُحِيطَ بِكُمْ

ترجمہ یہ میں اُس کے کان بن جاتا ہوں اور اُس کی آنکھ بن جاتا ہوں اور اُس کے ہاتھ بن جاتا ہوں اور اُس کے پاؤں بن جاتا ہوں اور اس کی زبان بن جاتا ہوں پس وہ میرے ہی کالت سے سنتا ہے اور میری ہی آنکھ سے دیکھتا ہے اور میرے ہی ہاتھ سے پکڑتا ہے اور میرے ہی پاؤں سے چلتا ہے اور میری ہی زبان سے بولتا ہے (حدیث قدسی)

پھر مرتبہ ”بے واسطگی“ (ب) سے مُبَشِّر فرما کر حضرت ہمدی علیہ السلام نے یہ بھی بتا دیا کہ سیدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کسی واسطہ یا ذریعہ کی بھی حاجت نہیں رہی یہ مرتبہ اس بشارت سے اور بھی واضح اور مکمل کر دیا گیا کہ ”ہر دو ذاتی اند“ (ب) یعنی یہ دونوں سید اُس مرتبہ کو پہنچ گئے ہیں جہاں شیطان تو کیا فرشتہٴ عالین کا بھی گد نہ نہیں ہو سکتا۔ ہذا سیدین رضی اللہ عنہما سہو اجتہاد یا ضعیفی سے بری ہیں کیونکہ سہو یا ضعیفی کا محرک تو نفس یا شیطان ہی ہوتا ہے۔

بالفاظ دیگر جس طرح حضرت ہمدی علیہ السلام قدم بر قدم معصوم عن الخطا اور ہر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اسی طرح ہندگی میراں سید محمود ثنائی ہمدی اور ہندگی میاں سید خوند میر صدیق ولایت رضی اللہ عنہما بھی قدم بر قدم معصوم عن الخطا اور شریک فی الدرجات ہمدنی ہیں۔

ہندگی میاں سید خوند میر صدیق ولایت رضی اللہ عنہ کی نسبت شرکت فی الدرجات ہمدنی کا انہما حضرت میراں علیہ السلام نے پین شریف میں پہلی ہی ملاقات کے وقت کنایتہ فرمادیا تھا چنانچہ ہندگی میاں رضی اللہ عنہ پر نظر پڑتے ہی امانا حضرت ہمدی علیہ السلام نے فرمایا کہ ”ہیائید ہرا اورم سید خوند میر“ (ب) اس بشارت کی شرح میں یہ بتایا گیا تھا کہ جس طرح جناب خاتم الولایت علیہ السلام نے صدیق ولایت رضی اللہ عنہ کو لفظ ”برادرم“ سے مخاطب فرمایا ویسے ہی حضرت خاتم النبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدیق نبوت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ”اخی“ یعنی تمیر بھائی ”کہہ کر پکارا۔ اخی“ کی عظمت اس حدیث سے ظاہر ہے کہ انا و ابو بکر یكونان فی درجۃ واحدۃ فی الجنة یعنی میں اور ابو بکر جنّت میں ایک ہی درجہ میں ہونگے۔ پس جس طرح خاتم النبوت حضرت محمد مصطفیٰ اور آپ کے بھائی صدیق نبوت حضرت ابو بکر جنّت میں ایک ہی درجہ میں ہیں اسی طرح خاتم الولایت حضرت محمد ہمدی سعوود اور آپ کے برادر ہندگی میاں سید خوند میر بھی یكونان فی درجۃ واحدۃ فی الجنة ہیں۔

اسی طرح بندگی میران سید محمود ثانی مہدی رضی اللہ عنہ کی شان میں جناب ولایت آیت نے کئی مرتبوں پر ایسی ایسی بشارتیں فرمائی ہیں جو حدیث یکنونان فی درجہ و احداتہ فی الجنة کی ہم معنی اور شکرست فی الدرجات مہدی کا اظہار کرتی ہیں چنانچہ ایک روز سیدنا مہدی علیہ السلام نے حضرت ثانی مہدی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ

” وقتیکہ بندہ از در بیاید شما از در یکہ بیائید۔ چرکہ خدا کے تعالیٰ عیوڑ راست، دو کس راز م
یک مرتبہ و یک مقام روانہ دارد یکی رازیں جہاں مرتفع سازد“
پھر فرماتے ہیں کہ

” بندہ ازیں در بیاید شما از در بیائید کہ دو بادشاہ در اقلیم نہ گنجد و دو شمشیر در یک نیام نہ باشند
دو ذات در یک مقام نہ مانند“

ایک روز حضرت مہدی علیہ السلام نماز جمعہ کے لئے تشریف لے جا رہے تھے اور آپ کے ساتھ ساتھ حضرت ثانی مہدی بھی چل رہے تھے اُس وقت حضرت میران علیہ السلام نے فرمایا

” بھائی، پیش روید یا پست شدہ بیائید کہ ہر دو ذات برابر شدہ آمد خدا عیوڑ راست
یکے برابر دارد“

مندرجہ بالا بشارتوں کے یہ الفاظ کہ

۱۔ ”یک مرتبہ و یک مقام“

۲۔ ”دو ذات در یک مقام“

۳۔ ”بہر دو ذات برابر شدہ آمد“

صاف بتلا رہے ہیں کہ وہ

ن ”یکونان فی درجہ و احداتہ فی الجنة“

ترجمہ ”جنت میں ہم دونوں ایک ہی درجہ میں ہونگے“

کلیورامفہوم اور معنی لئے ہوئے ہیں۔ صرف زبان کا فرق ہے۔

اس کے علاوہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق کی نسبت یہ بھی فرمایا کہ

ن ”یا اَبُو بَكْرٍ لَيْسَ بَيْنِي وَ بَيْنَكَ فَرْقٌ اِلَّا اِنِّي بَعِثْتُ“

ترجمہ لے ابوبکر مجھ میں اور تم میں صرف یہی فرق ہے کہ میں مبعوث ہوں (یعنی بنی ہوں) اور تم مبعوث نہیں ہو۔

اسی طرح سیدنا ہمدی علیہ السلام نے بندگی میراں سید محمود کی نسبت فرمایا کہ

” درمیان بندہ و بھائی سید محمود فرق اسم است بندہ را ہمدی موعودئی گویند و ایشان را نمی گویند“

سیدین رضی اللہ عنہما کی نسبت مولوی سید اشرف صاحب المتخلص بہ شمسی بدلتبی حیدرآبادی اپنی تصنیف جلالہ العینین فی تسویۃ سیدین کے صفحہ ۲۷ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

” پانچویں وجہ یہ ہے کہ ہمدی علیہ السلام اور سیدین کے درمیان باعتبار فنا کے وحدت ہے

یہ وحدت قابل بحث نہیں ہے۔ کیونکہ سیدین نے اپنے صفات کو اتباع ہمدی میں بالکل

فنا کر دیا تھا۔ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے سیدین کو سوائے ہدیت اور خلافت اور

خاتمیت کے ان کمالات کد تیرہ سے موصوف فرمایا جس سے ہمدی علیہ السلام موصوف تھو؛

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۳۳ میں لکھتے ہیں کہ

مدہاری اس تقریر سے ثابت ہے کہ سیدین مذکورہ عظیم الشان صفتوں سے بالاشتراك

موصوف ہیں۔ ان سے ہر ایک صفت اپنی عظمت اور جلالت کے اعتبار سے فضل کلی ہے

علماء کے پاس فضل کلی ہی قابل اعتبار اور موجب حکم افضلیت ہے۔ پہلی صفت جس سے

سیدین کو امام علیہ السلام سے مقام فنا میں یکتائی مراد ہے؛ ایک اعلیٰ افضلیت ہے دوسری

صفت بھی جس سے مراد یہ ہے کہ سیدین کو تبعاً اللہ تعالیٰ سے بلا واسطہ تعلیم ہے یہ بھی

فضل کلی ہے۔ تیسری صفت سیدین کا مسلمان تام ہونا۔ چوتھی صفت سیدین سے نعل

ضعیف صادر نہ ہونا۔ پانچویں صفت سیدین کو تجلی ذاتی ہونا۔ یہ سب فضائل کلیتہً ہیں جن

میں سیدین کو فاتمین علیہما السلام کے ساتھ اشتراک ہے؛

پس مندرجہ بالا بشارات ہمدی علیہ افضل التیمات والسلام اور دلائل واضح سے ظاہر ہے

کہ بندگی میراں سید محمود ثانی ہمدی اور بندگی میاں سید خوند میر صدیق ولایت رضی اللہ عنہما دونوں باشتراك

ہدیت اور مقبوعیت کے مترادف رویت و یکتائی میں شش ایک فی الذہر جات مہملگی ہیں۔ اور اس افضلیت

میں سیدین کو اشتراک ہے یعنی دونوں برابر ہیں۔

الغرض ”ایشان ہم ہرگز ضعیفی نہ کنند“ یہ بشارت بتسلیم تمام ”مقام بے واسطگی“ ”ہر دو ذاتی“ وغیرہ گذشتہ بشارتوں کا تتمہ اور لب لباب ہے۔ یہ ایک بشارت ان کسب اوصاف کو جامع ہے جن سے سیدین رضی اللہ عنہما کو سیدنا محمدی علیہ السلام کے دیگر جملہ اصحاب پر فضل حاصل ہے، اور اس کے علاوہ دوسری بشارتوں کے ساتھ یہ بشارت بھی آپ دونوں کی تسویت کا اظہار کر رہی ہے۔

اب رہا سیدنا محمدی کا یہ فرمان کہ

”... حجۃ بر قرآن و بر رسول و بر بندہ است نہ بر ایشان ...“

کیونکہ حجۃ اسی ذات مقدس کو شایاں ہے جو صاحب شریعت ہو یا داعی ہدیت۔ سیدین ان دو ممتاز عہدوں میں سے ایک پر بھی مامور نہیں ہیں؛ اس لئے آپ دونوں بنظر عقیدہ ہمدویہ محض توحیح میں مگر سبحان اللہ! مُتَقَابِلِہِ تَوَحُّجِہِ جی ایسے کہ ”ایشان ہم ہرگز ضعیفی نہ کنند“ پس سیدین کا قول و فعل تبعاً حضرت خاتمین کا قول و فعل ہے۔

۲۲۔ ایک روز بندگی میاں سید محمود سیدنا محمدی علیہ السلام کے حجرہ مبارک میں تشریف لائے اور آپ کے بعد بندگی میاں سید خوند میر تشریف فرما ہوئے۔ اُس وقت سیدنا محمدی علیہ السلام کو ارشاد خداوندی ہوا کہ

”اے سید محمد! بدال و آگاہ باش کہ حضرت ابراہیمؑ کی بیچ کس نیست“ (انتخاب نبأ) ۲۲

گذشتہ بشارتوں میں سیدین صالحین کو ایسے ایسے عمدہ فضائل اور اعلیٰ مراتب کا جامع بتایا گیا تھا جس سے دیگر اصحاب ہمدی علیہ السلام پر آپ دونوں کا فضل متمیز ہوتا تھا۔ اس بشارت میں اللہ تعالیٰ نے سیدین رضی اللہ عنہما کی افضلیت کا قطعی طور پر اظہار فرما دیا اور پایۂ تیناس و اجتہاد سے بڑھا کر درجۂ یقین کو پہنچایا۔

۲۳۔ ثانی امیر بندگی میاں سید خوند میر رضی اللہ عنہ نے جب دوسری مرتبہ دائرہ تشریف لجا کر کمال اتحاد سے حضرت ثانی ہمدی رضی اللہ عنہ کے دائرہ میں رہنے کا ارادہ ظاہر فرمایا تو حضرت ثانی ہمدیؑ نے کمال اتحاد اور محبت و یگانگت کے لہجہ میں فرمایا

”میاں سید خوند میر بندگی حضرت میرا علیہ السلام ہرچہ در حق من فرمودند در حق شما شام فرمودند، بیچ فرق نکردند و فرمودند کہ

”شما ہر دو یکے مقام را ہستید“ (الضمان ۲۳)

۲۴

بلکہ پچھان فرمودند کہ ”سید خوند میر و شما برابر در حقیقی ہستید“ (۲۴) و بعضے کساں فیض

از شما گرفتہ ہو بعضے کساں ہچنٹاں ہستند کہ ایشان را صحبت باید کرد
 پیش بندہ ماندن نمی توانند — و نیز حضرت میاں علیہ السلام)
 فرمودند کہ ” از پیش شما فیض جاری است، (حاشیہ) کسانے کہ فیض از شما
 گرفتند پیش بندہ کجا ماندن توانند؟ پس ما و شما ہچنٹاں نزدیک باشیم کہ گاہ
 از گاہی ملاقات شباب شود و بعضے اخبار بندہ شنیدہ پیش شما میارند و اخبار شما پیش ما میارند،
 ہچنٹاں نزدیک باشیم کہ اخبار در یک روز یار دایں چن فصل باید کہ بعدہ بندگی میاں سید
 خود مدینہ در چھن جھو و اڑا ماندند — (الصاب ۶۱)

حضرت سیدین رضی اللہ عنہما کے رکالڈ بالا سے ظاہر ہے کہ سیدین کو بھی فرمان حضرت امام علیہ السلام سے
 باہمی تسویت کا پورا علم و یقین تھا۔ غرض افضلیت و تسویت سیدین رضی اللہ عنہما کا اظہار اس
 حضرت ہمدی علیہ السلام سے بارہا ہوا ہے۔ اسی وجہ سے بزرگان دین کا یہ راسخ عقیدہ ہمیشہ سے رہا ہے
 اور ہمیشہ رہے گا۔

اس واقعہ اور مکالمہ سے جو اخلاص اور یکتائی ٹپک رہی ہے قابل توجہ اور تقلید ہے۔ دیکھئے
 جس طرح حضرت ثمانی امیر نے ثانی ہمدی کا ادب ملحوظ رکھا و ایسے ہی حضرت ثمانی ہمدی نے حضرت ثمانی امیر
 کی شان ملحوظ رکھ کر حضرت صدیق ولایت کے فقیروں کی نسبت یہ فرمایا کہ

”جن فقیروں کو ابھی آپ کی صحبت کی ضرورت ہے وہ میرے پاس نہیں رہ سکتے؛ اور وہ
 فقیر بھی میری صحبت میں کیسے رہ سکتے ہیں جنہوں نے آپ سے فیض حاصل کیا ہے؟
 اس کا نام تو یکتائی و یک دلی! ہذا میں ان دونوں کے صدقے میں رکھے۔ آمین
 اس فصل میں اس وقت تک جتنی بشارتیں درج ہوئی ہیں ان میں بجز ایک بشارت ہمدی (ب) (۳)

۱۵۔ خاتم سلیمانی اور انتخاب الوالید باب دہم میں لکھا ہے کہ آپ نے اولاً مجھے پورے دائرہ باندھا جو بھیلوٹ شریف
 سے چھ کوس (نومیل) ہوتا ہے پھر وہاں سے انحراف ہونے پر بقاہ چھین جھو و اڑا تشریف لے جا کر اڑہ باندھا جو ٹک و بھوجی
 خطائی سرید بندگی میاں شاہ نظام اور جاگیر دار تعلقہ چھین جھو و اڑہ سے کا مستقر تھا۔ ۱۲

کے دیگر تمام بشارتیں حضرت میراں سید محمودؒ اور حضرت میاں سید خوند میر رضی اللہ عنہما دونوں کی نسبت لفظ بلفظ مشترک آئی ہیں جو بذات خود ستیذیت کی مساوات کا اظہار کر رہی ہیں۔

بندگی میاں سید برہان الدینؒ اپنی تصنیف مشہور رب دفتر میں بشارات مشترک کی دو قسمیں یعنی بشارات جلیہ و بشارات نفیہ کی تعریف کرتے ہوئے بشارات جلیہ کے تحت میں بشارات مشترک کے متعلق فرماتے ہیں کہ

سَيِّدِيْنَ الصِّدِّيقِيْنَ اَزْ رَوْزِ اَزَلْ، بِفَضْلِ رَبِّ عَزَّ وَجَلَّ، چہ در شریعت

وچہ در حقیقت، وچہ در ذات، وچہ در صفات، یک جان و یک وجود

بودند؛ بنا بر حضرت امام علیہ السلام میں ہر دو ذات را کہ یک ذات و یک مقام اند

در یک جا؛ یک قسم اشارتے دادہ اند؛ (دفتر اول کتاب)۔

چونکہ اس فصل میں طویل حواشی کی وجہ سے بشارتوں میں بہت فصل چر گیا ہے لہذا نوکورڈہ بالآتمام مشترک بشارتیں یہاں نمبردار لکھ دی جاتی ہیں تاکہ اُن کی اہمیت و مفہوم آسانی پیش نظر ہے۔

بِشَارَاتِ مُشْتَرِكِ

۱۔ ”آن بندگان خدا کہ از گجرات می آیند در میان ایشان دو کس چنان مستند کہ در صحبت ایشان بسیار ہمہدی خواهند شد“

۲۔ ”آرے برادرم سید محمود۔ از برادرم سید خوند میراں سید کی کہ دن چہ عجب است کہ ایشان برابر حقیقی شما اند“

۳۔ ”محلان این بیان آمده اند۔ اکنون برائے کہ برداشته شود“

۴۔ ”لے سید محمد درین شہشاہ این سیدین را تعلیم از وحدانیت ما و احدیت ما، از ازل تا ابہمچہ شدہ، دہرچہ می شود، دہرچہ خواهد شد، کن۔ برائے تعلیم آں امر در حجرہ ہائے ایشان روزو شب گذراں می شود“

۵۔ ”بروز مشترک بندہ را از حق تعالی فرمان شود کہ لے سید محمد ماترا اہمدی شود و مقام ولایت محمدی“

گردانیہم، انکوں برائے ماچہ تحفہ آوردی ہ بندہ عرض نہاید کہ لے بائی تعالیٰ دوسیدان و صالحان و مسلمان تام کردہ بدرگاہ تو آوردہ ام؛ حق تعالیٰ بلطف خویش قبول نہاید؟
 ۶۔ ایشان ہر دو جوان ذاتی اند؟

۷۔ فرمان خداجی شود کہ لے سید محمد ہر دو جوان سیدان را بے واسطہ فیض از حضرت مامی رسد
 از حضرت مابہر تو منت است کہ پیش تو این چنین کمال ہستند۔ اگر ترانہ فرستاد کیے ایشان
 ہر دو ایس مقام را لائق بودند سے، و نیز این مقام را سیدند سے۔

۸۔ مرد پنج در میان فرشتگان ہر بہ ملائکہ ہتر جبرائیل و میکائیل را شرف است، ہچنال ہر بہ
 یاں میراں سید محمود و میاں سید خوند میرا شرف و فضل است؟

۹۔ ایک روز حضرت مہدی علیہ السلام نے میان قرآن کے وقت آئے السابقون السابقون
 اولئک المقربون فی جنتہ نعیم تلہ من الاولین و قلیل من
 الاخرین پڑھو کر فرمایا کہ مراد از قلیل من الاخرین میراں سید محمود
 و میاں سید خوند میرا ہستند؟

۱۰۔ اسی طرح آئے ولو فضل اللہ علیکم و رحمۃہ لا تبعتم الشیطان
 الا قلیلا پڑھو کر فرمایا کہ مراد از اول قلیلا ذات میراں سید محمود و میاں سید خوند میرا ہستند؟

۱۱۔ اگر میاں سید محمود و میاں سید خوند میرا ضعیفی کنند بر ایشان حجۃ نیت؛ حجۃ بر قرآن و بر رسول
 و بر بندہ است نہ بر ایشان؛ و ایشان نیز ہرگز ضعیفی نہ کنند؛ و اگر ماہم ضعیفی کنیم روانیت؟

۱۲۔ "فرمان خدا شد کہ لے سید محمود بدلان و آگاہ باش کہ در حضرت مابہر ایشان ہیج کس نیت"
 ۱۳۔ "شما ہر دو یک مقام را ہستید؟"

حضرت ثانی مہدی اور حضرت ثانی امیر رضی اللہ عنہما دونوں کی نسبت بندگی میاں ملک جی پھری
 صحابی مہدی و شہید جنگ بدر ولایت اپنے دیوان دوم میں جو حضرت صدیق ولایت کی نظر سے بھی گنڈا
 ہے تحریر فرماتے ہیں کہ



منقبت مشترکه

باز ز خاصاں که دو بودند اخص
 همچون دو قطب اند بر افلاک دین
 هر یک از ازل قطب شمال و جنوب
 هر یک روشن کن تاب بحر و بر
 تلج سران و ذؤل حاکمین
 مهدی حق گفت بدین سیدین

صرح به ایافت ازین هر دو رص
 یافت تقویم برایشان متین
 یافت هدایتا که ز اشراق و غروب
 فاضل انوار بهر خشک و تر
 سید سادات ز آل حسین
 سیر و سلوک و هم فائین

در منقبت حضرت ثانی مهدی

زاں دو یکی سید محمود نام
 هم سیر مهدی سعود حق
 شد به حق وصل چو دے هم قدح
 بود چو سلوک و مجذوب آں

بود چو عثمان بنجیلو و وقار
 بذل در سوخ و هم و پیرو دلی
 کو بیت و لبند که هر حکم آں
 مهر او چون هربه و بهانشان

از کرم فیض روان شفیق
 قوم او چو عقد شریا که بود
 تا که برفت اهل زمان ^{مختص}
 از المشس بر دل و جان و ستم است ^{و در آن}

مرجع اصحاب عظام امام
 هم یکرم سکرم و محمود حق
 هست ز حق شاهد آن حق صلح
 سیر نبی زان شده منسوب آں

داشت دل ناطق گوهر نشار
 دانش و رحم و کرمش چو علی
 خصل متین بود که ربط دلاں
 حکم روانش ^{بسیار استوار} به همه چو روائ

منهج و احد بر بودی رفیق
 وصل جفش آں همه بگت زود
 تا که بشد اهل زمین مضطرب
 در غم او در جگر آن ملت است ^{سویخ}

باد تھیامت و درود و سلام
گر شده آل قطب ہدایت غروب

از ہم اراج بجان ہمام
از نظر خلق یہ قطب جنوب

در منقبت حضرت صدیق ولایت

لیک دوم شایقی قطب شمال
ز دست مضمی ساکک افلاکیاں
ہر یکے اقطاع جنوب و شمال
تا کہ شد آن ^{اطراف زمین} مس ولایت ^{بندہ} ہر
ہر نفس تالیانی ^{ابو بکر} کائن
اشفع و جواد و علیم و فصیح
نیز در شہر علوم امام
گشت بہ دامادی آل امام
صورت و معنیش چو فرزند گشت
ہست چو مجذوب و مسلک ان
وصل تجلی الہیش داں
حافظ اصحاب امام یکن
موقن و علام و خداوند رسوخ
ہست چو صدیق بہ تصدیق حق
عین عطایا سے ابو بکر غار
ہست چنین عطیہ این نامور
کافر فضل ست نہ حق بر سرش
ہر کہ مخالف شدہ از فضل ^{اللہ} آن
تاقیم دعوت یہ ہدایت شدہ

شامل انلاک برہج از جمال
سائر جاہنا بہ بزوج دلاں
یافت ازین قطب ہدایت جمال
شہ بہ ہدایت گری این مہر ^{تاقیم} عصر
سید خود میرستاس دان
اشجع و قہار و حلیم و یلیح
لحمیک ^{و دستان محمدی} لخی چون علی آل ہمام
صورت و معنی شدہ قاسم ^{ظاہر} متفکر
زال بہ بقعود پذیر آبدست
سیر امام اعمم آمد ہداں
ہمت مالائینا ہدیش داں
مشکلش از حق ہمہ فی الحال حل
حکم ہمہ اہل گماں کرد فسح
صاحب تکمین بہ تحقیق حق
کر ہمہ بیون خاص شدہ از کردگار
زا عین عثمان ^{و علی} و عثمان
خلعت مشقوتی حق در برش
گشت مخالف ز امام جہاں
حامل اثقال ولایت شدہ

شمس اراضی تلوب بزغ
برکت آن برقی و شان تیغ نص
کرو بیان از ب شیه یں چو حق
شور فگندہ بجاں زان نطق

شم اذا بیئتہ ذوی کلا

بہ ہدی۔ لہلک من علاج عن بیہ
اشرفت الارض بنور الهدی

۱۲۳۔ ایک روز میاں فہیم جہا جہا رضی اللہ عنہ نے سیدنا ہدی علیہ السلام سے عرض کی کہ تمہیں سیدنا خوند میٹر اور میاں عبد الحمید اتھ میں ہاتھ ڈال کر باتیں کرتے رہتے ہیں اور زیادہ وقت ذکر اللہ میں نہیں بیٹھتے۔ آپ

نے فرمایا
”نشستن کار شہاست کہ شہا کاسب ہستید؛ و کار ایشان دیگر است؛ ایشان راعطت“
(انتخاب ب)

سیدنا ہدی علیہ السلام کے اس فرمان سے ظاہر ہے کہ آپ کے دائرہ عالیہ میں دو قسم کے صحابہ تھے ایک کاسب و ذاکر، دوسرے عطاء کا سب صحابہ اور عام مصدقین کی نسبت سیدنا ہدی فرماتے ہیں
”عشق کسب سے حاصل ہوتا ہے“

م

پھر فرماتے ہیں۔

۱۔ وقل ای شیئی آہم شہادۃ و من بلیغ دیک،
۲۔ زندگی میاں شاہ عبد الحمید نورنوش“ فاروقی اثنا عشرہ شہرہ میں داخل ہیں ایک روز جامع مسجد احمد آباد میں ثبوت ہدی میں بیان کر رہے تھے، مخالفوں نے بہت شور و فغاں مچایا کہ کوئی شخص آپ کا بیان سننے نہ پائے، اور لڑائیاں مار کر آپ کو زخمی کر دیا۔ سخت چوٹیں لگنے سے آپ بیہوش ہو گئے۔ آپ کو اسی حالت میں گھر پر اٹھالائے۔ اشاعت نہ بہ کا شوق، اور انہما حق کا عشق دیکھنے کے زخم اچھے ہو جانے کے بعد پھر اسی جامع مسجد میں تشریف لے گئے اور بیان قرآن شروع کر دیا۔ اس وقفہ آتنا سے بیان میں آپ شہید کر دے گئے (۱۹۱۰ء ہجری)، آپ کی عصمت پناہ بی بی سناۃ بی بی مریم شہادت کی خبر سن کر یہ خود خوش ہوئیں خوشی کی وجہ سے کھلی کہ جب فرمان حضرت ولایت علیہ السلام ایشان راعطاست، یعنی شہادت باطنی تو حاصل تھی ہی، اب فضل خدا سے شہادت ظاہری بھی نصیب ہو گئی۔ اس لئے باگاہ خداوندی سے ایسی بڑی بڑی دولتیں اپنے سر پہ رکھنا کہ عطا ہونے پر خوشی کا اظہار کیا۔ دیکھنے بی بی کے خیال کی بلند پروازی اور ایمانی توجہ کی علوشاں۔ صحابہ کرام ایسی ہی ہوتی ہیں۔ اسم المؤمنین بی بی یونحی رضی اللہ عنہما کے قبور سے شمال میں ذرا اٹھنے کا پتھر قدم کے فاصلہ پر ایک ٹھک سے عرض نما جو تہ کے اندر چار قبروں میں مشرق سے پہلی قبر آپ کی بی بی کی ہے اور بی بی کی قبر سے مغرب میں متصل آپ کا مزار ہے۔

م ”کوششِ ذکر کنید تا باطن بکشاید۔“

پھر فرماتے ہیں

م ”کوششِ ذکر کنید تا حالتے پدید آید۔“

یہ بندگاں خدا سا لکانِ راہِ طریقت ہیں۔ بن کو ذکر، فکر، مراقبہ، مشاہدہ سے خدا حاصل ہوتا ہے۔ دوسرا فریق کسب کی تکلیف سے مستثنیٰ ہے اُس کے لئے حسب فرمان حضرت مہدی محض عطاے باری تعالیٰ ہے۔ اہل عطا کی نسبت سیدنا مہدی فرماتے ہیں۔

م ”پیغمبروں کو عشقِ وہی ہے۔“

عشقِ وہی کے لئے کسب کی ضرورت نہیں۔ صرف صحبت اور تعلیم و تفہیم کی ضرورت ہے۔ سیدنا مہدی علیہ السلام کسی کو ایک دم میں، کسی کو ایک گھڑی میں، کسی کو ایک پہر میں، کسی کو ایک دن میں، اور کسی کو تین دن میں داخل حق کر دیتے تھے۔ یہ تعلیم کی مختلف شانوں کے نتائج ہیں جن خاصاں خدا کو خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتے ہی فیضِ ولایتِ مقیدہ محمدیہ کی تعلیمِ خاص طور پر دی گئی وہ لوگ بغیر محنت و مشقت کے محض سنتے ہی روتی ہو گئے، جس کی نسبت سیدنا مہدی فرماتے ہیں۔

م ”تصدیق بندہ بینائیِ خدا“ (حاشیہ)

بندگی میاں شاہِ دلاور کو تعلیم دیتے وقت فرمایا

م ”مرید اللہ شوید“ (حاشیہ)

پھر اسی نشست میں فرمایا

م ”مراد اللہ شوید“ (حاشیہ)

حضور اقدس کی اس تعلیم سے میاں دلاؤ شاہِ دلاور، ہو گئے وہ مسلک ہے جس کی نسبت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

”آئی من سلاکِ طریقی“۔ ”ولدی من سلاکِ طریقی“۔ ”من سلاکِ طریقی فھو آئی“

یہ وہ طریق ہے جس کی نسبت اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے۔

”وَفِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْنَا هَا هِيَ تَابِلٌ لِّمَنْ خَلَقَ اللَّهُ تَرَجِمَهُ۔ اللہ کی نظرت

پ وہ ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو خلق کیا۔ اللہ کی خلقت میں تغیر و تبدل نہیں رہتا،

سیدنا ہمدی علیہ السلام نے اس فطرت کو اچھی طرح سمجھا دیا۔ فرماتے ہیں کہ

”تین قسم کی عقلیں ہیں (۱) عقل معاش (۲) عقل معاد (۳) عقل نور (۴) دن سح م عقل نور عطا ہونے پر عارف کامل زبانِ حال سے بے ساختہ بول اُٹھتا ہے کہ میری وہ فطرت اور وہ شان ہے جہاں نہ تغیر و تبدل ہے، نہ عروج و نزول ہے، نہ نسبتیں ہیں، نہ اضافتیں ہے، نہ جسم ہے، نہ جان ہے، نہ سلوک ہے، نہ دریافت، اور یہ بات فطرتاً ہی شخص میں کم و بیشی کے ساتھ موجود ہے۔ صرف مرشدِ کامل کی زبان مبارک سے تفہیم کی ضرورت ہے۔ یہی راستہ اوپر واڑے کا ہے اسی کی برکت سے حسب استعداد و قابلیت، عاشقِ خدا واسطہ سے مرتبہ بلا واسطہ کو پہنچ جانا ہے۔ یہ عرفان حاصل ہوتے ہی اُس کے دل میں خدا کی عظمت اور بندگی اور شکر یہ کی شان اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ روزانہ نوبت یعنی فرض و ولایت کی ادائیگی پر کٹنا نہ کر کے تمام تمام رات بندگی ہی بندگی میں گزار دیتا ہے۔ اُس کے نزدیک ادنیٰ نافرمانی کبیرہ گناہ ہو جاتا ہے۔ حَسَنَاتٌ اَمْ لَا تَزَالُ لَسَّاتِ اَمْ الْمُفْرَقَاتِ۔ یعنی نیک بندوں کی نیکیاں مُقربانِ الہی کے نزدیک گناہ ہیں۔ شریعت کے احکام کی پابندی میں اُس کا قدم سب سے بڑھا ہوا رہتا ہے۔ اُس کی زندگی کی ترازو کے پلوں میں ربوبیت اور عبودیت برابر ہوتے ہیں۔ چنانچہ بندگی ملک الہی اور خلیفہ مگر وہ المبشر بہ عبد المومن“، مکتوب مرغوب میں زیر آیت و اَوَّلُوا الْعَلْمِ قَاتِلًا اَيُّ الْقِسْطِ (پ) تحریر فرماتے ہیں کہ

”ایسا وہ اندر بردہ خدایے تعالیٰ بچوں میزان، یعنی از حد عبودیت سرنجی کشند، دعوی ربوبیت ہر دو طریق برابر برنگاہِ مہی دارند“

صحابہ ہمدنیؓ، تابعینؓ، اور تبع تابعینؓ کی مقدس زندگی کے زرین نمونے اور فیضِ ہمدی سے فیض نما کارنامے کُتیبِ نقلیات کے اوراق پر درخشاں ہیں۔ یہ ہے مسلکِ ہمدی۔ یہ ہے فقرائے دائرہ کی شان۔ خاکسار نے رسالہ حدودِ دائرہ ہمدی یعنی اُسوہ صحابہ ہمدی میں ان کی روزانہ روشِ زندگی کا ذکر کسی حد تفصیل سے لکھا ہے۔

سیدنا ہمدیؓ نے ایسے پیشین کی نسبت فرمایا کہ

۱۔ بلکہ بندگی میرا سید عبدالحی بن حضرت ثانی ہمدیؓ کی نسبت تو صرف اتنی ہی بشارت دینے پر کہ بی بی اسانولہ کہاں ہے یہ تو روشن نمود ہے۔ ایک دن کاچچا نہیں روشن اور باطن میں نمود ہو گیا۔ کیونکہ ہمدی کا کلام روایات اور تشریحات الفاظ سے ہمیشہ پاک معزز رہتا ہے۔ سیدنا ہمدی علیہ السلام کی اس بشارت کی برکت سے آپ پر اسرار الہی کا انکشاف ہوئے گا۔ وہ آپ کا شمار صحابہ پیشین ہو گیا۔ بشارتِ حدیثاں راعطا است“ میں سیدنا ہمدی علیہ السلام کا یہ عطا، یہاں بہترین صورت میں ظاہر ہو گیا۔ حالانکہ سیدنا ہمدی علیہ السلام کے دراصل وقت آپ کی عمر شریف صرف چھ مہینے کی تھی۔

م ” ہمارے بھائی نزدیک کا راستہ (اوپر واڑے کا راستہ) چھوڑ کر چکر کے راستے سے چلے، اور مقصود حاصل کیا؛ کیونکہ وہ طلب میں سچے تھے اور مقصود خدا تھا“ صحابہؓ نے عرض کی۔ میرا جی نزدیک کا راستہ کونسا اور دور و گروش کا راستہ کونسا؟ حضرت نے فرمایا

م ” راہِ خدا میں بے اختیار کیوں نہ ہوئے کہ شریعتِ محمدی کے موافق یہی راستہ نزدیک تر تھا؟ انہوں نے اپنے اختیار سے تمام عمر کے روزے کیوں رکھے؟ اور مباح و حلال چیزوں کو کیوں چھوڑ دیا؟ اور سالہا سال کثودوں میں سزگوں کیوں نکلے اور بارہ سال کی قید لگا کر روزے کیوں رکھے؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے یہ احکام نہیں فرمائے۔ اور حسب فرمانِ خدا وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ عَلَىٰ اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ (جو شخص اللہ پر توکل کرے تو اللہ اُس کے لئے کافی ہے، تمام عز و کرامت روزہ کیوں نہ رکھا؟ اُن کو چاہئے تھا کہ بے اختیار ہو جاتے“ (شواہد ۱۲۱)

م اقرب الطریق یعنی راہِ بے اختیاری کی تعریف میں آپ فرماتے ہیں کہ

م ” مارا اختیار دادہ اندکہ از اختیار خود بے اختیار شویم“ (شواہد ۱۲۲)

پھر فرماتے ہیں

م بے اختیار شو کہ اختیار شوم است“ (ایضاً)

پھر فرماتے ہیں

م ”بے اختیار و اختیار است“ (ایضاً)

پھر فرماتے ہیں

م ”آمدن ما بیکار شی است باید که بیکار شوید“ (ایضاً)

پھر فرماتے ہیں

م ”آمدن ما بے اختیاری است یا امید بے اختیار شوید“ (ایضاً)

۱۵۔ میدانِ عرفات گویا کہ میدانِ عرفان کا ظاہری نمونہ ہے جہاں نویں ذی الحجہ کی شام تک کسی بھی حالت میں بیچ جانا ہی شرط ہے؛ خواہ سارہو یا یکراہ، عالم ہو یا اُن پُرہ، مرد ہو یا عورت، تندرست ہو یا بیمار، وہاں نہ چڑھنا پڑا نا ہے نہ کوئی عمل۔ بس میدانِ عرفات کے حدود میں داخل ہوتے ہی حج کی فرضیت سے سبکدوش ہو کر مقصود حاصل کر لیا۔

پھر فرماتے ہیں۔

م

یہ آیت ہر وقت پڑھا کرو (ایضاً)

«وَرَبَّنَا تَجْلِبُ مَا بَشَأْنَا وَنَخْتَارُ ط مَا كَانَ لَكُمْ الْخَيْرُ»

ترجمہ۔ اور (اے محمد) تمہارا پروردگار جو کیفیت چاہتا ہے (بندے میں) پیدا کرتا ہے۔ اسی کو سب

طرح کا اختیار ہے ان (بندوں کو) اختیار نہیں ہے۔ (بیت)

سیدنا ہمدی علیہ السلام نے اس آیت کے معنی مطلق لئے اور فرمایا کہ ہم کو اختیار نہیں ہے۔

بندگی میں شیخ مصطفیٰ گجراتی اپنے کتبوبات میں تحریر فرماتے ہیں کہ

ق

«اس راستے میں غلوت اور خاموشی وہی باتیں دکر ہیں»

اوپر واڑے کی باطنی شان تعلیمات ہمدی سے تعلق رکھتی ہے۔ اس باطنی شان یعنی تعلیم و تفہیم کی نسبت سیدنا ہمدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

م

«والسنن ایمان، ایمان ذاتِ خداست، ذانت کے بعد سوال نہیں»

سچ ہے جب ذانت مرتبہ حق الیقین کی نصیب ہوتی ہے تو عارف کامل کو میسا بننا تھا ویسا بنجا تھا ہے۔ اس کے بعد اسکے دل میں نہ تو شبہ کو گنجائش رہتی ہے نہ سوال کی ضرورت۔ اسی تعلیم کی برکت ہے جو سیدنا ہمدی علیہ السلام نے کئی صحابہ کو اولوالعزم پیغمبروں کے مقام کی بشارت دی۔ فرق اتنا ہے کہ پیغمبران دین عشق وہی ماں کے شکم سے لے کر پیدا ہوتے ہیں یہاں یہ بات تعلیم خاص سے حاصل ہوتی ہے۔ پھر عشق وہی میں بھی صد ہا مرتب ہیں۔ «بذلک المرسل فضلنا بعضہم علی بعض»۔ اسی عشق وہی کی نسبت سیدنا ہمدی فرماتے ہیں۔

م

«بھائی سید خود میر شہابہ استعدا تمام آمدہ بودید چرخ اعدان، وفتید، دروغن موجود بود؛ اماہیں

یک کار افر وفتن باقی ماندہ بود، انوں از چرخ ولایت محمدی روشن کردہ شد» (بیت)

جن صحابہؓ کو آپ نے فرمایا کہ عشق کسب سے حاصل ہوتا ہے وہ بھی بھو اے حدیث انکا مدب حبیب

اللہ۔ ترجمہ۔ کاسب یعنی ذاکرین خدا کے دوست ہیں۔ اور حسب فرمودہ حضرت امام علیہ السلام۔

«د ایمان ما ذاتِ خداست۔ و ایمان شما ذکر اللہ» (حاشیہ)

ذکر اور تعلیم و تفہیم کی برکت سے رویتی ہو گئے۔

صحابہؓ، تابعینؓ، تبع تابعینؓ رویتی ہوں اس میں تعجب ہی کیا ہے۔ لیکن اس سے بھی نیچے کے طبقہ کے لوگوں

کو بھی حضرت مجددی علیہ السلام کے صدقے سے دیدارِ خدا اس اعلیٰ پایہ کا حاصل تھا جس کی نسبت بندگی میاں شیخ مصطفیٰ گجراتی فقیرِ بندگی میاں سید شہاب الحق بن حضرت صدیقِ ولایتؒ مجموعہ مکتوباتِ میاں شیخ مصطفیٰ کے مکتوب نمبر ۸۴ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

مد میرے دائرہ کے ایک فقیر نے انتقال کے وقت یہ شعر عینِ قرینہ پڑھا اور داصل تن ہوا
۵ امر و چوں جلال تو لیے پردہ ظاہرست در حیرتم کہ وعدہ فردا برائے صیت!

۱۔ والہ کا نام عالمِ صوری و معنوی بندگی میاں سید عبد الرشید صاحبِ اعلیٰ ہے۔ آپ حضرت سید محمد صنیف بن امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد سے ہیں۔ ہندوستان میں مرشدِ کوشخ کہتے ہیں، اس لئے شیخ کے لقب سے مشہور ہیں؛ اور بڑے ولادت پٹن شریف ہونے کی وجہ سے گجراتی کہلاتے ہیں۔ آپ کا علاقہ حضرت شہاب الحقؒ میں حضرت صدیقِ ولایت سے تھا۔ جب آپ کے بیانِ قرآن سے صد بانگِ باخوش معزز چلنا نصیبِ تنویرِ بہدی سے مشرف ہونے لگے، تو علما اور شاخ کے دل میں حسد کی آگ بھڑکی اور بادشاہ کو سیرھا لیا سچا کر ایک دستہ فوج ان کی طلبی کے لئے مقامِ مٹور یا بھیجا گیا جہاں آپ کے والد کا دائرہ تھا۔ فوج نے مقابلہ کر کے آپ کے والد کو مدِ نفعیوں کے شہید کر دیا۔ تاریخ ۲۴ رمضان ۱۰۹۰ھ بمقامِ مٹور یا، قریب شہرِ مٹور یا، علاقہ کاٹھیاواڑ، لاک گجرات اور بندگی میاں شیخ مصطفیٰ کو قید کر کے آپ کو یہی پھینک کے ساتھ چلائے، بڑے احمد آباؤ لائے جہاں بادشاہ نے بلوایا تھا۔ آپ فرمانِ بادشاہ سے ڈھرائی سال قید رہے۔ قید ہوتے وقت اور زمانہ قید میں بھی اکثر آپ یہ شعر پڑھا کرتے تھے

مد من از ہنگامِ جان ہرگز نہ ز بس
 کز برن آنچه کرد۔ آں آشنا کرد

اس آٹما میں بادشاہ کے حضور اٹھارہ مجلسیں ثبوتِ ہدیت اور دیگر مسائل میں ہوئیں جن میں چار مجلسیں جو تحقیقاتِ اکبری کے نام سے مشہور ہیں چھپ گئی ہیں۔ حضرت خاتمِ المرشد اسی زمانہ میں دربارِ اکبری میں بلوائے گئے تھے۔ بڑی عمر پا کر سیدنا مجددی علیہ السلام کے عرسِ مبارک کے روز آپ کا وصال ہوا اور ایازہ علاقہ راج بھرت پور میں جہاں آپ کا دائرہ تھا، مدفون ہوئے آپ نوالی آگرہ میں مصطفیٰ پیر کے نام سے مشہور ہیں۔ اسٹیشن سے مغرب میں ایک میل پر واسن کوہ میں حضرت کا خضرہ ہے۔ اطراف میں بانسی کے رخ پتھر کی دیوار ہے۔ اندر عالی شان مسجد ہے۔ ہر وقت نماز رہتا ہے۔

ساتویں فصل

اخلاق و علو مرتبت

(۲۵) پہلی پانچ فصلوں میں اٹھائیس بشارتیں حضرت صدیقِ دلایت کو طین شریف سے فرہ مبارک تک مختلف مقامات پر دی گئی ہیں؛ اسلئے بظہر قید زمین و زمان علی الترتیب لکھ دی گئیں۔ اس کے بعد کی جملہ بشارتیں فرہ مبارک پہنچنے کے بعد عطا ہوئیں۔ لہذا یہی مناسب سمجھا گیا کہ ان سب بشارتوں کو بلحاظ اقدار مکان ایک ہی فصل میں درج کر دینے کے بجائے مستقل عنوانوں کے تحت لے لیا جائے۔ اور ان عنوانوں کے متعلق جو جو بشارتیں گذشتہ فصلوں میں درج ہو چکی ہیں، ان کا اعادہ کر دیا جائے؛ تاکہ یہ فصل بے ضروری طوالت سے مُعَرَّار ہے۔ اس ترتیب سے دوسرا بڑا خانہ مدہ یہ ہو گا کہ ہر عنوان مستقل طور پر مکمل ہو گا؛ جس کی وجہ سے ہر عنوان کے ذیل میں کُل بشارتوں پر ناظرین کی نظر ایک ہی وقت میں پڑے گی، اور ہر ایک بشارت کا مفہوم اور اُس کی اہمیت باسانی ذہن نشین رہنے کے علاوہ جمیع محاسن کا علیہ بھی پیش نظر رہے گا۔

برگزیدگانِ الہی کی عظمت و علو مرتبت محض اُن کی سترتِ پاکِ اخلاقِ حمیدہ اور استقامتِ فی الدین کی وجہ سے ہے۔ جن خاصانِ خدا کو ازل ہی سے اخلاقِ پیغمبری نصیب ہوں، اور جن کی طینتِ اول ہی سے دنیا اور اُس کے زخارف سے پاک اور بے پروا واقع ہوئی ہو، ان ہی کو عشقِ خدا اور قربِ الہی کے اعلیٰ مراتب عطا ہوتے ہیں۔ ذیل کی نقلیں اس بات پر خوب روشنی ڈالتی ہیں کہ بندگی میاں کو ابتدا ہی سے دستِ قدرت نے اوصافِ پیغمبری و اخلاقِ محمدی سے آراستہ کیا تھا۔ آپ کی عقلِ سلیم اور دلِ روشن نے دنیا اور اُس کے زخارف کی طرف

کبھی میل نیکیا؛ بلکہ بچپن ہی سے آپ طالبِ حق، اور جو یا سے ذاتِ مطلق ہی رہے ہیں۔

جب ملک نصیر مبارز الملک نے دیکھا کہ بندگی میاں سید خوند بیٹر کی عمر چودہ سال کی ہو گئی ہے، عالم شباب کا آغاز ہے، پھر بھی آپ کا روبرو دنیا کی طرف مطلق باطل نہیں ہوتے تو بندگی ملک سخن سے کہا کہ

”سید خوند بیٹر کو لے جا کر مرید کرادو۔ مرید ہو جانے کے بعد پیر کے کہنے پر لا محالہ منصبِ سلطانی قبول کر لینگے۔“

مبارز الملک کے کہنے سے بندگی ملک سخن پہلے آپ کو حضرت شیخ احمد کھٹو (المبشر بن جنپڑی بن جنہ علی ہینائی) (یعنی ملکوتی از زبان حضرت ہمدی علیہ السلام) کے مزار پر (بمقام ستر کھنچ، پورہ احمد آباد) لے گئے۔ سجادہ نے آپ کے لئے شجرہ ارادت لکھنا شروع کیا، بندگی میاں نے فرمایا

”قبر یہ مرید ہونے سے کیا فائدہ پیر تو زندہ ہونا چاہئے تاکہ مرید کو تعلیم دے، اور اُس کا مقصد بڑا ہے۔ یہ فرما کر آپ اٹھ گئے۔“

اس کے کچھ عرصہ کے بعد ماموں بھانجا دونوں ملک نمود و وحشتی کے گھر گئے جو اپنے زہد و اتھالی وجہ سے شہورِ خلافت تھے۔ ملک نمود نے کہا

”باری دالوں کا سلسلہ تربیت حضرت شیخ احمد کھٹو سے ہے۔ کل جمعہ ہے، مبارز الملک سیر و فساد سے آجائینگے، اُس وقت اُن سے دریافت کر کے مرید کرونگا۔“

بندگی میاں کو یہ بات نہایت شاق گذری؛ آپ اٹھ کر نکل آئے، اور بندگی ملک سخن سے کہنے لگے کہ

”جب کہ یہ شخص اس دارِ فانی میں نا نا جان سے اجازت لے کر مرید کرنا چاہتا ہے تو کل قیامت کے دن بھی نا نا جان سے پوچھ کر شفاعت کروائے گا۔ ماموں میاں۔ پیر ایسا ہونا چاہئے کہ اگر فرشتے درخ میں لے جا رہے ہیں تو پیر اپنے مرید کا ہاتھ پکڑ کر اُن سے چھڑ لے۔ مجھے ایسے شخص کے پاس کیوں لے گئے؟“

بندگی ملک سخن نے کہا

”غیر تم مرید نہ ہو سے۔ لیکن بھول، پان، سیوہ، شیرینی، زرنقہ کا تحفہ تو پیش کر دینا تھا!“

۱۔ آپ بندگی میاں سید خوند بیٹر کے حقیقی، نامک نمود و شاہ الخاں بدران الملک کے حقیقی بھائی ہوتے ہیں۔ بندگی میاں نے اُن ہی کے گھر پر درش پائی تھی۔

آپ نے فرمایا

خ ” اس شخص کا نام نہ لو۔ وہ طالب دنیا ہے۔ میں یہ تحفہ بے محل صرف کرنا نہیں چاہتا تھا۔“
دونوں پہلی میں بیٹھ کر بازار کے راستے سے گھراتے وقت شیرینی وغیرہ اللہ کے بندوں کو بانٹ دی گئی۔
پھر چند روز کے بعد ماموں بھانجے دونوں شیخ ماہ الملقب شیخ الاسلام کے گھر گئے شیخ الاسلام نے کہا

ق ” سید خوند میر بہت خشک اور نونہ جواں ہیں۔ بادشاہ سے سفارش کر کے ان کے والد مرحوم کا منصب دلاؤ نکھا؟“

بندگی میاں یہ بات سن کر بہت رنجیدہ ہوئے اور ویسے ہی گھر آئے۔ شیخ الاسلام کو بھی اس بات کا رنج ہوا کہ
” میں نے میر خوند میر کے لئے بھلائی کی بات کہی تھی بجائے خوش ہونے کے ناراض ہو کر کیوں
چلے گئے!“

بندگی ملک بھنگ نے بیٹھے الفاظ میں شیخ الاسلام کی دلجوئی کی۔ باہر اگر بندگی میاں سے دریافت کرنے پر آپ نے فرمایا

خ ” میں تو آیا تھا حصول دیدار کی غرض سے۔ اور بھلے مانس نے دنیا کا ذکر نکالا اور والد مرحوم کا منصب دلانے کا وعدہ کر کے مجھے بھی دنیا کے دُکُل میں پھنسانا چاہا۔ ایسے دنیا دار کے بات میں اپنا ہات کیا دوں!“

جبکہ بندگی میاں کی عمر بارہ سال کی تھی، اس وقت آپ کے دوست واحباب جب کہی آپ کو اپنے والد مرحوم کا منصب حاصل کرنے کے لئے کہتے آپ یہی فرماتے کہ

خ ” میں نے اپنا سر خدا کے سامنے جھکا یا، اور خدا کو دیکھا ہے، اس لئے دنیا کے بادشاہ کے سامنے اپنا سر ہرگز ہرگز نہ جھکاؤ نکھا۔“

۱۵۔ خاتم سلیمانی۔ جبکہ حضرت صدیقِ ولایت تقریباً تین سال کے تھے ان دنوں ایک روز آپ خاک میں کھیل رہے تھے کہ دفعتاً بیہوش ہو کر گر گئے۔ ماں نے یہ حالت دیکھ کر آپ کو گھر میں اٹھلائی۔ آپ کی والدہ اور متعلقین نے خیال کیا کہ آپ پر آسیب کا اثر ہو گیا حالانکہ وہ حق کا اثر تھا۔ یہ اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ اس قسم کا دیدار بعض بزرگانِ دین کو بھی صغیر سنی میں ہوا ہے لیکن سیدنا ہدیٰ کی نظر دیدار بخش سے بندگی میاں کو جو خاص الخاص دیدار ہوا اس کی شان ہی کچھ اور ہے۔ ۱۳

! وجود سے کہ فلک نصیر مبارز الملک خوب جانتے تھے کہ بندگی میاں سید خوند میر نے کو دنیا سے سخت نفرت ہے؛ پھر بھی نانا کی بے انتہا محبت اس امر کی تھنسی ہوئی کہ ایک روز فرط محبت میں ملک نصیر نے اپنے لہو اتھین اور دوست و احباب سے مشورہ کیا کہ

” میرا ارادہ ہے کہ سید موسیٰ کا منصب سید عطن زندگی میاں کے چھوٹے بھائی کو دلاؤں اور اپنا منصب سید خوند میر پر قائم کر کے بادشاہ سے اپنے لئے پھر نیا منصب حاصل کر لوں۔ مجھے یقین ہے کہ بادشاہ میرا عرضہ قبول کرے گا۔ کیونکہ عطیات سلطانی کی باتس مجھ پر ہر وقت برستی ہی رہتی ہے!“

سب نے ملک نصیر کی رائے پسند کی۔ اس لئے مبارز الملک نے اپنے منشا کے موافق اپنا منصب شصت ہزاری مہ صوبہ داری پٹن و جمیع لوازمات بندگی میاں سید خوند میر کے نام لکھوایا اور پھر کر اگر باخدا بطر مند حاصل کرنی اور سید موسیٰ کا منصب بندگی میاں سید عطن پر قائم کیا۔ اس کام کی انجام دہی کے بعد آپ بندگی میاں سید عطن کو لے کر چانپنا نیر سے آگئے (حاکم سلیمانی)

اُس وقت اگر بندگی میاں سید خوند میر کی جگہ کوئی دوسرا شخص ہوتا تو ایسا جلیل القدر شصت ہزاری کا منصب اور اُس کے ساتھ جاگیر شہر پٹن سج پرگنات، اس کے علاوہ مکان پر ہاتھی، گھوڑے، پالکی، سیانہ، نوبت، نقارے، وغیرہ عالی شان امیرانہ تخت، ابتدا سے شباب میں حاصل ہوتے دیکھ کر مارے خوشی کے کپڑوں میں نہ سماتا لیکن حضرت صدیق ولایت کا معاملہ اس کے عکس تھا۔ اگرچہ اپنے زمانہ شیر خوانگی ہی سے اغوش و دولت و حکومت میں پرورش پائی تھی اور دنیا کے شان و تجل کا سماں گھوٹیں ہر وقت آنکھوں کے سامنے رہا کرتا تھا۔ مگر دل میں دنیا کی محبت رتی برابر نہیں تھی۔ بھائی کے ملازم سلطانی ہونے کی کیفیت سن کر آپ نے کو اس قدر رنج ہوا کہ حسب عادت مقررہ اپنے نانا کے استقبال کے لئے محض اس وجہ سے نہ گئے کہ آپ کے چھوٹے بھائی بندگی میاں سید عطن ملازم ہو کر اپنے نانا کے ساتھ آ رہے تھے؛ حالانکہ اُس وقت بندگی میاں سید عطن کی عمر صرف نو دس سال کی تھی۔

دوسرے پہلو پر دیکھا جائے تو آپ کو صحبت صادق، ادب و حصول و یدار خدا کا اشتیاق کس اعلیٰ پایا نہ پر تھا، اس کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ آپ بلاناغہ جامع مسجد کو نماز جمعہ کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ اُس وقت

حضرت امام بھی نماز جمعہ کے لئے اسی مسجد کو تشریف لجاتے تھے حضرت شیخ رکن الدین بغدادی نے قریباً دو سو سال قبل اور بندگی میاں کے گھر سے جوڑنے والے قلو میں تھا ایک فرلامک سے بھی کم فاصلہ پر واقع تھی۔ مسجد شہید ہونگئی ہے پھر بھی ایک نمبندی کی صورت میں پائی تھی یادگار کا پتہ سے ہی ہے۔ ۱۲۰

خطب میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اوصاف حمیدہ سن کر اپنے دوست و احباب کے سامنے اکثر فرمایا کرتے کہ
 ”میں ایسی ہی مقدس ہستیوں کے دیکھنے کا آرزو مند ہوں“
 دوست و احباب کہتے کہ

”میاں۔ یہ امر محال ہے کہ ایسے اہتر زمانہ میں ایسے پاکانِ خدا پیدا ہوں!“
 آپ فرماتے کہ

”کیا اللہ تعالیٰ قادر و توانا نہیں ہے کہ اس زمانہ میں بھی ایسے صاحبِ کمال پیدا کرے؟“
 بلکہ خود بندگی میاں کی نسبت مبارز الملک اور بندگی ملک بختن وغیرہ آپ کے قبیلہ کے کل افراد ہی کہتے کہ آپ میں
 صحابہ رسول علیہ السلام کے اوصاف پائے جاتے ہیں، چنانچہ ان ہی اوصاف حمیدہ اور دل روشن کی برکت
 سے آپ میں کشف و کرامات بھی پیدا ہو گئے تھے مثلاً پہلی میں جو بیل دہلا اور کمزور ہوتا اُس کی پیٹھ تمھیں
 کر یہ فرماتے کہ

خ

”پل تیز جل“

فورا اُس میں چستی آجاتی، اور تیز چلے لگ جاتا، ذخاتم ض اگ چلے

الغرض اللہ تعالیٰ نے بندگی میاں سید خوند میر رضی اللہ عنہ کو ازل ہی سے اخلاق حمیدہ و اوصاف عالیہ
 سے متصف کر کے حضرت خاتم الولاہیت علیہ السلام کی خلافتِ خاص، اور ہدایتِ ذات کے اعلیٰ مناصب کے لئے
 مخصوص کر رکھا تھا، اور امام الانام سیدنا مہدی علیہ السلام کو بھی اس سے آگاہ فرمادیا تھا جب ہی تو پین شریف
 میں درودِ مسعود فرماتے ہی ملک برخوردار کے عرض کرنے پر کہ
 ”میں ایک ایسے شخص کو لانے جاتا ہوں جو ایسے ایسے اوصاف سے متصف ہے۔“

آپ نے سنتے ہی فرمایا

”آرے لک برخوردار! فدائے تعالیٰ بندہ راہلے او آدرہ است“ (پ،

غرض پین شریف میں پہلی ملاقات، اور ابتدائی صحبت ہی میں امانا حضرت مہدی علیہ السلام نے
 بندگی میاں سید خوند میر کو ایسی ایسی جلیل القدر بشارتوں سے متماز فرمایا، جس سے کمالِ محبت، اتحاد و یکتائی
 شرکت فی الدرجات مہدی، فیض جاریہ وغیرہ خصوصیات کا اظہار ہونے کے علاوہ آپ کے اعلیٰ اخلاق و علو
 تربیت پر خوب رہنمائی پڑتی ہے۔ چنانچہ جب بندگی میاں سید خوند میر حضرت مسعود علیہ السلام کی خدمت

آدمس میں حاضر ہوئے، اُس وقت آپ پر نظر مبارک پڑتے ہی فرمایا

در بیانئید برادر مہم سید خونہ میر .. (۳۳)

اس بشارت کی شرح میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ بشارت حدیث انا و ابوبکر لیکونان فی درجۃ واحدۃ فی الجحۃ کا مفہوم لئے ہوئے ہے، اور بندگی میاں کی نسبت شرکت فی الہجات جہدنی کا اظہار کر رہی ہے۔

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تالیف بشارت کو سیدنا مہدی علیہ السلام نے اس بشارت سے انور بھی

واضح کر دیا کہ

”خیر جی۔ ہمارے بھائی سید خونہ میر صدیق ہیں، (۳۳)

چونکہ صدیق کے مراتب کا اظہار گذشتہ اوقات میں بیان ہو چکا ہے، اس لئے یہاں کمر لائے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی پھر فرمایا

”بندہ و ایشاں یک جدی حسینی سید ستیم“ (۳۳)

اس بشارت سے نہ صرف حضرت صدیق ولایت کی ذات، اور آپ کے اسلاف کے طہارت و تقدس کی شان

ظاہر ہو رہی ہے، بلکہ بس طرح ڈورِ نبوت میں فیضانِ آبی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سلسلہ اور خاندان میں جاری رہا، اسی طرح ڈورِ ولایت میں حضرت صدیق ولایت رضی اللہ عنہ کے خاندان اور سلسلہ میں جاری رہنے کی تیشیمین گوئی، جو اشارۃً پائی جاتی تھی دوسری بشارتوں سے روز روشن کی طرح سمجھ رہی ہو گئی۔

مندرجہ بالا بشارتوں سے جو اتحاد و یکتائی تشریح ہے، اُس میں امام الزماں حضرت مہدی علیہ السلام کی اس

بشارت سے کہ

”الحال از رضاے بندہ شما بخانہ خود برودید، بہر حال شما نزدیک بندہ ایڈگہ (۳۳)

مزید تقربِ باطنی کا اظہار چ رہا ہے۔

پھر بندگی میاں سید خونہ میر نام کی نظرقید سے سماج کو دعویٰ متکوئہ کے عین وقت پر جب بڑی پہنچے، اُس

وقت حضرت امام علیہ السلام آپ کو دیکھتے ہی یہ فرماتے ہوئے آگے بڑھے کہ

”بھائی سید خونہ میر بارید خوش آمدید، اچھے نیکو ہو کر فرمایا خدا سے تعالیٰ مقصود خود خود می کند۔

ذات شما سلطاناً نصیبی، ناصر ولایت مصطفیٰ است.... (۳۳)

اس بشارت سے یہ امور ظاہر چ رہے ہیں کہ

۱۔ سیدنا مہدی علیہ السلام کو دعویٰ متکوئہ کے وقت بندگی میاں کی آمد کا بحیثیت ناصر ولایت

مصطفیٰ، انتظارتھا۔

۳۔ اللہ تعالیٰ اپنا مقصود جو کہ دعویٰ ٹھوکرہ کے وقت بندگی میاں کا موجو درہنا تھا، آپ پورا کرتا ہے۔

۳۔ بندگی برائے کے وقت پر حاضر ہوئے ہیں جو مقصود خدا کی تکمیل حضرت امام علیہ السلام کے پیش نظر تھی اس کی سترت میں آگے بڑھ کر آپ کو بنگا لیکر گیا۔

۴۔ بندگی میاں کی ذات سلطانہ نصیل ناسر ولایت مصطفیٰ ہے۔

اس کے بعد جب حضرت امام علیہ السلام نے اپنی ہدیت کا دعویٰ مؤکد فرمایا تو اولاً بندگی میاں نے تصدیق کی اور باذل مند آہتا و صہتا فنا کہا۔ اس طبع میہتی کی بشارت کا جو آپ کو ٹپن شریف میں دی گئی تھی عملی جامہ پہنایا گیا۔

سلطانہ نصیل کی بشارت سے اخلاق الہی اور اعلیٰ وارفع مراتب کا جو اظہار ہو رہا ہے، محتاج صراحت نہیں ہے۔

بندگی میاں رضی اللہ عنہ کی برگزیدگی کا اظہار اس واقعہ سے بھی ہوتا ہے کہ نصر پور واقع ملک سندھ سے آپ کو

ردانہ فرماتے وقت حضرت ولایتکاب علیہ السلام نے فرمایا

در در رفتن شما چہیزے مقصود خداست پر وید کہ (پ)

حضرت صدیقی ولایت کے گجرات تشریف لے جانے میں رد مقصود پائے جاتے ہیں

۱۔ بندگی ملک الہداد، اور بندگی میاں سید عطن، اور بندگی ملک حماد، اور بندگی میاں سید

فاں جی رضی اللہ عنہم کو خاص بندگی میاں کے ہاتھ سے عطیات بھیجنا۔

۲۔ بندگی میراں سید محمود رضی اللہ عنہ کو بہت ہی آرام پہنچاتے ہوئے لانا۔

کسی کے عرض پر کہ

در خود نکار ایساں سید خود میر کو نہ بھیجیں گجرات میں ان کے رشتہ دار بڑے بڑے میر ہیں وہ آنے نہ دینگے

آپ نے فرمایا

” بندہ بفرمان فدائی فرستد خدا سے تعالیٰ برائے زیادت کر دن، و روشن ساختن دین خود

خود خود ادا در وید (پ)

ان بشارتوں کی شرح میں ناظرین ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ بندگی میاں بھنگی ذات مبارک سے حسب فرمان حضرت امام علیہ السلام معاصد خداوندی کی انجام دی کے لئے حضرت امام کی صحبت بابرکت میں واپس آنا ضروری تھا۔

ب۔ الغرض سیدنا ہمدی علیہ السلام کو بندگی میاں رضی اللہ عنہ کے اعلیٰ اخلاق و علوم مرتبہ اول ہی سے معلوم تھے، اور ان کا اظہار احتیاطاً کیا کہ آپ ابتدا ہی سے فرماتے آئے ہیں؛ لیکن فرہ مبارک میں آپ نے ان سب فضائل کو کھول کھول کر بیان فرمایا۔ چنانچہ ”برادرم“ (بک)، اور ”صدیق“ (دبک)، کی بشارت عطا فرما کر آپ نے حضرت صدیق ولایت اور حضرت صدیق نبوت رضی اللہ عنہما کے درمیان مساوات (مغوی) کا جو اظہار فرمایا تھا، فرہ مبارک میں آپ نے آئے

ب

دَرْنَا فِي اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْخَابِ

ترجمہ۔ دو میں کا دوسرا جب دونوں غار میں تھے (انتخاب بک)،

بندگی میاں کی شان میں فرما کر اُدبھی واضح کر دیا

ب۔ اسی طرح ایک موقع پر آپ کو لقب

ب

”ابوبکر ثانی“

سے مُبَشَّر فرمایا۔ یوں صاف اور صریح الفاظ میں دونوں کے بیچ میں مناسبت خاص کا اظہار ہو گیا؛ اور اس امر میں کوئی شبہ نہ رہا کہ جو مرتبہ صدیق نبوت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ذوق نبوت میں ہے، وہی مرتبہ صدیق ولایت حضرت سیدنا ہمدی رضی اللہ عنہ کا ذوق ولایت میں ہے۔

ب۔ پھر اس مرتبہ کو امام الزمان حضرت خلیفۃ الرحمٰل نے اس بشارت سے اُدبھی واضح اور مکمل کر دیا

چنانچہ ایک روز آپ حضرت صدیق ولایت کا ہاتھ پکڑ کر اپنے حجرہ میں لے گئے، اور فرمایا کہ

ب

”بھائی سیدنا ہمدی میرے ماہ شدہ است کہ فرمان حق تعالیٰ می شود کہ آنچه بردل

بندہ نزول می شود، ہاں نزول بردل شامی شود“ (انتخاب بک)،

تقلبات بندگی میاں سید عالم میں لکھا ہے کہ

”اچھ دردل بندہ نزول می شود ہاں در سیدنا شامی طور شدہ است“

ب

۱۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بشارت حضرت ہمدی علیہ السلام کے حجرہ میں دی گئی اور ذیل کی بشارت بندگی میاں کے حجرہ میں۔ زمانہ و مکان کے جدا گانہ ہونے کی بنا پر الگ الگ نمبر لگائے گئے۔ ۱۳

ب پھر ایک بار حضرت میراں علیہ السلام ہندگی میاں کے حجرہ میں تشریف لے گئے، اور اپنے دست مبارک کی پانچوں انگلیاں اپنے سینہ مبارک پر رکھ کر فرمایا کہ

در آنچه درین سینہ ظہور شدہ است (ہندگی میاں کے سینہ پر اپنا پنجہ رکھ کر فرمایا) ہاں ظہور ہو سیکر
شہا شدہ است، ایسا تین مرتبہ اپنے اور ہندگی میاں کے سینہ مبارک پر پنجہ رکھ کر فرمایا
(انصاف پبل)

ب نقل است کہ حضرت امام علیہ السلام کرات مرات در حق ہندگی میاں فرمودہ اند کہ
مد فرمان خداے تعالیٰ می شود کہ (اشارہ بر سینہ مبارک کر وہ) آنچه درین جابر خیر شدہ (اشارہ بر
سینہ ہندگی میاں نمودہ) این جابر خیرت۔ باز فرمودند کہ آنچه در این جابر خیرت، این جابر خیرت شدہ
باز فرمودند کہ آنچه درین جابر خیرت، این جابر خیرت شدہ

اسی طرح سرور اردو عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ السلام نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں فرمایا کہ
”ما صاحب اللہ فی قلبی شیئاً ما هو قدام صلبہ فی قلب ابن ابی قحافہ“
ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی بات میرے دل میں نہیں ڈالی جو ابن ابی قحافہ
حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دل میں نہ ڈالی ہوگا

حضرت ابو بکر صدیق نبوت رضی اللہ عنہ کی شان میں فرمائی یہ بشارت اور حضرت ولایت آب
علیہ السلام نے ہندگی میاں سید مخدوم نذیر صدیق ولایت رضی اللہ عنہ کی شان میں فرمائی ہوئی مندرجہ بالا تینوں بشارتیں
لفظی مشابہت رکھنے کے علاوہ معنی اور مفہوم میں بھی ایک ہیں چنانچہ حضرت ہر رضی اللہ عنہ اپنے دیوان میں
فرماتے ہیں کہ

می شدے آگاہی ابو بکرؓ را

”آنچه شدہ وحی مراں صدرا“

اور حضرت صدیق ولایت کی نسبت لکھتے ہیں

”ہمنفس ثانی اثنتین کآن

سید مخدوم نذیرؓ مستأش دال“

سیدنا ہمدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

لہ شواہدک ہتہ کہ رب، خاتم گنج، دفتر اول کتب، انتخاب کتب، دفتر اول کتب، شواہد کتب، انتخاب کتب
خاتم گنج چل۔ ۱۲

”آنچہ محمدؐ را واہ شد، را دادہ شد“ (معارج الولايت)

م

پس مندرجہ بالا بشارت اور فرمان حضرت امام علیہ السلام سے کہ

”حضرت محمد مصطفیٰؐ باطن میں دلی اور ظاہر میں نبی ہیں اور بندہ باطن میں نبی اور ظاہر میں رسول“

ان دونوں خصوصیتوں سے ظاہر ہے کہ جو کچھ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا، سیدنا ہمدی علیہ السلام کو دیا گیا؛ اور سیدنا ہمدی علیہ السلام کو دیا گیا حضرت صدیق ولایت کو دیا گیا۔ بالفاظ دیگر بندگی میاں سیدنا محمدؐ کو فیض نبوت اور فیض ولایت دونوں بدرجہ کمال حاصل تھے۔ ایسی مقدس ذات کے اعلیٰ اطلاق اور علوم مرتبت کو نبی ہندی کے سوا کما حقہ کون جان سکتا ہے؟ واللہ یختص برحمۃ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

ب حضرت امام علیہ السلام بندگی میاں را

ب

”ثانی علی“

فرمودند (خاتم فضل گت چل)

جس طرح ڈور نبوت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بشارت سے کہ

”انما مدینۃ العلمی و علی بابھا“

ن

آپ کا سلسلہ فیض دست بدست اور سینہ بہ سینہ سیدنا ہمدی علیہ السلام کے زمانہ تک چلا اسی طرح ڈور ولایت میں سیدنا ہمدی علیہ السلام نے بندگی میاں کو اپنے قائم مقام ”دب“ ہونے کے علاوہ وصال کے وقت ”بینائی خدا“ آپ کے حوالہ کی ہے (دب) اور یہ بھی فرمایا کہ

”چنانچہ ازمن فیض جاہی است، چمنان از شما جاہی خواہ شد و بسیا کساں از سبب بیان و

پس خوردہ شما بخدا خواہند رسید“ (دب)

پھر فرماتے ہیں۔

”کساں با تا قیامت قائم باشند در گردہ برادر م سید خوند میر، دب، وغیرہ وغیرہ

پس یہ کہنا بیجا نہ ہو گا کہ ڈور ولایت میں سیدنا ہمدی علیہ السلام مدینہ و علم ہیں اور آپ کے ”تابع تام“ (دب) و قائم مقام ”دب“ اور اولی الامر ہمدی (دب) حضرت صدیق ولایت دروازہ علم ہیں۔ ذیل کی بشارت سے ہم اسے اس بیان کی صراحت خوب ہو جاتی ہے۔

اہ۔ ایک روز سیدنا ہمدی علیہ السلام روزِ نیک کے شروع کا وگاہ پہن کر کھڑے ہوئے تھے کہ آپ نے اُس کو آدھا اور حضرت صدیق ولایت کو پہن کر فرمایا

”بھائی سید خوند شیر خدا آسدا اللہ الغالب ولایت مصطفیٰ ہستیہ“

بھی لوگ جانتے ہیں کہ نبوت میں اسدا اللہ الغالب حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا لقب ہے۔ چونکہ یہاں ولایت ہے اسلئے امام الانام حضرت ہمدی علیہ السلام نے اسدا اللہ الغالب کے ساتھ ولایت مصطفیٰ کی تخصیص کر دی۔ اسدا اللہ الغالب کے یہ معنی ہیں کہ ایسا شیر خدا جو سب پر غالب و برتر ہو۔

سیدنا ہمدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

”ولایت ذاتِ خداست“

چونکہ ولایت کا تعلق ذاتِ خدا یعنی رویت سے ہے اسلئے اسدا اللہ الغالب کے یہ معنی ہوئے کہ بندگی میاں کی ذاتِ میدان رویت میں شیر خدا ہے اور آپ کا سلسلہ فیض جمیع سلسلوں سے بڑھا ہوا رہے گا چنانچہ میدان رویت اللہ میں شیر خدا ہونے کی حیثیت سے آپ نے عام فیضِ ربانی کے علاوہ متعدد مرتبہ طالبانِ حق کے گروہ کے گروہ پر نظر ڈال کر ان واحد میں ان کو دیدارِ خدا سے سرفراز کر دیا۔

سیدنا ہمدی علیہ السلام کی نظر مبارک میں کس قدر اثر تھا اُس کی نسبت آپ خود ہی فرماتے ہیں کہ

”اگر کسی عبادت ہزار سال کردہ باشد کہ ان عبادت نزد خدا تعالیٰ مقبول شدہ است یک نظر بندہ بہتر است از عبادت ہزار سال“ (الصفات ب)

اور بندگی میاں سید خوند شیر خدا فرماتے ہیں کہ

”بندہ کی ایک نظر ہزار زمینوں کی مقبول عبادت بہتر ہے“

ہزار بیس یعنی ۸۳ سال کہو یا عمر طبعی کہو یا مطلب یہ ہے کہ انسان کی عمر بھر کی مقبول عبادت سے بندہ کی ایک نظر بہتر ہے۔ یہ بھی آپ نے ادا فرمایا ورنہ جو ذات حضرت امام علیہ السلام کی ذاتِ اقدس میں فنا ہو گئی ہو جس کی نسبت یہ فرمایا کہ ”ماوشما یک ذات ویک وجوہ مستقیم در میاں ماوشما بیچ فرق نیست“ جس کو قدم بر قدم بندہ (بیت) قائم مقام بندہ (بیت) اولی الامر بندہ (بیت) اور بدلہ ذات (بیت) وغیرہ دیگرہ بشارتوں سے ممتاز فرمایا ہو اُس کی ایک نظر کیا کچھ کر سکتی ہے ایشال کے طور پر ایک واقعہ درج کیا جاتا ہے۔

ایک روز دائرۃ کھان کھیل میں بندگی میاں کے رذوک کی وجہ سے آپ کے اکثر تابعین نماز ظہر کے بعد عیادت کے لئے حضور اقدس میں تشریف لائے، اور حضرت کے سامنے علقہ باندھ کر باادب بیٹھ گئے۔ [بندگی میاں چار پائی پر بیٹھے ہوئے تھے اُن کو دیکھ کر اٹھ بیٹھے۔] (انتخاب) [تعمودی دیر کے بعد بندگی میاں نے ایک ایک پر نظر ڈالی شروع کی۔ پہلے اُس فقیر پر نظر ڈالی جو آپ کی چار پائی سے لگ کر بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر اُن کی بازو کے فقیر پر پھر اُن کے پاس کے فقیر پر۔ یوں اول سے آخر تک تمام مجلس کے ایک ایک فرد پر نظر ڈالی۔ جب پہلے پر نظر پڑی تو وہ حسبِ محو اسے حدیث مَوْثِقًا قَبْلَ اَنْ تَمُوتَ تَوَّارِكَةً پھر دوسرے پر نظر ڈالی تو وہ بھی جان بحق تسلیم ہو گئے۔ یوں کل حاضرین مجلس حسبِ آئینہ کُلِّ نَفْسٍ ذَا لِقَاءِ الْمَوْتِ ترجمہ ہر شخص موت (مضوی حقیقی) کا ذائقہ (دیدار) چکھنے والا ہے۔ اسی وقت انتقال کر گئے۔

جلس میں ایک شخص بھی بیٹھا نہ رہا۔ اب بندگی میاں نے پھر علی الترتیب نظر حیات بخش ڈالی شروع کی۔ جو بندہ خدا پہلے بے جان ہو کر گیا تھا نظر فیض بخش پڑتے ہی زندہ جاوید ہو کر اٹھ بیٹھا۔ اسی طرح دوسرے پر نظر ثانی پڑتے ہی وہ بھی اٹھ بیٹھا۔ یوں مجلس کے کل افراد کو حیات ثانی نصیب ہوئی اور سب کے سب اٹھ بیٹھے۔ **بَشِّرْنَا اَنْتَا اَنْتَا خَلَقًا اٰخِرًا فَبَاتَا كَاللّٰهِ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ** ترجمہ۔ پھر ہم نے اُس کو دوسری مرتبہ پیدا کیا۔ پس بہت برکت والا ہے اللہ جو بہترین پیدا کرنے والا ہے۔ (دہل) بندگی میاں علم شاہ جالوری [ذو نیر بندگی میاں قاضی شہ تاج حسنی الملقب بہ اَلْکَلْبُ۔ انتخاب الموالمید] تحریر فرماتے ہیں کہ بندگی میاں کی نظر پڑتے پڑتے جب میری باری آئی تو حضرت کی پہلی نظریں فنا فی اللہ کی سیر حاصل ہوئی اور دوسری نظریں بقا باللہ کی شانوں کا لطف اٹھایا اور دفترِ اول کے (۷)

یہ بات پیشانی ایمان پر آپ زر سے لکھنے کے قابل ہے کہ پانی پر چلنا، ہوا میں اڑنا، سات سمندر کو خشک کر ڈالنا، اور سات طبقاتِ خشک پر دریا بہا دینا آسان ہے؛ لیکن محض نظر ڈال کر طرفۃ العین میں لاہوت اور باہوت میں پہنچا دینا مشکل ہے۔ خود بندگی میاں فرماتے ہیں

۱۔ ذرا دل۔ مکن چہام۔ باب ہتم میں دائرۃ کھان کھیل کو قبیلہ اظہار ایمان لکھا ہے۔ اسی طرح سدا میں شریف کو اسلام پورا اور محبت میں کبھی مسد زین یعنی رویت احسن اور بھی مسد زین احسن یعنی شہادت احسن یا مقام کھیل اور بیلیوٹ شریف کو سعادت آبا و کتبہ تھے۔ رویت اللہ سے بہ سعادت اور کیا ہو سکتی ہے لیکن انوس کہ یہ مبارک نام شہور نہ ہوئے۔ ۱۲۰ منہ

۲۔ کلام تہی۔ من طہنی وجد فی، ومن وجد فی عرفنی، ومن عرفنی احببنی، ومن احببنی احببتہ، ومن احببتہ فقتلتہ، ومن فقتلتہ فاناد یتہ۔ اللہ تعالیٰ حضرت محمد مصطفیٰ کی زبان مبارک سے فرماتا ہے کہ جو میرا طالب ہوا اُس نے مجھے پایا، اور جس نے مجھے پایا اُس نے مجھے پہچانا، اور جس نے مجھے پہچانا اُس نے مجھ سے محبت کی، اور جس نے مجھ سے محبت کی اُس کو میں نے اپنا دوست بنایا، اور جس کو میں نے اپنا دوست بنایا اُس کو میں نے جہنم کا خون [جاری]

خ د کو اڑکا ایک پاٹ اتنا بڑا ہو کہ اُس کے اوپر کا پھول آسمان میں ہو، اور اُس کے لوہے کا لوگدار مدار طالبِ خدا کی آنکھ پر رکھ کر زور سے گھمایا جائے، اُس وقت اُس کو کتنی تکلیف ہوگی، اگر اتنی تکلیف اٹھانے کے بعد بھی خدا حاصل ہو تو سمجھ لو کہ آسانی سے ملا۔

زہے نصیب اہل مجلس کے جن کو یہ دولت بے بہا بلا محنت و مشقت محض نظر مبارک کی برکت سے آج واحد میں حاصل ہوگئی! اللہ یَجْعَلُنِي إِلَيْهِ مَن يَشَاءُ وَيَخْتَلِي إِلَيْهِ مَن يُنِيبُ (س۲۱) ترجمہ اللہ جس کو چاہتا ہے۔ (انتخاب کر کے) اپنی طرف بھیج بلاتا ہے اور جو شخص رجوع لاتا ہے اُس کو اپنی طرف راہ بتاتا ہے (س۲۲) حضرت جہری رضی اللہ عنہ اسی واقعہ کی نسبت فرماتے ہیں۔

ملخص قصیدہ

آل کہ می داد از لب شیرینش جاں در مردگان	رفت لیکن معجزاتش این فسوں گریافت
حضرت بہ کا در لب جاں بخش تو شد زندہ جانِ قاریاں	وازلگا ہت مردگان جاں نیز از سر یافت
تا شہدی دیدار بخش از عالم روح القدس	از ضیاء پر تو توت اشیا مضمون یافت
فعل تو جز مصدر حق نیست اندر کل مال	کز نقل اسلمات کجھی امر صاور یافت
از سحاب نیض لطف کشت و ہماے جہاں	تا زگی و ہیجت و زیب مضمون یافت
ہر کہ امروز از کشادہ بار تو۔ باے نہ نسبت	پاڑ سودش سبک۔ فردا بخش یافت
ہر کہ او امروز نزل مائدہ از خوانت نیافت	بنیش فردا صلاے ذتی بر اٹھک یافت

[حاجاریہ] ہم ہو گیا، اُس کا خون بہا کیا ہے؟ دیدار خواہ وہ قتل کفار کے ساتھ شمشیر آہن سے ہو یا نفس کے ساتھ شمشیر فقر سے۔ اور عارفِ کامل کی نظر سے قتل ہو جانے کا تو کہنا ہی کیا ہے!

۱۔ جب خدا کا فضل بزدہ کے شامل حال ہوتا ہے تو تکلیف تکلیف نہیں رہتی بلکہ طالبِ خدا اس تکلیف میں بھی خدا کے فضل کا ہاتھ دیکھ کر سرورِ الوقت رہتا ہے۔ فضل ہی بڑی دولت ہے۔ سیدنا محمدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

۲۔ اگر فضل کئی ایک جوئے، جینوسے، جینوسے جینوسے، گردن کئی ایک ٹوٹے، ٹوٹے ٹوٹے ٹوٹے (حاشیہ)۔

۳۔ فَقُلْ أَسْأَلُكُمْ خَيْرَ مَا فِي اللَّهِ وَمِنَ النَّبِيِّ (س۲۱) ترجمہ۔ (اے محمد) کہہ دو کہ میں نے تو خدا کے آگے پناہ تسلیم نہ کر دیا، اور

جس نے میری پیروی کی (اُس نے بھی) بہت۔

۴۔ إِنَّ تَجْعَلُونَ لَنَا آيَاتٍ فَتَأْتُنَا مِنَ الْغَيْبِ الْكَبِيرِ (س۲۲) ترجمہ۔ کچھ ٹک نہیں کہ (آخرت میں) تمہارا وقت (پڑے) مجرموں کا کھانا ہو گا جیسے کھملا ہوا آنا ہے (اور) وہیٹ میں ایسا کھلے گا جیسے جھلتا ہوا پانی کھلے (حاجاریہ)

لے شیر ارباب دولت ہر گدے دگرہت
 حمد و شکر بے ی و حق را کہ بعد از ذات او
 از کف جو تو ہر انعام آؤ نر یافتہ
 کہ شعاع خورشید نقصان ذرہ زائل گز یافتہ
 بر رہ آذخول الی اللہ خلق زہر یافتہ
 کز آب نمی گون تو صہبائے کونین یافتہ

نوٹ۔ داعی الی اللہ۔ ساقی کوشش اور رحمتہ للعالمین، اصالتاً حضرت خاتمیں علیہما السلام کا لقب ہے اور تبعاً بندگی میاں کا۔

۵۲۔ ایک روز سیدنا ہمدی علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ

« ای محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا مصحف دادی بندہ را چہ دادی؟ فرماں شد۔ لے سید **۵۲**
 محمد ترا بدلہ مصحف میدخوندمیرا دادیم »

کیا یہ معمولی بات ہے کہ ایسا کلام اللہ جس کی حضرت محمد مصطفیٰ کے جیسی ذات مقدس نمودر نزول نبی ویسی بے نظیر کتاب اللہ کے عوض حضرت خلیفہ اللہ کو بندگی میاں بظنی ذات عطا ہوئی۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ تک چار آسمانی کتابیں اور کئی صحیفے نازل ہوئے مگر اللہ کے برگزیدہ بندوں میں سے کسی پیغمبر یا ولی اللہ کو ایک صحیفہ کا بھی بدل نہیں فرمایا۔ جبکہ بندگی میاں کی ذات بدلہ مصحف شریف ہے تو قرآن کریم کی یہ خاص صفت آپ پر باحسن الوجوه صادق آتی ہے جہاں اللہ تعالیٰ اپنی کتاب کی شان میں فرماتا: *ذالک انکتابہ کلادیب فینا وھدای للْمُتَّقِیْنَ*۔ یعنی یہ وہ کتاب ہے جس کے کلام الہی ہوتے، میں کوئی شک نہیں ہے۔ وہ پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے پس بندگی میاں کی ذات بھی نہ صرف گنہگارانِ امت کے لئے بلکہ مستحق اور پرہیزگاروں کے لئے بھی ہدایت ہے۔ لہذا آپ کی ذات ہدایت مجسمہ نہایت تاب اور اللہ تعالیٰ کی صفت ہادی کا منظر خاص

[جاریہ] اس کے علاوہ ہر فرشتوں کو حکم دینے کے واسطے کو کر لیا اور گھسیٹتے ہوئے جہنم کے چھوٹے بیچ بکسے جاؤ، پھر اس کو یہ سزا دیا کہ اس کے سر پر ٹھکرتا ہوا پانی ڈالو؛ دھیر، دم دور ہی کی معیبت بڑھانے کو اس سے کہنے کے لئے۔ اس عذاب کے مزے چکھو کہ کیونکہ تو اپنے گنہگاروں میں بندہ کو بڑی سزاوار اور بزرگ سمجھا ہوا تھا۔ (۳۶)

۵۳۔ *مَنْ لَهَا بِسَبْتِیْ اَدْعُوْا اِلَی اللّٰہِ عَلَیْ بَصُوْرَتِیْ اَنَا وَبَنِیْ اَبْنِیْ*۔ (۳۶) ترجمہ۔ سزے کے لئے کہو کہ میری راہ ہے میں اور جس نے میری پیروی کی اللہ کی طرف بیانی پر بلائے ہیں۔ ۱۳

۵۴۔ *وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ*۔ (۳۶) ترجمہ۔ اور میں نے پیغمبر، ہم نے تو تم کو دنیا جہاں کے لوگوں کے حق میں رحمت (بنا کر) بھیجا ہے اور بس۔ (۳۶)

۵۵۔ *اِنَّا اَخْلَقْنَاکَ الْکَوْنِیْنَ* ترجمہ۔ (۳۶) ترجمہ۔ (۳۶) ترجمہ۔ اور میں نے پیغمبر، ہم نے تم کو کونین کو توں کیا جگہ۔ (۳۶) ترجمہ۔

ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں جو اوصاف و شمائل بغیروں کے بیان فرمائے ہیں، وہ سب اوصاف بلحاظ بدلہ قرآن ہندگی میاں میں موجود تھے اور مبین قرآن حضرت ہمدی کی اس بشارت سے کہ ”چنانچہ بندہ قدم بر قدم محمد مصطفیٰ است شہا قدم بر قدم بندہ ہستید“ (ب) سے اس امر کی تصدیق بھی ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اپنی ذات کے جو صفات بیان فرمائے ہیں، وہ سب باستثنائے الوہیت و خالقیت جس طرح حامل قرآن حضرت محمد مصطفیٰ و مبین قرآن حضرت ہمدی موجود کی ذات مقدس میں موجود تھے ہندگی میاں بھی بوجہ بدلہ قرآن ان اوصاف میں باستثنائے خصوصیات رسالت و نبوت و ہدیت و نعمیت قل خاتمیں ہیں اور جس طرح امام الانام سیدنا ہمدی علیہ السلام بقولے آیتہ شحرات علینا بیانہ و کفرمان خدا سے پاک یہ معانی قرآن توجعاً کریم ”قرآن کریم کے مبین حملہ اللہ میں ہندگی میاں بھی حسب بشارت بدلہ قرآن تبعاً صحتیں کلاہم اللہ اور بہ الفاظ بشارت ہمدی“ حاصل بیان قرآن“ ہیں۔

بشارت بالآگی جو توضیح کی گئی ہے، اُس کی صداقت پر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی ہر شہادت ہے کہ
 ”لے سید خود نیز از برگزیدم و ترا بجاسے سید محمد شستن گردانیدیم و چندین خلعتہا ترا دایم پ
 و معانی قرآن ترا معلوم گردانیدیم“ (الصفات ب)

صاحب خاتم سلیمان کی گلشن ششم جن اول میں تحریر فرماتے ہیں کہ
 ”لے سید خود نیز از برگزیدم و ترا بجاسے شستن سید محمد سزا دار گردانیدم و ترا قرآن پ
 میراث کردہ دادم و چند حکمتہا و خلعتہا ترا عطا کردم و معنی قرآن بر تو شادم و در علم مراد
 من ترا الہام بخشیدم“ (ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۱۳۳)

المختصر آپ کے اخلاق عظیمہ، علوم مرتبہ، اور ظاہر و باطن صدہا محاسن عالیہ سے آراستہ ہونے میں کتاب اللہ اور فرمان
 مراد اللہ شاہ ہے۔ کہہ دیا اللہ نے ہمدی سے یہ بدلہ قرآن ہے ذات خود میر
 و بالحق انزلناہ فی بالحق نزلت ترجمہ۔ اور ساتھ حق کے تاما ہم نے اُس کو اور ساتھ حق کے آرا۔ (۱۱۱) سورہ
 بنی اسرائیل کا اخیر کوع۔ ذالفضل اللہ یعنی تیدہ من یشاء ابن اللہ لذ و فضل عظیم۔

ب۔ ایک روز حضرت صدیق ولایت رضی اللہ عنہ نے ہندگی حضرت میراں علیہ السلام سے عرض کیا کہ
 ”بندہ نے معاملہ میں دیکھا کہ ایک بڑی ندی زوروں سے بہ رہی ہے، اور لاشیں گھاس پھوس کی

طرح پانی پر بھی علی جا رہی ہیں۔ وہاں حضرت رسالت صلی اللہ علیہ السلام اور آپ کریمؐ کے لئے ہوئے ہیں۔ جو شخص ہاتھ پاؤں ہلا کر اس نندی سے نکل آئے گی کوشش کرتا ہے، اُس کو آنحضرتؐ صلعم اور آپ ہاتھ پکڑ پکڑ کر باہر نکال رہے ہیں، اور بندہ کو فرماتے ہیں کہ

”بھائی سید خوند میر شہا ہم کر بہ بندید، و بہ بیند کسے کہ دریں جو سے دست و پا جنبانند، آن را ن م بیرون کنید“

بندہ نے حضرت کا فرمان سہرا اٹھالیا اور ویسا ہی کیا۔ یہ سن کر حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا ”آئے۔ آنچہ دیدید تحقیق است۔ دنیا مثال جو سے پز جوش می رود و خلائق در طلب دنیا و رحمت ہجوں فار و خس می روند۔ دریں جو سے کسے کہ دنیا را پر بلا و آلت تشبہ روز قصد بیرون شدن می کند، آن را حضرت محمد مصطفیٰؐ کو بندہ، و شما دور می کنند۔“ ذکر شہا ہم ہیں است تذکرہ الصالحین باب اول، ”ما و شما جدا نیئم۔ یک وجود بستیم۔“ (آن را حضرت محمد مصطفیٰؐ کو بندہ، و شما بیرون می کنند؛ زیرا کہ محمد مصطفیٰؐ، و بندہ، و شما جدا نیئم۔ یک بستیم۔) (انتخاب الموالیہ باب ۱)

اس بشارت میں دو قسم کے لوگ بتائے گئے ہیں ایک وہ ہیں جو طلب دنیا میں ڈوبے ہوئے ہیں؛ اُن کو حضرت امام علیہ السلام نے ”مردہ صفت“ فرمایا؛ وہ گھاس پھوس کی طرح دنیا کے پُر زور دنیا میں بہتے چلے جاتا ہے۔ دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں جن کی نسبت اس بشارت میں یہ الفاظ آئے ہیں کہ ”جو شخص اس دنیا میں ہاتھ پاؤں ہلا رہا ہے، یعنی جو شخص دنیا کو آفتوں سے بھری ہوئی سمجھ کر اُس سے نکل آئے گا رات دن قصد کرتا رہتا ہے؛ انہیں لوگوں کو حضرت محمد مصطفیٰؐ، حضرت ہمدی مراد اللہ، اور حضرت صدیق ولایت دیا سے دیکھ کر کھینچ کھینچ نکالتے ہیں؛ پہلی قسم یعنی ”مردہ صفت“ یا طالب دنیا، کی نسبت حضرت امام علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”طلب دنیا کفر و طالب دنیا کافر“

یہ تو سُنتم ہے کہ کافر کے لئے نجات نہیں ہے۔ فَاَمَّا سَنِي طَعْنِي وَ اَشْرَ اَلْحَيْوَةِ اللّٰهِيَّةِ اِنَّ النَّجِيحَةَ الْمَاوِي تَرَجَمَهُ جَسْنُ لِي كَرَشِي كِي اُو ر د نِيَا كِي ز ن كِي ا خْتِيَار كِي اُس كَا طَعْنَا نَا دُو ن جِهَةِ (نہت)

آپ کلمہ کی چار قسمیں اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ

۱۔ شواہد۔ ۲۔ نذر اول کتبہ۔

”کیے صلا اللہ الا اللہ گفتنی است۔ دویم صلا اللہ الا اللہ دیدنی است۔ تیوم صلا اللہ
 صلا اللہ چشیدنی است۔ چہارم صلا اللہ الا اللہ شدنی است۔ اس ہر سہ مراتب انبیاء و
 اولیاء اندیسی علم الیقین دین الیقین و حق الیقین و یک قسم کہ صلا اللہ صلا اللہ گفتنی
 ماندہ است از میان این چہار قسم، صفت مناقان است کہ نفس ایمان ندارد و کہے کہ
 نفس ایمان ہم ندارد از عذاب چگونہ رہد! (الضائف ج ۱)

یعنی نجات کے لئے اقل شرط نفس ایمان ہے اور مناقول میں یہ شرط بھی نہیں پائی جاتی اس لئے وہ عذاب سے نہیں
 بچ سکتے۔ پس جو مردہ صفت طالب دنیا گھاس پھوس کی طرح بیجے جا رہے ہیں وہ کافروں اور مناقول کی قسم سے
 ہیں جن میں نفس ایمان بھی نہیں ہے۔ اسی لئے حضرت محمد مصطفیٰ، حضرت ہمدی مراد اللہ اور حضرت صدیق ولایت
 جیسی مقدس ذاتیں بھی ان کو نہیں بچاتیں۔

اب ہمیں دیکھنا چاہئے کہ نفس ایمان کیا ہے؟ سیدنا ہمدی علیہ السلام نفس ایمان کی نسبت تمہید
 باندھ کر بہت وضاحت کے ساتھ خود ہی سوال کر کے فرماتے ہیں کہ

”در طالب چہ چیز فرض است کہ بدل بخد ابر سدا؟ اور خود ہی اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ
 نہ آن عشق است یا پھر سوال کرتے ہیں کہ در عشق چہ گو نہ حاصل شود؟ خود ہی جواب میں
 فرماتے ہیں کہ تو جہ دل دائم سوے حق دارد، چنانکہ دل بر بیچ چیز مائل نشود۔ در لے اس معنی
 ہمیشہ خلوت اختیار کند، و با بیچ کس نہ پردازد، نہ با یار، و نہ با خیاب، در ہمہ حال چہ۔ در
 ایستادن، و نشستن، و غلطیدن، و خوردن، و آشامیدن، ملاحظہ با حق کند۔ یعنی
 صفت نفس ایمان اس است (الضائف ج ۱)

پھر فرماتے ہیں کہ

”مومن آن کس است کہ ہمہ مال ببالغڈ و و اذلا صہال“ (صحیح شام، در توجہ حق باشد)۔ حاشیہ
 بندگی میاں سید خوند شیرانی تصنیف عقیدہ شریفہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

”حضرت میران علیہ السلام حکم کردہ است کہ در ہر ہر کیے مرد وزن طلب دیدار خدا فرض است؛
 تا آنکہ بچشم سر، یا بچشم دل، یا در خواب، خدے رانہ بیند مومن نباشد؛ مگر طالب صادق
 کہ (۱)، سوے دل خود را از غیر حق گردانیدہ است (۲)، و سوے دل خود را سوے مہلا آوردہ

است (۳)، و ہمارے مشغول بجد است (۴)، و از دنیا (۵)، و از غلق عزت گرفته است (۶)۔
 و ہمت از خود بیرون آمدن می کند۔ این چنین کس را ہم حکم ایمان کردی، (انصاف بل)۔
 پس طالب صادق یعنی مومن حکمی ہی میں نفس ایمان پایا جاتا ہے اور انہیں کو حضرت محمد رسول اللہ، اور
 حضرت ہمدی مراد اللہ، اور حضرت صدیق ولایت ہلاکت سے بچاتے ہیں۔ کیونکہ طالب صادق یعنی مومن حکمی ہی
 ”ہمت از خود بیرون آمدن می کند“

یا اس بشارت کے الفاظ ہیں۔

”شب و روز تصد بیرون آمدن می کند“

ایک دوسرے موقع پر طالب خدا کی نسبت سیدنا ہمدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

م طالب خدا را ہر دو حال خوب است۔ اگر نہ دبیر دہتر؛ و اگر چند روز حیات شو کہ عمل صالح“

کند بہتر (دعاشیہ)

گجراتی زبان میں فرماتے ہیں۔

م ”دونوں ہاتھوں لاڈو نمٹوئے جنوئے مومن کے“ (دعاشیہ)

پھر فرماتے ہیں۔

م ”بائے چٹری چوندھلی بینائی ہم حاصل کن تا فلاح یابی“ (دعاشیہ)

پھر فرماتے ہیں

م ”صلا اللہ صلا اللہ بر دل کسے این مقدار بماند، کسے کہ دانہ مونگ بر سر سیر کاؤ بیند از د، و
 آواز کند، کار او تمام شود“ (دعاشیہ)

برعکس اس کے

دو خلیق در طلب دنیا مردہ صفت ہجو فار و خمس می روند یہ

یہ لوگ دولت نجات سے محروم ہیں۔ کیونکہ ان میں نفس ایمان یا بالفاظ حدیث ذرہ برابر بھی ایمان نہیں ہے۔
 بشارت بالا میں یہ الفاظ قابل توجہ ہیں۔

۱۔ سیرۃ النبی میں لکھا ہے کہ تیاست کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گنہگاران امت کی نجات کے لیے سرسبز و حوض آبادی
 میں سفارش کریں گے۔ اخیر میں ان گنہگاروں کی بھی نجات ہو جائیگی جن میں ذرہ برابر بھی ایمان باقی ہوگا (صراط حدیث)۔ ۱۲

۱) حضرت محمد مصطفیٰ، و بندہ، و شما پیروں می کنند۔ کار شما ہم ہیں است؛

۲) زیرا کہ محمد مصطفیٰ و بندہ، و شما جدا نیتیم؛ یک وجود ہستیم؛

یہ بات سُن کر ہے کہ حضرت خاتمین علیہا السلام و ارفع ہلاکت اُمت ہیں۔ اس بشارت میں کار شما ہم ہیں است۔“ سے حضرت صدیق ولایت کی شان جس معراج پر نظر آ رہی ہے اُس کے اظہار کے لئے الفاظ میں قوت کہاں سے لائیں!

بشارت کے دوسرے اقتباس میں تینوں ذاتوں میں کمال یکتائی کا اظہار خاص حضرت ولایت مآب علیہ السلام کی زبان مبارک سے کس صغافی اور صراحت کے ساتھ ہو رہا ہے!

”زیرا کہ محمد مصطفیٰ، و بندہ، و شما جدا نیتیم؛ یک وجود ہستیم“

جب تینوں ایک ہی وجود ہیں تو ہندگی میان کو فیضانِ نبوت و نیز فیضانِ ولایت دونوں حاصل ہیں۔ بالفاظ دیگر آپ کو حضرت محمد مصطفیٰ کی ذات اقدس میں بھی سیر حاصل ہے جس کو سیرِ نبوت کہتے ہیں اور حضرت ہمدی علیہ السلام کی ذات اظہر میں بھی سیر حاصل ہے جس کو سیرِ ولایت کہتے ہیں۔ المختصر ہندگی میان نبی کی ذات حضرت خاتمین علیہا السلام کے کمالات نا تناب یہی کی مظهر اتم ہے۔

پہلے تو حضرت ابو بکر صدیق، اور حضرت علی اسد اللہ الغالب کی مناسبت سے ذات ہندگی میان میں اتحاد و یکتائی کا اظہار فرمایا گیا۔ پھر اس بشارت میں امام الانام سیدنا ہمدی علیہ السلام نے ہندگی میان کو نہ صرف اپنی بلکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں بھی کمال اتحاد و یکتائی کا بلند ترین مرتبہ نہایت صاف

۱۱۔ اگرچہ سیدنا ہمدی علیہ السلام کی زبان مبارک سے حضرت ثانی امیر و نیز حضرت ثانی ہمدی رضی اللہ عنہما کی نسبت کتابوں میں یہ نہیں دیکھا گیا کہ بیشیرین کلین رضی اللہ عنہما کو یہ دونوں سیر حاصل ہیں بلکہ یہی دیکھا جاتا ہے کہ حضرت ثانی ہمدی کے سیر اظہر پر سیر نبوت کا تاج لگا گیا اور حضرت ثانی امیر کے فرق مبارک پر سیر ولایت کا تاج رکھا گیا۔ لیکن جب کہ سیدنا ہمدی علیہ السلام نے دونوں کو ”ذاتی“ فرمایا ہے ”مظہر اتم“ فرمایا ہے ”مقلم مقام“ فرمایا ہے ”یک ذات و یک وجود“ فرمایا ہے ”بہم تبتہ“ و ہر دو ذات برابر شدہ اندہ“ یعنی ہمدی اور ثانی ہمدی [فرمایا ہے تو ایسی سندس اور کامل و اکل مستیوں سے کن سی بات پوشیدہ رہ سکتی ہے؟ اگر فیرض محال حضرت ثانی ہمدی کو سیر ولایت اور حضرت ثانی امیر کو سیر نبوت حاصل نہیں ہے تو آپ دونوں ناقص ہیں اور ناقص ظہر اتم کیسے ہو سکتے ہیں؟ یا بشارت ”ذاتی“ اس کے صحیح معنوں میں دونوں کیسے عاید ہو سکتی ہے؟ بات یہ ہے کہ سیدین رضی اللہ عنہما میں بہت سی تالیفیں ہیں جو الفاظ بشارت میں بیان نہیں ہوئیں۔ لیکن بشارتوں میں بیان نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان میں یہ تالیفیں نہیں ہیں۔ مثلاً سیدنا ہمدی علیہ السلام نے ہندگی میں شاہ ولائہ کی نسبت فرمایا ”حقیقی میں رانی کا دانہ“ یا ہندگی میں شاہ نظام کی نسبت فرمایا ”بل کلمہ حریفیل“ یا ہندگی میں شاہ نعمت کی نسبت فرمایا ”معارض بدعت“ تو کیا سیدین رضی اللہ عنہما ان صفات سے غالی ہیں؟ بلکہ یہ تمام صفتیں آپ دونوں [جاہل]

اور صریح الفاظ میں بیان فرمایا۔ پھر اس مرتبہ پکتائی کا اظہار بھی ایک ایسی جلیل القدر صفت کے ساتھ کیا جو محض حضرت خاتمین علیہما السلام کے ساتھ مخصوص ہے۔ یعنی اُمت کو بلائیت سے بچانا۔ قل ان الفضل بید اللہ یقرتہ من یشاء و اللہ واسع علیم۔

۵۴۔ امام الانام سیدنا ہمدی علیہ السلام زندگی میاں سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔

۱۔ لے برادر م سید خود میرا ہر کہ دشمن شہماست آن کس دشمن ماست ؛ و ہر کہ دشمن ماست او دشمن رسول اللہ است ؛ و ہر کہ دشمن رسول خداست او دشمن خداست ؛ و خاتم صلگت چلے

دفترا دل رکن سوم باب پنجم ، اور شواہد الولایت باب بیست و ہفتم میں لکھا ہے کہ
 ۱۔ ما دشما یک وجود ہستیم ہر کہ [کسے کردن مع] انکار شہما کن ، او منکر ذات بندہ است ؛ و ہر کہ دشمن شہماست آن کس دشمن ماست ؛ و ہر کہ دشمن ماست ، او دشمن رسول خداست ؛ و ہر کہ دشمن رسول خداست ، او دشمن خداست

اس شبہات میں تین جزو پائے جاتے ہیں۔

۱۔ ما دشما یک وجود ہستیم

۲۔ ہر کہ انکار شہما کند او منکر ذات این بندہ است

۳۔ ہر کہ دشمن شہماست او دشمن بندہ است

جزو اول یعنی "ما دشما یک وجود ہستیم" سے مرتبہ پکتائی کا اظہار ہو رہا ہے

جزو ثانی یعنی "و ہر کہ انکار شہما کند او منکر ذات این بندہ است" سے مرتبہ پکتائی کو جامع اور مستحکم بنا رہا ہے۔

بیشکی تردید واقعہ (راہچہ تانہ) سے منبجہ جاتے ہوئے راستے میں پتین نام کے سانپ کثرت سے ہوتے ہیں۔ وہ کاٹتے نہیں ہیں بلکہ دم پیتے ہیں ، اسی وجہ سے ان کا نام پتین رکھا گیا۔ اگر قبستی سے مسافروں نے وہاں تعام کیا اور رات کو سو رہے ، تو پتین ہر شخص کی ناک کے پاس آکر اُس کا دم پیتے اور زہری دم داخل کرتے رہتے ہیں جس سے مسافریند ہی میں مرجاتا ہے۔

سیدنا ہمدی علیہ السلام جب جیل سیر سے روانہ ہو کر اس جاں ستان جنگل میں پہنچے اور شب پاشی کا ارادہ فرمایا

[جاری] میں بلکہ موجود ہیں لیکن اصولی بات یہ ہے کہ ایک صحابی کے ساتھ نامزدہ بشارت دوسرے صحابہ کے ساتھ ان ہی الفاظ میں منسوب نہیں کر سکتے۔ دوسرے پہلو بامعتقدی امر تو یہ ہے کہ سیدین صحیحین ہر بات میں کامل و اکل ہیں اس لئے ان کے ساتھ جو یہ وصفت [جاری رہا]

تو ایک شخص عرض کرنے لگا کہ ہم چالیس آدمی تھے ۳۹ ساتھی تو نیند ہی میں مر گئے اور مجھے کھانسی کی وجہ نیند آنے سے بٹھا رہا اس لئے بیچ گیا، آپ حضرات بھی سو نہ رہیں۔

سیدنا ہمدی علیہ السلام حالت سفر میں بھی نوبت قایم رکھتے تھے لیکن اس وقت آپ نے نوبت معاف کر دی اور فرمایا

” سب کے سب سو جاؤ “

اُس وقت خداوند تعالیٰ کی بارگاہِ عظمت و جبروت سے یہ فرمان صادر ہوا کہ

” درہر کہ دزخفتن برگفتہ تو غش کند از حضرت تو مرد و در گرد “

دیکھئے یہ صحابی تصدیق سے نہیں پلٹے، ہجرت اور صحبت سے باز نہیں آئے، لیکن اگر کسی کے دل میں مرجانے کا شبہ آجاتا تو وہ حضور اقدس سے مردود ہو جاتا۔ لیکن ایسا کیوں ہونے لگا؟ تو بڑے ہی راسخ الافکار اور پچھے جاں نثار تھے۔ پس بندگی میاں کی ذات؛ بلکہ بندگی میاں کی نسبت سیدنا ہمدی کی فرمائی ہوئی کسی ایک بشارت سے بھی نکلا

کیا تو اس کے لئے وہی فرمان صادر ہو گا کہ

” درہر کہ برگفتہ تو غش کند از حضرت تو مرد و در گرد “

صحابی ہمدی حضرت ہرئی فرماتے ہیں

ہر کہ مخالف شود از فضل آن گشت مخالف ز امام جہاں

بندگی میاں کا انکار تو بہت بڑی بات ہے، اگر بندگی میاں کے کسی تابعی کی زبان سے خواہ وہ تابعی صحابی

ہی کیوں نہ ہو، کسی دوسرے صحابی ہمدی کی نسبت محض اپنے آقا اور مرشد حضرت صدیقی ولایت کے ساتھ

کمال محبت، وفاداریت، اور جوشِ عشق میں کوئی بے ادبی کا لفظ زبان سے بے ساختہ نکل گیا، تو آپ نے فوراً اُس

صحابی سے رجوع کر دیا؛ اُس کو دُرسے لگوائے؛ اور تجدیدِ بیعت کا حکم فرمایا۔ بندگی میاں کے اس فعل میں یہ سوال

پیدا ہوتا ہے کہ آپ نے تنبیہ کی، اور پس ماندوں کی ہدایت کے لئے دُرسے لگوائے، اور بندہ کا قصور بندہ

ہی سے معاف کر دیا، اچھا کیا؛ اور ایسا ہی ہونا چاہئے؛ لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ میاں اور

بی بی، دونوں مصدق ہوتے ہوئے، بیعت کیسے ہو گیا! بادی النظر میں یہ امر حیرت انگیز معلوم ہوتا ہے؛

لیکن خود بندگی میاں کی زبان مبارک سے یہ عقدہ حل ہو جاتا ہے۔ آپ اپنے فدائیوں سے فرماتے ہیں کہ

خ «نباید کہ کسی در حق ایشان (صحابیؓ) ہمدی مطلق بد کند کہ ایشان بر میان مادر حضرت صدیق ولایت
چنان چنان نوشتند و حکم کر دند۔ ایشان ہمہ برادران بندہ دمن، انداگر بندہ رادرا، زیر و زبر
کنند، و نگہتائے گوشت من خورد و خورد کردہ چچوں خوردل باریک کنند، تا ایشان رازیاں نہ رسد
و ہر کہ ازیں جلد تا بعین بندہ (برایشان) خشم زخ کند، ما جاسے او بجز دوزخ نباشد» (انتخاب)
و باز فرمودند کہ

خ «و حکاکہ عام ہاجر ہمدی، بجز دوزخ جائے نیست» (انتخاب)۔
اللہ اللہ صحابہؓ ہمدی کی شان تو دیکھو کہ اُدھر کسی صحابی کی طرف برنجھی نظر سے دیکھنا، یعنی حسن عقیدت، ادب، اور
تعظیم سے پیش نہ آنا؛ اور ادھر ادنیٰ اصحابی کا دھکا یعنی اُس کی دل شکنی سے اس کے عتاب میں آنا؛ یہ دونوں فعل تمام
عبادتوں اور ریاضتوں بلکہ اُس کے علم معرفت کا لیا میٹ کر کے دوزخ میں لیجانے کی سیدھی یٹرک بن جاتے ہیں۔ سیدنا
ہمدی فرماتے ہیں کہ

م «بیچ مومن در دوزخ نہ رود»
حضرت کے اس فرمان سے معلوم ہوا کہ صحابی ہمدی کے ساتھ بے ادباناہ کلام اُس کے ایمان حقیقی کو سلب کرنے کے لئے کافی ہے۔
حضرت صدیق ولایت نے اسی بنا پر کہ نبی بی تو بیشک مومن تھی، لیکن میاں کا ایمان سلب ہو جانے سے نکاح ٹوٹ گیا؛
اس لئے آپ نے تجدید نکاح کی ضرورت لاحق سمجھ کر از سر نو نکاح کرنے کا حکم نافذ فرمایا۔ پس جبکہ عام صحابہؓ ہمدی کی یہ
شان ہے کہ محض اُن کی طرف ترنجھی نظر سے دیکھنا، یعنی اُن کو تعظیم سمجھنا، یا اُن کا دل دکھا کر اُن کے عتاب میں آنا، یہ فعل
نفس ایمان کو جڑ سے نکال کر جہنمی بنا دیتے ہیں، تو حضرت شاہ خود میرٹز کی شان کے خلاف کسی نے قلم سے، یا زبان سے
ذرا بھی بے ادب کا سخن نکالا تو اُس کا کیا مشر ہو گا!

تیسرا جزو یعنی وہ ہر کہ دشمن نہماست او دشمن بندہ است» اور کے دونوں اجزا کا لازمی نتیجہ ہے۔

سبحان اللہ! کیا ہی بڑی شان ہے ہمدی کی کہ حسب فرمان حضرت ہمدی علیہ السلام
«ہندگی میاں کا دشمن ہمدی کا دشمن۔ ہمدی کا دشمن رسول کا دشمن۔ اور رسول کا دشمن خدا کا دشمن»

شہر تابے یعنی ہندگی میاں سید خود میر سید الشہید، صدیق ولایت، عامل بار امانت، ہدایت ذاتی ہمدی رضی اللہ عنہ
کی دشمنی و کسر شان، اللہ تعالیٰ کی دشمنی کی وجہ تک پہنچا دیتی ہے۔

اسی واسطے ہندگی میاں شاہ دلاور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

” بندہ نے بہشت کے دروازہ پر تین چھینریں لکھی ہیں، دیکھیں (۱) حضرت رسول کریم کا کلمہ (۲) حضرت ہمدی موعود کی تصدیق۔ اور (۳) میاں سیدخوند میر کی محبت (حاشیہ انصاف نامہ)

پس جس میں تین یا تین پائی جائیں اسی کے لئے بہشت کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے التجاہے کہ بندگی میاں کی سچی محبت اور عقیدت، اور آپ کی خوشنودی اور شفقت، نصیب کرے اور وعید دوزخ سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

۵۵۔ بندگی میاں پر بے پایاں انصاف ایزدی، اور بے انتہا عطیات الہی کی نسبت حضرت میراں علیہ السلام فرماتے ہیں

” دادۂ الہی را شمار نیست، و در عقل بشر امکان نیست۔ کسے دانند کسے راجی دہد خدا می دانند **۵۵**

خدا می دہد۔ چنانچہ میاں سیدخوند میر را دادہ آں کس دادند، یا دل میاں سیدخوند میر دانند۔ احوال معلوم نمی شود، بیشتر معلوم خواہد شد کہ این چنین دادہ است **۵۵**

اس بشارت کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ بندگی میاں کی ذات و طرح سے موعود عطیات بے غایات نبی ہوئی ہے۔ ایک تو بالواسطہ، دوسرے بلا واسطہ۔ جو خدا می دانند، اور دہد خدا می دہد، سے ظاہر ہے۔ اس بشارت میں عطیات لانہایت، اور پورا اثر الفاظ کی توضیح سے قلم عاجز، اور عقل انسانی اس کے ادراک سے قاصر ہے۔ انصاف ایزدی اور حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام کے الغامات سے حضرت صدیق ولایت کا دامن اس قدر بھر ہوا ہے کہ آپ کی پاکیزگی، فیوض خداوندی کا سراپا نظر آ رہی ہے اور آئینہ زندگی پر جو دُشمنانی فرمائی گئی ہے اس میں چار چاند لگ گئے ہیں۔

۵۶۔ پھر فرماتے ہیں

۵۶۔ ”بھائی سیدخوند میر و خدائی خدا از شما کسے قاضی نیست“

جو بشارت اوپر نہ کو رہی کہ ”دادۂ الہی را شمار نیست“۔۔۔۔۔ اس داد و دہش کا یہ نتیجہ ہے کہ خدا کی خدائی میں آپ سے بڑھ کر کوئی نہیں۔ بندگی میاں کو یہ سند خاص حضرت خلیفۃ اللہ کی پیشگاہ ذی جاہ سے عطا ہوئی ہے۔ اس لئے اس کی جتنی بھی قدر و منزلت کی جائے تھوڑی ہے۔ اگر فرض محال گذشتہ چھین بشارتیں یا الفاظ دیگر سندیں جو حضرت صدیق ولایت کو بارگاہ حضرت ولایتناہ علیہ السلام سے عطا ہوئی ہیں کسی کے ملاحظہ سے نہ گزریں اور صرف یہی ایک بشارت دیکھنے میں آئے تو بھی بندگی میاں کے اعلیٰ و ارفع مراتب عطیات ایزدی انصاف الہی، اور آپ کی افضلیت کا جو ٹوٹا اس کے دل میں گھر کر جائے گا۔ کیونکہ یہ بشارت سب کو جامع، سب کا

۵۷۔ آداب ۱۱۔ فاقم ضابطہ۔ آخبار ۱۱۔ ۱۲۔ آخبار ۱۱۔ ۱۲۔ آخبار ۱۱۔ ۱۲۔

نہت باب، اور کل بشارتوں کا ثمرہ ہے۔

۵۷۔ بندگی میاں نہ کو یہ بشارت دینے کے بعد کہ ”وَرِخْدَانِی خُذَا از شَمَا کَسے فَاضِل نِیْت“ سیدنا ہمدی کا اس بات کی آرزو کرنا کہ

سیدنا

”بندہ طالبِ مشتِ خاک از دستِ سیدِ خود میراست“

تقاضا سے فطرت ہے۔ اور حسبِ خواہش حضرت امام علیہ السلامؑ کے میں اس پر عمل بھی ہو گیا۔

۵۸۔ پھر فرمایا

سیدنا

”اے میاں سیدِ خود، میرے بندہ برتسا باشد یا شتا بر بندہ با شتا“

اس بشارت میں نماز جنازہ کی امامت کی اہلیت کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ بشارت کے پہلے جزو میں کہ

”اے میاں سیدِ خود میرے بندہ برتسا باشد“

یعنی جیسا کہ تمہاری نماز جنازہ کی امامت کے لائق میں ہوں اسی طرح

اور شتا بر بندہ با شتا“

میرے جنازہ کی نماز پڑھانے کے اہلیت تم رکھتے ہو۔ یعنی حضرت صدیقِ دلالت کی امامت نماز جنازہ کو اپنی امامت کے ہمپا ہے فرمایا۔ یوں سیدنا ہمدی علیہ السلام کی فرمائی ہوئی اس بشارت کو کہ ”وَرِخْدَانِی خُذَا از شَمَا کَسے فَاضِل نِیْت“ نمبر ۵۷ و نیز ”دادۃ الہی راشما نیست“ نمبر ۵۸ کو آپ نے عملی جامہ پہنایا۔ اس کے علاوہ اس بشارت میں کمال یکسانی اور اشتراک فی الدعات ہمدی کی روشن شعائیں کا نور افشانی کر رہی ہیں۔

۵۹۔ جس طرح باعثِ کائنات، مربعِ موجودات، سیدِ انقلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحیثیتِ انا میں توحیدِ اللہ و کُلُّ شَیْءٍ مِنْ تَوْحِیْدِی۔ عرش، اکسائی، جنت، دوزخ، ارواحِ پیغمبروں، ارواحِ مومنین وغیرہ جمیع اشیاء کو جو آپ ہی کے نور اور آپ ہی کے ظہور کی مختلف شاخیں اور صورتیں ہیں شبِ معراج میں ملاحظہ فرمایا اسی طرح امامِ ملائین والآخرین حضرت ہمدی علیہ السلام فرماں خدا سے فرماتے ہیں کہ

”پیشِ ایں بندہ ارواحِ امثالہ اور تمام آیاتِ تعجبِ حق می نمودند۔ و فرمانِ حق می نمود کہ ہر کہ پیشِ تو صبح شد، او

۱۔ انتخابِ ہلک۔ فاتم کج چل۔ آجہا بیت۔ ۲۔ اخبار بیت۔ ۳۔ اس کتاب کے دیباچہ ہی میں رکنہ دیا گیا ہے کہ گردہ معقدہ کا یہ سکہ اعتقاد ہے کہ سیدین برابر ہیں۔ ۴۔ بندگی میراں سیدِ محمود کا حضرت مومو علیہ السلام کے جنازہ پر پھرتے رہنا گیا کہ بندگی میاں سیدِ خود میری کا کھڑے رہا ہے۔ اور بندگی چلک سیدِ خود میری کا کھڑے رہنا گویا بندگی میراں سیدِ محمود ہی کا کھڑے رہنا ہے۔ کیونکہ دونوں کو سیدنا ہمدی نے شتا بر بندہ یعنی توحیدِ حق صاف نہیں ایک مقامِ ہامتید سے مشرور و ممتاز فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو ۵۸۔ ۵۹ ایک روز حضرت رسول اللہ [جانبیا

مقبول ماستہ، ہر کہ پیش تو صحیح نشد، اور دو حضرت ماست (انصاف بک)

صاحب شو ابدالولایت باب سی ویکم میں تحریر فرماتے ہیں کہ

”آنحضرت (حضرت ہمدی علیہ السلام) فرمودند کہ پیش اس بندہ تصحیح می شود، ہر کہ اس ما مقبول

شد او مقبولی ماست، و ہر کہ پیش اس بندہ صحیح نشد او عند اللہ مرد و اوست“

پھر فرماتے ہیں کہ

”حق تعالیٰ مارا اہل ایمان را نمودہ اوست کسانے کہ پیش از ما بودند، و کسانے کہ تا قیامت خواهند شد“

پھر فرماتے ہیں کہ

”می دانم ہر کیے را کہ فیض می گیرند از اطاعت و ولایت مصطفیٰ کی ذات من است بہر تقدیر کہ باشد“

بندگی میراں سید یوسف اپنی تصنیف مطلع الولایت فصل دہم میں تحریر فرماتے ہیں کہ امام الانام سیدنا ہمدی علیہ السلام

فرماتے ہیں کہ

”پیش اس بندہ تصحیح می شود۔“

کسی صحابی نے پوچھا کہ میراں جی تصحیح کیسی؟ اپنے فرمایا

”چونکہ کیے بادشاہ بگذرد، و بجاسے دے دیگر بنشیند، پس ہمہ لشکر بحضور اوی گذرد و تصحیح می شود،

اگر را چہ می گویند؟“

گفتند کہ آں را عرض والی می گویند، و کس آمدہ نیامدہ ہم خوانند، پس فرمودند

”بچہنیں می شود، و در شبان روز است کہ بندہ را فرصت یک ساعت نیست بعد از اتمام ہر نمازانی

الحال فرمایان حق نبی رسد کہ لے سید محمد خلوت رو، تا آں او اوجہا کہ باقی ماندہ اند آں ہم بحضور

تو آیند، و بنظر تو بگذرند، و تصحیح شوند“

اجارہ [اصلی اللہ علیہ وسلم خلاف معمول صبح سے شام تک خاموش رہے، اور جب عشا کی نماز پڑھ کر کاشا پڑا آندس کی طرف تشریف لے چلے تو صحابہ کرام کو اس غیر معمولی سکوت پر سخت غلظت ارتھا؟ اہم کسی کو زبان کو لے کی بڑا ت نہ تھی۔ بالآخر ب نے حضرت ابو بکرؓ کو آگے بڑھایا، اور انہوں نے اس سکو کی وجہ دریافت کی تو ارشاد ہوا کہ جو کچھ دیکھا و آخرت میں چوٹے والا ہے وہ سب آج میرے سامنے پیش کیا گیا تھا، اس کے بعد بالتفصیل قیامت کے واقعات بیان فرمائے۔ (غلیظاً ہے را فہمیں از مسلولی حاجی مین الدین صاحب ہمدی۔ صفحہ ۱۱۱) در حالات حضرت ابو بکر صدیقؓ۔

۱۱۔ نوبی اصطلاح میں پہلے اس کو جائزہ کہتے تھے۔ اب داخل کہتے ہیں۔ اس وقت جائزہ کے معنی تبادلہ ملازمت کے وقت چارج لینے کے ہو گئے ہیں۔ ۱۲۔

و فرمودند کہ

م در ایشان را خداے تعالیٰ با من چنان شناسا کرده است کہ تمام قد و قامت، و رنگ و روے ہر یکے می دانم؛ بلکہ حالہائے ایشان ہمہ پہناں نیست؛

و فرمودند کہ

م در خداے تعالیٰ این ہا را حضور بندہ گنڈانیدہ میفرماید کہ لے سید محمد ایشان کسان تو اند؛ پس ہر یکے چنان شناسا کرده است کہ اگر یکے از ایشان کسے را پس پشت او بینم، دستش گرفتہ بدہم، کہ این فلاں کس است۔ حق تعالیٰ مرا چنان نمودہ بود؛

و فرمودند کہ

م ہمدارو احوال العزیم، و مسل، و انبیائے عالی درجات الی سائر المؤمنین و المؤمنات، از آدم تا این دم، ہم بحضور بندہ عرض می شنوند؛

دین محل از بعضے کسان التماس نمودہ شد کہ بہ ایشان آنچه تبلیغ رسالت، و امر معروف، و نہی منکر بودہ، این ہا بقدر امکان، ہر یک ہا نصی القایات رسانیدہ، از دار دنیا کہ مرزقہ الآخرہ است، با ثمرہ ایمان بمقام اُخر دی پیوستند۔ الحال در عرض ارواح ایشان چہ عرض است؟ فرمودند کہ

م در ارواح ایشان از حضرت باری تعالیٰ ما مور شدہ اند کہ از مخزنے کائنات نور کردہ اند؛ انکس مخزن باز نور ایمان خود را متعالیہ دادہ صحیح کردہ بدارند؛ برائے آل آمدہ تصحیح شدہ می روند۔

باز فرمودند کہ

م در فرماں حق تعالیٰ می شود کہ لے سید محمد ہر کہ این جا مقبول شد او عند اللہ مقبول است۔ ہر کہ این جا مقبول نشد (یعنی پیش تو) او عند اللہ مردود است؛

بنگلی میاں سید برہان الدین پنی تصنیف شو اہد الولایت باب بیست و چہارم میں تحریر فرماتے ہیں کہ در روزے و فرح، حضرت امام علی السلام میان یاران عالی مقام ذوالعز و الاحترام نشستہ بود کہ رنگ مبارک آل حضرت متغیر شدہ بسیار ضعف نمود۔ بعد از سلسلے باز حالی آن حضرت سخن شحال مبدل شدہ در توثہ آمدند۔ بنا بر ہنگی میاں سید خود نیز حضرت امام الامیر را دریں باب استفسار کردند کہ میراں جی میں چہ احوال بود۔ فرمودند کہ

م « ارواحِ اولئیں و آخرین حاضر کردہ شدہ، از طرف حق تعالیٰ فرمان شد کہ اے سید محمد! میں ہمہ ارواحِ اہلِ پیشوائیٰ قبول کن۔ بندہ بریں مشت خاک نظر کر دو، گو گفت کہ خداوند! میں ضعیف را چرطات و قدرت باشد کہ پیشوائیٰ میں ہا تو اند کرد! باز بفضل و عنایت خدا نظر کر دم کہ بریں بندہ دار دو گنتم خداوند بفضل تو و عنایت تو آنچه فرمائیٰ بہ پیشوائیٰ قبول کر دم و اگر چہ چندان دیگرال باشد بفضل تو قبول کنم»

و نیز نقل است کہ حضرت خاتم ولایت فرمودند کہ

م « حق تعالیٰ بندہ را مراتبِ انبیاء، و اولیاء، و مومنین، و مومنات، و احوالاتِ جملہ موجودات، پہچان معلوم گردانیدہ است کہ چنانچہ کسے چیزے در دست دار دو بہر طرف آئی چیز را بگردانند، تا کما حقہ بشناسد، چنانچہ صرافت نمی کند تا دلائل شود بر میراث و درایت مہرہ نقرہ و زرہ»

«چنانچہ مرآتِ عقل و غشِ سیم و زرمی شناسد و سمرہ و ناسرہ را تمیز می کند»

سیدنا ہمدانی نے بندگی میاں سید خوند میرزا کو مخاطب کر کے فرمایا کہ

« بھائی! سید خوند میرزا کہ نزدیک شما صحیح است اور نزدیک ما صحیح است» و ہر کہ نزدیک شمارد

۵۹

است اور بندہ و محمد رسول اللہ و خداے تعالیٰ مردود است»

پھر فرماتے ہیں

«چنانچہ پیش بندہ تصحیح شدہ است، پہچان پیش بھائی سید خوند میرزا صحیح خواہر شد»

۵۹

ایک روز بندگی میاں شاہ دلاؤرنے اپنے دائرہ میں «ہانک پکڑوالی» یعنی ندے عام کروائی کہ بیچ صحابہ اور تابعین آجائیں جو بات بندہ کو اللہ تعالیٰ سے معلوم ہوئی ہے وہ تم کو سنانا چاہتا ہوں اور اس کا سننا ضروری ہے چنانچہ صحابہ جو آپ کے دائرہ میں بہتے تھے اور جو آئے ہوئے تھے و نیز سبکے سب تابعین جمع ہو گئے۔ آپ نے برسر مجلس فرمایا کہ

م « بندہ کو دو بڑے بڑے شامیانے بتائے گئے۔ ایک تو بندگی حضرت میرزاں کا ہے، اور ایک میاں سید خوند میرزا کا۔ جو شخص میاں سید خوند میرزا کا بارگاہ سے صحیح ہو کر آتا ہے، اسی کو بندگی میرزاں علیہ السلام

۱۔ شواہد ۲۔ ۳۔ سلج ب ۴۔ خاتم تک چل ذرا دل کہ ۵۔ صحابہ ۶۔ ۷۔ آتخاب ۸۔ ۹۔ شواہد ۱۰۔ اخبار ب ۱۱۔

کی بارگاہ میں بار ہوتا ہے۔ لیکن جو شخص میاں سید خوند میر کے شامیانہ سے تصحیح ہو کر نہیں آتا، اور یوں ہی ہندگی حضرت میراں علیہ السلام کے شامیانہ میں جانا چاہتا ہے، وہ دروازہ ہی سے پلٹا دیا جاتا ہے، اس کو کسی طرح اندرانے کا مجاز نہیں ہوتا۔

چونکہ ہندگی میراں شاہ دلاور کو حضرت میراں علیہ السلام نے "دل دفتر ہمتیلی میں رانی کا دانہ" وغیرہ کئی بشارتوں سے متعارف فرمایا ہے اس لئے سب نے زبان صدق سے صدقنا کہا۔

گر وہ متعدد ہیں یہ نقل شہور عام ہے کہ ایک روز ہندگی میاں شیخ مصطفیٰ پٹینی گجراتی ابن ہندگی میاں سید عبدالرشید شہید صحابی ہمدانی نے معاملہ میں دیکھا کہ میدان قیامت برپا ہے۔ ہر شخص مارے خوف و ہراس کے نفسی پکار رہا ہے۔ وہاں دو شامیانے ہیں، ایک حضرت میراں علیہ السلام کا اور دوسرا ہندگی میاں کا۔ ہندگی میاں شیخ مصطفیٰ نے چاہا کہ میں حضرت موعود علیہ السلام کے شامیانہ میں داخل ہو کر پناہ لوں۔ دروازوں نے آپ کو روکا، اور پوچھا کیا آپ حضرت صدیق ولایت کے شامیانہ میں جا کر اجازت نامہ مہرور کر کے لائے ہیں؟ جب تک کہ اجازت نامہ پر ہندگی میاں کا ہر شہرت نہ ہو حضرت میراں علیہ السلام کے شامیانہ میں داخل نہیں ہو سکتے۔ اس بشارت سے حضرت صدیق ولایت کی شان جس اوج پر نظر آرہی ہے وہ صراحت کی محتاج نہیں ہے۔

۱۔ دفتر دوم کتاب ۱۔ جس طرح میڈا ہمدی علیہ السلام نے عہدہ تصحیح حضرت صدیق ولایت کے توفیق کیا، اسی طرح نئی ہمدی کی صورت سے یہ عہدہ حضرت تھاکم المرشد کو بھی عطا ہوا چنانچہ یہ بات ہندگی میاں سید محمود، سید جی، خاتم المرشد، امین دریبہ، فیض متقی، ضیاء ولایت، رضی اللہ عنہم کے تیسرے معاملہ سے جو انصاف نامہ باب ہندجیم اور انتخاب اللو الید باب سیروم اور دفتر دوم کس یازدہم باب چہارم میں ترمیم ہے ظاہر ہے دفتر میں ذرا صراحت سے بیان کر گیا ہے اسلئے اسی سے نقل کی جاتی ہے :-

۲۔ درصن زمانہ ارشاد، روز سے معاملہ دیدند، حقیقت معاملہ میں عمارت فرمودند کہ در اول مقدمہ توجہ پیدا شدہ باشد اید بسیار و حتی حکم حق تو اجل ان تمسک تو استونی کردند۔ تم من بعد ذلک در آنجا و بدب کو کبکچہ قیامت و خسرو نشرو عیسات رایانند۔ و در آن جا یک باغ دیدند کہ آن جا ظہور و ارتبت تصور یکہ کیف عن شدانند شدہ است و ہمدندگان الہی مقربان در گاہ حاضر اند فرمودند کہ در پیش بندہ جو سے عظیم مائل شد انراں جمع ستی ہندگی میاں پیش آمدہ فرمودند کہ

”اے سید محمود بیبا“

عرض کروم کہ

”و چگو نہ بیایم؟ کہ در میان جو سے است“

ہندگی میاں فرمودند کہ

”و ہمتاں از بلا سے جو سے شدہ بیایید“

در ان زمانہ حضرت میراں علیہ السلام ہندگی میاں رافروردند کہ

خ

ق

خ

[اجازت]

دعا سے متعلق صحیح گذشتہ جا رہا

دو شہا دست گرفت۔ بیا پرید

پس بندگی میاں دستِ ایں بندہ گرفتہ آنجا برودند دیدم کہ آن محل محاسبہ است یعنی حساب کا دخلق است نہ فرمایا
حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ سوے رسول اللہ ﷺ حضرت رسول اللہ ﷺ حضرت میران علیہ السلام اشارہ کر دیا و حضرت
میران پر بندگی میاں فرمودند کہ

”برادرم یہ فرزند میر حساب ہمہ عالم شما بگیرید“

و بندگی میاں پر بندہ فرمودند کہ

در لے سید محمود و شما حساب ہمہ عالم بگیرید

پس بندہ حساب ہمہ جهانیاں گرفت

خلاصۃ التواریخ حصہ دوم میں لکھا ہے کہ

”سیدن جی تم عالم الاولین و الآخین کا حساب لوجو تمہاری نظر میں مقبول ہے نہایت درہم۔“

پھر حضرت نے اُن کے اعمال کے موافق جزا دلائی۔

تصحیح کی فریضہ صراحت

باعث کائنات، مصدر موجودات، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعویٰ کی بنا پر کہ

”أَنَا رَبُّكُمْ بِلَا عَيْنٍ“۔ پھر فرماتے ہیں۔ ”أَنَا أَخْتَمُ بِلَا مِثْمٍ“

”مَنْ رَأَى نَفْسًا مِنْ أُمَّةٍ أَحَقَّ“ ترجمہ یہ خوشی ہو اس کو جس نے مجھے دیکھا اس نے خدا کو دیکھا۔

پھر فرمایا کہ
پھر فرماتے ہیں۔

”كَلْبِي رَأَى نَفْسًا مِنْ أُمَّةٍ وَ أَمَنْ بِي“ ترجمہ یہ خوشی ہو اس کو جس نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لیا

اسی طرح سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”أَنَا رَبُّ الْعَالَمِينَ“

علاوہ انہیں خاتمین علیہما السلام ذات کے مظہر اتم ہیں۔ نشان اور بے نشانی آپ کی صفت ہے۔ آپ کی ذات
کمال کا ہے۔ سیدنا مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”جاں نہیں نہیں کر جانے، واں ہے ہے کر جان“

جاں نہیں نہیں ہاں

”جاں ہے ہے کر جانے، واں نہیں نہیں کر جان“

”انہی میں ہتھیار مان“

اس کا میں گل کائنات ایشان کا موجود ہے۔ جیسا کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

”علم در عالم غیب بصورت غیب بود“

اور سیدنا ہمدی علیہ السلام فرماتے ہیں

جہاں تہیں نہیں کر جاتے.....

پس اس مرتبہ میں لاعلمی میں علم، اور بے صورتی میں صورت ہے۔ جبکہ وہ جہاں آپ کا ظہور ہے تو معراج میں بوکچھ ملاحظہ فرمایا وہ اپنے ہی ظہور، اور اپنی ہی شانوں کا معائنہ تھا۔ کُلُّ یَوْمٍ یُّکَوِّنُ قَدَائِنَ ہر اس مختلف شانوں میں جلوہ گری فرماتا ہے۔ پس نظر حقیقت سے دیکھا جائے تو معراج اپنے ہی صفات اور اسما اور آثار کا معائنہ ہے۔

آیۃ مُبْتَحَانَ الَّذِیْنَ اٰسَرٰی یَعْبُدُ ۝۶۰ . . . اور سورۃ نجم میں معراج کی جو کیفیت بیان کی گئی ہے محققین کے نزدیک دو شانیں رکھتی ہے۔ ایک شان معائنہ ہے اور ایک شان معائب معائنہ چشم دل ہے۔ جس کو قرآنی الفاظ میں مَّا کَذَّبَ الْفُجُورَ اَدْمَانِ اٰی سے تعبیر کیا ہے اور معائب چشم سر ہے جس کو مَانَسَ اَخِ الْبَصَرِ وَمَا طَعَنَ فرمایا ہے۔ اپنی ہی ذات میں گل کائنات جو نہیں کسی شان میں موجود تھی مرتبہ مَّا کَذَّبَ الْفُجُورَ اَدْمَانِ کی شان میں ملحوظ ہوتی ہے۔ اور مَانَسَ اَخِ الْبَصَرِ میں رویت ہی رویت ہے۔ وہاں گل صفتیں سر دین لَدُنْیَا مَحْضَرُوْنَ حضرت صدیق ولایت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

”بندہ ہمیشہ اسی عالم میں رہتا ہے کشاں کشاں اور معر آتا ہے“
وہ عالم کَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَذْنِیْ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جمیع صفات اور اسما اور افعال جو مرتبہ مَانَسَ اَخِ الْبَصَرِ میں نشان کا موجود تھے مرتبہ مَّا کَذَّبَ الْفُجُورَ اَدْمَانِ میں بصورت ”ہست“ پیش نظر ہوتے ہیں۔ ”ہست“ دونوں آپ کی صفتیں ہیں اور آپ کی ذات دونوں سے بالاتر ہے۔

سیدنا ہمدی علیہ السلام نے ازل سے ابتداء تک گل ار و احوال کی تصحیح کی۔ پھر یہ عمدہ حضرت صدیق ولایت کے سپرد کیا گیا۔ تفصیلی شان کے لئے ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۳۴ جہاں سیدنا ہمدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

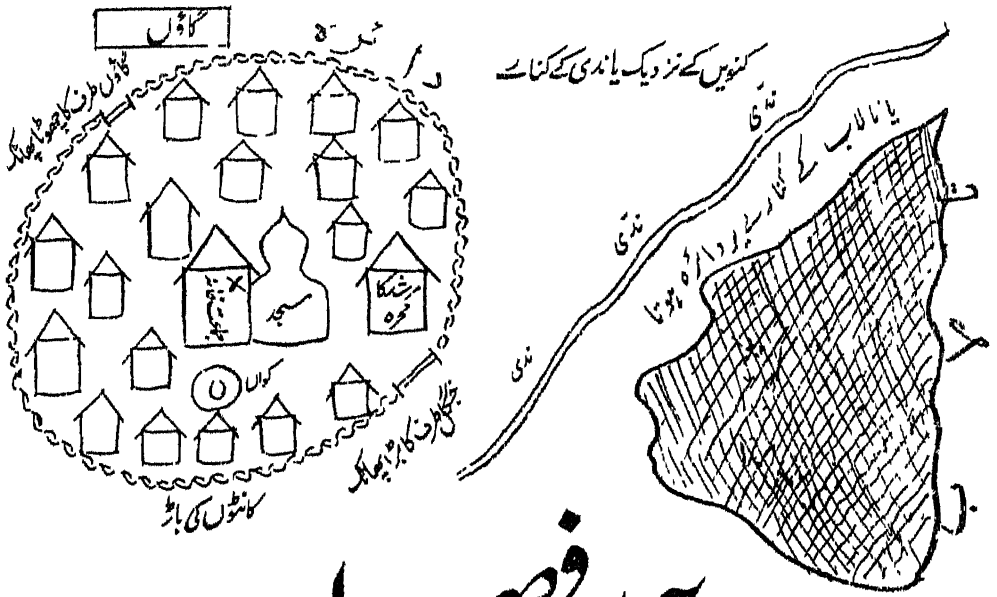
”فرمان خدا شد کہ اے سید محمد امین ہر دو شیئین را تعلیم وحدانیت ما و احدیت ما و احدیت ما و احدیت ما از ازل تا ابدا، ہرچہ شدہ، ہرچہ می شود، ہرچہ خواہد شد باکن انہیں سبب میں ما جراست کہ ذاتم گل چٹ“

نوٹ - سید اہمدی نے حضرت ثانی ہندی کو سورہ نجم کی آیات معراج سے نفل بلفظ مبشر فرمایا ہے۔
 پھر ہندگی میاں نے فرمان ہندی سے یہ منصب حضرت خاتم المرشد کو عطا کیا؛ جس کی کیفیت اوپر بیان ہو چکی ہے۔
 نکل اردو احوال کا سامنے سے گزرنا، اور اُن پر مہر قبولیت یا تردید ثبت کرنا، معراج کی شان ہے۔ لیکن شریعت
 کا ادب ملحوظ رکھ کر اُس کو معراج نہیں کہتے۔ کیونکہ معراج اور اُس کا بیان حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 کے ساتھ مخصوص ہو گیا ہے۔ حضرت خاتم المرشد کا پانچواں معاملہ جس میں یہ کیفیت درج ہے کہ روزِ تن ماند، نہ جان
 نذات ماند، نہ صفات (الصفات نامہ باب ہفتم، یہ مرتبہ ”مومبو“ اور ”دورے مومبو“ کا ہے جہاں بجز رویت
 ذات کے کچھ بھی نہیں ہے۔ فلکان قباب قوسین اوادی)۔ اور جہاں آپ فرماتے ہیں کہ

”تعالیٰ جنت و جحیم بلکہ ہر خزان آسمان و زمین بدست بندہ دادہ شدہ اندے“ (انتخاب سہ) **ق**
 پھر فرماتے ہیں کہ

”ہرچہ از مشرق تا مغرب کسے را چیزے اندک یا بیش دادہ می شود بندہ رانمودہ دادہ **ق**
 می شود“ (انتخاب سہ)

یہ مرتبہ چشم دل یعنی انیت کا ہے ماکذب الفواد اُس کی شان میں وارد ہے یہ سب نہیں آپ کو نبی ہندی
 کے صدقہ سے عطا ہوئیں۔ قل اللہم تقویٰ الملک من تشاء۔



فصل آنہویں

(ویدار خدا)

”صورت ومعنی اوش صورت ومعنی امام“
 تراں سب شہسیر تہا گلہای مراد اللہ نام“

(ب) گزشتہ اوراق میں ہندگی میان کی نسبت جو جوش تائیں قلبند کی گئی ہیں، ان میں سے اکثر بشارتیں ہندگی میان کے اعلیٰ اعلان و علوم تربیت پر روشنی ڈالنے کے علاوہ رویت سے بھی خاص تعلق رکھتی ہیں، اس لئے یہاں مکرر لائی گئیں۔ تاکہ ایک ہی وقت میں رویت اللہ کے متعلق سب بشارتیں پیش نظر رہیں۔

اس فصل میں بعض بشارتیں ویدار کے نام سے، اور بعض بشارتیں فنا سے نامزد ہیں۔ فنا ویدار کا مترادف

۱۰۔ یہ جہات فنا ذکر اللہ کے وقت توبت نشینی، اللہ کے نام پر آئی ہوئیں کہانے کی دیگوں وغیرہ کی سوتیت، چار جہانی بیٹھ کر کسی نہی کام میں مشورہ کرنے یعنی اجراع یا لیل ہی بیٹھ کر آپس میں دینی باتیں کرنے کو یا عام دیوان خانہ (مدوانہ) اور چھوٹے چھوٹے جموں میں گجالیس نہ ہونے کی وجہ سے دارہ کی بیٹن رکھنے سا نور بہانوں کے ٹھرنے جلس نکاح خوانی وغیرہ کی ضروری کاموں کے لئے استعمال میں لایا جاتا بعض حضرات فرماتے ہیں کہ جہات نما سب کا اثر لفظ ہے۔ کیونکہ اس زمانے میں مسجد کو جہات نما اس لئے کہتے تھے کہ دائرہ اور دائرہ کی گھاس بھوس کی مسجد عارضی طور پر ہوتی تھی۔ [جاریہ]

ہے کیونکہ فنا میں حضرت ہر ہی علیہ السلام نے بندگی میاں کو "یک ذات ویک وجود" فرمایا ہے، جس سے ثابت ہے کہ اس مرتبہ کی نشانی فریبہ دیدار میں بندگی میاں کو تھا حضرت امام علیہ السلام کا مقام نصیب ہے اسی وجہ سے حامل بارانہا تہا ولایت مصطفیٰ، فرزند ولایت مصطفیٰ، تخلقت خلوات، تبدل ذات ہمدنی، اولی الامر ہمدی اتباعا داعی الی ریت اللہ، تبعاساتی کوثر، تبعاجرتہ للعالمین، تبعاسرتا پاسلمان، وغیرہ بشارتوں سے حضرت صدیق ولایت کی ذات بہہہ وجہ متصف ہے؛ اور گروہ مقدس کے مستندین نے بھی ان بشارتوں کو دیدار خدا سے منسوب فرمایا ہے۔

بندگی میاں کی ذات مَنُورِ وَعَطِيَّاتِ الْهٰی

بندگی میاں سیدخوند میر کے حضور امام علیہ السلام میں پہلی وقت حاضر ہونے کے حالات اس کتاب کے ابتدا اور آں میں آچکے ہیں لیکن ان کے فنی واقعات جو دیدار سے تعلق رکھتے ہیں ان کا یہاں ذکر کرنا ضروری ہے۔

شلا حضرت صدیق ولایت کو حضرت امام علیہ السلام سے چار آنکھ ہونے کے بعد جذب طاری ہوا اور اسی عالم میں نماز عصر پڑھتے وقت لَسَّقُ الْبَطْنُ کا عمل ہونے کے بعد ارشاد خداوندی ہوا کہ

۱۔ اے سیدخوند میر تم نے دیکھا کہ ہم نے تمہاری ذات سے کس قدر بشری شناخت دور کی! اِنَّهُ اَللّٰهُ اَنَا اَخْلَقَا اٰخِرَ فِتْبَانِكَ اَللّٰهُ اَحْسَنُ الْمَخْلُوْقِيْنَ۔

۲۔ اور کیسی پیاری صورت بنائی! اَللّٰهُ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ (حدیث)

۳۔ میں اس بات کا تم پر ہمارا احسان ہے۔

۴۔ تم اس احسان کے شکر میں ہمارے لئے کیا تحفہ لائے؟ اَحْسِنْ لِمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ عَلَيَّكَ۔

۵۔ پھر اللہ تعالیٰ کا حکم سن کر آپ کا ایک سر کے عوض سوسو گھنٹوں کرنے کا اظہار کرنا۔

۶۔ اور اللہ تعالیٰ کا اپنے فضل و کرم سے سوسو گھنٹوں قبول فرمانا۔

۷۔ پھر تین تین بار کے ارشاد پر کہ اے سیدخوند میر آنچه از درگاہ و امی خواہی بخواہ کہ بتو عنایت کنیم؟

۸۔ آپ کا یہی عرض کرنا کہ دو بندہ تجھ سے تیری ذات کے سوا کچھ نہیں چاہتا؟

۹۔ آخر میں ارشاد خداوندی ہونا کہ ذات خود را بتو عنایت کر دیم و درخواست را پذیرا گردانیدیم؟

[جاری] ہر وقت جگہ جگہ سے اخراج اور بھرت لگی ہوئی تھی ایسی صورت میں اگر مسجد قرار دی جاتی تو وہ زمین خدا کی ہو گئی اور قیامت تک اس پر کوئی عمارت یا کشتی جو تیس کشتی تھی۔ اس لئے اگرچہ کہ جائے نماز مسجد، اور جماعت خانہ، علیہر علیہہ چھیرے ہوتے تھے لیکن مسئلے کو مسجد کے نام سے موسوم نہیں کرتے تھے۔

”اذا تم خود را بنوعانیت کر دیم“ اس مزید کی دیدار ہے جس کو اصطلاحی الفاظ میں ”دیدار ذات“ اور ایسے ہی صاحب رویت کو ”ذاتی“ کہتے ہیں۔ سیدنا ہدی علیہ السلام کی یہی نظر نے آپ کو آن ”احد میں اس انتہائی رویت کو پہنچا دیا کہ طرفہ العین کا پردہ بھی تر با۔

دیدار کے لئے دو امر

پہلا امر

اسی محل پر حضرت امام علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”ہر کہ خدا باشد خدا را ببیند“

دیدار خدا کی نسبت حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

”س آیت ربی بعین س بی“

یعنی میں نے خدا کو خدا کی آنکھ سے دیکھا ہے پھر فرماتے ہیں۔

”عرفت ربی بربی ولو لا فضل ربی ما عرفت“

ترجمہ۔ ”میں نے خدا کو اپنے خدا کو پہنچا نا۔ اگر میرے پروردگار کا فضل نہ ہوتا تو میں نہ پہنچتا“

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔

”س آیت س بی بس بی“

یعنی میں نے خدا کو اپنے خدا کو دیکھا۔

بندگی میاں سید خود میر صدیق ولایت رضی اللہ عنہ اپنے رسالہ شریفہ میں رویت اللہ کی نسبت فرماتے ہیں

”تا آنکہ آدمی از قید بشریت بیرون نیاید و مطلق نشود، و تخلقوا باخلاقی اللہ حال

کنند۔ لائق معرفت خدا نگردد“

حضرت خلیفہ گروہ اپنا حال اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

ق
سَنَ نَبِيَّو- سَنَ نَبِيَّو- سَبِيحَ نَبِيَّو- نَبِيَّو كَرُو نَدَّ حَضِي سَبِ ثَمَام

واری۔ پھیری بل گئی۔ رُون كَرُو ن تیسرا نام

ترجمہ۔ ”بدن خدا ہو گیا ہے۔ دل خدا ہو گیا ہے روح خدا ہو گئی ہے۔ تمام جگہ خدا نے گھرنی ہے۔ عروج و

نزول کی گردش۔ تعینات، تشبیہات، نسبتیں، اضافتیں سب عمل گئی ہیں، اور بال بال اور روئیں روئیں ہیں

تہ اہی نام رہ گیا ہے۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں۔

اِذَا تَجَلَّىٰ جِلْبَانِي بِأَجْبِي عَيْنِي أَمَّا لَا
بِعَيْنِيهِ وَلَا يَعْنِي فَمَا يَرَاهُ سِوَالَهُ
ترجمہ: جب میرا دوست ظاہر ہو تو میں اسکو کس آنکھ سے دیکھوں؟ اسی کی آنکھ سے
نہ کہ اپنی آنکھ سے۔ کیونکہ اُس کو اُس کے سوا (کوئی) نہیں دیکھ سکتا۔

میرے مرشد حضرت سید سعد اللہ عرف سیدن جی میاں صاحب اکیلوی حیدرآبادی نے اپنی تصنیف

شہنوی زبدا العرفان میں اوپر کے عربی شعر کا ترجمہ اس طرح فرمایا ہے کہ

”جب مراجب ہو دسے جلوہ گر
میں کروں کس آنکھ سے اُس کو نظر؟“
”کہ تو اُس کی آنکھ سے اُس کو نظر
دیکھتی ہے اُس کو کب چشمِ وگر؟“

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔

”لَا تَدْرِكُهُ الْبَصَارُ فَلَاحُ الْبَصَارِ“ (پہ)

ترجمہ: تمہاری (بصارتیں) اُس کو نہیں پاسکتیں بلکہ وہی بصارتوں کو پاتا ہے۔

دوسرا امر

مصول رویت کی شان آپ نے اس طرح بیان فرمائی کہ

”تا آنکہ گوشت و پوست و استخوان و موی موی خدا نشود خدا را نہ بیند“

دو فقرات اول کٹ بت۔

ایک روز حضرت ہمدی علیہ السلام نے بمقام فرج مجمع صحابہ و علمائیں بیان فرمایا کہ

”فرمان حق تعالیٰ می شود کہ اے سید محمد خداے راجبشم بل دیدہ؟ فرمودند۔ آری۔ خداوند

دیدہ ام۔ باز فرمان شد کہ اے سید محمد خداے راجبشم سر دیدہ؟ فرمودند۔ آری۔ خداوند۔

دیدہ ام۔ باز فرمان شد کہ اے سید محمد۔ خداے رامو بمبو دیدہ؟ فرمودند۔ آری۔ خداوند۔

دیدہ ام۔ باز فرمان شد کہ در اے موبو دیدہ؟ فرمودند آری۔ خداوند۔ دیدہ ام۔

والصاف بت۔

جامع مسجد پٹن شریف میں نماز جمعہ کے بعد ملا شہمیر نے جو گجرات میں ایک شہرہ عالم تھا بندگی میاں کے

ساتھ ثبوتِ ہمدی میں بحث ختم ہونے کے بعد جب روایت پر بحث شروع ہوئی تو حضرت سے پوچھا کیا آپ نے خدا کو دیکھا ہے؟ فرمایا۔ ہاں۔ کس طرح؟ فرمایا

« اللہ تعالیٰ نے بندہ کے ایک ایک بال کو دو دو آنکھیں عنایت کیں جن سے میں نے خدا کو دیکھا »

ملاشہ میرے کہا۔ بیشک روایت حقیقی اسی کا نام ہے۔

میرے مرشد حضرت سید سعد اللہ صاحب مرحوم زبدۃ العرفان حصہ ششم میں لکھتے ہیں

« پوست کو تہ کے کہتے ہیں انا م
ہے کہاں کاتن، کہاں کا ہے یہ خون
بن گیا تھا نورِ جاں ہر ایک بال
موسے تن کو تھا وصالِ ذوالمنن
ہے ولایت یہ۔ نہیں اس میں کلام
جلوہ کر ہے ذاتِ بیرون و دروں
بال کو اپنا نہیں تھا کچھ خیال
موسے تن تھے لامکاں میں خیمہ زن »

روایت اللہ کے بارے میں ایک بزرگ فرماتے ہیں۔

« گفتش بیچ تو ان در تو نظر کردی؟
گفتش بد دیدہ من تا پ جماعے دارد؟
گفت آری۔ چو شود جملہ ذات تو نظر؟
گفت دارد چو شوم چشم ترا نور بھر؟ »

اور گردہ متفہم میں ذیل کا شعر تو ہر عارف کی زبان پر چڑھا ہوا ہے۔

پاسے تا سریک نظر بایشدن

تا تو ان کردن ترا نظر ارہ

انتہائے حصول روایت کی نسبت مولانا موم فرماتے ہیں

دو کلا ترا از تو رہائی سے وہ

با خدایت آشنائی سے وہ

نوٹ۔ یہ شعر سیدنا ہمدی کی زبان مبارک سے بھی ادا ہوا ہے۔

میرے مرشد حضرت سید سعد اللہ ہر وقت فرمایا کرتے تھے کہ مولانا روم کے دیوان اور تمام مثنوی میں

اس کلام سے بہتر کوئی کلام نہیں ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ

خواہی کہ تا بدانی، یک لحظہ درانش
چوں آتشکار اجلی، مجموعی از نہانش
پاہا دراز کن خوش، مخی خسب درانش

خواہی کہ تا بیانی، یک لحظہ جویش
چوں در نہال بجوی، دوری ز آشکاش
از آشکار و نہال، بیرون شویش

معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے یہ اعلیٰ پایہ کا کلام جو کمال بے اختیار کی شان رکھتا ہے، صاحب مقام بننے کے بعد فرمایا ہے۔
چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ

”ماصل عمر سے سخن بیش نیست خام بدم بچختہ شدم؛ سوختم“

سبحان اللہ! یہ نادمی فرماتے ہیں کہ

”میراث سوخگاہاں بہ سوخگاہاں می رسد“

دیدار خدا کے لئے مندرجہ بالا دونوں آفر اگرچہ کہ بندگی میاں کے لئے ایک ہی شان رکھتے ہیں لیکن مختلف الفاظ اور مختلف اوقات میں بشارت دینے کی وجہ سے علیحدہ علیحدہ بشارتیں قرار دی گئیں۔

بندگی میاں میں فطراناً دیدار خدا کی قابلیت

ذیل کی بشارت سے حضرت صدیقِ ولایت کی قابلیت ذاتی کا اظہار ہو رہا ہے۔

”بھائی سید خوند میر شہاب استعداد تمام آمدہ بود بدیدتیرا اعدان و عقیلہ و زورغن موجود بود۔“

یک کارا فر دقتن باقی ماندہ بود۔ انکوں از چیرل غ و کلایت تمجدائی روشن کردہ شد“

اس بشارت کے پہلے جزد میں بندگی میاں کی قابلیت و استعداد بیان فرمائی آو رہا ہے جس سے جزد میں اس قابلیت کو جو

بالقوی تھی آپ نے آئین و اھد میں بالفعل کر دیا یعنی فیضِ ولایت مقید ل محمدیہ سے بہرہ یاب کر کے کمالِ ربوبیت

سے آپ کو سرفراز کر دیا، جس کی برکت سے آپ کے حال پر یہ آیت صادق آگئی: ”يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَمْرُؤُنَا سَلْنَاكَ

شَاهِدًا أَوْ مُبَشِّرًا أَوْ نَذِيرًا إِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِمْ وَ سِرًّا أَجْمَعِينَ“۔ (طہ، ۴۴) ”پر خ و ولایت

محمدی سے روشن ہو جانے کے بعد حضرت صدیقِ ولایت اپنا حال اس طرح بیان فرماتے ہیں: ”وؤھرا

”توں توں توں توں توں توں توں ہوا، رہا نہ جمعہ میں ہوں“

ہوں سو سہا کا جل گیا، رہا سو کین توں“

پس یہ رسد حضرت سید سعد اللہ صاحب مرحوم اپنی تصنیف زبده العرفان میں سلسلہ روایت کے زیر عنوان فرماتے ہیں۔

”موجو دیدار میں ہے سر بسر“

اس آیت میں آپ نے پنج مرتبہ توں فرمایا جس کا یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ استوت۔ ملکوت۔ جبروت۔ لاهوت۔ باہوت ان پانچ

مرتبوں میں توجہ توجہ ہے۔ یعنی ناسوت میں باہوت ہو گیا ہے۔ اور اگر مرتبہ ملکوت سے شمار کیا جائے تو باہوت میں وہ خاص مرتبہ لیا جائے گا جو ان

حضرت عاقبتین علیہما السلام کے سوا کسی پیغمبر اولو العزم کا بھی کذب نہیں ہو سکتا۔ اس مرتبہ میں سیدنا جبریل علیہ السلام کے صدقہ سے سیدینِ پنجے ہوئے

ہیں۔ بندگی میں لایوسی خاص الخاص مرتبہ کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے جس کو آپ نے خاص سولنے سے تعبیر کیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

تھی نظرِ خمیر کی سس : ست پر
ذات کا دیدار تھا آسمان پر عیاں
تھے میاں بس ذات ہی کے آتنا
نے میاں تھے اور: مہدی در میاں
غیریت کی قید سے آزاد تھے
شادی و غم سے تھے حضرت ایک ہو
ذات ہی پر تھی سدا ان کی نظر
عالم و آدم سے تھے وہ بے خبر
بس چراغ روشن (تساؤل جہان) کی نسبت
سیدنا جہدی علیہ السلام درماتے ہیں

۲۳۳
”فرمانِ خدا می شود که آیه الله مقرر السموات کا کس فی در حق سید خود میراست۔ تو بیان
ایں آیت از زبان خود واضح کرده در حق سید خود میرکن یا
اس بشارت کے آخری الفاظ یہ ہیں۔

میکاد نرینہا فیضی کو تمستہ نکاس۔

شمرہ جمہ۔ اگرچہ اس کے تیل کو آگ نہ چھو سے (باوصف اس کے از خود) بھڑک ٹھٹھا
فرمایا کہ ذاتِ شاماً قابلیتِ فیض و لاویتِ بلا و اسطی داشت می خواست کہ از خود روشن
شود۔ فوئر علیٰ نوری (نور پر نور ہے) ناآبوا اسطہ ہمدی نور علیٰ نور گشت۔
یعنی تعلیمی الفاظ میں آپ و اسطہ سے مرتبہ بلا و اسطہ کو پہنچ گئے۔

شمرہ ویدار — بشارتِ خلافت

حضرت صدیق ولایت نے جناب ولایتآب علیہ السلام سے عرض کیا کہ

” ایک بقعہ نور آسمان سے اتر بند کے پیر میں داخل ہوا اور نعل میں چلا گیا“

یہ سن کر حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا

” ایں فلعبتِ خلافت است کہ از حضرت رب العزت یافت اید“

یہ بشارت حضرت سیدتیق ولایت کے تھے جس میں اپنی معنی اور شان درود کے لحاظ سے مخصوص حیثیت بنتی ہے۔ اس لحاظ سے کہ عرصہ دراز کی خدمت اور محنت شاقہ کہ بند اولو العزم بغیر دل کی خلافت ان کے صحابہ کو نصیب ہوتی ہے؛ لیکن حضرت صدیقی ولایت کی قابلیت کا اس امر سے اظہار ہو رہا ہے کہ محض چند ماہ کی صحبت میں یہ بشارت خلافت پٹن شریف میں دی گئی۔ اس فصل رویت کی ابتدا سے اس بشارت تک جتنی بشارتیں لکھی گئی ہیں تمام پٹن شریف سے متعلق ہیں۔

فرح مبارک میں بشارتیں

ب۔۔۔۔۔ امام الانام سیدنا ہمدی علیہ السلام نے بندگی میران سید محمود رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا "شمال میاں یوسف راچہ آرزوی کنید بہ حال میاں سیانجہ میر بہ بینید کہ ہفت دریاے الوہیت نوشیدہ است لب ترئی شود و تجی برتجی می شود بشرہ تغیرئی شود" (الضاف ج ۱) پھر آپ نے یہ تمثیل بیان فرمائی کہ

م در مانند شما یک شخص بر اسپ تیز سوار شدہ در حال دو الی راہ قطع می کند کہ او را از خود و ناز راہ خود و ناز تماشای راہ خیر بہست و بجز منزل در نظر نمی آرد" — شمال میاں یوسف بچوں پیر زنی از بہت محدودی راہ بہ تماشای مشغول می شود کہ بے قطع راہ منزل می شود" لے

دفعہ اول رکن سوم باب پنجم میں اس طرح لکھا ہے کہ

د شمال میاں یوسف راچہ آرزوی کنید؛ اگر ہوس کنید پد خود را کنید کہ نہ حال میاں سید خوندیر بہ بینید کہ تجی الوہیت تجی برتجی ریز ریز می شود بشرہ معلوم نمی شود و نوش تغیرئی گردد" ۴۰

[ولے بشرہ تغیرئی گردد" انشاہد ب ۱]

الضاف نامہ کے ایک قدیم نسخہ باب مقدمہ میں لکھا ہے کہ

د شمال میاں سید خوندیر بہ بینید کہ ہفت دریاے الوہیت نوشیدہ است۔ لب ہم تر شدہ" ۴۰ نیز فرمودند "تجی الوہیت پڑی پڑی می شود" (یعنی گرتی ہی بہتی ہے) "بشرہ ہم تغیرئی شود" ۴۰

د ہفت ہفت دریا یک نوش می کند لب بالترئی گردد" (دفعہ اول ک ۱) ۴۰

د ہفت دریاے الوہیت یک نوش کرد لب ہم تر شدہ" (د ن ع) ۴۰

” دریا سے الوہیت تجلی برتجلی جی شود بشرہ ہم تغیر نمی شود (ن ح)
 ” بھائی سید محمود شہا حال اور ادبندگی میاں یوسف لہجہ آرزوی کنید حال شما ازو بہتر
 است او در تجلی روح آہ و آذہ می کند۔ شما آرزو ہے حال بد خود بکنید و حال میاں سید خود میر بکنید کہ تجلی
 برتجلی می شود اما بشرہ تغیر نمی گردد۔ و بحر ہائے الوہیت بر بحر ہائوش می کند اما لب تر نمی شوند۔“
 (انتخاب ۶۳)۔

اس بشارت سے واضح ہے کہ بندگی میاں کا حوصلہ اور آپ کا کیمی نہ بھرنے والا ظرف کتنا بڑا تھا اور آپ کا مقصود کس
 درجہ لہ محمد و تمہا کہی ختمیت کی نوبت آنے ہی نہ پائی۔

۶۴۔ بندگی میاں رضی اللہ عنہ کی اعلیٰ قابلیت و استعداد کی نسبت حضرت امام علیہ السلام پھر فرماتے ہیں کہ
 ” ہر چند کہ از حق تعالی دادہ می شود بس نمی کند و طلبش کوتاہ نمی گردد۔“ (انتخاب ۶۴)۔
 پھر فرماتے ہیں

” وریا بر دریا رکتہ می شود و ہنوز لاؤ لاؤ می کند۔“ (خاتم ض گت چل۔ اخبارت ۶۳)۔
 ” ہر چند کہ از حق تعالی دادہ می شود.....“ حضرت سیدیق ولایت کو کس کثرت سے دیا جاتا ہے وہ بشارت نبوہ
 ” دادہ الہی را شمار نیست.....“ سے واضح ہے جس سے بندگی میاں سید خود میر نہ کی اعلیٰ طلب، بزرگوں کی اور
 افضال الہی کا نزول جس مرتبہ کمال پر نظر آ رہا ہے، وہ محض سیدنا ہمدی علیہ السلام کی لامحدود سرفرازیوں کا مرکز ہونے
 کی وجہ سے ہے؛ جس میں ظاہر و باطن، مکمل نعمتیں آجاتی ہیں، بالخصوص نعمت دیدار سے آپ کا دامن بدرجہ اتم
 پڑے۔ ”ان تعدت فی انعام اللہ ولا تحصونها“ (۶۴)۔
۶۴۔ ایک روز حضرت میراں علیہ السلام نے فرمایا

” برادر م سید خود میر فنا فی اللہ شدہ بقا بالدر رسیدند“ ۱۷
 و عازان برادر م سید خود میر فنا حاصل کردند، وہ بقا باللہ رسیدند“ ۱۸
 فنا فی اللہ مرتبہ لاہوت ہے، اہد بقا باللہ مرتبہ باہوت، فنا فی اللہ دیدار چشم سر ہے اور بقا باللہ
 ”سویہ“ اور ”عہدے“ دونوں کو عادی ہے۔

۶۵۔ ایک روز بندگی حضرت ہمدی علیہ السلام اور بندگی میاں سید خود میر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے کہ
 ۱۷۔ خاتم گت چل۔ ۱۸۔ شواہد ۶۳۔ انتخاب ۶۴۔

حضرت صدیقِ ولایتؓ نے معاملہ میں دیکھا کہ دفتہ آسمان شق ہوا، اور نفوسِ عظیمہ اس سے نکل کر حضرت ہمدی علیہ السلام کے جسمِ اطہر میں داخل ہوا؛ پھر تھوڑی دیر کے بعد حضرت امام علیہ السلام کے جسمِ اطہر سے نکلا، اور بندگیِ میاں کے جسمِ مبارک میں داخل ہو گیا یہ کیفیت حضورِ امام علیہ السلام میں بیان کرنے پر آپ نے فرمایا

” بھائی سیدِ خوند میر۔ تمہید یہ کہ اس چہ نفوس است؟“

عرض کی خوند کار فرمائیں۔ فرمایا

” اس نفوسِ ولایتِ محمدی است (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ اولاً برین آمدہ، بعدہ بر شماء آمد“

(ان - ع اخبار بت،

ولایتِ محمدیؐ کا نفوس کی صورت میں حضرت میران علیہ السلام کے جسمِ اطہر میں داخل ہونا، پھر حضرت کے جسمِ اطہر سے نکل کر بندگیِ میاں کے جسمِ مبارک میں داخل ہو کر وہیں ٹھہر جانا، ایک ایسا عمل ہے جس سے صاف اور صحیح طور پر یہ مطلب ظاہر ہے کہ حضرت امام علیہ السلام کی ذاتِ مقدس جس طرح ولایتِ محمدیؐ کی جملہ خصوصیات کی جامع اور تمام نیوٹوں و برکات سے لایع ہے؛ اسی طرح حضرت صدیقِ ولایتؓ کی ذاتِ مبارک بھی تبعاً متصف ہے۔

۶۲۔ پھر فرمایا کہ

” ختمِ ولایتِ بر ذاتِ شہادت“ دن - ع، نمبر ۳

ادھر کی بشارت میں جو یہ توضیح کی گئی کہ ”جس طرح سیدنا ہمدی علیہ السلام کی ذاتِ ولایتِ محمدیؐ کی جملہ خصوصیات کی جامع ہے اسی طرح حضرت صدیقِ ولایتؓ کی ذات بھی تبعاً متصف ہے۔ یہاں ”ختمِ ولایتِ بر ذاتِ شہادت“ فرماتے ہیں یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا ہمدی علیہ السلام اصلاً خاتمِ ولایتِ ہیں اور بندگیِ میاں سیدِ خوند میر صدیقِ ولایتؓ تدریجاً خاتمِ فیضِ ولایتِ ہیں کہ حسبِ فرمانِ حضرت ہمدی علیہ السلام ”فیضِ بندہٴ اقیامتِ جاری است در گردہٴ برادرِ میرِ خوند میر“ (دک، دوسرے لفظوں میں فیضِ ہمدی بندگیِ میاں کی ذاتِ پر ختم ہو گا آپ سے پھر فیضِ ولایتِ محمدی ہو گا، اور اقیامت تک قائم رہے گا یہ بیان اسی معنی میں ہے جس معنی میں کہ بندگیِ میاں سیدِ محمود کو خاتمِ المرشد کہتے ہیں۔ اور یہ بھی معنی ہو سکتے ہیں کہ بارِ ولایتِ یعنی اباقتلو و قتلوا بحیثیتِ بندہٴ ذاتِ ہمدی بندگیِ میاں پر ختم ہو گا جس کی تفصیلی کیفیت فصلِ شہادتِ مخصوصہ میں بیان ہوگی۔

۶۵۔ سیدنا ہمدی علیہ السلام نے بندگیِ میاں سے فرمایا

” شمار افتادہ ذاتِ بندہٴ است“ (حاشیہ،

”شمار افنادر ذات ماست“ (ن ع نمبر ۱۵)

۶۵

سیدنا ہمدی علیہ السلام کی ذات پاک میں فنا کی نسبت ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ
چشمیت بمن افتادہ وجودم ہمہ حک شد ۔ چیز کہ در کان نمک رفت نمک شد

یہ شعر گو یا کہ بندگی میاں کی زباں ماں سے نکل رہا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ سیدنا ہمدی کی نظر مبارک مجھ پر پڑتے ہی
یہی ہستی فنا ہو گئی کیونکہ آپ کی ذات پاک نمک کی کان ہے۔ جو یہ نمک میں گئی نمک ہو گئی۔ اگرچہ نمک میں گری ہو
چیز کو نمک بننے کے لئے عرصہ لگتا ہے لیکن یہاں مدت سے بحث نہیں ہے بلکہ فاضل شاعر نے کان نمک میں ایک
مخصوص صفت کو پیش نظر رکھا ہے۔ وہ یہ ہے کہ استحالہ کی درجہ سے ہر چیز بالکل پاک و صاف ہو کر عینس ہو جاتی ہے
بندگی میاں پر حضرت ہمدی کی نظر مبارک پڑتے ہی بشری کثافت آن واحد میں دور ہو کر نوری جسم بن گیا (ملاحظہ
ہو بشارات نمبر ۱) اس بشارت میں لفظ فنا سے صراحت نہیں کی گئی تھی بلکہ فرمایا تھا کہ ”تا آنکہ گوشت و پوست
و استخوان بندہ خدا نشود خدا را نہ بیند“ اور یہ بھی فرمایا تھا کہ ”خدا ہو سو خدا کو دیکھے یا یہاں واضح الفاظ میں یہ
فرما کر کہ ”شمار افنادر ذات بندہ است“ مطلع بالکل صاف کر دیا۔ ذات ہمدی میں فنا ہو کر خدا کو دیکھنا مخصوص
شان رکھتا ہے۔ وہ یہ کہ واسطہ سے مرتبہ بلاد واسطگی کو آپ پہنچ گئے (۳)۔ سچ ہے ذلک من عنہم الامور۔

۶۶۔ پھر فرمایا کہ

۶۶

”ما و شما یک وجود یک ذات ہستم در میان ما و شما بیچ فرقتے نیست“ (ن ع نمبر ۱۶)

ادپر کی بشارت میں آپ نے جو یہ فرمایا کہ ”شمار افنادر ذات بندہ است“ یہاں اس فنا کی شان بھی تبادی کہ
”میں اور تم ایک وجود اور ایک ذات ہیں۔ مجھ میں اور تم میں کوئی فرق نہیں“

۶۷۔ پھر فرمایا

۶۷

”دشمارا سیر در ولایت است“ (ن ع نمبر ۳۶)

صاحب الصاف نامہ باب دوازدهم میں لکھتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر اخیر تین سال میں زیاد
تر آیتیں ولایت کے متعلق نازل ہوئیں کیونکہ اس وقت

”نبی را سیر در ولایت مصطفیٰ شد بود“

سیدنا ہمدی علیہ السلام نے یہاں ”سیر در ولایت“ فرمایا جس سے مراد ہے سیر در ولایت مصطفیٰ۔ پس اس بشارت
کے صحیح معنی یہی ہیں کہ

در شمار اسیر در ولایت مصطفیٰ است“

سبحان اللہ بوسب حضرت، افضل الانبیا، خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاصل تھی، بنی ہمدی کے صدقے سے بندگی میں کو بھی اسی انتہائی مرتبہ کی سیر حاصل ہوئی، جس کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قل لو کان البحر مالحاً داً... (سورہ کہف کا اخیر کوع)

مہاش قیۃ ولاغیرہ (دیکھ)

اور آئے

ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۳۱ جو اس سے سات سال قبل آپ کی شان میں وارد ہو چکی ہے۔

۳۱۔ پھر فرمایا

۳۲

در شمار اذذات بندہ سیر است“ (حاشیہ۔ ن ع نمبر ۳۵)

اوپر کی بشارت میں جو فرمایا کہ ”در شمار اسیر در ولایت است“ اس کی توضیح ان الفاظ سے کر دی کہ شمارا درذات بندہ سیر است، کیونکہ ولایت مصطفیٰ حضرت محمد مصطفیٰ کا باطن ہے جس کو دوسرے الفاظ میں حضرت ہمدی علیہ السلام کی ذات اقدس کہتے ہیں۔

نقلیات بندگی میاں سید عالم میں اوپر کی چاروں بشارتوں کے علیحدہ علیحدہ نمبر دے کر ان کو الگ الگ شمار کیا ہے ملاحظہ ہو نمبر ۱۲-۱۵-۳۵-۳۶ ہم نے بھی حضرت کی تسبیح کی، اور چاروں کو مجد اجد الکتھا۔

لیکن بعض نسخوں میں بعض بشارتیں ملی ہوئی دکھائی گئی ہیں چنانچہ

۳۲۔ ایک روز فرج المکفریح میں بندگی میاں سید خود میرٹھ نے حضور ہمدی علیہ السلام میں اپنا معاملہ اس طرح بیان کیا کہ

”میرا جی کا دھال ہو گیا، اور میت کو غسل دے کر جنازہ تیار کیا گیا ہے۔ بھائیوں نے اٹھانا چاہا لیکن ان سے مطلق نہ اٹھا بندہ کو تعجب ہو کہ بھائی کیوں نہیں اٹھا سکتے! اگر بھائی بندہ سے کہیں تو بندہ فوراً اٹھالے۔ پھر بھائیوں نے کہا۔ میاں سید خود میر تم اٹھاؤ۔ بندہ نے بڑی ہی سہولت سے اٹھالیا اور لے چلا۔ پھر دیکھا کہ آپ نہیں ہیں صرف بندے کے دو ہاتھ بندے کے سینہ پر رکھے ہیں اور آپ کی ذات بندے میں غائب ہو گئی۔“

۳۲۔ تفریح سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس طرح فاتحہ پڑھتے وقت بتیلیاں آسمان کی طرف تہی ہیں اسی طرح آپ کے ہاتھ آپ کے سینہ سے سہم کے چلے ہوئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حضرت امام علیہ السلام نے سن کر فرمایا

”آرے چنناں است چنانکہ دیدید۔ این بار ولایت مصطفیٰ است جز شما کہ نیست کہ **۶۹**
برداشتن بتواند انصاف بکند و حاشیہ)

و نیز فرمودند کہ

شمارا خدا در ذات بنده است (حاشیہ) بنده و شما ہر دو یک ذات ہستند ہیچ فرق نیست۔“ **۶۵**
بعض انصاف ناموں میں لکھا ہے کہ

”و شما یک ذات و یک وجود ہستیم، در میان ما و شما ہیچ فرق نیست۔“
انتخاب الوالید کے گیا رہوں باب میں یہ معاملہ اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ

خ در بندگی میانش در فرخ چنان دیدند کہ حضرت میراں علیہ السلام را وصال شدہ، و برادران غسل
دادہ جنازہ مستعد کردہ اند، و ہمہ یاراں تصدی برداشتن می کنند تا کہ برداشتن نمی تواند۔ بعدہ ہر
در خاطر گذرانید کہ اگر برادران بنده را بگویند تا بنده بردارد۔ پس ہمہ برادران بنده را فرمودند کہ
سید خونہ میر شمارد ارید۔ پس بنده با سانی چنان سبک برداشت کہ ہیچ معلوم نشد کہ چیزے
برداشتہ است یا نہ۔ و تا برابر بسینہ برداشتہ قدمے چدر و اں شد چہ می بیند کہ ہر دو دست بنده
بر سینہ بنده ماندہ اند، و ذات میراں علیہ السلام در ذات بنده غائب شدہ است۔“

چوں ایں معاملہ پیش میراں علیہ السلام عرض کردم؛ فرمودند کہ

”آرے تحقیق است چنانکہ دیدہ اید چنناں است۔ ایں بار ولایت محمد مصطفیٰ است؛ بجز **۶۹**
ذات شما کہے طاقت برداشتن ندارد و شما را در ذات بنده فنا سے تمام است۔“

صاحب شواہد الوالیت باب بیست و نہم میں لکھتے ہیں کہ حضرت میراں فرمودند

”آرے تحقیق است؛ چنانچہ دیدہ اید چنناں است؛ ایں بار ولایت مصطفیٰ است جز شما کہے **۶۹**
طاقت برداشتن نتواند و شما را خدا در ذات بنده است؛ و ما و شما یک وجود و یک ذات ہستیم؛
در میان ما و شما ہیچ فرقے نیست۔“

میاں ملک سلیمان عرف مجہبی میاں صاحب اپنی تصنیف خاتم سلیمانی ریاض اہل کائنات ششم جہن اول میں تحریر فرماتے ہیں کہ
”روزے در فرخ میانش معاملہ دیدند کہ وصال میراں شدہ است، و جنازہ مستعد کردہ اند؛ و **خ**

ہمد برداران می بردارند، و بندہ جدا ایستادہ می نگرو۔ و در دل بندہ می گذرد، کہ اگر مادا فرمایند، تا تہنہ اجنازہ والا بردارد۔ پس بر زمین داشتند، و سوسے آنگر لیتند، و گفتند کہ حالا شمار وارید۔ بندہ با یک دست پایہ اتس با سانی برداشت چند قدم رواں شدم۔ ناگاہ چہ می ٹیم کہ میراں جہی نشست ہر دو دست مبارک خود در گلو سے من انداختہ، و در ذات من غائب شدند جیراں گشتم کہ اگر یاراں گویند کہ میراں را چہ کردید، چہ گویم!

پس آں معاملہ پیش میراں عیاں نمودند۔ میراں فرمودند

”اے میاں سید خود میراں بار ولایت است، جز شما کہے برداشتن نتواند۔ شمار ذرات بندہ فنا است۔ ما و شما یک وجودیم۔ و میان ما و شما بیچ فرق نیست“ تذکرۃ الصالحین میں بھی ایسا ہی لکھا ہے

اس بشارت میں کہ ”یہ بار ولایت ہے تمہارے سوا کوئی نہیں اٹھا سکتا“ سیدنا ہمدی علیہ السلام نے بار ولایت کے اٹھانے کو صرف بندگی میاں کی ذات سے مخصوص فرمایا۔ اور مخصوص کرنے کی وجہ بھی سیدنا ہمدی کی اس بشارت سے معلوم ہو رہی ہے کہ

ختم ولایت بر ذات شماست“ (پ)

پھر مزید صراحت کے لئے بار ولایت اٹھانے کی اوز بھی وجہ یہ بیان فرمائی کہ

”شمارا در ذات بندہ فنا ہے تمام است“ (پ)

پھر فنا سے تمام کی انتہائی شان بھی بتادی کہ

”ما و شما یک ذات دیک وجودیم، در میان ما و شما بیچ فرقے نیست“ (پ)

پس بندگی میاں نے ذات ہمدی میں فنا ہو کر مرتبہ کمال بیکتائی اور ما و شما یک ذات دیک وجودیم

ماصل کیا۔ یعنی ذات ہمدی بن کر ذات کو اٹھایا۔ سبھی جانتے ہیں کہ ذات ہمدی کیا شان رکھتی ہے، دوسرے الفاظ میں ”ذات نے ذات کو اٹھایا“ یہ فقرہ تعلیمات ہمدی اور دیدار خاص سے تعلق رکھتا ہے۔

۱۳۷۔ بندگی میاں لارشد صہابی ہمدی فرماتے ہیں کہ اسی ترجمہ نے یہاں ظہور کیا پھر الان کہا کان یعنی جہی کے وہی خلق کو خدا کی طرف کھینچنے کے لئے ذات نے بشریت کا جامہ پہنایا اور جنس بن کر اپنا کام کرے اور فرمائی اللہ یقول یجھو جھو یجھو جھو نہ ترجمہ اللہ ایک گروہ کو لائے گا اللہ ان لوگوں سے محبت رکھے گا اور وہ لوگ (یعنی صحابہ ہمدی) اللہ سے محبت رکھیں گے، رہیں، آپ کی شان والا کا صریح الفاظ میں اظہار کر رہی ہے۔

شاہ مردان کا پسر، شہر خد آباد رمینہر تامل بارامانت، شہر خمیر، امیر۔ ازمنہ
 شاہ مردان سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ شہر خد یعنی اسد اللہ الغالب (کے)۔ بد مزہ جو کہ پتو
 آفتاب ولایت یعنی ذات ہمدی موعود علیہ السلام ہے جس کو دوسرے الفاظ میں مظلّم کہتے ہیں۔ امیر یعنی اولی
 الامر (مجلسی) (کے)۔ ذلک الفضل من اللہ (کے)۔ وکان فضل اللہ علیک عظیماً (کے)۔

نک بندگی میاں دلی یوسف النصاف نامہ باب ہمد ہم میں لکھتے ہیں کہ

بندگی میاں سید نو ندیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرح مبارک میں حضرت ہمدی علیہ السلام ولایت مصطفیٰ
 کی فضیلت بیان فرما رہے تھے۔ اُس مجلس میں بندہ بھی موجود تھا۔ اثناء بیان میں آپ نے فرمایا
 مد فرمائی خدا سے تعالیٰ می شود کہ لے سید محمد ہر جا کہ ختم ولایت محمد مصطفیٰ شود و آنجا یعنی قائم مقام
 انبیا باشند

آپ نے بعضوں کا نام بھی لیا اور بعضوں کو دسیر ابو الہیثم اور بعضوں کو دسیر صوفی کی خبر دی۔ بندہ نے
 عرض کیا۔

د میراں جی کسی کو سیر مصطفیٰ اور کسی کو سیر ہمدی بھی حاصل ہو سکتی ہے؟ فرمایا
 ”آئے شمارا سیر در ذات بندہ است و شما قائم مقام بندہ ہستید“ (شواہد) (کے)
 ”آئے شمارا در ذات بندہ سیر است و شما قائم مقام ماہستید“ (خاتم گک چلہ)
 ”بھائی سید نو ندیر شمارا در ذات بندہ سیر است و شما قائم مقام بندہ ہستید (انتخاب) (کے)
 اوپر ہی بتا دیا گیا ہے کہ نقلیات بندگی میاں سید عالم میں یہ بشارت د شمارا در ذات بندہ سیر است“ ختم ہو جاتی ہے
 اس لئے۔

ت

د شما قائم مقام بندہ ہستید

ایک نقل بشارت فرمادی گئی۔

قائم مقام وہی ہو سکتا ہے جس کو اپنے متبوع میں فنا نام حاصل ہونے کے علاوہ اُس کے کالات بے
 ہنایت و اوصاف بے غایت تابع ہیں آجائے کی وجہ سے تابع اور متبوع ایک ہو گئے ہوں چنانچہ دوسرے مقام پر سنا
 ہمدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

”ما و شما یک ذات و ایک وجوہ ہستیم۔ در میان ما و شما بیچ فرق نیست“ (کے)

بندگی میاں سید خوند میر میں جمیع کمالات غریبہ و اوصاف عظیمہ ملاحظہ فرما کر امام الامام حضرت ہمدی علیہ السلام نے یہ بشارت دی۔ قایم مقام کو دوسرے الفاظ میں خلیفہ خاص و جانشین کہتے ہیں۔

بشارت قایم مقام ایک ایسی وسیع اور ہر پہلو کو حاوی بشارت ہے کہ اس میں حوالہ بیانی ذات اور بدلہ ذات یعنی شہادت مخصوصہ دونوں آجاتے ہیں۔

جب کہ بندگی میاں سیدنا ہمدی علیہ السلام کے ”قایم مقام“ اور آپ کے ”قدم بزم“ ہیں (بک) تو آپ کی ذات سے فیض ہمدی جاری ہونا نہایت ضروری اور لازمی ہے۔ چنانچہ پہلے تو اپنے فیض جاریہ کی نسبت سیدنا ہمدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

”پس از بندہ تا قیامت فیض ہمدی باشد“ (مراج بک)

پھر فرماتے ہیں۔

”چنانچہ پس از مصطفیٰ اولیا شدند بعد از ہمدی و یاران سے اولیا خواهند شد“ (مراج بک)

ایک موقع پر حضرت ہمدی علیہ السلام نے فرمایا

”پس از من تا قیامت ہمدی باشد چنانچہ پس از مصطفیٰ و پس از یاران مصطفیٰ بعضے اولیا اللہ کامل شدند۔ چنانچہ بآئید بسطامی و سلطان ابراہیم ادہم بلخی و شیخ شبلی و شیخ جنید و مثل ایساں (الصاف بک)“

پھر فرماتے ہیں

”دکھانے کہ از ما ہستند نا بینا میرند“ (عاشیہ)

پھر فرماتے ہیں۔

”جے کوئی بندہ کے ہیں دیکھتے دکھلاتے میرں۔ دین خدا کی دیکھ بڑکھا کریں“

”ہمارے کوئی دیکھتے دکھلاتے میرں۔“ (لوگ ن ع)

یعنی جو ماسحقان خدا انہار فیض ولایت کا پانی پی پی کر سیراب ہو گئے ہیں وہ خود بینا سے حق ہیں اور تادم زیست دوسروں کو بھی دیدار خدا سے مشرف کرتے رہینگے یہ پاکان خدا اپنی ذاتوں پر ایسے ایسے عطیات الہی دیکھ دیکھ کر دوسروں پر بھی فیضان الہی برساتے رہتے ہیں۔

۱۳۔ حاشیہ نمونہ و ہمدی از تعین حضرت سید عبد اللہ عرف سید صاحب سے نکرت لفظ و نشانہ یعنی برسات پھر جب قاعدہ پر کثرت و تواتر سے اور کس کھ سے ہل ہو کر بڑکھا ہو گیا۔ ۱۳

پھر فرماتے ہیں۔

در ہمدی و ہمدیاں تا قیامت قائم باشند (مجاہد بلا حاشیہ)
یعنی ذات ہمدی اور راہ یافتہ لوگوں (مرشدانِ خدائین و خداؤنما) کا سلسلہ رویت بلا انقطاع قیامت تک قائم رہے گا۔ کیونکہ دین دست بدست اور سینہ بہ سینہ چلا آتا ہے۔ الصاف نامہ باب ہفتم میں لکھا ہے کہ
« حضرت میران فرمودند کہ پس از بندہ تا قیامت از کسان بندہ ہمدی شوند یا
چرا کہ فیض ہمدی منقطع نشود و کسی را کہ در ذات بندگی ہمدی سیر باشد یعنی در ولایت مصطفیٰ باشد فیض او چو نہ
منقطع شود »

کسی نے عرض کیا مولانا حاجی فرماتے ہیں

« در حریفان بادہ با خوردند و رفتند
تہی خمخا ہنہا کر دند و رفتند »

یہ سن کر آپ نے اس کے جواب میں فرمایا

ہنوز آں ابر نیساں و در نشان است

خرم و خمخاۃ از مہر نشان است

یہ فرمان جو فیض جاریہ کے متعلق مطلق تھے آپ نے بشارتِ ذیل میں بندگی میاں کا نام لے کر بنا گی میاں
کی ذات سے اس طرح مخصوص و مقید کر دئے کہ

« کسان تا تا قیامت قائم می باشند و گروہ برادر م سید خود میریزد و دفتر اول کٹ ہے »

۳۔ پھر فرماتے ہیں۔

« اگر بندہ ہمدی موعود است گروہ گروہ سید خود میراست » (دفتر اول کٹ ہے)

ترجمہ۔ اگر بندہ ہمدی موعود ہے تو جماعتیں جماعتیں سید خود میر کی ہیں

یعنی جس طرح آپ کا ہمدی موعود ہونا یقینی ہے جس میں تل برابر ہو، شک شبہ و گنجائش نہیں ہے۔ اسی طرح
کثیر التعداد جماعتوں کا بلا شک و شبہ حضرت صدیق ولایت کے ہونا ضروری اور لازمی ہے۔

جبکہ سیدنا ہمدی علیہ السلام نے آپ کو سلطاناً نصیراً ناصر ولایت مصطفیٰ (علیہ السلام) فرمایا ہے و نیز برائے زیادت کردن
(بدا خلوف فی دین اللہ افواجاً) و روشن ساختن زمین خود (لیظہر علی اللدین کلمہ) خود خواہ آورد (شبہ)
فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ آپ کو اپنا قائم مقام (دب) فرما کر وصال کے وقت بیٹائی آپ کے حوالہ فرمائی ہے (دب)
تو اس بشارت کے ہی معنی ہونگے کہ ہزار ہا لوگ آپ کے دست مبارک پر بیٹ کرینگے اور آپ پیر بہر ان اہم شہد ہر شان بیٹینگے۔

۳۱۔ پھر فرماتے ہیں۔

۳۲۔ چنانچہ ازمن فیض جاری است، پھر از شہ فیض جاری خواہد شد و بسیا کرکساں از سبب این
دینچورہ شہا بخدا خواہند رسید (ایضاً)

۳۳۔ پھر فرماتے ہیں

۳۴۔ بندہ کے فیض کی نہریں بندہ کے صحابہ سے بڑے زوروں سے بہ رہی ہیں جن کا شور بندہ کے
کانوں میں آ رہا ہے لیکن یہ سب نہریں بھائی سید خوند میر کے دریا سے ملیں گی اور ان کے فیض کا دریا
قیامت تک جاری رہے گا۔ ۱۷

پس نہ مان جہدئی سے فیض جہدی بندگی میاں کے سلسلہ عالیہ میں مخصوص و مقید ہو گیا۔

۳۵۔ حضرت امام علیہ السلام نے اس فرمان والا شان کو اور بھی واضح اور صریح الفاظ میں اس طرح فرمایا کہ
” وقتے کہ دین از ہر جا برخواستہ شود بر شکم خوند فاطمہ تا قیامت قائم باشد، “ (تذکرہ ب) ۱۷

۳۶۔ ایک موقع پر بندگی حضرت میراں علیہ السلام نے یوں بھی فرمایا کہ

” ہمہ در ہا سے فیضاں مسدود خواہند شد مگر در فیضان این دختر تا قیامت مفتوح خواہد ماند۔ “ ۱۷

د معارج (ب)

اوپر کی دونوں بشارتوں میں اگرچہ حضرت صدیق ولایت رضی اللہ عنہ کا نام نہیں لیا گیا، لیکن جبکہ آپ کی زوجہ محترمہ
بی بی فاطمہ ولایت کے شکم پر آپ کے فرزند حضرت قائم المرشد سے سلسلہ فیض جاری رہنے کی بشارت دی گئی ہے تو
یہ بشارت فی الحقیقہ بندگی میاں ہی کے ساتھ منسوب ہے۔

۱۷۔ قائم من امک چلا۔ اغراب ب۔ ۱۷۔ تہذیب جہدی مصنفہ حضرت یدار شرف۔ ۱۷۔ خود کار کا مختلف خوند اور خوند کا مختلف
خون۔ زیادہ کا مختلف ترا۔ پس خون زہی یعنی خون کار زادی۔ ۲

۱۸۔ حضرت قائم المرشد سے فیض جاریہ کے متعلق بشارتیں

جن دنوں حضرت ثانی ہمدانی اور بی بی فاطمہ چھوٹے تھے، ایک روز دونوں بھائی بن حضرت امام علیہ السلام کی جار پائی کے نیچے کھیلنے لگے کھیل
کھیل میں حضرت ثانی ہمدانی رضی اللہ عنہ اپنی ہمیشہ کے شکم پر گورے مارا کر ہنسا رہے تھے حضرت امام علیہ السلام نے یہ دیکھ کر فرمایا
۱۔ ” بھائی سید محمود! بر شکم این دختر زیند کہ خداے تعالیٰ در شکم او چنان فرزندے دہد کہ علی زماٹہ ما در زماٹہ او
قائم گردد۔ “ (قائم گن چہ تذکرہ ب)

۲۔ ” این فاطمہ ولایت است۔ ازین فرزندے پیدا شود کہ در آخر وقت مدعی سے من تاجی بر آں فرزند [جلید] “

[جاریہ] ثبوت یا بدہ (انصاف بیلا)

۳۔ مطہم می شود کہ از تکلم بن حضرت فرزند سے تو لذت و ہواہش کہ آخر زمین ماہرین فرزندہ و رنج بہ نسبت بنا (انتخاب بیلا)
 ۴۔ از طرف حق تعالی اینین معلوم می شود کہ از بلین این افضل خدا۔ تعالی یکا پس خواہد داد کہ شمع آخر زماں خواہد
 دو فقرہ دوم کلا بت
 ۵۔ حضرت خاتم المرشد کی ولادت سے پہلے حضرت صدیق دلائت نے مناظر میں دیکھا کہ ہندگی میراں سید محمود آپ کے گھر تشریف
 لائے اور فرمائے لکھ کہ

دوسن درغافہ شام زود و اصل نور ہم شدہ تعظیم من بہاد بد موت مرا نگہدارید (انصاف بیلا)
 گھر آنے سے مراد آپ کا فیض حضرت خاتم المرشد کی ذات میں آنے سے ہے۔

۶۔ جس طرح سیدنا محمدی علیہ السلام نے حضرت خاتم المرشد کی نسبت قبل آہ آہ بشارتیں فرمائیں اسی طرح ہندگی میراں سید محمود ثانی
 ہندی نے بھی حضرت کی ولادت سے پہلے حسین ولایت کی بشارت سے آپ کہ ممتاز فرمایا یا چنانچہ لکھتے ہیں کہ
 ہندگی میراں سید محمود زبان مبارک خود حسین ولایت (ممودنہ حاشیہ)

۷۔ حضرت حسین ولایت کی ولادت ہوتے ہی ہندگی میں آئے اور اہل عالی میں نہ کر دئی کہ
 ۸۔ تمام صورت بر صورت ہندی ستون شدہ است (تذکرہ بیلا)
 ۹۔ ”دوسیرت آن ذاتہ انبزو خواہ آورہ بیئید“ (انتخاب بیلا)
 ۱۰۔ ”ہر کہ ہدی را ندیدہ باشیہ این فرزند را ببینید کہ میں ظہور دوست“

۱۱۔ مدلی بی خا سے تعالی شامار فرزند دادہ است سنی نام یک اموں یعنی میراں سید محمود۔ وقایم مقام یک
 ماموں یعنی میراں سید اجمل (تذکرہ بیلا)
 ہندگی میراں سید اجمل کی نسبت اللہ تعالی فرماتا ہے۔

۱۲۔ دوسیرت محمد ہدی علیہ السلام، اگر سید اجمل را حیات داد می تا قایم مقام تو کر۔ نے۔ ایں بائز نیست
 کہ مقابل ذات تو باشد و نفس الوالیت و خاتم سلیمانی،

حضرت خاتم المرشد کو آپ کی اخیر عمر میں اللہ تعالی سے جو بشارت دی گئی حضرت خاتم المرشد خود اپنی زبان مبارک سے فرماتے ہیں کہ
 ۱۳۔ ”فرمان خدا سے تعالی می شود کہ ترا صاحب زماں، و صاحب فرماں، و حاکم زماں کر دیم
 و خاتم مرشد ال گردانیدیم۔ ہر کہ پیش تو صحیح شد، او مقبول درگا و است“ (انتخاب بیلا)

بعد ازاں ہندگی میں ایساں سید کی ان فرماں خدا سے تعالی وا از اشارت ارواح فاتمین و ہندگی میں فرمودند کہ
 ۱۴۔ ”ہندہ اگر خود می گفتہ باشتا عالم است؛ مگر نفس از فرماں خدا سے تعالی مکر شدہ می گوید کہ ہر کہ را در گروہ ہند
 صدقہ ہدی می رسد، انہیں ہندہ می رسد، و ہر کہ این با آمدہ صحیح می شود، او مقبول درگا و خدا سے
 تعالی است“ (انتخاب بیلا)

میر فرمایا کہ
 ۱۴۔ ”رفیض ہدی بر ہندہ مقید شدہ است“ (شواہد بیلا)
 آپ کی ذات تہی صفات پر فیض ہدی مقید ہونے کی صورتیں یہ ہیں۔

۱۔ حضرت بی بی فاطمہؑ ولایت رضی اللہ عنہا نے جو فیض اپنے والد بزرگوار حضرت جہدی علیہ السلام کی صحبت کے علاوہ آپ کے دہن مبارک کے عاب سے جو نوبری توڑا د فیض بنی فیض تھا، حاصل کیا تھا، ان کے ورثے میں آپ کو پہنچا۔ اور

۲۔ حضرت ثانی جہدیؑ فیض سے بھی آپ بہرہ یاب ہوئے۔ اسی طرح

۳۔ والد بزرگوار بندگان میاں سید خوند بریز کا فیض خود بندگان میاں سے بھی حاصل ہوا

۴۔ اور حضرت خلیفہؑ گروہ کے واسطے سے بھی ملا۔ چنانچہ بندگان میاں رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

خ «سیدان جو فیض بندہ کو جہدی علیہ السلام کے صدقہ سے پہنچ رہا ہے اُس میں سے دو حصے تم کو اور ایک حصہ تمام کو دیا جاتا ہے» (حاشیہ)

یوں ماموں کا، ماں کا، والد بزرگوار، اور حضرت خلیفہؑ گروہ رضی اللہ عنہم کا فیض حضرت خاتم المرشد کی ذات میں مقید ہوا، اسی وجہ سے آپ کی ذات فیض مقید کہلاتی ہے۔ پھر اس دریا سے مقید سے نہیں جاری ہو کر گروہ پاک کے سلسلہ اور خاندانوں میں پہنچیں۔ پس بنظر انہما جاریہ فیض مقید کو فیض مطلق کہتے ہیں۔ جیسے تبدیل کا تمل مقید ہے، اور چراغ کا نور مطلق۔ ولایت مصطفیٰ مقید ہے اور ولایت عیسیٰ کو جس نے ولایت مقیدہؑ محمدیہ سے فیض حاصل کیا ولایت مطلقہ کہتے ہیں۔ گروہ تھقہ میں مقید کو مطلق پر ترجیح دیتے ہیں۔ چنانچہ سیدنا جہدی علیہ السلام نے حضرت شیخ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت فرمایا کہ

«(۱) از مطلق بہ مقید رسید۔» (۲) با ز فرمودند کہ «(۲) دو درختاں در پستان پانزدہ سپارہ عشتی بیان کردہ
و نیز فرمودند کہ (۳) با با سے عاشقان بودند» (انتخاب ب)

حاشیہ رقم

پس مذکورہ بالا بشارتوں سے پایا جاتا ہے کہ فیض ولایت مقیدہ، اور فیض نبوت مقیدہ، دونوں بندگان میاں کے سلسلہ عالیہ میں قیامت تک قائم رہینگے۔ اور خود بندگان میاں بھی فرماتے ہیں کہ

خ «در سلسلہ و کسان ماصول دین و فیض و مقصود خدا تا قیامت ہا نہ انشاء اللہ تعالیٰ» (دخ، ح)
«انشاء اللہ ہائے سلسلہ میں (۱) اصول دین (۲) اور فیض باطنی (۳) اور مقصود خدا قیامت

تک قائم رہینگے» (خلاصہ حصہ دوم)

اس فیض جاریہ کی نسبت سیدنا جہدی فرماتے ہیں۔

م «جب عیسیٰ دوسری مرتبہ آئینگے اُس وقت کچھ عیسیٰ کو دینگے، اور کچھ اُن سے لینگے»

پھر فرماتے ہیں۔

م «ہتر ہتر بیسی مارا چیزے دادن خواہند آمد، یا از ما چیزے سندن خواہند آمد۔ یعنی بہرہ ولایت سندن
خواہد آمد (الضاف ب)

س فیض جہدی در گروہ خود میری تا ابد ہست جاری از بشارتہائے جہدی احد

۶۶۔ ایسے ہی فیض عظیم کی نسبت حضرت ام علیہ السلام نے بندگی میاں کو یہ بشارت دی کہ

”در پیش و سے ہفت، ہمدی ہادی شو ند و دفتر ا دل کٹ ہے“

ہمدی بمعنی راہ یافتہ۔ اور راہ یافتہ بھی کیسے؟ ہادی یعنی خود کمال اور دوسروں کو بھی کمال بنانے والے بندگی میاں نے ان سات خاصانِ خدا کے اسمائے گرامی یہ بتائے ہیں۔

۱۔ بندگی ملک الہمداد بن ملک احمد، الخياط بن عبدالمومن“ از جناب خداوند متعال ”و شہا ہلہ ہلہ یٰ“

از سان صحابہ ہمدی علیہ السلام لیکن عام طور سے آپ ”خلیفہ گس و ہ“ کے لقب سے مشہور و معروف ہیں

۲۔ بندگی ملک عبد اللہ بن لاؤڈلاؤ شاہ

۳۔ بندگی میاں سید عطن برادر حضرت صدیق ولایت

۴۔ بندگی ملک حماد برادر خود حضرت خلیفہ گروہ

۵۔ بندگی میاں سید خاں حمی بن سید شمشین پشت از خواجہ بندہ نواز حضرت سید محمد کیسور دارا بلند پرواز صاحب

خطیو گنگر شریف واقع ممالک محدود نظام

۶۔ بندگی ملک گوہر شہ پولا دی

۷۔ بندگی میاں ابراہیم خان بن سکندر خاں شاہزادہ آگہ ستواں

ان سات مبشروں میں اول الذکر چار حضرات کو حضرت ولایت مآب نے اُن کے زمانہ کسب معاش ہی میں

عطیات خاص ارسال فرما کر اُن کی عزت افزائی کی۔ چنانچہ حسب فرمان حضرت ہمدی بندگی میاں سید خود میرٹر کے

نصر پور کا (ملک بندھ) سے ہجرت روانہ ہوتے وقت آپ نے نہرہ ذیل عطیات بندگی میاں کے ساتھ ارسال فرمائے۔

۱۔ بندگی ملک الہمداد کو اپنی چادر مبارک عطا ہوئی جس میں خلافتِ خاص کی طرف اشارہ تھا۔ چنانچہ اسی ردائے

مبارک کی برکت سے آپ پانچوں اصحاب کرام کی بشارتِ عالیہ سے تمناؤں فیضیاب ہو کر خلیفہ گروہ کے لقب سے

موسوم ہوئے۔ اور آپ کا فیض عام قیامت تک جاری رہیگا۔

۲۔ بندگی ملک حماد کو اپنی دستار مبارک۔

۳۔ بندگی میاں سید عطن کو اپنے پیٹے کا لالہ یعنی کینا کی جس کو اب تمہیں کہتے ہیں۔

۱۵۔ اُس زمانہ کے بڑے بڑے امراء و شرفاء کو بارگاہِ سلطانی سے سیفاں کا خطاب عطا ہوتا تھا۔ چنانچہ آپ ہی ”سید خاں“ کے خطاب سے

سرفراز کئے گئے تھے اس لیے گروہ مقدس میں اسی خطاب سے مشہور ہیں۔ ۱۵۔ یہ دونوں نام اب ترک ہو گئے ہیں۔

۴۔ بندگی میاں سید خاں جی اہل: بد عمر کو اپنا کبر بند مبارک۔

ان رات بمشورین ہمدی علیہ السلام کو حضرت صدیق ولایت نے سات چاند کی بشارت دی جس کی صراحت دفتر اول رکن ششم باب پنجم میں اس طرح مذکور ہے

« ز دندہ ہفت ماہ اندر سب تفادیت مراتب؛ یعنی دو ماہ بجز تیرہ پدیت رسیدہ اند؛ و دو ماہ بشب سیر دہم، و دو ماہ بشب دواز دہم؛ و یک ماہ بشب یاز دہم؛

ان کی تفصیل اس طرح ہے:-

- | | |
|----------------------|------------------------------|
| چودھویں رات کے چاند۔ | ۱۔ بندگی ملک الہداد |
| | ۲۔ بندگی ملک عبداللہ لاٹ |
| تیرہویں رات کے چاند۔ | ۳۔ بندگی میاں سید عثمان |
| | ۴۔ بندگی ملک حماد |
| بارہویں رات کے چاند۔ | ۵۔ بندگی میاں سید خاں جی عمر |
| | ۶۔ بندگی ملک گوہر شہ پولا دی |
- ۷۔ بندگی میاں ابراہیم خاں سکندر خاں گیارہویں رات کے چاند۔

۱۵۔ آپ سنہ ۹۱۹ میں بمقام پنن تشریف عالم شباب میں حضرت ہمدی کے مرید ہوئے۔ ۹۱۹ میں ترک دنیا کر کے بندگی میاں تباہ نظام کی خدمت میں تشریف لے گئے جبکہ حضرت ثانی ہمدی کا وصال ہو چکا تھا۔ ۹۲۳ میں بندگی میاں سید خوزیمہ کی خدمت میں تشریف لائے۔ ۹۲۵ میں حضرت صدیق ولایت کی شہادت کے بعد حسب فرماں حضرت صدیق ولایت آپ حضرت کے جانشین ہوئے۔ اور ۱۲۵۱ھ میں رمضان کو حسب بشارت حضرت صدیق ولایت فرم تازہ ہو کر نوح پسنی کی وجہ سے آپ کا وصال ہوا۔ خزانہ مبارک کپڑے بیچ کر بیٹہ و بیٹی میں نکلی اور کئی پاول (دروازہ) سے حضرت کے خلیفہ کو کہتے ہیں جو چوڑی گردن کے قبرستان کے نام سے مشہور ہے۔ اسٹین سن سے مشرق میں ایک سیل پر پتھر نوزدی کے کنارے واقع ہے۔ آپ حضرت ہمدی علیہ السلام اور پانچوں صحابہ کے ملبشہ اور افضل التابعین کہلاتے ہیں۔

نوٹ۔ خاک رنے بشارت بندگی میاں کے سلسلہ میں بشارتات و فضائل حضرت خلیفہ گروہ و نیز بشارتات و فضائل حضرت فاطمہ امیرہ علیہ السلام کے ہیں۔ اگر خدا کو منظور ہے تو یہ دونوں رسالے بھی چھپ جائیں گے۔ بندگی میراں سید محمد و ثانی ہمدی رضی اللہ عنہ کے حضور صحابہ کے علاوہ تابعین سے بندگی ملک عبد اللہ اور بندگی میاں دلی جی مصطفیٰ النصاف نامہ تھے۔ عجب نہیں کہ یہی بندگی ملک عبد اللہ ہوں جو آپ کے وصال کے بعد حضرت صدیق ولایت کی صحبت میں آگئے۔ آپ کا قدم ہمیشہ عریض پر رہا ہے۔ بندگی میاں نے آپ کو ”برادر ام عبد اللہ“ سے مشر فرمایا ہے۔ شہادت سے ایک سال قبل یعنی سنہ ۱۲۹۹ میں بمقام کھان پھیل آپ کا انتقال ہوا جس طرح حضرت امام علیہ السلام نے ٹھٹھ میں بندگی میاں عزیز اللہ اور بندگی میاں محمد دم ہا جگر کو در مقام ہتہرا ابراہیم علیہ السلام کی بشارت دے کر فرمایا کہ ”و اگر زندہ ہے۔“ [جاریہ]

پھر فرمایا

”آہنکار ناتمام آندا تاکہ بمقام بدریت کہ ماہِ شبِ چہارمِ دومی باشد بجمالیات نہ رسند ازین عالم خ برداشته نشوند“

حسب بشارت حضرت صدیق ولایت رضی اللہ عنہ جو حضرات ناتمام تھے بدر کمال بن کر ہنگی میاں رضی اللہ عنہ کے ساتھ تشریح شہادت پی لیا، اور بمقام سُدر اسن آپ کے زیر پائین دفن ہوئے۔

[جاریہ] تو تہ کا کیکہ لیکن ایک کا تیسرے روز اور ایک کانوں روز انتقال ہو گیا۔ اسی طرح حضرت صدیق ولایت نے کئی ملک عبد اللہ کو یہ بشارت دی کہ

”ملک عبد اللہ اسیر ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام غایت شدہ بود اگر عیالات مانے ترقی می شایے“
(انتخاب ہے، شواہد بت)

معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا علاج کمال ہی تھا لیکن ہنگی میاں نے نظر ڈال کر پھر ”نادے۔ صورتِ رسادگی اور آواز نہایت شیرین تھی چنانچہ ہنگی میاں فرماتے ہیں کہ

”زد بندہ چہار فوات آن چنان مستند کہ چنانچہ صورت دازند چنناں سیرت دادند یعنی در ظاہر و معنی بیخ تغافل نداشتند۔ فاتا دو کساں در میانِ نساں آن چنان مستند کہ اگر مسلمان یا کافر زدہ ہو بہیند بگویند کہ ایشان مردانِ خداوند و دو کساں دیگر را ہر کہ بہیند بگویند کہ ایشان نام خدا گفتن نمی دانند یا نمی دانند“
جوں ہنگی میاں را از ایشان نشاں پر سیدہ کہ گیتند بہ فرمودند کہ

”آں دو کساں کہ پیش دو کساں ظاہر و باطن یکساں مردانِ خداوند برادرم ملک اہمداد و برادرم ملک عبد اللہ اند۔ دو دیگر برادرم سید عطن و بجمالی تھا وہ مستند۔ (دختر اول کت ہے) ہنگی میاں سید خوند میر رضی اللہ عنہ نے حضرت سید عطن کو اس بشارت سے بھی متنازع فرمایا ہے کہ

”وچنانچہ موسیٰ علیہ السلام را بہتر بار و لقب برادر و بچہ پشت بودہ است، چنناں بندہ را بچہ پشت و برادر بجمالی عطن است“

”ہنگی ملک حاد اور آپ کی بی بی بو ائمۃ المؤمنان کے ترک دنیا کے حضرت صدیق ولایت کی صحبت میں بندہ جیوں علاقہ تغافل تشریف لیا۔ ایک کیفیت عام سلیمان کی تیسری بلدی میں تغافل سے مرقوم ہے جو قابل دید اور قابل تقلید ہے۔ جس طرح سیدنا ہدی علیہ السلام نے ہنگی میاں کو بشارت اس ولحا جسدا فنادب سے متنازع فرمایا، اسی طرح آپ کے صدقوں ہنگی میاں نے بھی ہنگی ملک حاد کو اس بشارت سے متنازع فرمایا کہ

”و غالب بندہ و غالب بجمالی تھا و ظاہر و باطن دو اند۔ فاتا در حقیقت روح ما و روح بجمالی تھا و یکے است“
(دختر اول کت ہے)

حضرت صدیق ولایت رضی اللہ عنہ جیوں سے دائرہ اشکار سلطان پرہ تشرف لے گئے، اس وقت اپنے اپنا راز [جمالیہ]

[جاریہ] بندگی سیال ملک حماد کو سونپ کر حج بیت اللہ کا قصد فرمایا۔ بندگی میاں کے ساتھ شہادت کے بعد بھی آپ حسب وعدہ اور حسب فرمان حضرت صدیق ولایتِ نبویؐ اپنی بی بی کے پاس مثالی جسم اختیار کر کے آیا کرتے تھے۔ اور آپ ہی نے شہید ہو جانے کے بعد عین الملک کے بھابھے کو توہین و گستاخی کی پاداش میں میدان جنگ میں قتل کیا تھا۔ (عاقب سلیمانی جلد سوم)

۵۔ گجرات میں ہنہ دلوگ چورا اور ڈیڑوں کے خوف سے، وزیر قومیت اور ہمیشہ ہونے کے لحاظ سے، اور مسلمان پر وہ اور خاندانی ارتقا و اتحاد کے خیال سے، اپنے اپنے حلقوں کے اطراف دیوار اٹھا کر ایک بڑا دروازہ لگا دیتے تھے۔ باڑی والوں کا حملہ اور سادات حسینی کا حملہ لگا ہوا تھا۔ صرف عالی شان دیوار مائل تھی۔ معاشرتی تعلقات بڑھ جانے سے متواتر کی آمد و رفت کے لئے دیوار میں کھڑکی لگا دی گئی۔ اُس وقت سے یہ کھڑکی والی سادات کے نام سے مشہور ہو اسی وجہ سے آپ کا خاندان سادات کھڑکی والی کہلاتا ہے۔ عین الملک کے حکم سے جو مخصوص سات مسرکٹے گئے تھے ان میں ایک سرزندگی میاں سید فاضل جی کا بھی تھا۔ تاریخین کرام اسی سے خیال فرمائیں کہ زمانہ کسب روزگار میں بادشاہ کے حضور آپ کی کس قدر وقعت و عظمت ہوگی! آپ کو حضرت صدیق ولایت بہت چاہتے تھے اور آپ کی نسبت ہر آدمی حقیقی، مکمل علاوہ اور کئی بشتا میں وارد ہیں۔

۶۔ پولادی اور میواتی ران دونوں خاندانوں کے چند گھرانے وقت بھی پالن پور میں موجود ہیں۔ حضرت سید ابراہیم عارف بامصاحب میاں صاحب جید آبادی نے اپنی تصنیف مشہور **سرخ شہدائیں جو بہت صاف اور سلیس اردو اور خوش مزاجیہ میں لکھی گئی ہے** بندگی ملک گوہر شاہ پولادی کا ایک واقعہ لکھا ہے جو اسی کتاب سے نقل کر کے ناظرین باعین کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

شجاعت میں یکتا شہادت میں نیک
جناب مبارکت نے تقریر کی
ہے گوہر کو دیر آنے میں کیوں ہوئی؟
بہت لائق۔ نیک خو۔ بخت نیک
وہ ہٹ سے پد کی ہے دامان گیر
مجھے پیر مرشد سے بیعت دلاؤ
کہاں کس جگہ ہے وہ لاؤ اُسے
تو حضرت نے اُس دم بفضل و کرم
مرید آپ کی الغرض وہ ہوئی۔
وہ باقی ہوئی کشف و عرفان میں
ہوا شاہ یعقوب سے اُن کا جفت
کہ پیدا ہوئے بیٹ سے دوپہر
دوم شاہ خمیر فسرخ خصال
ملائک کو تھا جن پہ رشک وحد
کہ ہے فیض جاری قیامت تک۔ [جاریہ]

ملک شاہ گوہر سعدی تھے ایک
انہوں نے بھی آنے میں تاخیر کی
کسر پر تو آپہنچے ہیں مدعی
کسی نے کہا اُن کو بیٹی ہے ایک
برس آٹھ کی ہے وہ دختر ضعیف
وہ کہتی ہے اس وقت تم لے کے جاؤ
یہ سکتے ہی حضرت محل میں گئے
وہ خدمت میں حاضر ہوئی ایک دم
کیا اُس کو تسلیم ذکرِ خفی
ہوئی وہ فنا فی اللہ اک آن میں
گیا فیض یہ رنگاں پھر نہ مفت
خانے کی اُن پر کرم کی نظر
پس اک خوش اطوار یوسف جمال
ہوا اُن سے جاری وہ فیض ابد
عجب پاک تھی ذات اللہ معک

بندگی میاں ابراہیم خاں بن سکندر خاں سابق شہزادہ اکلہ ستواس کا اسم مبارک فہرست شہدائے جنگ بدر ولایت میں داخل تھا۔ آپ کو حضرت صدیق ولایت رضی اللہ عنہ نے گیارہویں رات کے چاند سے بشارت فرمایا، معاً یہ بھی بشارت دی تھی کہ دوپہر دھویں رات کا چاند بن کر اہل حق ہونگے، پانچواں حسب بشارت حضرت صدیق ولایت آپ کو کابل بن کر، بالفاظ دیگر تریہ کمالی رویت حاصل کر کے، اپنے آقا کے ساتھ بمقام سردار سن شہید ہوئے، اور گنج شہد آپ کا مرقن بنا۔ تاریخ ہم اشوال ۱۳۹۳ھ مطابق ۱۵۲۲ھ کے مطابق روز جمعہ۔ **فَلَا تَعْلَمَنَّ نَفْسًا مَّا أُخْفِيَ لَكَ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ، حَتَّىٰ آخِرَ مَا كَانُوا يَخْلُقُونَ (۱۵)**

بندگی میاں ابراہیم خاں کے سیر و سلوک اور شان رویت کی نسبت بندگی میاں سید برہان الدین نے اپنی تصنیف دفتر اول رکن ہشتم باب پنجم میں جو کیفیت لکھی ہے یہاں بکثرت درج کی جاتی ہے، و نیز بشارت بندگی میاں در حق ماہ شب یازدہم کہ آفرین مغربی ماہ است کہ بندگی میاں ابراہیم خاں بن سکندر خاں کی پادشاہ زادہ اکلہ ستواس اندہم بسیار است لیکن بطریق اختصار آنکہ نقل است کہ در آں ہنگام کہ صحابہ کرام حضرت امام علیہ السلام بانبندگی میاں مخالفت، کہ بزبان موعظ علیہ السلام بود، میگردند۔ در آں وقت حضرت صدیق ولایت تابعان خود را فرمودند کہ

دو زہنا ہر شیار باشید کہ ایساں اصحاب، و میشران، و منظور نظر صاحب زماں ہستند، و حکم ایساں شدہ است، و ایساں از زیان گذشتہ اند۔ اگر بندہ را بگشتند، و ذرہ ذرہ کند خداے تعالیٰ ایساں را نخواستہ پیرسید و در میان شما اگر کسی چشم غیظہ ایشان نظر کند زیال زدہ گردد۔ و مصنفی ما و برادران ما بحضور میران علیہ السلام خواہد شد؛

القصہ چون میاں ابراہیم خاں نو ترک دنیا کردہ آمدند، و در صحبت بندگی میاں مشرف شدہ بودند چون جنین معاملہ مخالفت شنیدند، در دل اوشاں دغدغہ فراواں شدہ کہ ایں چہ معاملہ است کہ ہاجران در شان بندگی میاں چنان چنان کلم فضالت می کنند، مع ذلک بندگی میاں در حق شاں چنان حکم ایمان قطع و نفی زیاں می فرمایند پس حال ما بیچارگان کہ در میان حیران ماندہ ایم، چہ خواہد شد! و چہ کار کنیم! و کجا رویم! یعنی اگر برگشتہ ہاجران اعتقاد بہ بر بندگی میاں سکنیم، بر حکم بشارت حضرت امام آخر زماں زیاں زدہ می شویم، و اگر بواسطہ

[جاری] ۱۵۔ آپ کا اسم مبارک بواہی بی ہے۔ ۱۶۔ بندگی میراں سید یعقوب حسن ولایتی ۱۷۔ بندگی میراں سید یوسف ۱۸۔ بندگی میراں سید خوند میر

خالفتم، ہندگی میاں بزہا جراس اعتقاد بدی کنیم، بر حکم فرمودہ ہندگی میاں ہم زیاں زدہ می گردیم — آخر الامر خان مشاڑ الیہ در دل خود نہیں قرار داند، کہ دین معاملہ مارا بہتر و اعلیٰ تر آں خواہ بود کہ، بز یارت کعبۃ اللہ ساد اللہ تمہ فہلما بر دیم، دیگر ہیچ تدبیر نہ مانده است۔ بر خاستند و بغیر از خصت صدیق ولایت بطرف خانہ مبارک روانہ نشدند۔

عاسل القصبہ چون بشریف زیارت خانہ مبارک مشرف گشتند، چہ می بینند کہ زنجیر اندرون خانہ مبارک ہندگی میاں از دست مبارک خود گرفتہ می فرمایند کہ

”لے ابراہیم خاں، درین جا آمدہ خوب کردی، با این ہستیم، آل جاہم ہستیم،“
چون خان مشاڑ الیہ را دیدار حق تعالیٰ در مشاہدہ ذات ہندگی میاں عنایت شد، و غرغہ کلیتہ کہ داشتہ بودند، از خاطر ایشان بر طرف شد۔ و ہمہ فکرها کہ بر دل خانہ مذکور واقع شدہ بود، زائل گشت۔ در ہاں ساعت با صدق و اعتقاد و محنت بطرف ہندگی میاں مراجعت کردند، و بہت معلوم و خدمت صدیق ولایت رسیدند۔

آقل است کہ چون میاں ابراہیم خاں در جائے کہ ہندگی میاں ساکن بودند، آمدند، و با ذات ہندگی میاں دیدہ و رشندند۔ ہندگی میاں در حال برخاستند، و در خانہ تشریف آوردند، و با میاں مذکور ملاقات نکردند و میاں مشاڑ الیہ با شوقی بے نہایت، و عشق بلاغایت داشتہ آمدہ بودند۔ و در غلبہ اشتیاقی ملاقات ہندگی میاں خبر از درو دیوار نہ استند، و حکم سیر در گاہ خوردہ بہوش افتادند۔

شعر من بعد از ذالک ہندگی میاں بر سر شاں با کرم و لطف قدیم سعادت فرمودہ بشریف ملاقات خود مشرف ساختند۔ درین باب با فرادو الالباب ہندگی ملک پرسیدند کہ
”میاں جی، ابراہیم خاں با شوقی بسیار آمدہ بود، و ملاقات نکردن چہ مقصود بود؟“

ہندگی میاں فرمودند کہ
”اگرے، ابراہیم خاں را در خانہ مبارک در مشاہدہ این بندہ تجلی حق عنایت شدہ بود، و در صورت این بندہ رویت ذات مطلق مرحمت گشتہ است۔ و بہ آں شوق“

۱۔ سیدنا ہمدی علیہ السلام کو ”میراں جی“ اور حضرت صدیق ولایت کو ”میاں جی“ کہہ کے مخاطب کرتے تھے۔ اور حضرت خاتم المرشد اور آپ کی اولاد کو؛ اسی طرح فرزند ان ہمدی کو بھی گجرات اور مارواڑ کی رسم کے مطابق ”میاں صاحب“ کہہ کے پکارتے تھے اور پانچویں میں اسی جی پیر زادوں کو میاں صاحب ہی کہتے ہیں۔ یہ لفظ ”حضرت“ اور ”خوندگار“ کی جائے پر بولا جاتا ہے۔ ۱۳۰

تمام، و اشتیاق تام داشتہ می آمد۔ در برے توی است۔ و دقتی کہ محبوب خود را درنی یابد، و با توجہ خود فرامی گیرد، آزار می رساند چون ذات بندہ ضعیف بود، بنا برین ملاقات نکردم۔
 بندگی میاں

اللہ سبحانہ و تعالیٰ خواست کہ در غمہ میان ابراہیم خاں را بر طرف کند، و ایشان را بہ مرتبہ عالی و درجہ معالی برساند، چنین مرحمت رویت خود در مشاہدہ بندگی میاں کہ مظہر رحمان بود، عنایت کرد، و در تحت اقدام آل حضرت آورد، و از صحبت صدیق ولایت بلا غمہ و ترود مشرف فرمود تا ایشان از دل و جان در صحبت بندگی میاں محترم و شادان بودند۔

نقل است کہ بعد از مدت روزی میاں ابراہیم خاں در خدمت صدیق ولایت آمد، و حال خود عرض

کردند کہ

”میاں جی۔ از طرف حق تعالیٰ چنان معلوم می شود کہ اے ابراہیم خاں ترا مقام آدم صغری

اللہ عطا کر دیم“

بندگی میاں فرمودند کہ

خ

”اے ابراہیم خاں بروید، در کار خود باشید“

بعد از مدت باز در حضرت صدیق ولایت آمدند و بہ ہماں طریق عرض رسانیدند کہ

”از طرف حق تعالیٰ چنان معلوم می شود کہ ترا مقام نوح نجی اللہ و مقام ابراہیم خلیل اللہ عنایت کر دیم“

بندگی میاں ہماں جواب دادند کہ بروید در کار خود مشغول باشید کہ خدا سے تعالیٰ ترقی کند کن تک بعد از چند ایام در حضور صدیق امام آمدہ گفتند کہ

”از طرف حق تعالیٰ چنین معلوم می گردد کہ اے ابراہیم خاں ترا مقام موسیٰ کلیم اللہ عیسیٰ روح اللہ عنایت کر دیم“

باز بندگی میاں ہماں جواب دادند۔ پھرناں بعد از قلیل الزماں آمدند و عرض کردند کہ

”اکنون مقام محمد رسول اللہ و مہدی مراد اللہ عنایت می شود“

بندگی میاں فرمودند بہا کار خود مشغول باشید“ میاں شاز ایہ عرض کردند کہ

”میاں جی۔ بعد از این ہم بیچ مقام مانده است“

بندگی میاں با تہنہ فرمودند کہ

”اے میاں خدائی خود را مقتیدی کنید کہ میں است ابروید با کار خود مشغول باشید
و تصدیق تری کنید“

آوردہ اند کہ بعد چند روز باز آئند و عرض کردند کہ

”میاں جی۔ اکنون از طرف حق تعالی چنان معلوم می شود کہ

”اے ابراہیم خاں، برو کہ ترا مقام مرشد تو عنایت کر دیم“

بندگی میاں دین جا با ہیبت و جلالت جواب فرمودند کہ

”اے ابراہیم خاں ہیشیا رہاں کہ چہ می گوئی! اگر چنین است پس ہمیں کہ سہر تو بر قالب
تو ہست یا نیست“؟

ابراہیم خاں عرض کردند کہ

”سہر بر قالب من نیست“

فرمودند کہ

”برو۔ کار تو تمام شدہ است“

اے عزیز با تمیز ہداں کہ میں سہہ عنایات و مقامات و مرحمت جملہ درجات عالی کہ با بشارت عیاں بیان شد
خاصہ آخرین معنی یار تانی امیر الابرار کہ ماہ شب یازدہمی است چہنیں بودہ است۔ پس خصائص یاران
خاص، و فضائل خداوندان اخلص کہ ہر شب تیرہ ماہ ہاے شب چہارمی بودہ اند، چہ خواہد بود احوال تعالی
می دانند، و ایشال می دانند کہ چہا چہا دادہ شدہ اند، دیگر ہر کس رطاقت و قدرت آن نیست کہ فضائل
ایشال را شرح دہد۔ ذاکہ فضل مید اللہ یوقیہ من عباد اللہ فی ای بلا و صا شاء۔

دیگر بندگی میاں ہم ششم فضائل شال کہ ماہ شب چہارمی اند شلاً بندگی ملک الہداد صاحب الارشاد
جملاً دین جامی فرمایند و بشارت پُراشارت می نمایند۔ باید کہ برائے اللہ فی اللہ نیکو بشنو و دریاب کلان فی
ذات آیات گلاوی الالباب۔

نقل است کہ در ان وقت میاں ابراہیم خاں بحضور امیر وقت معاملہ خود آوردند، بندگی ملک الہداد
و خدمت صدیق ولایت حاضر بودند۔ بعد از شنیدن معاملات میاں مذکور، و عطلے مقامات شال، کہ

بالاستور شدہ بمصنور پر نور عرض کر دندک

” میاں جی۔ آنچہ تقامات بود خداے تعالیٰ ابراہیم خاں را عنایت کر دے پیس مقام ماچہ تہ ابادہ“

بندگی میاں فرمودندک

خ

” بھائی دادو۔ خداے تعالیٰ آنچہ شمار اعطا کردہ است بمقابلہ آل عصابا ابراہیم خاں را آل قدر

دادہ است کہ در میان دو انگشت گنجایش می شود“

و نیز نقل است کہ بندگی ملک از ثنائی امیر الابرار در باب شرح تقامات استفسار کر دندک

” میاں جی۔ مراد عطاے این تقامات چیست؟“

بندگی میاں فرمودندک

خ

” مقصود از عطاے تقامات آل است کہ در بہشت ہر نوعی کہ چاہے پیغمبران اولو العزم

صلوٰۃ اللہ علیہم جمعین باشد چہ خاں خداے تعالیٰ میاں مذکور را چاہے در بہشت

عنایت می کند کہ میاں مذکور در بہشت انبیاء مذکور برود و باز در بہشت خود بیاید، و مقام

خود معائنہ کند و بیچ نقصانیت نہ بیند کہ انسوس خورد۔ فاما در قرب خداوند عترت و جلی

کہ در میان انبیاء اولو العزم علیہم صلواۃ الرحمان و در میان خاں مذکور تقامات بسیار

و بی شمار باشد کہ مدش ندارد“

و نیز نقل است کہ بندگی ملک عرض کر دندک

” میاں جی دریں چہ مقصود بودہ است کہ ابراہیم خاں را عطاے تقامات انبیاء اولو العزم

علیہم صلواۃ الرحمان قرار ندادند، و ہر مقام مرشد او دلا ساکر دہ قرار فرمودند“

دریں باب بندگی میاں ہر سبیل تمثیل جواب عنایت کر دہ چنین فرمودندک

خ

” چنانچہ بچہ شیر خوارہ در گریہ می شود، مادہ و پدر، و جملہ خویشا و ندان، و غیر شاں در تسلی

خاطر اس بچہ کوشش بسیار می کنند، و بہر نوع دلا سائی بے شمار می نمایند کہ خاموش شود،

و تسلی خاطرش حاصل آید۔ اس بچہ مذکور نمی فہم، و خاموش نمی شود۔ و چون دایہ کہ باو سے

خوکر دہ است، و آشنا شدہ است، می آید، و تسلی می دہد، در حال قرار می گیرد، و تسکین می

شور۔ چہ خاں ابراہیم خاں را ہر مقام مرشد و تسلی دادہ شد“

ب

”ان ہی بشارات عالیہ و فیض جاریہ کے سلسلہ میں سیدنا ہمدی علیہ السلام نے فرمایا کہ
 ”بیتانی حق تعالیٰ پارانہ امت است، و بارانہ امت ہیں دو تن ادا کر دند؛ یکے محمد خاتم النبئی، و دوم
 محمد خاتم الولی“

جس طرح حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ہمدی علیہ السلام کی نسبت فرمایا
 ”یقو اتزی و لا یخطلی“ ترجمہ ”وہ میرے قدم قدم چلیں گے اور خطا نہ کریں گے“
 اسی طرح سیدنا ہمدی علیہ السلام نے آئے

م قُلْ هَذَا مَسْئَلِي اَدْعُوْا اِلَى اللّٰهِ عَلَيْهِ بَصِيْرَةٌ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعْنِي
 ترجمہ ”کہو (سے محمد) کہ یہ میری راہ ہے۔ میں اور جس نے میری پیروی کی اللہ کی طرف بینائی
 پر بلاتے ہیں (دیکھا) پڑھی اور فرمایا کہ مراد از من (بمعنی جس نے) ذات بندہ است“
 پھر بندگی میاں سے مخاطب ہو کر آپ نے ہی آیت پڑھی اور فرمایا

ب ”چنانچہ بندہ قدم بر قدم محمد مصطفیٰ است چنانچہ شما قدم بر قدم بندہ ہستید“
 اس بشارت سے واضح ہے کہ بندگی میاں قدم بر قدم حضرت محمد مصطفیٰ و نیز حضرت محمد ہمدی مراد اللہ ہیں۔
 پس آپ میں جمیع کمالات باستخائے نبوت و ہدیت و ختمیت موجود ہیں۔ اور جب کہ آپ کی ذات جامع کمالات
 ہے تو جس طرح حضرت محمد رسول اللہ اور حضرت ہمدی مراد اللہ اصالة داعی الی رویت اللہ ہیں، بندگی
 میاں بھی کیفیت تبعیت تام، داعی الی رویت اللہ ہیں۔ لہذا ان کو اللہ کی طرف بینائی پر بلانا ایسا جلیل القدر
 عہدہ ہے کہ اس سے بالاتر کوئی عہدہ نہیں ہے، کیونکہ عبادت، ریاضت، ذکر، فکر، مراقبہ، مشاہدہ، فرائض و کلام
 یعنی حدود و دائرہ کی پابندی، سب کی علت غائی، اور زندگی کا مقصد و اصلی بینائی خدا ہے۔ سیدنا ہمدی علیہ السلام
 فرماتے ہیں

م نارا برائے دیدن یا آفریدہ اند ورنہ وجود و باہمہ کار آفریدہ اند
 بینایان حق ہی فیض ہمدی سے خاص طور پر مشرف ہوتے ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ
 م ”ما مذہب بصیران آوردہ ایم“

پھر فرماتے ہیں

”نہد اسے راہِ یمنی است باید دید“

پھر فرماتے ہیں۔

”تصدیقِ بندہ بینائی نہا“

سیدنا ہمدی علیہ السلام نے یہ حمد کا بینائی بندگی میاں کے حوالہ کیا چنانچہ صااحب شواہد الوالیات باب بیست و نہم میں تحریر فرماتے ہیں کہ

« فاعلمنا ایھا المصلحی حضرت میران علیہ السلام بفرمان حضرت رحمان چنانچہ صفتِ ذاتِ خود کہ قَاتِلُوا وَقَاتِلُوا ”بود، بہ تاریخِ تمام خود بہ میاں سید خود میر صدیق اکبر حوالہ نمودند، چنانچہ بفرمان حضرت عبود، صفتِ ذاتِ خود کہ ”بینائی حق“ بود، بوقتِ رحلتِ آنحضرتؐ بہ میاں سید خود میر حوالہ فرمودند“

اسی طرح انتخاب الموالید باب یازدہم میں لکھا ہے کہ

”بشارتِ پنجاہ و یکم آن کہ بوقتِ آخر صفتِ خاصِ ذاتِ خود کہ خواندنِ بطرتِ بینائی حق است حوالہ بندگی میاں کردند۔ کشف لہ تعالیٰ قل ھلن ھ سبلی....“

اس سے قبل سیدنا ہمدی علیہ السلام نے آپ کو ان بشارتوں سے ممتاز فرمایا تھا کہ

”شما اسد اللہ الغالب ولایت مصطفیٰ ہستید“ (بٹ)

”و آن فرزند ولایت مصطفیٰ میر خود میر است“ (بٹ)، ”شما قایم مقام بندہ ہستید“ (بٹ)

”در این جوے کے کہ دنیار اُپر بلا دانستہ شب و روز تصدیر یوں آمدن می کند آل را حضرت

محمد مصطفیٰؐ و بندہ، و شما، و در می کنند زیر اک محمد مصطفیٰؐ و بندہ و شما جدا نیتم کیے ہستیم“ (بٹ)

اس بشارت میں سیدنا ہمدی علیہ السلام نے طالبانِ حق کو کارخانہ نمائی میں اپنے اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بندگی میاں کو بھی شریک فرمایا۔ تدریجاً بالابشارتوں سے صاف ظاہر ہے کہ فرمانِ ہمدی سے بندگی میاں داعیِ علی بصیرتہ ہیں۔

راقم آئم نے بندگی میاں شاہ دلاور رضی اللہ عنہ کے مقبول و منظور رسالہ چھتند شریف کی ابتدا میں تہناتاً

و تہناتاً حضرت صدیق ولایت کے چند صفاتی نام متعلقین کی تحریرات سے جو کہ علی العموم سیدنا ہمدی کی بشارتوں کا لبت

کتاب ہے؛ لکھے ہیں میں ایک نام داعیِ علی بصیرتہ ہے، جس کی توحیح و تفہیم اوپر کر دی گئی ہے۔ جس طرح

اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ کا نقل باسنت سے الوہیت و خالقیت سرور دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ کے اسماء مبارک میں اسی طرح بندگی میاں کے اسماء تو صیغی بھی بحیثیت دو تابع تام، "او قایم مقام" و "در منظر اتم" و "خلیفہ خاص" ہونے کے اپنے آقا حضرت ہمدی علیہ السلام کے اسماء حسنیٰ کا پر تو ہیں پس داعی علی بصیرۃ اصاۃ حضرت خاتمیں کا اسم گرامی ہے اور بعداً بندگی میاں کا نام ہے۔

بندگی میاں ملک جی مہتری صحابی و جہا جہدی بندگی میاں کی شان میں لکھتے ہیں۔

حمد و شکر بے عدد و حق را کہ بعد از ذات او

بر رہ اذ عو الی اللہ خلق رہ مبر یافت

ملاحظہ ہو دیوان مہری جو بندگی میاں کے ملاحظہ میں اول سے آخر تک اچھا ہے اور قبول مسلک ^{بندگی میاں} ہے آپ جنگ بدر ولایت واقع سردار سن شریف میں بندگی میاں کے ساتھ شہید ہوئے اور وہیں آپ کے زیر پائیں مذکور ہیں۔

قُلِ اللَّهُمَّ مَلِكُ الْمَلَائِكَةِ لَوْ قِي الْمَلَائِكَةُ مِنْ تَشَاؤُهُ... ترجمہ (مے محمد) کہو کہ اے اللہ تو سلطنت دنیاوی و نیز سلطنت روحانی اور ملک در دیت کا بادشاہ ہے جس کو چاہتا ہے حکومت دیدار عطا کرتا ہے۔۔۔۔۔ جو ذات کے قدم پر قدم ہمدی اور تادم مقام ہمدی اور دو داعی علی بصیرۃ ہو اس کا جسم کس اعلیٰ بیمانہ پر پاک اور مظہر ہونا چاہئے اور جس میں ایسی خصوصیت ہو کہ کسی میں یہ بات نہ پائی جائے اس کی نسبت ذیل کی بشارت کیا خوب روشنی ڈالتی ہے۔

۶۹۔ سیدنا ہمدی علیہ السلام نے بندگی میاں سید خوند میر کو مخاطب کر کے حدیث اَمْرًا وَاَحْسَادًا وَاَقْوَابًا وَاَجْسَادًا اَمْرًا وَاَحْسَادًا سے اس طرح متبشر فرمایا کہ

۶۹۔ "بھائی سید خوند میر شما اس و احنا اجساد ناہستید (ما تم گت چیل) یعنی ہماری رو میں ہمارے جسم ہیں اور ہمارے جسم ہماری رو میں ہیں" حضرت نظامی گنجوی آنحضرت کے جسم اطہر کی شان میں لکھتے ہیں۔

ہم دیدہ گشتہ چو زگر گشتش نماندہ یکے خار پیر امنش

۶۹۔ تغیرات زمانہ کے ساتھ ہمارے کاہنوں کا تبدل بھی دیکھنے کو گنج کا موجودہ نام انی زائیتھ پور Elizabethpoot اور ضلع گرجستان کا نام بدل کر نیوز جیا Georgia ہو گیا جہاں گنج واقع ہے۔ ماخوذ از Geographical Encyclopaedia Britannica.

حضرت جہڑی سیدنا ہمدی علیہ السلام کے جسم مبارک کی تعریف میں فرماتے ہیں۔۔۔
 لامکاں بے نشاناں بُوڈ و طنشس صِبْحَةُ اللّٰهِ كَوْثُرٌ بَدَنَشس
 دَمَنْ أَحْسَنُ مِیْنَ اللّٰهِ نَعْتِشس ہرچہ ہست از ولایت ستاں ہور

آیت اس طرح ہے صِبْحَةُ اللّٰهِ وَ مَنْ أَحْسَنُ مِیْنَ اللّٰهِ صِبْحَةُ تَرَجْمہ۔ اللہ کے رنگ میں رنگے گئے، اور اللہ کے رنگ سے اور کس کا رنگ بہتر ہے؟ (۶ پہل)

جس طرح حضرت ہمدی علیہ السلام کا بول و براز نظر نہیں آتا تھا، ماہ بندگی میاں میں بھی حضرت ہمدی علیہ السلام کے صدقہ سے جسم سے بشری کنافت دور ہو کر جان کی لطافت پیدا ہو گئی تھی اور بندگی میاں کا بھی بول و براز نظر نہیں آتا تھا۔ زمین پر صرف تری رہ جاتی تھی۔ ناظرین کرام غور فرمائیں کہ کس اہتمام و جد کی فنائیت اور کتنا ہی میں یہ بات حاصل ہوتی ہے۔

بشارتِ ”شمار اور ذات بندہ فنا سے تمام است“ (۵) ”ماوشما یک ذات و یک وجود ہستیم در میان ماوشما ہیچ فرق نیست“ (۶) ”و نیز بشارت ”شما قائم مقام بندہ ہستید“ (۷) ان تینوں بشارتوں کی یہ عملی نشان پیدا ہو گئی کہ بول و براز تک نظر نہیں آتا تھا، بلکہ ایک کے جسم مبارک کا کپڑا اور جو تا بھی دو سر سے کے جسم اطہر پر از خود آجاتا تھا۔ نہ ہے نصیب بندگی میاں کے کہ آپ کو ذات ہمدی میں ایسی فنائیت اور کتنا ہی حاصل ہو گئی جو صد ہا سال کی محنت شاقہ سے بھی پیدا نہیں ہو سکتی۔ اس بشارت میں بھی اشتراک فی الدرجات ہمدی کی ہر ایک آ رہی ہے۔ ذالک فضل اللّٰہ یفی قیامہ من یشاء

یہ امر ملحوظ رہے کہ حدیث اسر و لحن الجساد نا..... میں صیغہ جمع سے مخاطبت کی گئی ہے۔ جس کے یہ معنی ہو چکے کہ نبی ہمدی کے طفیل سے صد ہا عاشقان خدا اور عارفان الہی کو یہ دولت نصیب تھی اور قیامت تک ہوتی رہے گی کیونکہ یہ تو قیامی امر ہے کہ فیض ہمدی قیامت تک جاری ہے پس جبکہ فیض ہمدی قیامت تک جاری ہے تو اس کا اثر بھی قیامت تک جاری رہنا لازمی ہے۔ ہاں فرق اتنا رہا ہے اور رہے گا کہ بندگی میاں کا پیشاب پیمانہ نظر نہیں آتا تھا صرف زمین پر تری رہ جاتی تھی اور دوسروں کے لئے نہ تو یہ خصوصیت تھی اور نہ ہوگی۔

سیدنا ہمدی علیہ السلام کی تعلیم و تلقین اور اس کا اثر تو دیکھئے کہ آپ فرماتے ہیں کہ
 ”جو بندہ کے (میرے) ہیں تجریں پڑ سے رہنے نہیں آئے بندہ اس ہاتھ دیتا ہے خدا اس ہاتھ لیتا ہے؟“

م قبر کو پیٹھ لگی نہ لگی اور اٹھائے جاتے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں صرحت روپوش ہوتے ہیں۔ چنانچہ کاہن میں آپ کے ۸۳ صحابہ فقرو فاقہ کی برکت سے جو کہ

ن حدیث ”المجو ع طعام اللہ“ کی شان رکعتا ہے شہید ہو گئے اور آپ نے ان کو ایک کھیت میں دفن کیا۔ کھیت والے کے یہ شکایت کرنے پر کہ آپ کے فقروں نے مُرد سے دفن کر کے میرا سارا کھیت خراب کر ڈالا۔ آپ نے اوپر کی بشارت بیان فرما کر یہ اضافہ کیا کہ ”ہم کسی کا نقصان روا نہیں رکھتے۔ جاؤ قبر میں کھو ڈالو۔ لیکن قبروں میں تمہا کیا جو نکلے۔ وہ تو ستر یا نظر بن گئے تھے چنانچہ ایک بزرگ شرط دیدار کی نسبت فرماتے ہیں

پاسے تا سر یک نظر بایستادن تا تو ان کردن ترانظا رة

میرے مرشد حضرت سید سعد اللہ صاحب مرحوم نے ثنوی زبدۃ العرفان حصہ سوم میں اس واقعہ کو اس طرح منظر م کیا ہے۔

جسم ہمدی کا سرا سر جان ہے	جان اُس کی سر بسر ایمان ہے
جو کوئی تھے اُس کے منظرِ نظر	کچھ نہیں تھا جسم کا اُن میں اثر
اُن کے تن شل نظر شفاف تھے	سب کثافت کے اثر سے صاف تھے
مر گئے تیسالی ہمارا ایک روز	عاشقانِ ہمدی عالمِ فروز
دائرہ کے پاس تھا جو ایک کشت	اُس میں سب مدنون ہو آہلِ اہشت
کھیت کھود اکنبیوں نے سر بسر	کچھ نہ پایا قبر میں اُن کا اثر
صاف فرماتے ہیں ہمدی ہدی	”دیتے ہیں ہم اور لیتا ہے خدا“
کر تو جان و تن کو اپنے ہمدوی	ہمدوی بن۔ ہمدوی بن۔ ہمدوی
فیضِ باطن سے ہے ظاہر کو سدا	جاں سے دل اور دل سے ہون کو عطا

[حاشیہ صفحہ ۱۵۶] سیدنا ہمدی علیہ السلام کی عادت مبارک تھی کہ آپ اپنے کو ہمیشہ بندہ کہہ کے بات کرتے تھے اسی طرح حضرت صدیق و ثلاث بھی اپنے کو بندہ ہی کہتے تھے۔ جیسے بندہ یہ کہتا ہے یعنی میں یہ کہتا ہوں۔ اس میں نہکتہ یہ ہے کہ میں کہنے میں آیت کا اہل ہوتا ہے اور بندہ (یعنی عبد اللہ۔ عبد اللہ) کہنے میں کمال نیستی اور تسلیم پائی جاتی ہے اور جہاں آیت سر ہے حضرت عین القضاة ہمدانی نے قمر ماذنی کہہ کر مُردہ کو زندہ کیا اور حضرت علیؑ نے قمر ما ذن اللہ فرمایا۔ دونوں کے قتل میں سیدنا ہمدی نے زمین آسمان کا فرق بتایا۔ سیدنا ہمدی فرماتے ہیں ”ایمان ذاتِ خداست“ اور کتب عقاید اسلام میں بھی لکھتے ہیں کہ ”ایمان ذاتِ خداست“

جسم و جاں کی یاں نہیں ہے کچھ تمیز جسم اور جاں اس جگہ ہیں ایک چیز“
 یہ تو میتیں قبر میں دفناتے ہی اُن کا نور نظر ہوتا کہ دریا سے نور میں ملجانے کا بیان ہوا ہے مگر اتنا سے ہجرت میں چلتے
 چلتے بعض اوقات ایسی سنگلاخ زمین میں گذرنا ہوتا جہاں قبریں نہیں کھد سکتی تھیں۔ اس صورت میں حضرت مہدی
 علیہ السلام کے فرمان سے میتوں کو کفن پہنا کر نماز جنازہ کے بعد پتھر کی چٹان پر چادر کی آڑ میں رکھ دیا جاتا صرف ذرا
 سے توقف کے بعد سیدنا ہمدی کے فرمان سے چادر اٹھا کر کیا دیکھتے ہیں کہ میت نثار و انوار و انوار جو زمانہ حیات
 میں شہریت کے گھو گھٹ میں غیر عارفین کو مقید نظر آ رہا تھا ”روپوش ہوتے ہی“ مطلق ہو کر دریائے نور میں مل جاتا۔
 جبکہ فانی چراغ کا فانی نور قندیل کے جاں میں مقید نہیں رہتا تو غیر فانی نور قبر کی چادر دیواری میں مقید
 کیسے رہ سکتا ہے!

جن دنوں بندگی میاں سید خود میر رضی اللہ عنہ کا دائرہ مطہی بند رہی جو ملک خانہ یس میں تھا سیدنا
 مہدی علیہ السلام کے صدقے سے کثرت فاقہ کشی کے باعث آپ کے ساڑھے چار سو فقروں نے بغوا سے حدیث
 ”رجعنا من جہاد الا صغر الی جہاد الا کبر“ شہادت کبریٰ کا تمغہ حاصل کیا۔ بندگی میاں رضی اللہ عنہ
 کے فرمان سے میتیں قریب کے کھیت میں دفنادی گئیں۔ کھیت والے نے بندگی میاں کے حضور میں فریاد کی کہ آپ کے
 فقروں نے میتیں دفن کر کے میرا سارا کھیت خراب کر ڈالا۔ اب کھیتی کہاں کروں! حضرت نے فرمایا۔

” تجھے اجازت ہے۔ قبریں کھود ڈال اور لاشیں باہر نکال دے۔“
 کھیت والے نے مارے غم و غصہ کے قبریں کھودنا شروع کیا۔ میت کی ریزش بلکہ کفن کا تاری بھی نظر نہ آنے پر اُس کو
 سخت تعجب ہوا، اور بندگی میاں کی خدمت میں آ کر کمال حیرت کے ساتھ یہ کیفیت بیان کی۔ آپ نے قریب
 قریب وہی الفاظ ہرائے جو سیدنا ہمدی علیہ السلام کی زبان مبارک سے نکلے تھے۔ فرمایا۔

” تجھے معلوم نہیں کہ یہ لوگ محض خدا واسطے فقر و فاقہ کی تکلیف اٹھا کر اور اپنے جسم کو جان کے
 جیسا طلیف اور نور نظر کے جیسا متور بنا کر اپنی جانیں جانان کے سپرد کر دیتے ہیں۔ وہ خاک میں
 پڑے نہیں رہتے۔ بندہ اس ہاتھ سے وارثا ہے۔ اللہ اُس ہاتھ سے لے لیتا ہے۔“

۱۵۔ وازنا ہندی لفظ ہے اس کے معنی ہیں تصدق کرنا۔ یعنی بندہ اپنے فقروں کو اللہ پر اس ہاتھ سے تصدق کرتا ہے۔ اور اللہ اس
 صدقہ کو قبول فرماتا کہ اس ہاتھ سے لے لیتا ہے۔

۱۶۔ جن دنوں حضرت خلیفہ گروہ رضی اللہ عنہ کا دائرہ جالور میں تھا، باوجود اس قدر ازانی فذ کے کہ ”دیکھو نے عبادت“
 [ہاتھ]

غرض اس واحد اجساد ناکے تعلق عاشقان الہی کی مثالیں ان کی حسب استعداد و قابلیت ہر زمانہ اور ہر طبقہ میں ملتی ہیں جن کا ذکر راقم اٹم نے اپنی تصنیف رہنمائے زائرین میں تفصیل سے کیا ہے۔

ن ایک روز بہتین قرآن مراد اللہ حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام نے فرمایا

”بھائی سیدخوند میرے فرمان حق تعالیٰ ہی شہود کہ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَلِمَاتِ تَوْرَةً حَمْدًا۔ (ہم نے تم کو کوثر عطا کیا) مراد از کوثر ذات شہادت (شواہدیت)

”مراد ازل کوثر ذات بھائی سیدخوند میرا ہے“ تا تم گت چلے

چونکہ قرآن مجید حضرت محمد مصطفیٰ پر نازل ہوا ہے اس لئے ہر جگہ مخاطبت بھی آنحضرت سے ہے

جیسا کہ قل ھٰذٰکَ ھٰسِبٰلِیْ یعنی کہو اے محمد۔ اسی طرح یہاں بھی اے محمد ہم نے تم کو دھوض، کوثر عنایت کیا
بزرگی حضرت ہمدی علیہ السلام سے ایک صحابی کے استفسار کرنے پر کہ آپ کا نام قرآن پاک میں کیوں نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا۔

”جائے کہ ذکر محمد است ذکر بندہ است“ (معاہج ۱۶)

جب بارگاہ خداوندی سے کوثر عطا ہوا تو حضرت فاطمین علیہا السلام (کوثر) کے مالک اور صاحب اختیار ہو گئے، اس لئے جس کو چاہیں کوثر سے سیراب کر سکتے ہیں۔

[جاہلیہ] یعنی دو پیسے کو میر بھرا جاملتا تھا، فقرا سے دائرہ فقر و فاقہ کی نعمت عظمیٰ سے روزانہ پانچ پانچ سات سات اس دس نعیم رویت سے سیراب ہو ہو کر دسا ٹرائی اللہ ہو جاتے تھے۔ کیونکہ بوجہ عزیمت پر قدم ہونے کے نہ تو اپنا حال کسی کے سامنے بیان کر سکتے تھے، نہ کسی سے مانگ سکتے تھے؛ بلکہ پیسے دو پیسے کا قرضہ لینے ہی اعتراض کرتے تھے کہ مبادا انتقال ہو جائے، اور وفد دیا ہی سریرہ جاے دن ہی ایام فاقہ کشی میں ایک روز پہنچتی رات کو حضرت خلیفہؑ گروہ اپنے دائرہ کی گلیوں میں گشت کرتے اور باہر بلند فرماتے جاتے تھے کہ

”اے برادران! بمیرید۔ اے برادران! بمیرید۔ اے برادران! بمیرید“

میاں ابراہیم نامی ایک فقیر نے جو آپ کے پیچھے پیچھے آ رہے تھے حضرت سے عرض کی چند لوگوں کو تو زندہ رہنے دیں! آپ نے ان کی طرف منہ پھیر کر فرمایا

”اے برادران! امی دانی کہ چہ سبب می گویم کہ بمیرید؟ ہاں واسطہ گفتہ می شود کہ ہر کہ دریں ایام میں مقام (حالیہ) دریں فقر و فاقہ تمام، بجز کچھ فقرا کے مالک القلام می میرند، بندہ جنازہ متعہ دگرہ، دیکھتہ شد برداشتہ، چون در ہر فرد می آیم، دیکھتاے کریم می سپاریم، ہنوز پشت بزر میں نمی رسد کہ [جاہلیہ]

اگرچہ کہ قرآن پاک میں لفظ ساقی نہیں ہے لیکن "اعطینک" منور دلالت کرتا ہے کہ حیب اللہ تعالیٰ نے آپ کو مصطفیٰ بنایا ہے تو دوسرے الفاظ میں آپ ساقی ہیں۔ اسی وجہ سے حضرت عائشہ علیہا السلام کی ذات اقدس کو ساقی کو ٹوکتے ہیں۔

شریعت میں کوثر سے مراد حوض کوثر کے لئے جاتے ہیں۔ وہ بہشت میں بڑا حوض ہے۔ اس کا پانی نہایت شیرین، ٹھنڈا، اور بڑا ہی خوش گوار ہے۔ اہل جنت اس سے سیراب ہوتے رہتے ہیں۔ اس حوض کی خوبی یہ ہے کہ اس سے نہریں جاری رہتے ہوئے بھی پانی جتنا کا اتنا ہی رہتا ہے۔

ان معنوں کو قایم رکھتے ہوئے طریقت میں الکوثر کی تعریف اس طرح بیان کی گئی ہے کہ
 "الکوثر بجر بے پایان ولایت ہے جس کی تعریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قل لو کان
 البحر ملاً والکلمات سربى لندف البحر قبل ان تنفذ کلمات ربى ولو جئنا مثله
 ملاً داً۔ ترجمہ۔ اے محمد نبی اور محمد ہدیٰ کہو کہ میرے پروردگار کا کلام لکھنے کے لئے
 سمندر سیاہی بن جائے، اور اگرچہ کہ اس کے جیسا دوسرا دریا بھی مد میں لایا جائے؛
 (یعنی سیاہی ہو جائے) تو بھی پہلے اس سے کہ میرے پروردگار کی باتیں پوری ہوں وہ دریا
 ختم ہو جائیگی (سورہ کہف آخر کو ع)

صاحب شواہد ولوالات اس بشارت کی شرح اس طرح کرتے ہیں کہ

فاعلم ايها المصدق قد ثبت ان الكوثر خير الكثير هو اسم الولاية
 المحمدي الذي ختم الله على الهدى شهد الله تعالى بالكوثر لان كل نهر
 الجنة يجري عنده وكل عين ياخذ منه كذا الف يجرى نهر الفيض الانبياء
 والاولياء من ولاية المحمديّة هو ذات الهمدية فقط ثم قال المحمدي
 باهر الصمدى على حق مير ان سيد خوند مير يا نوحى انا وانت واحد
 و انت حامل اقبال ولاية محمدى "فلهذ الا اعتبار قل صح لهذا النقول"

جس طرح حوض کوثر کی نہریں بہشتیوں کو سیراب کرتی رہتی ہیں، اسی طرح حسب بشارت حضرت ہدیٰ علیہ السلام

[جاریہ] حق تعالیٰ دست بردست قبول می کنجیں وقت عطا وہبہ است؛ باجینیں وقت غایت شدن شکل است بازگفتہ می شود کہ
 میری یاد دہنزدوم کش ہے

بندگی میاں کی ذات سے ولایت متعینہ محمدیہ کے فیض کی نہر میں جاری رہ کر طالبانِ حق و جویندگانِ ذاتِ مطلق کو قیامت تک سیراب کرتی رہے گی۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں کہ

”پہا نچہ ازمن فیض جاری است از شما جاری خواهد شد، ولبیاری کساں از سبب بیان، و پسنوردہ شما بخدا خواهد رسید“ (ب)

اس بشارت سے حضرت سید تقی ولایتؑ دیا سے فیض ولایت کے مختار گردانے گئے پس اصحابہ حضرت خاتمین ساقی کو شریں اور تبعاً بندگی میاں رضی اللہ عنہا بندگی میاں ملک جی تہرٹی صحابی ہمدی فرماتے ہیں

در گلستان وصالش ساقی بزم حقی
کز لب گئے گون تو صہباے کو شریافتہ

ساقی کو شری در فرزند ولایت مصطفیٰ کے سوا اور کون ہو سکتا ہے؟

ب۔ سیدنا ہمدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

ب۔ ”آں فرزند ولایت مصطفیٰ سید خود میر است“ (انتخاب ب)

بندگی میاں سید خود میر صدیق ولایتؑ نے آیۃ و مَا قَدَرْنَا وَاللّٰهُ حَقٌّ قَدَرْنَا ترجمہ جیسی اللہ کی قدر کرنی چاہئے تھی نہ کی (پچھلے) کا بیان کرتے وقت بندگی ملک سخن کے سوال کرنے پر کہ ولایت کس کو کہتے ہیں؟ فرمایا

”ملک سخن یہ ولایت مصطفیٰ ہے، اَلَا اِنَّ مَمَّا كَانَتْ جِیسی کہ ویسی، نہ کم ہے نہ زیادہ، نہ اسکو

اول ہے نہ آخر“ (انتخاب ب)

اور اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں ولایت کی تعریف اس طرح بیان فرماتا ہے کہ

”قل لو كان البحر مالحا لدا... صددا“ [ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۲۷]

یہ ہے ولایت کی تعریف۔ ”فرزند ولایت مصطفیٰ“ کی توضیح کرتے وقت پہلے یہ دیکھنا چاہئے کہ بندگی میاں کے نام کے ساتھ لفظ ولایت کہاں کہاں اور کس طرح مستعمل ہوا ہے۔ سیدنا ہمدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

”بھائی سید خود میر شما باستعداد تمام آمدہ بودید، چراغدان، وفتیلہ، وروغن موجود بود۔ آتاہیں یک کار افر وقتن باقی ماندہ بود، اکنون از چراغ ولایت محمدی روشن کردہ شد“ (پ)

۴۲۔ ذات شہادتِ فیض و ولایت بلا واسطہ ہی داشت کہ از خود روشن شود تا بواسطہ ہدیٰ نور علی نور گشت۔ (پ ۳۳)

پدر نور و پسر نور است مشہور ازین بانہم کن نور علی نور

۴۳۔ ذات شہادۃً فیضاً ناصراً ولایت مصطفیٰ است (پ ۳۳)

۴۴۔ بمعانی سید خوند میر شہادۃً اللہ المبالغ ولایت مصطفیٰ ہمتیہ (پ ۳۳)

۴۵۔ میں نور و ولایت محمدی ست (صلی اللہ علیہ وسلم) اولاً برین آمدہ پورہ بر شہادۃً (پ ۳۳)

۴۶۔ ختم ولایت۔ بر ذات شہادت (پ ۳۳)

۴۷۔ شمارا سیر در ولایت است (پ ۳۳)

۴۸۔ میں بار ولایت است جز شہادۃً برداشتہن نتواند (پ ۳۳)

سیدنا ہدیٰ علیہ السلام اپنے ہائیں ہاتھ کے پوست کو سیدھے ہاتھ کی چمکی سے پکڑ کر فرماتے ہیں۔

”اس ہمہ ولایت است“

پس آپ کی ذات پاک سر تا پا ولایت ہے اور پہلے اس سے کہ بندگی میاں کی نسبت یہ فرمائیں کہ ان فرزندِ دلالت

سید خوند میر است“ آپ کے وہ اوصاف اور قابلیتیں بیان فرمائیں جن میں ”فرزند ولایت“ ہونے کا اشارہ واستدلال پائی جاتی ہے (ملاحظہ ہو مکرورہ بالا آٹھ بشارتیں) اس کے علاوہ بندگی میاں کو فرزندِ حقیقی (پ ۳۳) بھی فرمایا ہے۔ جبکہ

ہدنگی کی ذات سر تا پا ولایت ہے اور بندگی میاں ”فرزند ولایت“ ہیں تو معلوم ہوا کہ

فرزند ولایت۔ فرزند حقیقی۔ اور فرزند نور مترادف ہیں۔

فرزند حقیقی کی نسبت بندگی میاں سید محمود اپنی تعینف معارج الوالات باب یازدہم میں منفاج الامجاز شرح گلشن راز کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ

”نسبت فرزند می تین طرح کی ہوتی ہے۔ پہلی نسبت صلیبی لہو کہ معروف و مشہور ہے۔ دوسری

نسبت قلبی۔ جہاں متبوع کے حسن ارشاد اور متابعت کی وجہ سے تابع کلاول صفائی میں متبوع

کے جیسا ہو جاتا ہے اور تیسری نسبت حقیقی حقیقی (اس مرتبہ میں) تابع حین متابعت کی برکت سے

نہایت مرتبہ کمال کو جو کہ جمع الجمع ہے پہنچ جاتا ہے اور تابع اور متبوع ایک ہو جاتے ہیں“

جبکہ خاتم الاماہ لیا آل محمد سے ہیں اس لئے نسبت صلیبی ثابت ہے۔ اور جب کہ آپ کا دل بہک

خاتم الانبیاءؑ کے حسن متابعت کی وجہ سے تجلیاتِ ناقصہ ہی الہی کا آئینہ بن گیا ہے، اس لئے آپ کو نسبتِ قلبی حاصل ہے اور چونکہ آپ مقامِ بی صغ اللہ وقت کے وارث ہیں، اسلئے نسبتِ حقیقی حقیقی ثابت ہے یوں خاتمِ لادین اور خاتمِ الانبیاء کے درمیان تینوں نسبتیں پاسے جانے کی وجہ سے آپ کو نسبتِ تام حاصل ہے۔

اسی طرح بشارت

”بھائی سید خوند میر سہ ماہ شدہ است کہ فرمان حق تعالیٰ می شود کہ آنچه در دل بندہ نزل می شود
ہاں نزل در دل شامی شود (ہم)

سے فرزندِ قلبی، اور بشارت

”..... ما دشما عبدائکم یک وجود مستیم..... زیرا کہ محمد مصطفیٰ و بنو شماما عبدائکم یک

ہستیم (ہم)

سے فرزندِ حقیقی و حقیقی ہونا ثابت ہے۔

پنانچہ حضرت ہری رضی اللہ عنہ نے فرزندیت کی اعلیٰ و ارفع شان، ذیل کی ان دو بیعتوں میں، باوجود نہایت
اختصار کے، بڑی عمدگی سے بیان کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ

گشت بہ دامادی آل ہمائم صورت و معنی شدہ قائم مقام

صورت و معنی چو فرزند گشت زان بقعود بدر آندشت

اسی وجہ سے سیدنا ہمدی علیہ السلام نے بندگی میاں کو بلحاظ فرزندِ قلبی و حقیقی و بقول اے الولد یدئرا لا ینکحہ یہ
بشارت دی کہ

”آں فرزندِ ولایت مصطفیٰ سید خوند میر است“

ذیل کی بشارتوں سے متبرہن ہو گا کہ فرزندِ ولایت کی کیا ہی بڑی شان ہو اور سیدنا ہمدی آپ کو کس اعلیٰ اعلیٰ پایہ
کی بشارتوں سے ممتاز فرماتے جاتے ہیں۔

سیدنا ہمدی علیہ السلام نے یہ آیت پڑھی

قُلْ اَتَىٰ شَيْخِي الْكِبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللّٰهُ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكَ لَنْدَا وَ اَوْحَىٰ اِلَيَّ

هٰذَا الْقُرْآنُ لِأَنْذِرَ كُفْرِيهِ وَمَنْ يَلْعَط

ترجمہ۔ اے پیغمبر ان لوگوں سے پوچھو کہ وہی کے اعتبار سے بڑا (مقبول) گواہ کون ہے؟
 (یہ آگیا جواب دینگے تم آپ ہی ان سے کہو۔ وہ کہہ رہے اور تمہارے درمیان بڑا مقبول گواہ
 خدا ہے اور یہ قرآن میں طرف اسی لئے وحی کیا گیا ہے کہ اُس کے ذریعے سے تم کو نبی دار کرنا
 اور وہ شخص بھی خبردار کرے جو (میرے درجے اور میری منزل کو اپنی نچا ہوا ہے) (ج)

اور بندگی میاں سید خوند میٹر سے فرمایا کہ

”من بلیغ محمد بنده است ومن بلیغ بنده شما اید۔ یعنی بندہ بمنزلہ محمد رسیدہ است و شما
 بمنزلہ بنده رسیدہ اید“ (حاشیہ دیوان ہری)

حضرت ہری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

شمس اراضی تلوپ بزغ
 حجتہ البالیغہ من بلیغ
 بندگی میاں

پھر فرماتے ہیں

شد دلیل صدق فضلت نصی قاطع من بلیغ

ہمدانی تبعاً بندگی میاں
 چوں رخص سید محمد حجۃ اکبر یافتہ

ب۔ سیدنا ہمدانی علیہ السلام نے آیت ”فَقُلْ أَطَعْتُمْ اللَّهَ وَرَبَّهُ“ (پہلے)
 پڑھی ترجمہ (لے محمد) کہو کہ میں نے تابع کیا اپنا منہ واسطے خدا کے اور جس نے میری
 پیروی کی (اُس نے بھی اپنی ذات خدا کے واسطے تابع کر دی) اور بندگی میاں سید خوند میٹر
 سے فرمایا

”مراد تابع نام محمد در اسلام بنده است و تابع نام بنده در اسلام شما اید“ (حاشیہ
 دیوان ہری)

اسی بشارت کے متعلق حضرت ہری فرماتے ہیں۔

فعل تو جز مہ صد حق نیست اندکلی حال

منگیاں
 کہ فقل اسلمت و جہی امر صادر یافتہ

یہ تاہی علیہ السلام نے بندگی میاں کو آیت ”فَقُلْ أَطَعْتُمْ اللَّهَ وَرَبَّهُ“ سے اتباع فی التبلیغ کی بشارت دی جو کہ
 تبعاً شمران علیکنا بیانا ذہ کی شان رکھتی ہے۔ اور ”فَقُلْ أَطَعْتُمْ اللَّهَ وَرَبَّهُ“ سے جو بشارت دی وہ تبعیت

فی الشریعت بت اور شریعت بھی وہ شریعت جس کی نسبت یذناہمدی فرماتے ہیں۔

وہ شریعت بعد از فناے بشریت است (حاشیہ)

اسی طرح آپ نے قُلْ هَلْ يَكْفِيكُمْ اَنْ يَّحْيِيَ اللَّهُ عَلَىٰ بَصِيْرَةٍ رَبِّكُمْ سے تبعیت فی السُّرُوْبِ کی بشارت سے تمنا فرمایا۔ پس جب کہ آپ ان تینوں بشارتوں سے متصف ہیں تو احکام شریعت و فرائض ولایت و مرتبہ رویت میں بحیثیت تبعیت تام کامل و مکمل ہیں۔

ب جبکہ ہندگی میاں شریعت میں، طریقت، حقیقت اور معرفت میں، ظاہر و باطن میں، فیض ہمدی سے ہنگامِ خدا کو بہ انداز کرنے میں، تابع تام ہیں؛ و نیز آپ بشارت قائم مقام ہندہ۔ (بتک) اور قدم بر قدم ہندہ (بتک) اور محمد مصطفیٰ و ہندہ و شما جہا نیت تم کی ہستیم (سبع) اور زنا و شما یک ذات و یک وجود ہستیم و میان ما و شما بیچ فرق نیست (بتک) سے سرفراز کئے گئے ہیں، و نیز بشارت اگر ہندہ ہمدی موعود است گر وہ سید خود میر است (بتک) آپ کی شان میں وارد ہے تو بشارت اولی الامر جھلادی کا تاج آپ کے سر اظہر پریدنا ہمدی کے دست مبارک سے رکھے جانے سے آپ کو قوم ہمدی کے تاجدار ہونے کا شرف و اعزاز حاصل ہے۔

چنانچہ آپ نے آیت

”اَطِيعُوا اللَّهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُوْلَ وَاُوْلِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ“

ترجمہ۔ ”اللہ کی فرماں برداری کرو اور (اُس کے) رسول کی فرماں برداری کرو اور تم میں (جو)

صاحب حکومت و ہوا اُس کی“ (یعنی) پڑھ کر فرمایا

”بھائی سید خود میر مراد از رسول محمد مصطفیٰ و از اولی الامر ہمدی و اولی الامر جھلادی“

شما ہستید۔

اولی الامر میں اولیٰ بمعنی صاحب، اور امر بمعنی حکم؛ پس اولی الامر کے معنی ہوں سے صاحب حکومت۔ آپ اگر میدان حضرت رسول کریم کے بعد اطاعت کے لئے کسی پر اولی الامر کا حصر نہیں تھا۔ بہتین مراد و طیفہ اللہ حضرت ہمدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ذات پر اولی الامر کا جو الہیہ کے کرنا اولی الامر حضرت صدیق ولایت کو فرمایا۔ پس فرمان ہمدی سے ہندگی میاں اولی الامر جھلادی یعنی منجانب سیدنا ہمدی علیہ السلام حاکم الزماں ہیں۔ روز ازل ہی سے شیئت ایزدی نے اولی الامر ہمدی، قدم بر قدم ہمدی

تاقیم مقام ہمدی، بدلتہ ذات ہمدی تہ مناصب مالیر حضرت صدیق ولایت سے منقص کر دئے تھے۔ اس کا لسانظ آپ کے اہم کرامی کی ترکیب اور نام مبارک کے اعداد میں بھی موجود ہے۔ چنانچہ لفظ خونہ کی ترکیب دیکھیں کہ خونہ مخفف ہے خداوند کا، اور خداوند کے معنی ہیں صاحب تیرہ بقیف ہے امیر کا اور امیر کے معنی ہیں صاحب۔ صاحب اکبر بے صاحب حکومت۔ پس خونہ میر مرتب ہے خداوند اور امیر ہے جس کے معنی ہیں صاحب حکومت۔ فی الحقیقت یہ باوشتا حضرت فاطمین علیہما السلام کو اہمالت اور ہنگی میاں کو فرمان ہمدی سے تبعاً حاصل ہے۔

سیدنا ہمدی علیہ السلام کا وصال ۹۱۰ھ میں ہوا اور خونہ تیر کے عد و بھی بحساب الجحدہ ۹۱۰ ہوتے ہیں۔ اس میں بھی حضرت کے سال وصال اور حضرت سید خونہ میر کے نام میں عددی تناسب قائم مقام ہمدی اور بدلتہ ذات ہمدی وغیرہ کی موزونیت رکھتا ہے۔

اولی الامر کی دوسری توجیہ اس طرح بھی ہو سکتی ہے کہ اولی الامر یعنی صاحب کار حساب کو فانی میں نحل و نحل اور نحو نکل کہتے ہیں۔ پس اولی الامر یعنی خداوند کا اور اس کا مخفف ہے نحو نکل کا۔ سیدنا ہمدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

م "حق تعالیٰ کہ مارا فرستادہ است مخصوص برے اس است کہ آں احکام دیان کہ تعلق یا ولایت محمدی دارد بواسطہ ہمدی ظاہر شود و یہ عقیدہ شریفہ"

پھر فرماتے ہیں

م "اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کو جس راستے پر چلنے چلائے کے لئے فرمایا اسی راستے پر چلنے چلانے کے لئے، بندہ کو ہمدی کہے بھیجا کما قال سبحانہ وتعالیٰ۔ قل خدا ہے سبلی ادھوا الی اللہ علی بصیرتہ انا ومن اتبعنی" (سورہ یوسف کا اخیر کوع)

اسی طرح حضرت امام نے حضرت صدیق ولایت سے فرمایا کہ

"چنانچہ بندہ قدم بر قدم محمد مصطفیٰ است چنانچہ شما قدم بر قدم بندہ ہستید (پیش)

پس بعثت ہمدی کی وجہ یعنی کاس مخصوصہ محمدی یہی ہے کہ لوگوں کو بینائی کی طرف بلائیں اور دیدار خدا سے مشرف فرمائیں۔ میاں مومن سجاد ندی فرماتے ہیں

معنی کلمہ طیب کا سراپا ہوں میں
رہیت ذابیت کے دکھانے کا ضامن ہوں میں
کہ آیا ہے ہمدی اسی کام کو
دکھانے خدا خاص اور عام کو
یقیناً

پس بندگی میاں پر فرمان ہمدی سے اعلیٰ الہی یعنی خود کار (خداوند کار) کا لقب علامہ صادق آنا ہے۔ اسی طرح جس مرد کو اعلیٰ میں یہ قابلیت اور یہ اوصاف پائے جائیں اُس کو بھی خود کار کہنا صحیح ہوگا۔

۵۵۔ امام الزمان سیدنا محمد علیہ السلام نے آپ کے تابع نام ”وقایم مقام“ بندگی میاں کو ذات خدا میں بے انتہا سیر دیکھ کر فرمایا

”بھائی سید خود میرے مسافر ہستند ہر روز از عرض مجید عروج وہبوط میکنند“

۵۶

مسافر و قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جو اس ارض سکون پر سیر و سیاحت کرتے ہیں، اور دوسرے وہ جو ارض الحقیقہ کے تیراچ ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے۔ قُلْ لِلَّهِ الْوَدَاعِیُّ الْاَرْضِ (۱) ارض (۱) کے محمد (۱) کو کر زمین میں سیر کرو (۱) کیونکہ راتِ امر خنی وَالسَّعِدَةُ مِیْرٰی زَمِیْنِ كَشَادَه ہے (۱) پھر فرماتا ہے اَلَمْ تَرَ كُنْزُ اَرْضِ اللّٰهِ وَالسَّعِدَةُ فَتَمَّاجِرُ وَاَفِیْئَهَا۔ کیا ارض اللہ کشادہ نہیں تھی؟ پھر اُس میں ہجرت کئی تھی رہے، یہ کون سی زمین ہے جس میں سیر و سفر کرنے کے لئے ارشاد خداوندی ہو رہا ہے؟ مفسرین کے نزدیک یہی ارض سکون ہے جو محدود اور فانی ہے۔ اور اُن تین کے پیش نظر ارض الحقیقہ ہے جو غیر محدود اور باقی ہے۔ سینا ہمدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

۵۷

”اینٹ اٹی کے گھر سے تو نکلے لیکن ہڈیوں کے گھر سے کب نکلے ہوگا“

م اور بعض مولودوں میں اس طرح لکھا ہے۔

۵۸

”خاندانِ گل و چوبین سے تو نکلے لیکن خاندانِ استخوان سے کب نکلے ہوگا“

خاندانِ استخوان سے ہجرت کر کے ارض الحقیقہ میں جانے کے لئے خداوند کریم کا خاصانِ خدا کو خاص حکم ہوا ہے ارض الحقیقہ کی تعریف میں اللہ تعالیٰ اُس کی وسعت کا ذکر کر کے اسی پر پھر نہیں کرتا بلکہ اُس کو اپنی ذات کے ساتھ منسوب کر کے فرماتا ہے راتِ امر خنی وَالسَّعِدَةُ بَشِکْ مِیْرٰی زَمِیْنِ كَشَادَه ہے طالبانِ حق و جویانِ ذاتِ مطلق

۵۹۔ بندگی میاں سید محمد و خاتم المرشدین رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادہ بندگی میاں سید نور محمد کو خاتمِ کار کی جو بشارت دی، وہ اسی معنی میں ہے کہ جو کار خاتمِ ہمدی کہ دیار ہے جو بے مغات، و دیارِ ذات تھا، جو کہ تعلیم و کلامیتِ مقیدہ اور بنو قریبہ مقیدہ کا ہے جو کہ ذاتِ خاتین اور تعلیمِ فیضِ مقیدہ کا ہے کہ ذاتِ خاتم المرشدیہ کا حاصل ہوتا ہے آپ کی ذات پر ختم ہوا جو آپ کی ذات سے سلسلہ فیض جاری ہوا اور تاقیامت جاری رہے گا۔ خاتمِ کار کی دوسری توجیہ قریب الفہم و المعنی اس طرح بھی ہو سکتی ہے کہ آپ خاتمِ احکام دین ہمدی ہیں۔ اس لئے کہ حضرت کے بعد پابندی احکامِ ہمدی جیسی کہ چلے باقی نہ رہی چنانچہ بندگی میاں شاہ قاسم فرماتے ہیں کہ

۶۰۔ ”میاں ناموں کا زمانہ ہمدی علیہ السلام سے تعلق ہے اور ہمارا زمانہ عیسیٰ علیہ السلام سے ہے کہ بعد پھر اسی پابندی باقی نہ رہی“

۶۱۔ خاتمِ گل و چوبین۔ ۶۲۔ مولود میاں سید عبداللہ عرف سید صاحب۔

کو منجانب اللہ بشارت دی جاتی ہے کہ یَا یٰسَیِّدَہَا النَّفْسُ الْمَاطُیْبَةُ اِجِیْ اِلَیَّ مِنْ رَبِّکَ، اِرَادَ بَدَاہُ قَرَضَتْہُ
 لے روح مطمئن اپنے پروردگار کی طرف لوٹ جائیگی ہجرت کر کے ارض الحقیقہ میں آجا جو کہ تیرا خاص مسکن
 ہے۔ اس ارض اقدس کی شان یہ ہے کہ نہ اس کو شرق ہے نہ مغرب، کَلَّا لَنْ قَائِلًا وَا لَا اَنْحَادًا بِشَیْءٍ
 نہ ابتدا ہے نہ انتہا۔ کیونکہ یہ زمین فخرِ علیؑ اور ہے یَعْلَمُہَا اللہُ کُلُّہَا مِنْ رَبِّہَا لَنْ یَنْشَأَ (۱) بدایت
 کرتا ہے اللہ اپنے نور کی طرف جس کو چاہتا ہے۔ امام الانام سیدنا حضرت ہمدی علیہ السلام ہذا بیتہ دریدتوق ولما
 کو فرماتے ہیں کہ

” اَزِیْہَدِیْ ذَاتِ بِنْدَہِ اسْتِ کَہَرِکَ رَاکُمِیْ تَوَاہِدِ عَطِیْۃُ نُوْرِیْ وَوِلاَیَۃُ عَمَلِیْ

میں کندہ و مراد از مَنْ (بمعنی جسکو) ذات شما است“ (بج ۱)

پس حسب بشارت حضرت ہمدی علیہ السلام ہندگی میاں سید خود میرا ہی ارض الحقیقہ میں
 مسافر ہیں۔ ہر آن اور ہر لمحہ مسافرت ہی مسافرت اور سیر ہی سیر ہے۔

امام الانام سیدنا ہمدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

” جِیُوْنُ خَدَاکِیْ خَدَاکِیْ کُوْنُ کُوْنُ چھٹے نہیں جیُوْنُ بِنْدَہِ کی طلب کُوْنُ بی (بھی) چھٹے نہیں“ (عاشیہ) م
 پھر فرماتے ہیں۔

” ہَمْدِ اَنْبِیَاۃِیْ وَمُحَمَّدِ رَسُوْلِ اللہِ وَمُحَمَّدِیْ ہَرُو وَبِتَدِیْ“ (الصفات) م
 پھر فرماتے ہیں۔

” اَنْبِیَاۃِیْ وَاوْلِیَاۃِیْ اَبَہِیْ رَسِیْدَہِ مَہْمَتِیْ شَدَنْدَہِ مَکْرَمِیْ دُوْنِ (کہ محمدین باشند) ہمیشہ بتدی
 اند و طالب ہستند کہ نہ خدا سے را نہایت است نہ طلب ایشان را نہایت“ م
 چنانچہ آنحضرتؐ فرماتے ہیں۔

” مَاعَرَفْنَاکَ حَقِّ مَعْرِفَتِکَ“ ن
 اور امام اعظمؒ فرماتے ہیں

” عَرَفْنَاکَ حَقِّ مَعْرِفَتِکَ“ ق
 ۱۔ اصل سنکرت لفظ شیشیش (Shishish) اور درون لکھنؤ (Case) کا مؤنث ہے (she) اور ہوا پھر حسب قواعد
 یزاکرت ہے (she) ۲۹ قوت سے بدل گیا۔ چھ (Chhē) یعنی انتہا۔ ۱۰

پس یا یتھا النفس المطمئنة اس جہی الی سبکی راضیة مرضیة میں نفس مطمئنة اولیاء اللہ کا نفس ہے اور راضیة مرضیة حضرت خاتین علیہما السلام کا۔ اسی مطلب کو دوسرے الفاظ میں اس طرح فرمایا کہ

م «نفس بندہ و نفس محمد مصطفیٰ لو آمه است»
 م «نفس لو آمه نفس محمدی است» (حاشیہ)
 پھر فرماتے ہیں یعنی اس کا ہمیشہ ہی اقتصار رہا ہے کہ آگے بڑھو آگے بڑھو۔ نفس مطمئنة والوں کو مقام لاہوت میں پہنچ کر اطمینان ہو جاتا ہے، لیکن حضرت خاتین علیہما السلام کو ہر آن مسافرت ہی مسافرت اور ذات خدا میں سیر ہی سیر ہے کُلُّ یَوْمٍ لِّہِمَّ لَہُوقَ فِی شَہَادِ
 سیدنا ہدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

م بے زارم از آن کہندہ خدائے کہ تو داری
 ہر لحظہ مرا تازہ خدائے دگر است
 یہاں تازہ خدائے مراد نئی نئی تجلیات ذات ہیں۔
 اسی مرتبہ لاہوت میں ایک شان کی نسبت آپ فرماتے ہیں۔

م «من آں وقت کہ دم خدا را سجود کہ ذات و صفات خدا ہم نبود»
 چونکہ بندگی میاں کی ذات بھی حضرت ہمدئی کی تابع تام ہے اس لئے آپ بھی مسافر دائمی ہیں اور آپ کی ذات کی نسبت بھی سیدنا ہدی علیہ السلام کا یہ فرمان تبعا صادق آتا ہے کہ
 «جوں خدا کی فدائی کوں چھے نیس یوں بندہ کی طلب کوں ہی چھے نیس»
 یہ ہے بندگی میاں سید خود میر کی مسافرت کی شان ذالک فضل اللہ یؤتیدہ من یشاء۔
 حضرت امام علیہ السلام نے آئیے

۱۰ خلق الطیر و مشورہ منقذ میاں سید حسین شہزادہ بن میان سید بران پنجم پشت از بندگی میان سید علی ستوں دین و خلیفہ حضرت سید فضل اللہ وفات ۱۰۳۰ھ منقذ میاں سید حسین شہزادہ بن میان سید بران پنجم پشت از بندگی میان سید علی ستوں دین و خلیفہ حضرت کی بولیاں خوب بچتا ہوں۔ اور جھاڑوں کی آواز بھی سنتا ہوں۔ چنانچہ ایک روز جھاڑوں کے موسم میں نماز صبح کے لئے ایک جھاڑ کے آگے پر بیٹھ کر گرم پانی سے وضو کرنے لگا۔ جھاڑ سے آواز آئی کہ مجھے گرم پانی سے تکلیف ہوتی ہے۔ میں اسی وقت اٹھ گیا اور دوسری جگہ وضو کیا۔ بیچک جھاڑوں میں بھی حسی توجہ موجود ہوتی ہے۔ دیکھو چھوٹی ٹوٹی کو ہاتھ لگاتے ہی اس کے پتے ڈھل جاتے ہیں۔ آپ نے اس کتاب میں جانوروں کی بولیوں کے پیریزہ میں تصوف کے نکات بیان کئے ہیں۔

”فَمَنْ أَوْسَرْنَا الْكَلِمَاتِ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ

وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بإِذْنِ اللَّهِ ط ذَاكَ

هَقَقَ الْفَضْلُ الْكَلِمَاتُ پڑھی اور فرمایا ”بھائی سید خود میرے ثماہ ہر صفت میں آیت

موصوف ہستیہ“ (پہر سے نصال موصوف میاں سید خود میرا تھا تم گت چٹ)

ترجمہ۔ ”پھر ہم نے اپنے بندوں میں سے اُن لوگوں کو (اِس) کتاب کا وارث ٹھہرایا

جن کو ہم نے (اہل سچو) کراس کی خدمت کے لئے منتخب کیا۔ پھر اُن میں سے بعض ظالم

نفس ہیں، اور بعض میانہ رو (ہیں) اور بعض حکم خدا سے نیکو (یعنی مراتب رویت

میں جو کہ تمام نیکوں کی ستراج ہے) سب آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ یہ خدا کا بڑا ہی فضل ہے۔ (دیکھتے)

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے وارث کتاب اللہ میں قسم کے خاصان خدا جملے ہیں۔

ظالم نفس یہ مقصد اور سابق بالخیرات۔ ان پاکانِ خدا کو اصطلاح صوفیہ میں ملکوتی تجرباتی اور لاہوتی

کہتے ہیں۔ یہ امر قابل لحاظ رہے کہ سیدنا ہمدی علیہ السلام کے پہلے کے عام سالکین راہ طریقت کی ابتدا ناسوت

سے بھلنے کے بعد ملکوت سے شروع ہوتی اور لاہوت پر ختم ہو جاتی تھی۔ لیکن صحابہ ہمدی علیہ السلام کی ابتدا حسب

فرمان حضرت ہمدی علیہ السلام

”ابتداء بندہ از شدنی است“

لاہوت سے شروع ہوتی ہے۔ اور مرتبہ دیان، پشیدن، شدن (انصاف) میں پہلے دو مرتبے طالب حق کو اپنا

مرید کرتے وقت پہلی نشست میں تعلیم و تفہیم سے طے کر کے مرتبہ شدنی میں آپ لایتے تھے۔ سیدنا ہمدی کی صحبت

میں آنے کے بعد عاشقانِ الہی کو کچھ ایسی تعلیم و تفہیم ہوتی تھی کہ حضرت امام علیہ السلام کا یہ فرمان کہ

”ابتداء ما عین انتہاست و فرور ما عین اصول اند“

جو پہلے سے کانوں سے سننے ہوئے تھے اب زبان حال سے بول لیتے ہیں کہ آمنا و صدقنا۔ ان ہی تعلیمات

ہمدیہ کی برکت سے صدہا صحابہ مرتبہ رویت میں انبیاء سے مرشل اور کئی صحابہ اولو العزم پیغمبروں مثلاً حضرت موسیٰ

علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے ہم مقام ہو گئے۔

پھر شد حضرت سید سعد اللہ صاحب اکیلوی مرحوم کی زبان مبارک سے خاکسار نے کئی مرتبہ سنا کہ پیغمبر

کا ملکوت عام مومنوں کے لاہوت سے ہزار درجہ افضل ہے۔ چنانچہ بندگی میاں سید محمد میر فرماتے ہیں۔

”ظالم نفس برمی خیزد و سابق بالخیرات و دھکمی خود اور ازیاں می شود“ (الصفحہ ۱۶۱)
یعنی وہ سابق بالخیرات دلا ہوتی، جو عام راہ طائفہ سے اس مرتبہ کو پیچھے ہیں ان ظالمین نفس (پیغمبروں کے ملکوت والوں) کے ہاتھوں دھکا کھا سکیں گے۔ ان ملکوتیوں زانیا، الاویا، کی شان ان لاہوتیوں سے ہزار درجہ بڑی ہوئی ہے۔ سیدنا ہمدی علیہ السلام نے سابق بالخیرات، مقتصد اور ظالم نفس کی طرف ہوا فرمایا ہے وہ پیغمبروں کا ملکوت، جبروت، لاہوت ہے۔ اسی وجہ سے صحابہ ہمدی کی مرتبہ رویت میں ایسی اعلیٰ و افضل شان ہے، اور ایسی ہی شان والوں یعنی ظالم نفس، مقتصد، اور سابق بالخیرات کو اللہ تعالیٰ نے ذالک لھو الفصل الکبیر سے مبشر فرمایا

اوپر کی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں میں سے بعض کو ظالم نفس، بعض کو مقتصد، اور بعض کو سابق بالخیرات فرمایا ہے؛ اور ان تینوں مرتبوں کے خاصان خدا کو قرآن پاک کے وارث ہونے کی بشارت دی ہے۔ یعنی ظالم نفس ان کی حسب حیثیت، اور مقتصد، اور سابق بالخیرات ان کی قابلیت کے موافق وارث کتاب اللہ ہیں۔ دوسرے پہلو پر سیدنا ہمدی علیہ السلام نے حضرت صدیق ولایت کو اس بشارت سے متماز فرمایا ہے کہ

”شما ہر سے صفت این آیت موصوف ہستید“

جبکہ حضرت صدیق ولایت کی ذات مندرجہ بالا تینوں مرتبوں کی شانوں سے مستصف ہے تو آپ خدا کے ان منتخب بندوں میں مخصوص وارث کتاب اللہ ہیں علاوہ ازیں آپ کی نسبت یہ بھی بشارت وار د ہے کہ

”والہی محمد رسول اللہ“ (اصحاف دادی، بندہ را چہ دادی؟ فرمان شد کہ لے سید محمد ترا بدرہ)

مصحف سید محمد میر را دادم“ (۵۲)

اللہ اللہ! کیا ہی بڑی شان ہے حضرت صدیق ولایت کی کہ آپ کے دامن فیض میں سیدنا ہمدی علیہ السلام کی زبان مبارک سے نکلتی ہوئیں لا قیمت بشارتوں سے جو ہر ریزی ہوتی ہی رہتی ہے، اور کیا ہی فیض بخش فرمان ہے اللہ تعالیٰ کا، جہاں فرماتا ہے کہ واللہ میخص بوحمتہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔ یعنی اللہ جس کو چاہتا ہے، اپنی رحمت سے مخصوص کرتا ہے (جس میں وارث کتاب اللہ ہونا بہت بڑی شان رکھتا

ہے) اور اللہ ہی بڑا فضل والا ہے۔

ب۔ جس طرح سردار دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ کے بہت سے صفاتی نام اور القاب ہیں اسی طرح سید الانام حضرت محمدی علیہ السلام کے متعلق بھی کتابوں میں بہت سے توصیفی نام اور القاب ملتے ہیں مثلاً

۱۔ سید محمد	۱۔ وارث ام الکتاب	۳۵۔ نظیر نبی اللہ	۵۵۔ مجدد الاسلام
۲۔ سید مبارک	۱۔ امام الزماں	۳۶۔ آیۃ اللہ	۵۶۔ قاسم مال علی التویہ
۳۔ سید الاولیا	۸۔ امام العارفین	۳۷۔ منظر آتم ذات اللہ	۵۷۔ صاحب وجود کثیر
۴۔ سید محمد قتال	۱۹۔ امام العادل	۳۸۔ معشوق اللہ	۵۸۔ خدا میں و خدا نما
یعنی قاتل خودی و خود بینی و	۲۰۔ امام المنتہی	۳۹۔ محبوب اللہ	۵۹۔ زندہ گن مژدگال
بچ گن ہستی۔	۳۱۔ امام الانام	۴۰۔ مُبَشِّر اللہ	۶۰۔ شافع روز جزا
۵۔ ابو القاسم	۴۲۔ محی الدین	۴۱۔ جلال اللہ	۶۱۔ صاحب لولوا الحمد
یعنی قاسم فیض دلالت نبوت	۴۳۔ خاتم الدین	۴۲۔ جمال اللہ	۶۲۔ ساتی کوثر
۶۔ محمدی موعود	۴۴۔ صادم الہند	۴۳۔ صبتہ اللہ	۶۳۔ رحمتہ للعالمین
۷۔ اسد العلماء	۴۵۔ حاجی رسم و عادت	۴۴۔ باقی باللہ	۶۴۔ اولی الامر
۸۔ عالم علم لدنی	و بدعت	۴۵۔ تابع تام رسول اللہ	۶۵۔ شاہدا
۹۔ خاتم ولایت محمدی	۴۶۔ مترپا مسلمان	۴۶۔ اہلیت رسول اللہ	۶۶۔ مُبَشِّرًا
۱۰۔ خاتم الاولیا	۴۷۔ ذاتی	۴۷۔ ہمام نبی اللہ	۶۷۔ نذیراً
۱۱۔ داعی الی روتیۃ اللہ	۴۸۔ امر اللہ	۴۸۔ ہم خلق رسول اللہ	۶۸۔ سر امامیرا
۱۲۔ مبیت القرآن	۴۹۔ مراد اللہ	۴۹۔ ہم خلق رسول اللہ	۶۹۔ صاحب مقام محمود
۱۳۔ وارث نبی الرضوان	۵۰۔ خلیفۃ اللہ	۵۰۔ سید محمد خدا بخش	۷۰۔ ناصر دین محمدی
۱۴۔ عالم علم الکتاب	۵۱۔ خلیفہ رسول اللہ	۵۱۔ سید محمد نور بخش	۷۱۔ ولایت مقیدہ محمدیہ
والایمان	۵۲۔ عبد اللہ	۵۲۔ مصدوم عن الخطا	۷۲۔ حق الحقیقہ
۱۵۔ مبیت حقیقہ و شریعت	۵۳۔ نور اللہ	۵۳۔ دافع ہلاکت امت	۷۳۔ ابو الارواح
ورضوان	۵۴۔ ستر اللہ	۵۴۔ مافی احکام ظنیۃ	۷۴۔ روح الاعظم

۶۵۔ انیت ذات	۷۸۔ کنز الکنوز	۸۲۔ ربے نشانی	۸۶۔ خزینۃ اسرار صدی
(اننت ایثتی)	۷۹۔ با ہوتی	۸۳۔ تصحیح کن جمیع ارواح	۸۷۔ فرہ مبارک میں
۶۶۔ مرآت ذات	۸۰۔ سواد الاعظم	۸۴۔ خزینۃ المعرفۃ	سید محمد آقا۔
۷۷۔ بحر بے کنار	۸۱۔ لامکانی	۸۵۔ زبدۃ باطن احمدی	دیگرہ وغیرہ

امام الانام سینا ہمدی علیہ السلام نے ان مبارک ناموں میں سید محمد محمد خدا بخش کے نام سے
بندگی میاں کو اس طرح موسوم فرمایا کہ

”چنانچہ سید محمد خدا بخش، پچنجاں سید خوند میر خدا بخش“

ایک موقع پر بندگی میاں سے مخاطب ہو کر فرمایا

”بھائی سید خوند میر شما خدا بخش استید“

پھر ایک موقع پر آپ نے بندگی میاں کو اس طرح آواز دے کر بلایا کہ

”بیائید بھائی سید خوند میر خدا بخش“

اس بشارت سے یہ مطلب واضح ہے کہ سینا ہمدی علیہ السلام اصلاً خدا بخش یعنی خدا نما ہیں اور بندگی میاں
بجائیتِ قائم مقام حضرت ہمدی علیہ السلام تبعاً خدا بخش ہیں۔

خدا بخش کے نزدیک محنت و مشقت، اور ریاضتِ شاقہ کی قید نہیں ہے، جس کو چاہیں بلا محنت
و مشقت دیدار خدا سے سرفراز کر دینے کی قدرت رکھتے ہیں۔ جیسا کہ سینا ہمدی نے بندگی میاں کو بمقام پٹن
شریف آئن و دیدار سے مشرف فرمایا۔ اسی طرح آپ کے صدقہ سے بندگی میاں نے بھی بمقام
کہاں پھیل مجلس کے جمیع افراد کو محض نظر ڈال کر رویت خدا سے سرفراز کر دیا۔ ذالک فضل اللہ یوقبہ
من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم۔

۵۸۔ بندگی میاں سید خوند میر نے کئی بار فرمایا کہ

”بندگی حضرت میراں علیہ السلام کم و بیش سو مرتبہ بندہ کے (میرے) حجرہ میں تشریف لائے

اور ہر بار فرماتے کہ

”امروز درختی شما چنجاں فرمان می شود“

” بندہ عرض کرتا کہ بندہ کچھ نہیں ہے ایک تپتے ہوئے ہے“

آپ فرماتے کہ

” میان بندہ چہ داند، فرمانِ خدا سے تعالیٰ می شود۔ (الانصاف، ج ۱)

۸۸

شوہد الولایت باب بیست و ہفتم میں لکھا ہے کہ

” بندگی میاں سید خود ند میر کرات قرأت فرمودند کہ حضرت میراں کرات مرآت در حجرہ ایں بندہ کم و زیادہ صد بار آمدند و ہر بار می فرمودند کہ“

۸۸

” بھائی سید خود ند میر در حق شما میں چنین فرمان حق تعالیٰ می شود کہ بار ولایت ختم بہ شماست“
 ” نیز ہر بار امام الابرار بھی فرمودند کہ امروز در حق شما ہچناں فرمان خدا سے تعالیٰ می شود۔ ” بندہ
 جواب داد کہ ” میراں جی بندہ ہچ نیست“ حضرت میراں علیہ السلام فرمودند کہ
 ” بندہ چہ داند۔ فرمان حق تعالیٰ چنین می شود“

۸۸

آفتاب الموالید کے گیارہویں باب میں لکھا ہے کہ حضرت میراں علیہ السلام نماز عشا کے بعد بلا ناغہ بندگی میاں کے حجرہ مبارک میں تشریف لاکر صبح تک قیام فرماتے، اور ہر شب یہ فرما کر نئی نئی بشارتوں سے مشرف کرتے کہ

” امروز فرمان حق تعالیٰ در حق شما چنین چنین شدہ است“

” پھر رات بھر راز و نیاز کی باتیں بہتیں اور ایسی ایسی عنایتیں بندہ کے حال پر بند دل فرماتے
 کہ کچھ نہیں کہہ سکتا و ان تعدل و الحمد للہ لا تحصیہا۔ ترجمہ۔ اگر خدا کی نعمتوں کا
 شمار کرنا چاہو تو دہر گزر ہرگز شمار نہ کر سکو گے۔ پھر نماز صبح کے لئے بندہ کے حجرہ سے نکلنے وقت
 یہ کیفیت رہتی کہ کبھی تو آپ کی چادر بندہ کے جسم پر ہوتی اور کبھی بندہ کی چادر آپ کے
 جسم مبارک پر ہوتی“

صاحب تذکرۃ الصالحین باب اول میں تحریر فرماتے ہیں کہ

نقل است کہ بعد رسیدن ایشان (سیدین صالحین) بفرہ حیات آنحضرت مدت شش ماہ
 شد۔ آنحضرت در شبہا سے ایں مدت، در حجرہ بندگی میاں می ماندند، و تمام ما زونیا ز و

۱۷۔ اس زمانہ میں بھی نوبت کا سلسلہ کبھی نہیں ٹوٹا جب آپ کی باری آتی دونوں حضرات نوبت میں بیٹھ جاتے پھر انچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ لِيْلَيْلٍ فَيَسْجُدْ وَاقْبَسِ الْعَبْدُ لِلَّهِ (۱۷)

بخشش شہانہ بایشاں می شدے؛ و بحالت مستی عشق، و جذبہ محبت و اتحاد، بعضے اوقات
کسوٹھا در میان یکدیگر تبدیل می گشتے چنانچہ کیتائی و پیلسان و سطاقی آنحضرت برایشاں
ازایشاں بر آنحضرت می بودے“

معلوم ہوتا ہے کہ اس چھ مہینے کی مدت میں مخصوص چار مہینے یتیم صالحین کو خاص الخاص تعلیم ہوئی
ہے۔ اسی وجہ سے بندگی میاں سید برہان الدین نے دفتر اول میں چار ہی مہینے لکھے ہیں اور اسی بنا پر صاحب خاتم
سلیمانی نے مختلف مدتیں بتائی ہیں۔ لیکن مشہور عام چھ مہینے ہیں۔

تبدیل لباس کی جو کیفیت اوپر مذکور ہوئی وہ اس بات کی یقین دلیل ہے کہ بندگی میاں کو حضرت
امام علیہ السلام کی ذات اقدس میں کمال کیتائی نصیب ہو گئی تھی۔ کمال کیتائی کی اعلیٰ ترین اور علی شان کی

نسبت ملاحظہ ہو بشارات اسرار احنا اجسادنا نمبر ۷۹

نقل گندم کاشت

۵۹۔ سیدنا ہمدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”آدم صغی اللہ گندم کاشت۔

و نوح بنحی اللہ آب داد۔

و ابراہیم طلیل اللہ کشت پاک کرد و خاشاک را بیرون انداخت۔

و موسیٰ کلیم اللہ درو کرد۔

و عیسیٰ روح اللہ فرزند کرد۔

و محمد رسول اللہ آرد کرد، و نان پنخت، و خود چشید و براسے فرزند داشت، و آں فرزند ہمدی است۔

۶۰۔ میاں ملک سلیمان جج لکھتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ یتیم صالحین بچرات سے او آخر ذیقعدہ میں روانہ ہو کر چھ مہینے کے عرصہ میں (۲۰۰
ادخر جاوی الاول میں) فرح مبارک پہنچے اور چھ مہینے یعنی حضرت کے وصال تک آپ کے سایہ عاطفت میں رہ کر خاص الخاص
تعلیمات ہمدی اور بے گفت و شنید اسرار الہی کی تفہیم سے کما حقہ مستفہ ہوئے (ریاض اول گت چل)۔

۶۱۔ نقل گندم کاشت کے ہمیشہ تمثیل شریعت میں بھی ملتی ہے چنانچہ ملا مسکین ماشیہ کنز الدقائق میں لکھتے ہیں کہ:۔ (جاریہ)

۸۹

دہندہ (ہمدی علیہ السلام) چسپیدہ و میان سیدخوند میر را چشپانید (الضفاف بک) نقل گندم کاشت کی ماہیت تعلیمات ہمدی سے تعلق رکھتی ہے سیدنا ہمدی علیہ السلام نے حضرت صدیق ولایت کے صدقہ خواہوں کو اس سے پہلے بھی کئی بشارتوں سے ممتاز فرمایا تھا (ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۵، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷) اسی طرح سیدنا ہمدی علیہ السلام کے صدقہ سے بشارت نقل گندم کاشت کے فیض سے بھی بے بہرہ نہیں رکھے گئے کہ ان کو بھی کئی پکائی روٹی مل گئی، اور دیدار خدا سے سرفراز ہو گئے (ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۱۵ اور بشارت نمبر ۹۔)

۹۰

یہ یوں تو بندگی میاں رضی اللہ عنہم پر آئے دن عطیات ایزدی وارد ہوتے ہی رہتے تھے لیکن بالخصوص تاریخ ۲۶ ذی الحجہ ۹۲۶ھ جمعرات یعنی ستائیسویں رات کو بمقام کھان بھیل بازگاہ خداوندی سے بے انتہا انعامات و عطیات مرحمت ہوئے۔ ان خاص الخاص عطیات الہی کو مٹپی ہی جانتا ہے یا معطی۔ ان ہی عطیات کی نسبت بندگی میاں فرماتے ہیں۔

۹۱

”فرمان خداے تعالیٰ می شود کہ لے سیدخوند میر خدین خلعتہا و تشریفہا ترا، و کسانے کہ اشب در دائرہ ہستند، ایشان را از حضرت ما وادیم در آں تشریف ہائیکے ایں بود کہ“ و گوشت و پوست و استخوانہا و مو سے مو سے ترا فنا بخشیدیم“ (الضفاف بک)

۹۰

”عالم حق تعالیٰ می شود کہ لے سیدخوند میر اشب ترا، و کسانے کہ در دائرہ تو، بودہ اند ایشان را، از حضرت ما تشریفہا و خلعتہا عطا کردیم، و غایت نمودیم؛ یکے آں تشریفہا ایں است کہ و گوشت، و پوست، و استخوانہا، و مو سے مو سے ترا فنا بخشیدیم“ (حاشیہ)

اس بشارت کا پہلا جز بندگی میاں اور آپ کے دائرہ سے متعلق ہے اور دوسرا جز مخصوص ذات بندگی میاں سے تعلق رکھتا ہے۔ اور ذیل کی بشارت محض آپ کے دائرہ سے مخصوص ہے۔

۹۱

اسی ماہ ذی الحجہ کو تاریخ ۲۶ جمعرات کی صبح جبکہ بندگی میاں کی ہشترہ بی بی خونزا بو آپ کے سر مبارک [جاریہ] وقد قالوا لفقہہ نزعہ عبد اللہ ابن مسعود و متقاہ عقلمہ و حصلاہ ابراہیم الخلیجی و دسر سدہ حماد و طحندہ ابو حنیفہ و عجمندہ ابو یوسف و سف و خمیر و محمد و سائر الناس یا کلون من خمیرہ ۸-۱۲

۱۵۔ الضفاف نامہ بک۔ حاشیہ الضفاف نامہ ذیقر انتخاب المو الید بک میں ہشترہ بندگی میاں لکھا ہے اور فقر اول کے بچے میں یکے از حرم بندگی میاں لکھا ہے۔

میں کنگھی آر رہی تھیں ہند کی میاں نے ان سے فرمایا کہ

” بروید بمر ہرادران، وخواہ ان، چہ خود چہ کھان، وچہ عاکفان، (دو چار روز کے لئے ٹھیرے ہوئے، وچہ زائر، اوقات کو آئے ہوئے) را خبر کنید، وندائے عام در دہید، کہ ہر کیے دو گناہ سزا نہ، واندرا حق تعالیٰ المشب بر شاہچندین غلغہا و تشریفہا عنایت کردہ است، ودر حمت نمودہ است؛ کیے ازال غلغہا این است کہ فرمان حق تعالیٰ امی شود کہ ” اے سید خود میر بہر کہ، میں شب در در اترک تو ساکن ہو، و مرد بازن، خور دیار بزرگ، عاکف، یا زائر، ازوے خوشنود شدیدیم، و جمل گنہان او بیامرزیدیم، و ایمان قطع عنایت نمودیم و نجات ابدی بخشیدیم۔“

۱۱ وجہ سے اس رات کو گروید متہ۔ میں علی العہوم لیلتم اایمان اور بعض وقت لیلۃ النجات بھی کہتے ہیں نیز اسی شب کہ ہند کی دیوالیہ شریف الملکعب، تشریف اللہ من اللہ پیدا ہوئے۔

اس ولادت باسعادت کے وقت بچہ کی والدہ مسرت بی بی عائشہ پروس روز فاقہ سے گزر چکے تھے اور ہند کی میاں نے انکر کھے کا دامن سلگا کر بچہ کا منہ دیکھا تھا، اسلئے اس مبارک دن کو یوم التشریف کہتے ہیں۔ قدرت الہی دیکھئے کہ ماں کی طرح صاحبزادہ پر بھی کامل دس روز فاقہ سے گزر جانے کے بعد تاریخ گنیا رہو میں رمضان ۱۰۹۰ قمر ۲۳ سال واصل حق ہوئے۔ اور واصل بھی ہوئے تو ادائی فرض روزہ کی حالت میں۔ نوٹ۔ کتنی حیرت کی بات ہے کہ کامل دس روز تک ایک رقم بھی پیٹ میں نہ جاسے اور ایسی حالت میں زچہ بھی زندہ رہے اور بچہ بھی! اور بھی حیرت کی بات یہ ہے کہ تولد ایسی حالت میں ہوا کہ ایک ٹمٹھا چارج بھی اوپری اوپری کام کرنے کے لئے نہیں تھا۔ اور معلوم نہیں بچہ کی ولادت کے بعد بھی ماں کو کھانا کب میسر ہوا!

یہ واقعہ ہند کی میاں کے درویشم سر کے پہلے کا ہے (ملاحظہ ہوا انصاف نامہ باب ۱۱)

دو گناہ شکر کے بعد ہند کی میاں نے اپنے گل ہالین کو حضور اقدس میں بلایا، اور ہند کی ملک الہداد خلیفہ گروہ سے مخاطب ہو کر جو عنایات و عطیات ایزدی آپ پر بندول ہوئے تھے، ایک ایک کر کے بتفصیل سنائے۔ (انصاف بک)

پھر فرمایا کہ ”بھائی دادو تم کو معلوم ہے ہند کے پیٹ میں کیوں درد اٹھا تھا؟“

آپ نے عرض کیا

”خوندار کے صدقہ سے معلوم ہو جائے گا“

آپ نے فرمایا

خ فرماں حق تعالیٰ فرشتگان را در سایہ کبریا: ویزہ شکستہ میدخوندمیر را بیارید، و بہ آب

حوض کوثر بشوئید، پاک کردہ بازہ بجاسے او برید“

”چونکہ فرشتگان آہند، و شکستہ بندہ ہیرول کشیدند، چوں آن شکستہ دست بدست فرشتگان

واقع شد، بندہ را دریں جادر دشمک رہے نمودہ بود۔ انکوں چوں بفرمان حق تعالیٰ فرشتگان

شکستہ میں بندہ را بر بندہ، و بہ آب حوض کوثر شست، پاک کردہ، باز بجایش آوردند،

در دشمک بر طرف شد“

اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے۔

” إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ”

(۲) ترجمہ۔ اللہ یہی چاہتا ہے کہ لے اہلبیت (حضرت رسول کریم، تم سے (ہر قسم کی)

ناپاکی دور کر دے اور (ظاہر و باطن) جیسا پاک کرنے کا حق ہے ویسا پاک کرے

سچ ہے۔ حسنات الابرار سیئات الملقین۔

اس واقعہ شوق البطن کے بعد بندگی میاں چار سال زندہ رہے لیکن اس عرصہ دراز میں بیذناہدی علیہ

السلام کے صدقہ سے ایک وقت بھی آپ کا بٹول و براز نہ دیکھا گیا۔ یہ صفت خاص حضرت ہمدی علیہ السلام

کی تھی کہ آپ کا بھی بول و براز کسی نے نہیں دیکھا تھا اور کیونکر دیکھ سکتا ہے!

(ملاحظہ ہو بشارت اس و احنا اجسادنا نمبر ۷۹)

زہے نصیب اہل کھال جمیل کے جن کو ایسی دولت بے بہا بے محنت و مشقت تین تین مرتبہ

حاصل ہوئی۔

پہلی مرتبہ اُن عاشقانِ بندگی میاں کو جو آپ کی عیادت کو نماز ظہر کے بعد تشریف لے گئے تھے

اُس وقت مجلس کے سب کے سب افراد دیدار سے آن واحد میں مشرف ہو گئے (دفتر اول کلا ب)

دوسری مرتبہ ۹۲۶ ذی الحجہ کی ستائیسویں رات کو جبکہ دائرہٴ معلیٰ کے جمیع افراد کو ایمانِ حقیقی و نجات

ابدی کی بشارت بارگاہِ خداوندی سے دی گئی جس کے شکر یہ ہیں سب نے فرمانِ بندگی میاں سے صحیح و گونا گہ پڑھا اور تیسری مرتبہ ۱۹۳۳ء شوال کی بارہویں تاریخ کو جنگ بدر ولایت کے موقع پر جس کا ذکر شہادتِ مخصوصہ کی فصل میں درج ہے۔

اب ہم دریافت کرتے ہیں کہ جو فقیرانِ بندگی میاں ان تینوں موقعوں پر حاضر تھے کیا وہ سب کے سب ایک ہی وقت میں فقیر ہوئے تھے؟ کیا سب کے حوصلے یکساں بڑے ہوئے تھے؟ کیا سب کو ایک ہی مرتبہ کی تعلیم ہوئی تھی؟ کیا سب کا ظرف برابر تھا؟ کیا بندگی ملک شرف الدینؒ جاگیر دار سردار اسن، جس کے بیٹے چوراسی گاؤں تھے، اور میاں زین الدین فوجدار سردار اسن یہ دونوں بھی پہلے جنگ میں تو حاضر بھی نہیں تھے، دوسرے جنگ میں شریک ہوئے، یا یہ اور دوسرے خلفاء، جنہوں نے برسوں بندگی میاں کی غلامی کی، کیا برابر ہو گئے؟ ہاں ہاں ایسا ہی ہوا۔ سیدنا ہمدیؒ فرماتے ہیں کہ

”جس کو پیو پچا ہے سو ہی سہاگن ہو دے“
مَدَنی اور چیز ہے فَضْل اور بات ہے۔ فَضْل کو نہ زمانہ کی قید ہے، نہ عمر کی۔ نہ علم و عرفان کی، نہ ذاتِ پات کی نہ عمل کی۔ یہاں ساک کا کوئی فعل، کوئی خیال، کوئی یقین، کام نہیں کرتا۔ عارف کامل کی ایک نظر پڑتے ہی سب معطل ہو جاتے ہیں، اور عارف کی نظر جو چاہتی ہے کہ گزرتی ہے۔ بندگی میاں کی نظر ملک شرف الدین میاں زین الدین اور کئی لوگوں کو کھینچ لائی، اور سب کو یکساں طور پر دیدار چشمِ سر سے مشرف کر دیا۔ بلکہ میاں سُرُونڈ ۱۹۳۳ء چوپان (دھن گر) اور میاں مینوڑ چارن ۱۹۳۳ء چوند گھنٹے پہلے ہندو تھے شرف بہ اسلام و تصدیق ہو گئے اور جو کاسب ہمدوی میدانِ جنگ کے کنا سے کھڑے ہوئے جان نثاروں کی جنگ آزمائی دیکھ رہے تھے اُن کو ترک دنیا کی توفیق ہوئی۔ غرض کوئی شخص بھی اس بہرہٴ عام سے بے بہرہ نہ ہا اس کا نام تو اللہ کا فضل؛ اور اس کا نام تو بندگی میاں کی فیض بخشی۔ بندگی میاں فرماتے ہیں کہ

”بندہ کی ایک نظر ہزار ہینوں کی مقبول عبادت سے بہتر ہے“
حضرت نے ہینوں کی قید ادا بالگائی ورنہ جو ذاتِ متعدس ذاتِ ہمدی میں فنا ہو گئی ہو اس کی نظر بھی تبعاً حسب فرمانِ حضرت ہمدی علیہ السلام

”بندہ کی ایک نظر ہزار سال کی مقبول عبادت سے بہتر ہے“
یہی حضرت امام علیہ السلام نے شریعت کا ادب ملحوظ رکھ کر فرمایا ورنہ آپ کی نظر انزل سے ابد تک کی مقبول

عبادت سے افضل و اعلیٰ ہے۔

ایک شخص تو بتاؤ جو بندگی میاں کے دیارِ بار بار رہتا ہے نہ مانگیں ہو اس کے دار میں ایسا کی سویت ہوئی؟ ایسی کہ رحم مادر میں بچہ نے بھی جھٹکیا لیا آپ کے فقیروں نے اتنی کالی تھی؟ نہیں یہ سوال اور بے نشان و گمان یہ خلعت سب کو عطا فرمایا۔ کیا بندگی میاں کی شہادت کے بعد یہ عطیتہ موقوف نہ کیا؟ نہیں نہیں، بندگی میاں زندہ جاوید ہیں اسلئے بندگی میاں کا یہ عطیتہ اس وقت بھی جاری ہے اور سب انصارت امام علیہ السلام بالیقین قیامت تک جاری رہے گا۔ پوچھا تو آپ فرماتے ہیں کہ بیض بندہ تا قیامت جاری است، کہ وہ ہر روز عید و عید میرزاں حصول عطیتہ کے لئے اخلاص اور عقیدت درکار ہے۔ ذلک فضل اللہ یؤتی من یشاء۔

قصیدہ

پہالیوں وقت و میوں بخت شد طالع سعوا و امروز
 جسستہ صبح کو خوش خنداں دید و گفت بر آفاق
 نوید وصل تو دادہ کُروش اندر سحر گاہ ہم
 ز حسن روئے تو فیروز شد روئے من بد روز
 چو حکم حج اکبر شد جہاں را در ملاقاتت
 چہ روز این روز تشریف است نتوان شرح خلعتت
 چہ خوبست دولت سمرند اچہ نیکست نعمت بے حد!

کہ شاہنشاہ بر عالم در زمستہ کشود امروز
 کہ خورشیدِ رواں از پردہ رخ خواہ نمود امروز
 کہ بینی جلوئے طاؤس در سنی اشہوہ امروز
 کہ از حق خواستم روز و شب آں روز نمود امروز
 کہ از دید تو شد خضران حق بر ہم آئوڈ امروز
 کہ بر ہر عاکف و زائر شدہ از حق فرود امروز
 کہ بعد از ہمدی مہ خود ہستی بجز ^{سے} وجود امروز

۱۔ ملاحظہ ہو چند شریفین میں زیر عنوان اشعار جنگ حسناں جنگ و تہنیکات جنگ
 ۲۔ بحرِ جود۔ انہا فیض و لایت

کئی صورتوں سے ہماری وساری ہیں اور طالبانِ حق نئی طرح سے سیراب کئے جاتے ہیں۔ شتلا

۱۔ نظر ڈال کر۔ جیسا کہ سید الانام حضرت ہمدی علیہ السلام نے حضرت صدیق ولایت پر نظر ڈال کر آپ کو آئین و امد میں


نیفیاب کر دیا۔

۲۔ ناگ سے ناگ ملا کر اپنا دم حیات بخش طالب صادق کی ذات میں داخل کرنے سے جیسا کہ سیدنا ہمدی علیہ السلام نے حضرت صدیق ولایت کو تلقین کرتے وقت اپنی نبی مبارک بندگی میاں کی بیٹی سے ملا کر اپنا دم فیض بخش بندگی میاں کی ذات میں وساری کر دیا۔ [جاوید]

پہلے طلعتِ طہ سے بروج مہر نیستی
 اذ قل ما حکم لفرس من اللہ با اولوالاہلہما
 چہز با منصب شاہی پرتبہ رفعت و جاہی!
 چہر دستن شائق از شرق ولایت تافتہ ہرسو
 زہے عزیز ہے نعمت چو یک ابدال و خوش اعلا
 اہل دل تہائی یوسف بہ بصدف جاں فزا عیسیٰ
 نواسے نے بظنورہ رباب و ہم کن لے مطرب
 شراب اعلیٰ جاں اذاکہ ڈر دس حصار حشوش
 ہلا در یاب ہوام اعلیٰ مہر می در چین بزنے

کہ لاغر گشت کا لہر جھون زکا ہش بر حسود امروز
 کہ چشم بوم اعلیٰ را چہ حظ از مہر سود امروز
 کہ مہر و ماہ و زہرہ مستری اندر ستود امروز
 کہ شد بچم جنوبی و شمال و غرب زود امروز
 کہ صد چوں کھاتم و کسری ہمیں بر بات سود امروز
 کہ حسنت و لفرور آمد و ولعت جاں فزود امروز
 کہ باغ انجمن آلودہ از گلہا کہ بود امروز
 کہ گوئی مصیقل از آئینہ دل غم زدود امروز
 کہ ساقی شاہ خمیر ست وصل وصل و دود امروز

[جاریہ] ۳۔ بشارت دینے سے جیسا کہ یہناہی علیہ السلام نے اپنے پوتے بنگدی میران سید عبدالرحمن کو در روشن متورہ کی بشارت دینے پر ظاہر ہیں روشن اور باطن میں متور ہو گئے [ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۲۲ کا ٹٹ ٹوٹ]

۴۔ اپنے بہن کا ^{۱۰۰}کلمہ کپڑا عنایت کرنے سے جیسا کہ سیدنا ہمدی علیہ السلام نے اپنے وصال کے وقت سراہر سے بیچ مبارک ۱۰۰ کلمہ قرآنی اس شکل کی  بالکل سادہ ٹوپی) اُتار کر بندگی میں اللہ عنہ کو عنایت کیا ہے آپ نے اپنے سر پر رکھ لیا۔ اس وقت حضرت صدیقِ ولایت نے فرمایا
 ”حضرت میران علیہ السلام کا یہ اخیر عطیہ ہے“

اسی طرح آپ نے حضرت علیؑ کو اپنے گدھے کی ردا سے مبارک حضرت صدیقِ ولایت کے ساتھ پٹن شریف بھیج کر اپنے فیض سے فیضیاب کر دیا۔ دور نبوت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ حضرت اویس قرنیؓ کو اپنی کُل مبارک مرحمت فرمائی تھی۔

۵۔ اپنی چادر میں اپنے ساتھ چھانپ لینے سے جیسا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی بی بی فاطمہؑ اپنے دادا حضرت علیؑ اور اپنے نواسوں امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو اپنے ساتھ چادر میں لپیٹ کر تمام تعینات اور امانتوں سے ایسے پاک و مطہر کر دئے کہ جہنم پاک کے پیارے لقب سے مشہور خلائق ہو گئے۔ اسی طرح مرشد کامل کے ذکر اللہ کے وقت طالبِ صداق کو اپنی چادر مبارک میں اپنے ساتھ لپیٹ لینے سے بھی فیض عطا ہوتا ہے۔

۶۔ چھوڑو سے جیسا کہ سیدنا ہمدی علیہ السلام کے حضور ایک ہندو آیا، اور عرض کرنے لگا کہ فلاں عورت دروزہ کی تکلیف سے بہت بے قرار ہے۔ آپ نے پتھر دھا پان عنایت کیا۔ عورت حضرت موعود علیہ السلام کا پتھر دھا کھاتے ہی مر گئی۔ ہندو اپنے مذہبی آئین کے موافق اس کی میت سمشال لے گئے اور حسب دستور پتھر دھا لولوں پر رکھ کر آگ روشن کی۔ لکڑیاں جل گئیں مگر میت کے ایک بال کو بھی آگ نہ لگی۔ آخر مجبور ہو کر حضرت امام علیہ السلام کی میت میں بھجوری گئی۔ آپ نے فرمایا۔

”وہ کیسے حل سکتی تھی! اس نے بندے کا پتھورہ چھاپا“

نہیے قسمت زچہ کے! اگر حضرت کے پسخور دہ کی برکت سے بچی پہ آسائی پسیدہ ہی ہو جائے تو کیا ہونہ الی یمنہ الی منہ الی تہی اور بالآخر کفر کی حالت میں مرجاتی۔ حضرت امام علیہ السلام کے پتھورہ دہ کی برکت سے اس کا اس زواں اور بال بال مسلمان ہو گیا اور سیدنا ہدی علیہ السلام کے اس فرمان کی عملی نشان کو کہ

”بیچ مومن در وہ ازخ شود“

اس دار دنیا میں ہندوؤں، عام مسلمانوں، اور سب صحابہ نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا، حضرت کے علم سے اس کی تجویز و تکلیفین کی گئی اور آپ کے پسخور دہ بان کی برکت سے تمام اساتذہ میں داخل ہو گئی۔

سیدنا ہدی علیہ السلام کے صدقہ سے الیاسی، اصفیہ، خلیفہ، گرو، گند، گروہ میں انہی یا باہیہ جانا نیز نقل ہے کہ شہر رستورہ میں واقع کلب ماڑو اڑیہ کا راجا راجو جگمال جو ہندو کی نیال شادا دتت منی اللہ عز کا مرید تھا حضرت خلیفہ گروہ سے بھی بہت عقیدت رکھتا تھا جب کبھی حضرت کی خدمت میں آتا پتھورہ دہ پئی کر جاتا ایک روز اپنے معاصروں کے ساتھ آیا اور حسب عادت تترہ نہتہ کا پتھورہ دہ پیشہ دہا۔ ایک معاصب نے غم و غصہ میں

میں آکر کہا

”ہمارے ایک کیا کرتے ہیں! ایک مسلمان کا جھوٹا بی ہے ہیں!“

راڈ لے کہا

”مجھے ان کی ذات میں سائنشات پڑی پتھورہ کا ڈرشن ہو رہا ہے۔ اس لئے ان کی

پڑساوی (تبرک) دیتا ہوں“

غرض راڈ کا انتقال ہو گیا۔ جلائے سے نہ جلتے پتھورہ دہ نے کہا کہ

”اگنی دیوی داگ ماتا کیسے سونی کا رسکتی (قبول کر سکتی) تھی! کہ راڈ کا شہر پتھورہ

(جسم) آناؤمی (غیر ختم تہ مجازا مسلمان) کے لکھتھ پتھورہ (پسخور دہ) سے

آپ تترہ (نا پاک) ہو گیا تھا! اس لئے جلا نہیں“

حضرت نے اس کی سیت دائرہ میں ننگوالی اور آؤنہی ہدی کے صدقہ سے جنت دیدہ اریں، داخل ہو گیا۔

۱۔ پتھورہ دہ کی خدمت کرنے اور ان کے ساتھ عقیدت رکھنے سے۔ چنانچہ امام الانام سیدنا ہدی علیہ السلام

”أم المؤمنین بی بی الہدی البشیرہ خیر بچہ ولایت“ اور قاضی ولایت ”رضی اللہ عنہا کی نسبت فرماتے ہیں

”جس نے بی بی کے برتن ڈونڈے“ یا خم سے پانی پیدا بندھ، برگزیدہ ہو گیا جس نے بی بی کی تمک چائی (بندہ برگزیدہ

ہو گیا۔ اور جس نے بی بی کا ایک کام کر دیا (بندہ برگزیدہ ہو گیا) (خاتم ص آگ پتھورہ)

اسی طرح حضرت صدیق ولایت نے حضرت خاتم المرشد کی نسبت نبی ہدی کے صدقہ سے قریب قریب

بھی الفاظ دہرا کر فرمایا کہ

۷۔ "تہذیب و تمدن" میں ایک متن است کہ سید محمود اور افرزینہ ہمدی والدہ خدمت کنیا، وکسے کہ برسر
 این دست با تبت ہا وہ دلیوئی حوا ہدک، وویا ایک تقویہ طعام، وکوزہ آب خشک، مدود و مستیاری
 حوا، وویا گھنا، ناریا، ہدک، اما جو زوہا ہدک، چزا کہ بگفتن راست نیاید، انشاء اللہ تعالیٰ
 من اللہ ان جزا را خواہم نمود" (انتخاب بیلہ - خاتم کنگ چٹ)

۸۔ "مدہ تو زہ نہ بگردد مقاربتیں میتوں کو بھی نماز جنازہ اور شیت خاک سے فیض دیا جاتا ہے چنانچہ گروہ پاک کے
 ہر خاندان میں متعدد مرتبہ عملی طور پر اس کا ظہور رہا ہے۔ امام میت کے سینہ کے مقابل کھڑے رہ کر فیض ہمدی اپنے سینہ سے
 اُس کے سینہ میں داخل کرتا ہے۔ نماز جنازہ کے بعد میت کے منہ دیکھنے کا طریقہ جو اوپر سے چلا آ رہا ہے اسی اصول پر مبنی ہے
 ۹۔ اسی طرح مرشد کی مشیت خاک سے بھی وہی دولت نصیب ہوتی ہے جو نماز جنازہ سے حاصل ہوتی تھی۔ ان دو عمل سے
 سونے پر ہما گاڑا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت شہاب الحق بن حضرت صدیق ولایت اپنے بھتیجے بنگی میاں سید سعد اللہ بن
 بنگی میاں سید تشریف اللہ سے بخشش کے معلق باتیں کرتے کرتے فرماتے لگے کہ

"... ہمارے مشیت خاک سے بخش جاتے ہیں"

۱۰۔ کسی بزرگ کے زیر سایہ و فن ہونے سے یا کسی بزرگ کے دفن ہونے پر اُس کے زیر سایہ آجانے سے جیسا کہ
 بنگی میراں سید اجمل بن حضرت ہمدی علیہ السلام کے دفن ہونے پر آٹھ گڈھ ڈاٹوہ، اکاہت قبرستان سارا کے
 سارا بخش گیا، اور ایسا بخش گیا کہ فرح مبارک سے صحابہ کرام گجرات آئے وقت بنگی میراں سید اجمل کی زیارت کو گئے تو وہاں قبرستان
 کا پتہ بھی نہ تھا، گویا کہ سیدنا ہمدی کا یہ فرمان صادق آگیا کہ "جو میرے ہیں قبر میں پڑے ہیں رہتے . . ."

۱۱۔ زیارت قبور سے بھی فیض حاصل ہوتا ہے چنانچہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مَنْ تَرَاَسَ قَبْرِي
 وَحَبَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَوْمَ تَبْعَانِي يَوْمَ تَبْعَانِي يَوْمَ تَبْعَانِي يَوْمَ تَبْعَانِي يَوْمَ تَبْعَانِي
 حسب قابلیت و استعداد صادق آتی ہے۔ اسی طرح فیض بھی زائر کو اس کی حسب اوقات و احوال حاصل ہوتا ہے۔

۱۲۔ کسی بزرگ کے دست مبارک سے قبر پر پھول یا پتہ رکھے جانے سے چنانچہ بنگی میاں شاہ نظام رضی اللہ عنہ
 کے ملک منجھوئی خطائی جھین جھوواٹیکہ مزار پر پتہ رکھتے ہی اُن کے مرتبہ روبریت میں ترقی ہو گئی اور وہ اپنے مقصود کو پہنچ گئے
 (خاتم جلد سوم - شرح عقیدہ میدونہ شری)

۱۳۔ بہرہ عام کے ناریزہ سے

مذکورہ بالا عقیدہ فیض کی تیرہ صورتوں میں پانچ صورتیں میتوں یا قبروں سے تعلق رکھتی ہیں جن کی صراحت کے لئے
 ملاحظہ ہو رہنما سے زائرین گجرات۔ اب رہیں سات صورتیں۔ اگر ان میں سے ہر ایک عنوان پر تفصیلاً لکھا جائے تو کتاب
 کا حجم بڑھ جاتا ہے؛ اس لئے صرف بہرہ عام کی نسبت ذرا صراحت سے لکھنا ضروری سمجھ کر اسی ایک عنوان پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

بہرہ عام

دیکھنے کو تو چھوٹا سا لفظ ہے، لیکن جس طرح اپنے اندر معنی کے لحاظ سے بہت بڑی وسعت رکھتا ہے، اسی طرح اس لفظ

[جاریہ] کی ظاہری شان بھی، اگر پورے الفاظ کے ساتھ بیان کی جائے تو بخوبی کے ہر دم ہو جائیگی۔ اور کہنے والے کے الفاظ ہیں۔

بہرہ فیض ولایت مقیدہ محمدیہ برائے خاص و عام

پہلا اور آخر کا لفظ لے لیا جس سے بیچ کے کل الفاظ آ گئے۔

اب سوال یہ ہوتا ہے کہ کس کا بہرہ؟ اسی سے جواب ملتا ہے کہ فیض کا۔ بہرہ ہوا لیا ہے۔ کوئی نہ لیا ہے۔ اب لیا ہے ولایت کا فیض۔ کس کی ولایت کا؟ ولایت مقیدہ محمدیہ کا کس کے لئے؟ کسی کی خصوصیت نہیں۔ خاص و عام کے سب فیض بہرہ کی سے فیضیاب ہوتے ہیں۔

اسی معنی میں حضرت سید فضل اللہ ابن حضرت سید ابوبار عام لکھتے ہیں۔ یعنی وہاں فیض میں یا عام کے رہنے والی کو روک ٹوک نہیں رہتی۔ فقیر اور اکابر سب، عالم اور جاہل، امیر اور غریب، مہر اور عورتیں۔ جو ان اور بڑے بڑے فیض بہرہ کی مشابہت میں ہوتا ہے، مرشد اپنے دست مبارک سے دیا۔ فیض میں حاضر شدہ ہر فرد کو فیضیاب کرتا ہے۔ اسی وجہ سے اس کا نام بہرہ عام یا عام رکھا گیا۔ لیکن عام طور سے بہرہ عام مشہور ہے۔

اس کی ابتدا

سیدنا ہمدی علیہ السلام سے اس طرح بھی کہ اگر المؤمنین بنی ابی الہدیٰ رضی اللہ عنہما نے وصال کے وقت حضرت امام علیہ السلام سے وصیت کی کہ

”اگرچہ خدا نے تعالیٰ مراد وہ است سویت کنید؟“ نام فرما کر چلے

بنی کی کہ پاس دنیاوی دولت سے دھڑکی بھی نہ تھی، جو کچھ تھا فیض بہرہ تھا اور اسی دلیل لفظ ”خانیہ“ کے پاس سب ہی ہونا چاہئے۔ وہ اپنے بنی کی حسب وصیت دائرہ معنی میں سویت کر دیا۔

سیدنا ہمدی علیہ السلام نے یہ فیض صحابہ میں کس طرح سویت فرمایا اس کی کیفیت سے کتب نقلیات معراہیں۔ اسی طرح صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت امام علیہ السلام کا بہرہ عام کس طرح کرتے تھے اس کی کیفیت بھی کہیں نہ تھی۔ یہ نہیں لانی گئی۔ لیکن حضرت خلیفہ چہ گروہ کے تذکرہ میں اجراء اور بہرہ عام کے متعلق ہمیں تفصیلی حالات ملتے ہیں۔

میاں ملک سلیمان خانم سلیمانی میں، اسی طرح میاں سید فضل اللہ اپنے ایک رسالہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

اجماع

عرس کے اگلے روز اجماع اور بہرہ عام ہوتا۔ دائرہ کے سب فقیر، ہائیکہ پیکر وائی یعنی اعلان عام کے ساتھ ہی جمع ہوا کرتے اس وقت جو کام ضروری سمجھا جاتا تھا اس کو ہاتھ کر دیتے، یا مستغنون کام متفرق فقروں کے سپرد کئے جاتے اس میں ”قائلوں“ یعنی فقراے غیر مہاجر اور کاسب بھی شریک رہتے۔ بعض لوگ بڑے بڑے فقروں اور فقیرنیوں کے گھاس پھوس کے تجروں کی حرمت کر دیتے۔ بعض بھائی بیچارہ اور کمزوروں کے لئے کھجلی سے کلڑیاں لادیتے اور پانی پھیر دیتے۔ بعض حضرات جماعت خانیہ درستگی

یا از سر نہ اس کی تعمیر میں ناک ہاتے بعض جوان تالاب یا تندی کے کنارے بوڑھے اور بیماروں کے کپڑے دھولتے۔ اور بعض بچیاں گڑبھوں کو بند کر کے اور ٹیلوں کو توڑ کر زمین ہموار کر ڈالتے۔ یوں دائرہ کے بجائیسوں کو اس طرح موقوفہ کاموں میں مصروف دیکھ کر حضرت خلیفہ مگر وہ اپنے حضور ان کے لئے تلخ طری پکائی جاتی اور سب کھائی مل کر کھالیتے۔ فقراے دائرہ کی اس باہمی امداد کو اجماع کہتے ہیں۔ یہ اجماع بہرہ عام کے روز بھی ہوتا اور غیر اوقات میں ضرورت پیش آنے پر بھی۔ جیسے ہجرت یا احتجاج کے موقع یا دوسرے مقام پر دائرہ ہائے معتد وقت۔ یا اگر دائرہ کے قریب مدی یا تالاب نہیں ہے تو کوٹوں کو دے کے لئے جیسا کہ پالن پور میں بندگی میراں سید اشرفؒ (خلیفہ والد خود حضرت خاتم کار) بن بندگی میراں سید لیلر متون دین بن حضرت خاتم المرشیدین کے فقیر نے آج سے ساڑھے تین سو سال قبل کوٹوں کو دیا تھا۔ یہ کوٹوں اس وقت موجود ہے اور میٹھا ہونے کی وجہ سے شہر کا یاد حضرت اس کا پانی بتاتا ہے۔

نوٹ۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے وقت میں ایک آؤ بھی اجماع ہوتا تھا جو کسی مفیدہ یا عمل میں فرماں ہمہدی کے خلاف نئی بات پیدا ہو جانے پر دائرہ کے سب کھائی بلکہ آؤ بھی دائروں کے بزرگ جمع ہو کر اس کا جلد استیصال کر ڈالتے (ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۱۱) کی شرح، اس اجماع میں حضرت ثانی ہمدی رضی اللہ عنہ دائرہ کے راکوں کو بھی بلا کر مٹھاتے تاکہ غلط فہمی (بدعت) اور مذہب حق دونوں سے واقف رہیں۔ لکڑی پانی کے اجماع کے مقابلہ میں یہ اجماع جو صحیح عقیدہ اور صحیح عمل کے متعلق ہوتا تھا بظاہر اہمیت اجماع کلیہ کہلاتا، اور باہمی امداد کا وقت اجماع اصغر سے موسوم تھا۔

[بہرہ عام]

اوپر ہی ذکر ہو چکا ہے کہ بہرہ عام اور اجماع کے روز کچھ طری پکائی جاتی، لیکن ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ فقہور اسما غلہ نکلا اس لئے حضرت خلیفہ مگر وہ نے کچھ طری نہ پکوا کر اس کو ابوا یا اور ذرا ذرا سویت کر دیا گیا۔ اس وقت سے گفتگیاں پکانے کی بہرہ صورت ہر بہرہ عام پر جاری ہو گئی۔ گجرات میں ایسے آبائے ہوسے زلی کو ہندو کسان اور دیہاتی مسلمان ٹوٹھے کہتے ہیں لیکن اس میں فیض داخل ہوتے ہی وہی ٹوٹھے شریک ہو گئے۔

عجب نہیں کہ حضرت خلیفہ مگر وہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ ہی میں بہرہ عام کے روز کہیں سے اللہ یا چند چپا تیاں آگئی ہوں گی دائرہ متعلیٰ میں عسرت کی وجہ سے آپ نے ان روٹیوں کے چھوٹے چھوٹے لکڑے (زان ریزہ) اپنے دست مبارک سے کے سویت کر دئے ہونگے۔ غالباً اسی بنا پر گلتیوں پر بھی نایزہ کا نام لگ گیا اور یہی متبرک نام سلا بعد نسل ہر شخص کی زبان پر چڑھا ہوا چلا آ رہا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حضرت خلیفہ مگر وہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دصال سے پہلے پہلے جب کہ دائرہ میں فاتوں پر فاتے تھے دائرہ کے سب فقروں کو بلایا اور ایمان کی سویت کی۔ سویت کا طریق یہ تھا کہ ہر ایک فقیر حضور میں آکر اپنا دامن پسارتا اور حضرت خلیفہ مگر وہ اپنے ہاتھ کا خالی پتہ دامن میں اس طرح اٹھیلنے کو یا کوئی چیز ڈال رہے ہیں بظاہر شہی خالی اور دامن بھی خالی نظر آتا، لیکن فیض دینے والا ہی جانتا کہ کیا دیا اور لینے والا ہی جانتا کہ کیا فیض ملا اس طرح فیض ہمدی سویت کرتے کرتے جب بندگی میراں سید اشرفؒ بن بندگی میراں سید یعقوبؒ بن بندگی میراں سید محمودؒ ثانی ہمدی رضی اللہ عنہ

کو باہی آئی تو آپ نے یہ فرمایا کہ

”لو شہزادے، تمہارے والد کا حلقہ“

پھر وہ سراپٹو ڈالتے وقت فرمایا

”لو، یہ تمہارا حلقہ“

ق

ق

اُس وقت آپ کی عمر سات سال کی تھی اور آپ ننھیال ہی میں رہا کرتے تھے غالباً سیدنا مہدی علیہ السلام نے اسی طرح بی بی کا فیض سویت کیا ہوگا جس کی شریعت حضرت خلیفۃؒ گروہ رضی اللہ عنہ نے کی۔

حضرت مہدی علیہ السلام کے وقت میں بہرہ عام کا لفظ نہیں تھا۔ بعد میں وضع ہوا۔ اور اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ خلیفہ اپنے مرشد اور اپنے سلسلہ کے مرشدوں کا بہرہ عام کرتا ہے جن سے اُس نے بہرہ لیا۔ بر خلاف اس کے مرثا اپنے خلیفہ کا بہرہ عام نہیں کر سکتا کیونکہ مرشد نے اُس سے تصور اسی فیض لیا ہے جو بہرہ عام کرے اب نا مہدی علیہ السلام کی ذات اقدس تو دیر سے فیض اور مرشد المرشدین تھی، اور سب کے سب صحابہؓ آپ کے فیض کی اور بہرہ مند تھے؛ اس لئے نہ تو کسی صحابی کا بہرہ عام ہوا، اور نہ اس لفظ کی ضرورت ہوئی۔

اُمّ المؤمنین بی بی الہدیٰ کا بہرہ عام جن خاندانوں میں کیا جاتا ہے وہ اصول بہرہ عام کے تحت میں نہیں بلکہ بکرہ اور اس واقعہ کی یا گارہ قائم رکھنے کی غرض سے کیا جاتا ہے مدہم سب کو افضل النوان، فدیہ بچہ ثانی، قاضی ولایت اُمّ المؤمنین بی بی الہدیٰ رضی اللہ عنہا کے صدقہ میں رکھے اور جو فیض دائرہ میں سویت کیا گیا تھا اس سے ہم بھی بہرہ مند ہوں کیونکہ فیض مہدی مطلق ہے اور جو مطلق ہے اُس میں سے کتنا بھی دیا جائے ایک رتی برابر بھی گننا نہیں ہو سکتا بلکہ اتنا ہی رہتا ہے جیسا کہ قرآن مجید اور درود شریف پڑھ کر جمع فاتحہ میں ہم صد ہا بزرگانِ دین اور اپنے لواحقین کی ارواح کو بخشے ہیں لیکن ہر شخص کو اتنا ہی ثواب ملتا ہے اور ہم بھی اتنا ہی ثواب حاصل کرتے ہیں۔ اس لئے کہ ثواب بھی تیر شق قطع اور مطلق ہے۔

جو چیزیں معقولات، باطنی محوسات، اور روحانیات سے تعلق رکھتی ہیں وہ اپنی کمال لطافت کے باعث ہمیشہ فیہ برشی رہتی ہیں لیکن اوجہ و نظروں سے اجھل جینے کے بھی اُن کے اثرات سے اُن کے وجود کی تیز ہو جاتی ہے۔ مثلاً بچہ کے منہ پر بوسہ دے۔ بوسہ میں جو محبت پوشیدہ ہے بچہ نہیں سمجھ سکتا لیکن محبت کا عکس اُس کے دل کے گنگھیرے (گنگھرس) پر منعکس ہوتا ہے جس سے وہ خوش ہو کر میسخت ہنستے ہوئے آغوشوں آنکھوں ل کرنے لگ جاتا ہے۔

اس تمثیل میں بوسہ دینے والے کو وہ رنگہ بھی جس کا بہرہ عام ہے۔ محبت کے عکس کو اپنا مرشد جانیں یا جس مرشد کے دست مبارک سے نازیرہ لیا جائے اور نازیرہ یعنی فیض ولایت لینے والے کو ہنستا ہوا بچہ سمجھیں۔

املی کا ڈمیر ہم سے پانچ فوٹ کے فاصلہ پر پڑا ہو اسے جہاں ہمارا ہاتھ تک نہیں پہنچ سکتا باوجود اس کے دائرہ انش یعنی گزنی کی طرح تاثر نظر دل کے سٹیٹیشن پر ترقی کی خبر دیتا ہے جس سے منہ میں پانی بھرا آتا ہے۔

جس طرح یہاں تاثر نظر واسطہ ہے اسی طرح مرشد بھی واسطہ ہے جو صاحب بہرہ عام کا فیض صدق عقیدت سے دامن پستانے

بعض حضرات نے مہدی لفظ الہدیٰ کا نام اسی میں توڑ کر کہ الہادی لکھنا شروع کر دیا ہے جو مردہ و مردگان کے لحاظ سے کانوں کو تھکا بھگا ہے۔ لیکن قدیم مولیٰ اور نقلیات کے قلمی نسخوں میں بی بی الہدیٰ ہی لکھا ہوا ہے کسی کے بھی نام کا ترجمہ غیر زبان میں نہیں ہو سکتا

والے کو دیتا ہے۔

”نانے کا پشت لو، اوپر مٹھنا ٹھیس اور نیچے سوئی رکھو۔ پشتت ایسا ٹھوس اور اس کے مسامات ایسے سخت ملے ہوئے ہیں کہ اندر سے نہ تو پانی نکل سکتا ہے، نہ ظریف ہوا، بلکہ ظریف ترین روشنی بھی پار نہیں ہو سکتی۔ بادجو داس کے مٹھنا ٹھیس قوتہ سوئی کو تھامے ہوئے ہے۔ اور جس طرح ہم مٹھنا ٹھیس کو پشتت میں پھرتے ہیں، پیزرے سے لگی ہوئی سوئی اس طرح گھومتی ہے کہ گویا مٹھنا ٹھیس اور سوئی کے بیچ میں کوئی پُچڑ حاصل ہی نہیں ہے۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہئے کہ سوئی کو مٹھنا ٹھیس سے فیض حاصل کرنے میں کوئی چیز ستر راہ نہیں سہکتی۔ اب ایک اڈر شمال بلکہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے :-

احمد آباد میں میاں حاجی مالئی کو دفنائے وقت خود جہدی علیہ السلام قبر میں اترے ہیں۔ اور حاجی مالئی کی میت ابھی آپ کے ہاتھوں میں ہی تھی، اور فرشتے آکر ہاتھوں ہاتھ ان کی میت لے گئے۔ آپ یہ کیفیت دیکھ کر مسکرائے اور صحابہ کے فرض کرنے پر آپ نے اس کی وجہ بھی بیان فرمادی۔

دائرہ معلیٰ کے ایک فقیر نے حضور جہدی علیہ السلام میں عرض کیا

” میں آج (چہلم کے روز) حاجی مالئی کی زیارت کو گیا تھا۔ دیکھا تو پہلے روز کے پھول ویسے ہی تر و تازہ ہیں“

آپ نے فرمایا

” پھولوں میں تر و تازگی اور خوشبو راسی وجہ سے ہے کہ میت کا کفن ذرا سا زمین کو لگ گیا تھا۔ عاشق خدا کو پھولوں سے خاص اُنتست تھی۔ حاجی مالئی قبر میں کہاں ہیں! جاؤ ان کی قبر کو دو ڈالو کہ لوگ کہیں کشت کرنے نہ آگ جائیں“

دیکھئے۔ کہاں میت کے کفن کا کنارہ اور کہاں قبر پر پھولوں کا ڈھیر! کفن اور پھولوں میں نہ تو جُستیت ہے نہ وصلت بیچ میں قبر کی ٹسی کا ڈھیر حاصل ہے۔ باد صدف اس کے حاجی مالئی کا عشق دونوں میں سرایت کر گیا اور باطنی مواصِلت پیدا کر دی۔

بہرہ عام کا ناریزہ بھی یہی شان رکھتا ہے۔ جس طرح وہاں عشق واسطہ تھا، یہاں مرشد کامل واسطین کر اپنی روحانی قوتہ جاؤ بے سے فیض صاحب بہرہ عام حاصل کر کے تو انچہ میں داخل کرتا ہے۔ ایک منٹ پہلے ہی چنے جو محض اندج کی حیثیت رکھتے تھے اب فیض ہمدی داخل ہونے سے ناریزہ بن گئے۔ اگرچہ کہ ہم اس فیض کو اپنی چشم ظاہر میں سے نہیں دیکھ سکتے، اور دنیا کی جنہال میں پھٹنے رہنے سے چشم باطن بھی اُس کی لذت بے کیف کا احساس نہیں کر سکتی، پھر بھی ہم کو یقین کامل ہے کہ مرشد کے واسطہ سے فیض ہمدی مل گیا۔

اس موقع پر ایک اور تمثیل بیان کی جاتی ہے۔ برسات کا موسم شروع ہو گیا ہے، پہلا پانی پڑنے کے تین چار روز بعد ہم نے دیکھا کہ تل کا پودا ہمارے گھر کے صحن میں اُڈ گل ہے اُس کو دیکھتے ہی ہمارا ذہن اُس طرف منتقل ہوا کہ جاڑوں کے موسم میں ہم نے تیلوں میں شکر ملا کر جو کھائے تھے اُسی کا ایک دانہ یہاں گر گیا ہوگا، جو کامل اُٹھ بیٹنے زمین میں پوشیدہ رہنے کے بعد اب نکل آیا۔ اسی طرح فیض ہمدی، یا فیض صحابہ، یا ہمارے سلسلہ کے بزرگوں کا ختم فیض جو بہرہ عام کے ناریزہ سے ہمارے

۱۔ مولود جہدی موجود مصنفہ میاں سید ہاشم نجیب پست از حضرت تاتی ہمدی و دیگر مولود۔

دل کی زمین میں ایسا گہرا بویا گیا ہے کہ اگر آج نہیں بکلی نہیں، بیچ سال کے بعد نہیں بکے، اس سال کے بعد بھی، اوکا، سبھی مرتے وقت تو ضرور بالضرورت اور آگ اٹھے گا اور ہم اس کی آغوش نسیل میں، زندہ جاوید ہو جائیں گے، جیسا تو بندگی میں شاہ نظام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

” بندہ خدا کے لئے تین موقعوں پر عطیات الہی دار دہوتے ہیں (۱) فقہ و فاقہ کے ایام میں (۲) بیماری اور تکلیف و ایذا کے زمانہ میں (۳) اور انتقال کے وقت “

گردہ پاک میں کیا ہی بیمار طریقہ ہے بہرہ عام کے نام سے، عیضہ فیض عامہ، جو بلا منت، ہمشقت، بلا ذکر و ریاضت، بلا صحبت مرشد محض پلٹ پلٹ کر نازیزہ لینے سے حاصل ہوتا ہے اور اگر شرط ہے تو وہ یہ ہے کہ لینے وقت کمال انخلاص اور عقیدت ہو۔ لیکن دوسرے پہلو پر جس طرح یہ فیض یا سانی تامہ حاصل ہوتا ہے، اسی طرح اگر بہت سی بے پیمانے کے سبب پیدا ہو گئے تو جاتے بھی دیر نہیں لگتی اور اس طرح جاتا ہے کہ جس طرح لندان سے دس پندرہ ہزار میل پر زمین کے کسی حصے میں جوں چال شروع ہوتے ہی وہاں کی ریل گاڑیں جو آٹھ گھنٹے تک چلی رہتی ہیں، وہاں سے اس کی توجہ سلب ہو جاتی ہے۔ جبکہ ایک مادی اور فانی چیز میں ہزاروں میل کے فاصلہ پر یہ اثر رکھتا ہے اور روحانی فیض کے سلب ہو جانے سے کیا کچھ رانی پیدا ہو جاتی ہوگی!

اس محل پر حضرت خلیفہ گروہ کا ایک واقعہ یاد آ گیا وہ اس طرح ہے کہ :-

ایک روز کچھ رات کو حضرت خلیفہ گروہ رضی اللہ عنہ نے حاضرین نوبت نشین میں دیکھا کہ نکلاں تنفس فیہ حاضر ہے۔ آپ نے بندگی میاں سید شریف الملقب بہ تشریف اللہ (منجانب اللہ) سے فرمایا کہ

” جاؤ نکلاں فقیر کو آواز دو کہ نوبت میں آجائیں “

آپ نے جا کر پکارا۔ فقیر دائرہ لے کہا کہ

” حضرت سے عرض کریں کہ میں بیمار ہوں، یہاں میری ہمیشہ خدمت کر رہی ہیں، اس کے علاوہ جمعہ میں وہاں آنے کی طاقت بھی نہیں ہے “

بندگی میاں سید شریف اللہ کی زبانی یہ جواب سن کر پھر آپ نے کہلایا کہ

” اگرچہ کہ وہاں ہمیں خدمت کر رہی ہیں لیکن یہاں بھی فقیر خدمت کرنے کو موجود ہیں۔ یہیں آکر نوبت میں شریک ہو جاؤ “

مرضی نے حضرت کا پیغام سن کر کہا کہ :-

” شریف جی۔ ایسی کیا ضرورت ہے کہ حضرت مجھے بار بار بلا رہے ہیں۔ حضرت سے کہیں کہ آج کی رات مجھے جو حصہ ملنے والا ہے، اسی سے نافرمانی کریں “

حضرت نے یہ جواب سن کر فرمایا کہ

” سید شریف بروید و جواب گویا کہ خوب۔ آنچھہ امشبہ شملو و ناعہ کردہ “

بندگی میاں سید شریف کی زبانی اپنے مرشد کا یہ فرمان سننے ہی وہ اٹھا، اور کھلے سر اور ننگے پاؤں بھاگتا ہوا آیا، اور مرشد کے قدموں میں گر کر زار و قطار روئے نکلا، اور بہت کچھ عجز و انکسار کے ساتھ معافی چاہی۔ حضرت خلیفہ گروہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا

”اب تمہارے عذر و معذرت کرنے سے کیا ہوتا ہے! اُس وقت حکم کرنے والا بندہ ق نہیں تھا۔ حکم کرنے والے نے کر دیا۔ اُس کے حکم کو بندہ (دیں) کیسے رد کر سکتا ہے!“
القضاء قل مضی (دفتر دوم کن ب)

قارئین کرام ذرا غور فرمائیں کہ نوبت میں قدر بہتایت کے ساتھ فیض رکھا ہوگا جو یہاں فقیر کو صرف ایک نوبت کا فیض نہ ملنے سے جو باطنی کیفیت اُس پر طاری ہوئی اُس کو محسوس کیا اور بھاگتا ہوا مرشد کی غلامی میں آیا۔ اسی طرح پہرہ عام کا فیض بھی اپنے مرشد یا اِدپر کے کسی بھی بزرگ کے ساتھ خواہ وہ ہمارے سلسلہ اور خاندان کا ہو یا نہ ہو، بے عقیدت رکھنے، یا اُس کی نسبت کلام بد زبان پر لانے سے منقطع ہو جاتا ہے۔ غایتیں وایا اولی الالبصا۔

اس سے بھی زیادہ مؤثر اور عبرت انگیز ایک اُور واقعہ یہاں درج کیا جاتا ہے جس سے معلوم ہوگا کہ مرشد کامل کا فیض و غضب قہر الہی کی شان رکھتا ہے۔ وہ اس طرح ہے کہ:-

بندگی میں سیدخوند میر، سید الشہدا، صدیق ولایت رضی اللہ عنہ کا ایک فقیر جو فُضلاً اور شرفیوں سے تھا، خدا نے اُس کو نیک بخت فرزند عنایت کیا تھا۔ اُس نے دائرہ کی ایک بہن کے ساتھ حضرت صدیق ولایت کی چھوٹی صاحبزادی بی بی راجے رقیہ دینے کے لئے اشاروں اور کہانیوں میں پیغام بھیجا بی بی بندگی ملک الہمد اور رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئیں اور اس بارے میں بات چھیڑی، اُس وقت آپ چار پائی پریٹے ہوئے تھے، فیض و غضب میں آکر اٹھ بیٹھے اور ہیبت ناک آواز کے ساتھ فرماتے لگے کہ

”آیا ایساں را ہم چمنان آرد وئے پیدا شد کہ بخت پسر خود دختر میاں سیدخوند میری خواہند!“
اُس وقت جو فقیر آپ کے حضور بیٹھے ہوئے تھے اُن سے فرمایا کہ
”بروید۔ تقصص کنید کہ ایساں در آں جاہ مستند“ (دفتر دوم کن ب)
مثلاً شیوں نے آکر خبر دی کہ جس شخص نے سنگنی کا پیغام بھیجا تھا وہ اور اُس کے گھر کے مرد، عورتیں، بچے سب کے سب اس تختہ زمین سے ایسے ناپید ہو گئے کہ کہیں پتہ نہ لگا کہ کہاں گئے اور کیا ہوا!!

ناظرین کرام ملاحظہ فرمائیں کہ آپ نے کس شان میں آکر فرمایا ہوگا کہ

”جاؤ۔ دیکھو کہ اب تک بھی وہ اس دنیا میں ہے!“

اس کلام عقاب بار کے ساتھ ہی وہ اور اُس کا گھر کا گھر آن واحد میں ایسا غارت ہو گیا کہ کہیں نقش ہستی بھی نہ رہا!!

اس نقل سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ پیغام بھیجنے والا فقیر بیک شریف زاد اول اور بچلے لوگوں سے تھا۔ لیکن اُس کا فرزند

ایسا صاحب عرفان، اور صاحب مقام نہیں تھا جو اُس کو بندگی سیاں کی صاحبزادی کے ساتھ باطنی جنسیت ہو سکتی تھی۔ سیدنا مہدی اور

سلہ آپ کا مزار مبارک ٹیپو میں ہے۔ یہ موضع احمد نگر سے دس میل پر جانب شمال واقع ہے۔ ضیو کی قدیم آبادی اور بازار سے شمالی

دو دائرہ پر ایک پرانی مسجد کے بازو سے نالہ تہا ہے۔ اس مسجد سے گوشہ شمال و مشرق میں ایک بادی ہے۔ بادی سے مغرب میں آدھنڈا

پر بی بی راجے رقیہ کا چبوترہ ایک کعبت (گما) میں واقع ہے۔ اُس کے اطراف سید کی باڑے، طول و عرض ۷۷ x ۱۲ فٹ ہے۔ ۱۲

حضرت صدیق و ولایت وغیرہ بیٹی دیتے وقت من مرتبہ رویت اللہ اور انفاق من کیفیت تھے کہ یہی اصل شرافت اور تہمتی زندگی ہے حضرت ملک رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے آبا کی تجرت میں اسی شرافت کو پیش نظر رکھا اور جب پیام نبیت والے کے بیٹے کو ان دونوں باتوں میں موزوں نہ پایا تو آپ کو طیش ہوا اور بے جا اپنے والے نے اذت کلت کی زبان سے جو کلام نکلوانا تھا غلو یا یعنی آپ نے حق شان میں اگر فرمایا کہ جاؤ۔ دیکھو کہ اتنا کبھی وہ اس دنیا میں بس، پیام نبیٹھ والے نے اپنی سب جرات و جلدت کا مزہ بھی چکھ لیا۔ قاعدہ کی بات ہے کہ جب قہر الہی نازل ہوتا ہے یا پوراں کو آگ لگتی ہے تو خشک درخت کے ساتھ بے بھر سے جہاں بھی چل جاتے ہیں یہی صورت پیام بھیجنے والے کو پیش آتی۔

بندگی ملک الہدای رضی اللہ عنہ نے پھر یہی صاحبزادی ہندگی میراں سید یعقوبؒ کی بیٹی تھی وہی رضی اللہ عنہ کو نبی جو پوری پوری اہلیت اور ظاہری و باطنی شان میں ہر طرح کی جہت دست رکھنے سے نکل کر خوالی کے وقت فقہ و فائدہ کی برکت اور نصیب رویت کے سوا اور کچھ نہیں تھا۔ بس یہی چیز تھا اور یہی سچائی یہی شکر انا اور یہی شہرت۔ خدا ہم سب کو ان تینوں کے صدقہ میں رکھے۔ آمین۔

لکڑیاں لانا

حیدرآباد میں صرف سیدنا ہمدنی کے بہرہ عام پر لکڑیاں خریدتے ہیں اور پانچ پور میں تو ہر بزرگ کے بہرہ عام پر پنچل سے مرہ لکڑیاں اٹھالتے ہیں۔ اور گنج شہد کے عرس مبارک کے روز در تین بج ۱۲ اشوال، بھی وہی طرح لکڑیاں لانے اور اپنے مرث کے ہاں ڈال کر حسب تقلید و یادگار قدیم مرشد کے گھر کی کوچڑھی کھاتے ہیں جس کے لئے صبح ہی صبح تمام مریدوں کو بلا قید کا سب و فقیر دعوت دی جاتی ہے۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مڑھی کی لکڑی میں یہ عزت اور یہ شان کہاں سے آگئی اور اجماع کثیر کا ہر فرد خواہ وہ دولتمند اور ریاست میں ممتاز عہدہ پر ہی کیوں نہ جو بڑی خوشی اور فخر کے ساتھ سر پر ہی اٹھا لے اپنے مرث کے ہاں لے جاتا ہے! [نوٹ ہندگی میراں سید اشرفؒ بن ہندگی میراں سید میراں ستون دین بن حضرت فاطمہ المرشدین کے زمانہ میں اور اس کے بعد کے زمانہ تک بھی والیان ریاست پانچ پور بھی اجماع میں شریک ہوتے اور لکڑی کو اپنے سر کے تاج سے بھی زیادہ قابل عزت سمجھ کر سر پر اٹھا لاتے۔] یہ صرف سیدنا ہمدی علیہ السلام کے اسم مبارک کی عزت و عظمت ہے جو لکڑی کے ساتھ خاص نسبت رکھتی ہے۔

مٹی میں پیشگاہ ایر کاہل سے جب تو فصل کے نام پر خرید آتا ہے تو تو فصل پہلے ہاتھ میں لے کر بڑی عزت و احترام کے ساتھ بوسہ دیتا، آنکھوں کو لگانا اور کھڑے ہو کر سر پر رکھ لیتا ہے۔ اس کے بعد چھ کر شان اطاعت سے پڑھتا ہے جبکہ دنیا کے بادشاہ کے خط کی اس قدر عزت کی جاتی ہے تو امام دو جہاں کے بہرہ عام کے ساتھ منسوب کی ہوئی لکڑی کا نہیں کس قدر احترام کرنا چاہئے! کیونکہ جب بہرہ عام کے نام سے سر پر لکڑی رکھی گئی تو یہ لکڑی لکڑی نہ رہی بلکہ فیض ہمدی لکڑی کی صورت میں جلوہ گر ہے۔ جس کو ہم دیدہ یقین سے دیکھ کر ہی اٹھاتے ہیں۔

تین کریم کو بھی جو تین تین بار بوسہ دیا جاتا، آنکھوں پر لگایا، اور سر پر رکھا جاتا ہے اس کو خدا اور سولی کے ساتھ منسوب نسبت ہونے کی وجہ سے ہے۔ اور جس طرح قرآن پاک کو بے وضو ہاتھ نہیں لگا سکتے گلاب مسدہ و المطصرون میں چاہئے کہ انعام میں بھی بے وضو شریک ہوں با وضو لکڑی یا پانی اٹھائیں، اور با وضو ناریزہ لیں جس طرح نماز کے لئے ہمارے ضروری ہے

حصول فیض ہمدی کے لئے نبی ہمارت ظاہری ضروری ہے۔ یہی ہمارت ظاہری ہمارت باطنی کے لئے راستہ کھول دیتی ہے۔ جس کی برکت سے فیض ہمدی بلا اعتناع حاصل ہوتا ہے۔

حصول فیض ہمدی کے لئے اجماع، بہرہ عام، وغیرہ فوقتی امور ہیں؛ لیکن اگر دائمی برکات چاہتے ہیں تو

حصول برکات ستمرہ کے لئے

حضرت روشن منور اور حضرت شہاب الحق کی پیروی کیجئے۔ جس طرح بزرگوں سے اخلاص و محبت کے ساتھ ملاقات کرنا حصول برکات کا ذریعہ ہے اسی طرح ان کا الش یعنی پس خوردہ بھی حصول برکات کا موجب ہے۔ چنانچہ ایک دہز بندگی میرال سید عبدالحی المشرکہ بہ "روشن منور" بن بندگی میران سید محمود الملقب بہ "مثنائی ہمدی" اپنے دائرہ پینل وائی سے حضرت شہاب الحق کے دائرہ کھان ٹھیل میں تشریف لائے۔ روانگی کے وقت حضرت شہاب الحق نے چند سپاریاں حضرت کی خدمت میں یہ عرض کر کے پیش کیں کہ آپ ان کا پس خوردہ کر دیں۔ حضرت روشن منور نے پس خوردہ کر دیا۔ حضرت شہاب الحق ہمیشہ اسی پس خوردہ کا ٹکڑا منہ میں رکھا کرتے یہاں تک کہ آپ کے دصال کے وقت بھی سپاری کا ٹکڑا منہ میں تھا۔

حصول فیض کے متعلق اوپر جو کچھ لکھا گیا اس میں ذاتی قابلیت کی بھی ضرورت ہے حضرت اویس قرنی میں یہ جوہر غیر معمولی طور پر موجود تھا اسلئے آنحضرت سے کوسوں دور بیٹھے ہوئے بھی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض حاصل کیا اور ابو جہل جو رات دن آنحضرت کے اخلاق عظیم اور معجزات خاص کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا تھا لیکن اس میں حصول فیض کی صلاحیت نہ تھی اسلئے فیض باطنی تو کیا لیتا، اسلام سے بھی بے بہرہ رہا اور اشد کفر کی حالت میں مرا۔ مرث میں جس قدر قابلیت ہوگی اتنا ہی فیض اوپر کے بزرگوں سے حاصل کر سکیگا اور طالب فیض میں جتنی استعداد ہوگی اتنا ہی فیض اسکو ملے گا۔ تھکاکت الرسل فضلنا بعضہم علی بعض لیکن اس استعداد اور ظرف کو بڑانے کی قابلیت بھی اللہ تعالیٰ نے ہم کو ودیعت کی ہے۔ یہ قابلیت صحبت صادقان سے روز بروز بڑھتی ہی رہتی ہے۔ چنانچہ سیدنا احمدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

”فشان تصدیق بندہ دمن، این است کہ

۱۔ نامرد و شہود یعنی طالب دنیا یا طالب ذات حق تعالیٰ نہ ہو۔

۲۔ ذمیل غمی نہ ہو۔ یعنی کسی کے ایک دنیا را در ساہ خدا تعالیٰ نمی تواند داد و اجازت خود را در راہ خدا سے تعالیٰ

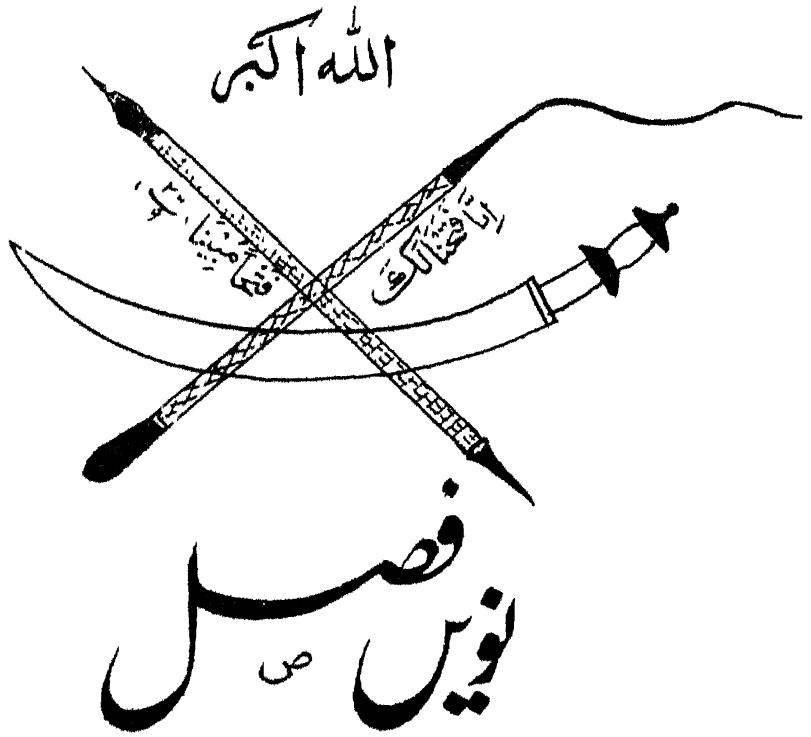
تسلیم کند

۳۔ ذاتی عالم شہود یعنی کسی کے ایک حرف نہ اندہ معنی تران بیان کند۔ (د-ع)

تازہ قلم P.S. نمبر ۱۱۔ مرشد کامل کے پیچھے دو گانے لیلیہ القدر پڑھنے سے جو فیض ہمدی حاصل ہوتا ہے اس میں شب قدر کی برکت خصوصیت رکھتی ہے۔ چنانچہ کمبایت سے نامغرہ قبیلہ کی ایک پٹھانی بلال خا طاعن خلیق اور ذکا لیدین موسم اہل و عیال کے ساتھ اپنے مرشد حضرت خاتم المرشد کے پیچھے دو گانہ پڑھنے کے لئے دو سو میل کی مسافت طے کر کے جالور جا یا کرتی۔ ایک روز حضرت نے

بلالی کے منہ سے لوگوں کے طعن سن کر یہ بشارت دی کہ

”بلالی بندہ نے تم کو کیا کچھ دیا ہے اور کیا کچھ دیا فرزا نہ تمہارے لئے جمع ہو چکا ہے تم اس کو ابھی نہیں دیکھ سکتیں مرنے کے بعد معلوم ہو جائے گا“ (خاتم)



نویں فصل

فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ (سجہ)

شہادت مخصوصہ

(۹۲) فصل رویت میں جو بشارتیں درج کی گئی ہیں، ایسی ہی تسم بان شان اور بعض ایسی مخصوص بشارتیں ہیں، کہ ان بشارتوں کے حامل کے لئے شہادتِ بدلہ لاء ذاتِ محمدی لازمی ہے، اسی خصوصیتِ ذاتِ حضرت امام علیہ السلام کا پورا پورا ظہور عملی طور پر بندگیِ میاں سے ہو گیا، اور کچھ بھی مغائرت حضرت امام علیہ السلام اور بندگیِ میاں سید خدیویر "صدیقِ بالجزم" "حاملِ بارِ امانت" "قائم مقام حضرت امام علیہ السلام" بدلہ ذاتِ محمدی میں نہ ہی ذیل کی بشارتوں سے واضح ہوگا کہ جس طرح حضرت امام علیہ السلام نے بندگیِ میاں کو رویتِ خاصہ انصاف کی بشارتیں واضح طور پر دیں، ویسے ہی شہادتِ مخصوصہ کے متعلق بشارتیں بھی بلا اشتباہ باکمل صاف اور صریح الفاظ میں بیان فرمائیں۔

پٹن شریف میں سیدنا محمدی کی تشریف آوری کے پہلے ہی روز اور پہلی ہی طاقت میں حضرت صدیقِ ولایت

پر حضرت امام علیؑ کی نغمہ مبارک پڑتے ہی آپ رویت ذات سے سرفراز ہو گئے۔ پھر حضرت امامؑ نے ہوش میں لانے کے بعد پینچورہ پان اور قیوم دلقین سے فیضیاب کیا اس کے بعد عصر کی نماز کو جب کھڑے رہے اُس وقت حضرت صدیقِ ولایتؑ پر جو کیفیت جاری ہوئی فرماں ہمہٹی سے بندگی میاں نے اس طرح بیان فرمائی کہ

خ حضورِ الہیؑ سے پاؤں فرشتے آئے، اور بندے کے سر پر آ رہ رکھ کر بدن کے دو ٹکڑے کر دئے۔ جسم کے سیدھے حصے کو بشری کثافت سے پاک کر کے خوبصورت اور نورانی بنایا، اور بایاں حصہ جس میں سیدھے حصہ کی کثافت بھر دی گئی تھی، بندہ کے رو بہر ایک بُری صورت میں کھڑا کر دیگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا

پ اے بیاناوند میر تم نے دیکھا کہ ہم نے تمہاری ذات سے کس قدر بشری کثافت دور کی، اور کبھی پیاری صورت بنائی، اس بات کا تم پر ہمارا احسان ہے، تم اس احسان کے شکر یہ میں ہمارے لئے کیا تحفہ لائے؟

بندہ نے کمال عاجزی و انکساری سے عرض کی

خ "خداوند! بندے کو نبی بی بی زادِ ادا کے تیرے حضور پیش کرے" ارشاد ہوا "بھون کون سُٹھی لیوے جو راہ ہماری سردیوے" بندہ نے عرض کی۔ "بار خدا یا ایک سر تو کیا، اگر سوسر بھی ہوں، تو تیرے نام پر، تیرے راستے میں تصدق کر ڈالوں" اس کے بعد بندہ کا سر دستِ قدرت سے علیحدہ ہو گیا، اور بندہ نے عصرِ مغرب، اور عشا کی نماز بغیر سر کے پڑھی، پھر قدرتِ الہی سے بندہ کا سر کن رکھوں پر آ گیا۔ اُس وقت ارشاد خداوندی ہوا کہ

پ "اے سیدِ خود میرا این سر بر تن تو امانت داشتہ ایم ہر گاہ کہ طلبِ خاتمِ بہید"

نوٹ۔ یہ امانت بندگی میاں کے کندھوں پر ستائیس سال رہی۔ پھر ۱۹۳۱ء میں بمقامِ سدا سن جنگِ بڈہر دلیت میں ضحیٰ کے وقت آپ اور گھوڑا دونوں زخموں سے چوڑ پھوڑ ہو جانے پر گھوڑے سے اترے اور قبلہ رخ بیٹھ گئے۔ پھر جس طرح پٹن شریف میں حالتِ معلد میں آپ کا سر اظہر قدرتِ الہی سے علیحدہ ہو گیا تھا، یہاں حالتِ ہوش و بیداری میں جسمِ اظہر سے از خود علیحدہ ہو گیا (خاتمِ گل چلے) اور بار امانت کی ادائیگی سے آپ سبکدوش ہو گئے۔

۹۲۔ اِرْتَقِلُوا وَهَاتَا کی نسبت حضرت امام علیہ السلام نے اقول ہی اتالیقوں کو فرمایا انسان نام باب شازدہم اور اکثر سوالیہ ہمدی میں مرقوم ہے کہ یہ نقل مقام ناگور تک راجیہ تو مانہ سے تعلق رکھتی ہے۔ چنانچہ صاحب شواہد ولایت باب نوزدہم میں تحریر فرماتے ہیں کہ، بندگی ملک اہل اہل خلیفہ کر۔ یعنی اللہ عزت و عبادت ہے کہ

”بندگی میرا سید محمد در ناگور آیت قَالَذَیْنِ هَاجَرُوْا اَوْ اَخْرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَادُوْا فِيْ سَبِيْلِیْ وَ قَاتَلُوْا اَوْ قَاتِلُوْا حَتّٰی تَهْتَبُوْا اَنْفُسَكُمْ فَاُولَٰئِكَ سَمِعْتُ مِنْ رَّبِّیْ اَنْ یَّعْزِبَهُمْ سُدَّ”

مَا شَاءَ اللّٰهُ خَاطَبٌ

فاما اظہار نہ کر دند کہ میں آیت در حق فلاں کس است

امام الانام سیدنا ہمدی علیہ السلام ناگور سے مقامات کرتے ہوئے فرمان خدا سے فرج مبارک تشریف لے گئے، اُس وقت علی کے مشہور کرنے سے عام لوگوں میں بھی یہ چرچا ہوا کہ

”ہمدی کو آگ جلا نہیں سکتی، پانی ڈبو نہیں سکتا، تلوار کاٹ نہیں سکتی، اگر یہ علامتیں نہ پائی جائیں، تو وہ آپ کی ذات مقدس (ہمدی موعود نہیں ہے)“

بندگی حضرت ہمدی علیہ السلام نے یسین کر فرمایا

ہر سہ چیز در صفت خود، امور اندہ از صفت خود بازمی ماند لیکن بر ہمدی موعود بیچیکے ازیں با قادر نہ شود، کہ خدا سے تعالیٰ حفاظت می کند، (شواہد یک)

و نیز خورد و کلاں از علمائے خراسان گفتند کہ

”علامت ذات ہمدی آل است کہ آخرش شہید شود۔ و اگر شہادت نشود ہمدی موعود نہ باشد“ (انتخاب یک)

آپ نے جواب میں فرمایا

”آرے۔ فرمان حق تعالیٰ می شود کہ لے سید محمد این آیت قَالَذَیْنِ هَاجَرُوْا وَاَوْ اَخْرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ قَاتَلُوْا اَوْ قَاتِلُوْا حَتّٰی تَهْتَبُوْا اَنْفُسَكُمْ فَاُولَٰئِكَ سَمِعْتُ مِنْ رَّبِّیْ اَنْ یَّعْزِبَهُمْ سُدَّ“

۱۹۔ مطلع ولایت میں لکھا ہے کہ یہ آیت آپ نے شہر شہر واقع مندھ میں پڑھی۔

ترجمہ۔ پس جن لوگوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے، اور میری راہ میں آئدائیں دئے گئے، اور رڑے اور مارے گئے؛ (پ) درآں خالذین ہاجز و اشد؛ و آخر جو امن دیار ہمد شد؛ و اذی سفی شد؛ و قتلوا و قتلوا کہ ماندہ است ماشاء اللہ خواہد شد؛

علمائے خراسان کے زیادہ اصرار پر آپ نے فرمایا

”ہا ایئوم این بندہ را معلوم بود کہ صفت موعود کہ قتلوا و قتلوا است از بندہ خواہد شد؛ و اشتیاق این صفت ہم بسیار بود؛ لکن فرمان حق تعالیٰ می شود کہ

”اے سید محمد بر تو کسے قادر دست نیست۔ این چہاری صفت ذات تو کہ قتلوا و قتلوا است بر سیدے شایستہ قائم مقام تو بر انگیزم؛ و بدو ذات تو کنم؛ و برآں سید شایستہ سر انجام نہائیم۔“

ترجمہ۔ ”اے سید محمد تم پر کوئی قادر نہیں ہو سکتا د اسلئے ادا تمہاری ذات کی اس چوتھی صفت کے لئے جو کہ قتلوا و قتلوا ہے، ایک لائق سید تمہارے قائم مقام کر دنگا (۲) اور تمہاری ذات کا بدلہ بناؤنگا۔ (۳) اور اس لائق سید سے د امر قتال کی (۱) انجام وہی کر دنگا“

بندگی میاں سید خوند میر کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اس بشارت کی تحقیق کر لینی چاہئے کہ وہ کون صاحب ہیں جن سے دلالت مصطفیٰ کی چوتھی صفت ظاہر ہوگی؛ اس میں شک نہیں کہ یہی بزرگ صاحب فضل ہیں۔ (شواہد یک)۔ اگر معلوم ہو جائے تو ان کی ویسی ہی تعظیم کی جائے جیسی کہ حضرت میراں علیہ السلام کی کیجاتی ہے۔ بناء علیہ بندگی میاں رضی اللہ عنہ نے بندگی میاں یوسف ہماجر رضی اللہ عنہ سے کہا

”آپ حضور میراں علیہ السلام میں جا کر دریافت کریں کہ وہ کون صاحب ہیں جن پر ہم ہی موعود کی چوتھی صفت ختم ہوگی۔ اگر معلوم ہو جائے کہ فلاں صاحب ہیں تو ان کی بھی ویسی ہی تعظیم کی جائے۔“

نماز مغرب کے بعد سیدنا مہدی علیہ السلام نے اپنے چہرہ کو آئینہ لپکانے کا قہقہہ فرمایا۔ اور اپنے چہرے پر روزِ
عادت کے موافق اپنے اپنے حجرِ دل میں جانا چاہتے تھے اور بعض جا رہے تھے اس وقت کہ لی میاں (یوسف
حضرت ولایتِ مآب علیہ السلام کی خدمت میں آئے۔ حضرت میاں علیہ السلام نے فرمایا
”میاں یوسف کچھ پوچھنا چاہتے ہو؟“ عرض کیا۔ ”ہاں خود کار۔“ میاں (جی۔ وہ کون
بزرگ ہیں جن کی ذات پر حضور موعودؑ کی جو آتمی صفت ختم ہوگی؟

حضرت میاں علیہ السلام نے فرمایا

”میاں یوسف تمہاری فراست ایسی نہیں ہے کہ تم اپنی طبیعت سے ایسے اور تلیخہ کا استفادہ
کرو! کہو کہ کس نے پوچھا ہے؟“

عرض کیا۔ ”میاں (جی) میں نہیں پوچھتا۔ میاں سید خود میرا چہرہ رہے ہیں۔“ حضرت امام نے فرمایا۔

”سید خود میر کہاں ہیں؟“

عرض کیا۔ ”یہاں کھڑے ہیں۔“

حضرت امام علیہ السلام آگے بڑھے بندگی میاں کو اپنے حضور بلایا، اور ان کے کندھے پر اپنا دست
مبارک رکھ کر فرمایا۔ [حضرت امام علیہ السلام دو چار ہی قدم بڑھے تھے کہ حضرت صدیقِ ولایتؑ دوڑ کر خدمت
اقدس میں آئے۔ حضرت امام علیہ السلام نے آپ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا۔ (انتخابِ نبی)]
”بھائی سید خود میر۔ آہستہ باشید! اس صفتِ ذاتِ بندہ پشما خواہد شد؛ و شما عامل این
بار ولایتِ مستید۔“

”آنچھی پرسید آں با ذاتِ شما خواہد شد“ (مطلع) این کارزار از شما خواہد شد۔“

(الغاف ۱۶۱)

۹۳۔ حسن اتفاق کیسے یا شہادت الہی کہ جس روز اور جس گھڑی حضرت صدیقِ ولایتؑ نے جو چیز
معاملہ میں دیکھی، اسی روز اور اسی گھڑی وہی چیز بندگی ملک بر خود دار عرف ملک تھن باری وال نے
خواب میں دیکھی۔ اور حضرت صدیقِ ولایتؑ حضور مہدی علیہ السلام میں آئے کے لئے اپنے حجرہ کے
دروازہ پر آئے، اور ادھر بندگی ملک تھن بھی اسی ساعت اپنے حجرہ سے نکل کر سیدنا مہدی علیہ السلام

کی خدمت میں تشریف لے گئے اور عرض کی کہ

”میں نے خواب میں دیکھا کہ آفتاب میرے سر پر آیا اور بیٹھ گیا“

حضرت امام علیہ السلام نے سن کر فرمایا

”بارہ دنیا سے شما باز بر سر شما خواهد آمد“

چونکہ بنگی میاں کا حجرہ قریب ہی تھا اس لئے حضرت امام علیہ السلام کی زبان مبارک سے یہ

کلام سن کر رونے لگے۔ حضرت امام علیہ السلام نے پوچھا

”بھائی سید خوند میر کیوں روتے ہو؟“

عرض کی

”جو بات (بنگی) ملک سخن نے خواب میں دیکھی وہی بات بند سے نے معاملہ میں دیکھی“

حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا

”بھائی سید خوند میر نزدیک آکر کہو کہ کیا معاملہ دیکھا؟“

عرض کیا

”آفتاب آمدہ بر سر من نشست۔ ملک سخن ہم ہیں خواب دیدہ آمدند بنا براں آل صفا“

دآپ نے فرمودند کہ بارہ دنیا سے شما باز بر سر شما خواهد آمد۔ ازیں واسط بندہ را

گریہ آمد“

حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا

”بھائی سید خوند میر آں آفتاب ولایت است۔ بارہ ولایت بر شما خواهد آمد۔ بارہ من تمام ہے“

بر سر شما خواهد آمد“

۹۲

بنگی میاں سید خوند میر نے کمال عاجزی و انکساری سے عرض کی

”ایں بارہ ولایت مصطفیٰ است و گردن بندہ ضعیف است چگونہ برورد؟“

حضرت ولایت اب علیہ السلام نے فرمایا

”آرے بھائی سید خوند میر بندہ را بسیار اشتیاقی این صفت قتلوا و قتلوا بور۔ فاما

۹۳۔ ترجمہ اولیٰ السلام صفت حضرت سید نور محمد بن حضرت سید محمود۔

اکنون فرمان حق تعالی چنین می شود که یہ شما خواهد شد۔ بندہ تقویٰ و خائف یہ داند فرمان نہیں است۔

«صفتِ پیام قتلوا و قتلوا بہ شما شود (ان - ع)

قتلوا و قتلوا از شما خواهد شد۔ (الصفائت ۱۰)

۹۷۔ اسی سلسلہ سخن میں آپ نے فرمایا کہ

«خداے تعالیٰ بارخودنا قابلِ رائی دہد و از قابلِ نمی گزر و شمار آقابل میں باریافت و بار ولایت دادی»

مثال کے طور پر فرمایا کہ

«ایں بادشاہان مجازی چیزے کارے و بارے کہ دازند یہ کسے نالایق نمی سپارند پس

۹۵ حق سبحانہ و تعالیٰ کہ سمیع و بصیر و عظیم حقیقی است شمار الایق و قابلِ گردانیدہ ایں بار

نہادہ است» (تذکرہ ۱)

۱۰۰۔ ادریدنا ہمدی علیہ السلام نے حضرت صدیق ولایت کو شہادتِ مخصوصہ کی بشارتوں سے مختلف اوقات

اور مختلف موقعوں پر شرف و تراز فرمایا، ادر حضرت ولایت مآب علیہ السلام کے اہلیت نے معاملہ میں دیکھ لیا

ادریدنا ہمدی علیہ السلام کی زبان مبارک سے اس کی صحت بھی کر لی۔ اور حضرت ثانی ہمدی نے تو نہ صرف حضرت

ہمدی علیہ السلام کی زبان مبارک سے سنا بلکہ حضور ہمدی علیہ السلام میں شہادت کا پورا اعانہ بھی کر لیا تھا۔ ملاحظہ

ہو

۹۶۔ ایک روز اتم المؤمنین بی بی بوٹن جی رضی اللہ عنہا کی نظر اپنے چہرہ کی ٹی کے درز سے بندگی میاں

سید خوند میر کی پنڈلیوں پر (اتفاقاً) پڑ گئی آپ نے بندگی حضرت میراں کے حضور عرض کی

«میراں جی۔ میاں سید خوند میر کے پاؤں کیا ہی مضبوط ہیں!»

فرمایا

۹۷ «آرے از برائے برداشتن بار ولایت مصطفیٰ پایا ہے بھائی سید خوند میر استوار کردہ

شده اند کہ بار گراں بردارند»

۱۔ شواہد ۱۲۔ مطلع میں لفظی فرق کے ساتھ۔ انتخاب ۱۰۔ شواہد ۱۳۔ شواہد ۱۴۔ تذکرہ ۱۔ قائم گت چلے۔ انتخاب ۱۱۔ شواہد ۱۵۔ شواہد ۱۶۔ قائم گت چلے۔ انتخاب ۱۲۔ دفتر اول کت ۱۔ شواہد ۱۷۔

ایک روز میاں ابراہیم شیخ نے حضرت صدیق ولایت کی پاؤں چتی کرتے وقت عرض کی "خونکا کی پتڑ لیاں کیا ہی زبردست ہیں!"

فرمایا موصوفیٰ برائے برداشتین بار ولایت چھننا آفریدہ است۔
 (تذکرہ ب)

۹۶۔ اُمّ المؤمنین بی بی ملکان رضی اللہ عنہا [اُمّ المؤمنین بی بی بھکیا دفتر اول کتا ہے] نے فرمایا کہ میں یہ معاملہ دیکھا اور حضور میراں میں عرض کیا کہ

”صفت ذاتِ ہمدی موعود یعنی قتلوا و قتلوا کا ظہور میراں جی کے وصال کے بعد میراں جی کے گروہ میں ہو رہا ہے۔ اُس گروہ میں سے صرف میاں سید خوند میرزا کو دیکھ رہی ہوں۔ اُن کی ذات کے سوا کوئی نظر نہیں آتا۔“

آپ نے فرمایا

”آپچہ دیدید تحقیق است بجمالی سید خوند میرزا سردار این گروہ اند۔ سردار حضور بندہ ۹۶
 است و گروہ نزد حق تعالیٰ است و تھے کہ اُن صفتِ موعود را سرانجام رسانیدن
 خواهد خواست، گروہ با سردار جمع کردہ کار با تمام خواہد رسانید۔“

۹۷۔ حُجَّةُ الْمُتَصَفِّينَ میں بندگی میاں ولی یوسف مصنفِ انصاف نامہ لکھتے ہیں کہ
 ”ازید سلام اللہ (حضرت ثانی ہمدی کے حقیقی ماموں) روایت است کہ روزے
 امام علیہ السلام این آیت فرمودند فالذین ہاجروا . . . ناگاہ در آل زوال
 میاں سید خوند میرزا آمدند چونکہ نظر ہمدی علیہ السلام بر میاں سید خوند میرزا زدور افتاد چشم
 گریاں شدہ فرمودند۔“

۹۸

”بر سر این غریب چہا چہا خواہد شد!“

آن قتلوا و قتلوا در زمان میاں سید خوند میرزا عیاں شدہ ہر ہمہ دیدند (تذکرہ ب)
 ۹۹۔ اُمّ المؤمنین بی بی بھکیا نے معاملہ میں دیکھا کہ بندگی میراں علیہ السلام کے گروہ میں قتلوا
 و قتلوا کا ظہور ہو رہا ہے۔ آپ نے بندگی حضرت میراں علیہ السلام سے عرض کی

۱۰۔ انسان ب۔ ن۔ ع۔ انتخاب ب۔ شواہد ب۔ اخبار ب۔ سب میں نقلی فرق کے ساتھ۔ ۱۲

”میراں جی جس گروہ کے ساتھ قتلوا و قتلوا اور رہا ہے اُس کو میں خود کار
کے حضور تمہیں دیکھتی“

حضرت نے فرمایا

”آرے۔ ہنوز آں گروہ پیشیں ایں بندہ ظاہر نہ شدہ است خواہد آمد“ (انصاف بتا) ۹۹
ام المؤمنین بی بی بھگیا کے اس معاملہ کی جب بندگی میاں خود شیخ رضی اللہ عنہ کو جہڑی تو آپ
نے یہ کیفیت بندگی میاں شاہ دلاؤر کے حضور بیان کی اور عرض کیا کیا آپ کو اس امر کی خبر ہے؟ فرمایا
”ہاں معلوم ہے۔ جس وقت بندگی حضرت میراں علیہ السلام نے فرمایا کہ خالذین
ہاجر و اشد۔ و آخر جو امن دیاں ہمسہ شد۔ و آذو افی مہیلی
شد۔ و قتلوا و قتلوا کہ اندہ است ماشاء اللہ خواہد شد۔ اس پر میاں سید خود میر
نے میاں یوسف کو بھیج کر حضور میراں علیہ السلام میں عرض کروایا کہ ایں کارزار برکند ام
خواہد شد؟ حضرت میراں علیہ السلام نے یہ سن کر میاں یوسف کو فرمایا، ”تمارا دیرین چہ
اقتادہ است؟“ میاں یوسف نے عرض کی۔ میراں جی۔ میاں سید خود میر جو چہ رہے ہیں۔
فرمایا۔ سید خود میر کہاں ہیں؟ عرض کی۔ رادھر ہی کھڑے ہیں۔ حضرت میراں آپ کے پاس
تشریف لے گئے، اور فرمایا

”میاں سید خود میر آہستہ یا شید ایں کارزار از شما خواہد شد“ (انصاف بتا)۔ ایں صفت ۹۲
ذات بندہ با ذات شما خواہد شد“ (دفعتر اول کت ب)۔

بتا۔ بندگی میاں شاہ نظام غالب ہماجر ہمدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ
ایک روز میں اپنے چہرہ میں ٹیٹھا ہوا تھا کہ دفعتاً حضرت ہمدی تشریف لائے۔ میں (تعظیم کے لئے) اٹھا

۱۔ یہ وہی میاں خود شیخ ہیں جن کو بندگی میاں نے رحمتہ الہی قائم فرما کر کے قریب چہنچہ پر حضور ہمدی میں اطلاع دینے کے لئے
بھیجا تھا۔ ۱۳۔ یہ وہ بزرگ ہیں جن کو دیکھتے ہی سیدنا ہمدی علیہ السلام نے ان کے دل کا مقصود معلوم کر کے بلا استفسار فرمایا کہ
سے علیہ طلب کہ باتو مانہ..... اور بندگی میاں شاہ نظام دین، خداوند آؤر ہیں جو اصحاب کرام میں بعض کے نزدیک تیسرے
اور بعض کے نزدیک چوتھے صحابی ہیں۔ [حضرت کامزار ماہک گھوڑو کو ڈوڈرا (Kadodra) المشہور چور
بڑودہ میں تالاب کے کنارے پر واقع ہے (زیارت کے متعلق تفصیلی حالات کے لئے ملاحظہ ہو خاکسار کی تصنیف رہنمائے زائرین
گجرات۔ ۱۲ منہ

حضرت میرا نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ ”اچھے جی“۔ (یعنی تیریت سے ۶) اور بیٹھ گئے۔ تمھواری ریت کے بعد ملک سخن آئے۔ اُن کے بعد ملک معروف اور اُن کے بعد میاں سید خوند میرا سے اور بیٹھ گئے۔

اب حضرت میرا علیہ السلام نے بندگی ملک سخن سے استفسار فرمایا کہ ”میاں سخن کچھ پوچھنا چاہتے ہو؟ عرض کی۔ ”ہاں خوند کار“ فرمایا۔ ”کہو“ عرض کی ”میرا جی امشب جی بنیم کہ یک جام است، اور اُس آب پُر کردہ دہراں چیز کے کشف است“ حضرت نے فرمایا

”خوب دیدید۔ اُس جام دل شہماست، اور اُس آب کہ بہت یاد حق تعالیٰ است، کشف ہے کہ دیدید راست است۔ یاد حق تعالیٰ بسیار بکنید، آب پر شہدہ بر آید، و کشف دور گردو“ اس کے بعد بندگی ملک معروف سے پوچھا شہما چہ آورید؟ عرض کی ”میرا جی جی بنیم کہ ماہ در دہان بندہ آہ ہیراں شہدہ رفت“ فرمایا

”شہما رہینائی است“

اس کے بعد بندگی میاں سید خوند میرا سے پوچھا ”بھائی سید خوند میرا چیزے گفتن جی خواہید؟“ عرض کی۔ ”خوند کار اور روشن است“

حضرت میرا علیہ السلام نے فرمایا

چنانچہ استاد تعلیم جی دہد اُس چنان معلوم جی شود (لیکن) شہما زبان خود بگوئید۔

۱۵۔ یہ بزرگ بندگی ملک الہداد خلیفہ گروہ کے بڑے بھائی ہوتے ہیں۔ آپ کا نام بندگی ملک بر خوردار ہے۔ پیار میں ملک سخن کہنے لگے جس طرح ذوق بتوت میں سبب اخیر ابو الطیف صاحبی نے وفات پائی اسی طرح ذوق دلالت میں جمع صحابہ ہمدی میں سے اخیر آپ کا وصال ہوا اور پٹن شریف میں حضرت خاتم المرشد کے دست مبارک سے مانوں ہوئے۔ ۱۲

۱۶۔ یہ بزرگ اشعا عشرہ مبشرہ میں داخل اور بندگی میاں سید خوند میرا رضی اللہ عنہ کے خلیفے بھائی ہوتے ہیں۔ نغریور کا ہمدی سے چھوٹا سا قافلہ فران ہمدی سے گجرات آنے کو روانہ ہوا اُس وقت یہی بندگی ملک معروف نے سیدنا ہمدی سے عرض کی کہ اگر ارشاد ہو تو بندہ میری ماں کو بتائے جائے۔ فرمایا۔ ”ماں کو لکھو کہ معروف مر گیا۔ اُس فران میں مو تو اقبل ان تمھو تو ا [ہائے]

عرض کیا: ”جی بیٹم کہ از آسمان سرخ طلعہ نزل شد در اوشانیہ ند“ فرمایا
 ”بھائی سیدخوند میر شہا بار ولایت مصطفیٰ نازل شدہ؛ و طلعہ سرخ کہ دیدید قتلوا و قتلوا تبام
 (پ) است از شما خواہد شد“ (ن-ج)

[اس کے بعد بندگی میاں شاہ نظام غالب سے پوچھنا
 ”شہا چیز سے گفتن جی خواہید“ ہ عرض کیا

”میراں جی جی بیٹم کہ از دہن من بثل بو قلموں بیروں شدہ می رود من جی گویم کہ بیبا“ فرمایا
 ”نفس شہا بود“ [

بک۔ اس فصل شہادت مخصوصہ میں جس قدر بشارتیں سیدنا ہمدی علیہ السلام کی زبان مبارک سے بار بار
 ولایت مصطفیٰ کے لفظ سے اپردر دج ہوئی ہیں اور آئندہ بھی دج ہونگی سب کی سب قتلوا و قتلوا سے
 تعلق رکھتی ہیں۔ (ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۸۷-۸۸-۹۰-۹۱-۹۵-۱۰۲-۱۰۶-۱۰۷-۱۰۸) اور فصل رویت میں
 بار بار ولایت مصطفیٰ کے معنوں میں متعل ہوا ہے۔ پس بشارت بار ولایت مصطفیٰ محض ذات
 بندگی میاں کے لئے شہادت مخصوصہ و نیز دیدار خدا و نول معنوں میں فرمان ہمدی سے
 وارد ہیں۔

اسی طرح فصل رویت میں بشارت بار امانت جس طرح دیدار کے معنوں میں آئی ہے (ملاحظہ ہو
 بشارت نمبر ۷۷) اسی طرح اس فصل شہادت مخصوصہ میں قتال کے مضمون میں بھی فرمان ہمدی سے وارد ہے
 چنانچہ

سیدنا ہمدی علیہ السلام نے آئید راناعرضنا اولاماتک علی السموات والارض والجبالی فآجینت
 ان یخجلنہا و اشفقن منہا و حملہا الانسان ترجمہ ہم نے امانت کو آسمانوں، اور زمین، اور
 پہاڑوں پر پیش کیا، لیکن (انہوں نے) اس کے اٹھانے سے انکار کیا، اور اس سے ڈر گئے، اور انسان نے
 اس کو اٹھالیا۔ (پ) پڑھی اور فرمایا

”بھائی سیدخوند میر مراد از سموات انبیا۔ والارض اولیا۔ والجبالی علما۔ فابین **بک**

[جاریہ] کی بشارت پائی جاتی ہے۔ آپ کا مزار مبارک جالور کک ماروڑ علاقہ راجھو تانہ میں ہے۔ حضرت حاتم المرشد کی میت دائرہ
 سرور جی سے لاکر حسب وصیت آپ ہی کے زیر پائیں دفن کی گئی۔ ۱۲۷۰ھ

ان یحملنہا امر قتل است وحملہا الانسان مر ذات شہادت ۱۱

”حتم باری ولایت مصطفیٰ بر ذات شہادت کما قال اللہ تعالیٰ۔ وحملہا الانسان
 این نیز ذات شہادت کما قال اللہ تعالیٰ (ح۔ ج)

سیدنا ہمدی نے اس آیت میں امانت کو امر قتل اور حضرت صدیق ولایت کو اس کا حامل فرمایا۔ اللہ اللہ
 جس امانت کو انبیاء اٹھا سکے۔ اولیاء اٹھا سکے۔ علمائے اٹھا سکے اس کو نبی ہمدی کے صدقہ سے حضرت
 صدیق ولایت نے اٹھالیا۔ اس بشارت غلطی سے شہادت مخصوصہ کا بحیثیت بدلہ ذات ہمدی واضح طور سے
 اظہار ہو رہا ہے کہ یہی بڑی شان رکھتی ہے!

پہن شریف میں سیدنا ہمدی علیہ السلام کی نظر مبارک بندگی میاں پر پڑتے ہی آپ پر جو کیفیتیں وارد
 ہوئیں، اس کتاب کے ابتدائی اور اقی میں تفصیل سے قلمبند کی گئی ہیں۔ یہاں صرف اُس مضمون سے آئنا اعادہ
 کرنا کافی ہے کہ حضرت صدیق ولایت نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا

”بارخدا ایسا ایک سر تو کیا اگر سو سر بھی ہوں تو تیرے نام پر نیرے راستے میں تصدق کر ڈالوں“
 اس کے بعد بندہ کا سر قدرت الہی سے علمدہ ہو گیا اور بندہ نے عصر مغرب اور عشا کی نماز بغیر سر کے پڑھی۔ پھر قدرت
 الہی سے بندہ کا سر کندھوں پر آگیا۔ اُس وقت ارشاد خداوندی ہوا کہ

”لے سید خود میرا سر برتن تو امانت داشتہ ایم۔ ہر گاہ کہ طلب نامیم بدہید“
 یہ بشارت باری امانت اللہ تعالیٰ نے بندگی میاں کو اُن کے معاملہ میں، اور سیدنا ہمدی علیہ السلام نے اپنے
 رو پر وحالت بیداری میں شہادت مخصوصہ کے معنوں میں دی۔ جو آج تک آپ کے کندھوں پر رہی۔ پھر میدان جنگ
 سدراسن میں آپ کا سر اظہر قدرت الہی سے از خود علمدہ ہو گیا اور آپ اس باری امانت کی ادائیگی سے سبکدوش
 ہو گئے۔ ذلک هو الفوز العظیم۔

بنا۔ بندگی میاں سید خود میرا سر سیدنا ہمدی علیہ السلام کے بدلہ ذات ہونے کی نسبت صاحب خاتم سلیمان نے لکھا
 چلیں، اور صاحب اخبار الامارات نے میں تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بندگی حضرت ہمدی علیہ السلام سے
 اُن کے کمالی استیاق شہادت کے جواب میں فرمایا

”لے سید محمد در ازل ما مقرر است کہ بر خاتم الانبیاء و بر خاتم الاولیاء بیچ کس قادر نہاشد، و مشیر
 کار نکند۔ پس چونکہ ترا خاتم ولایت محمدی کردہ ایم؛ لہذا بدلہ تو سید خود میرا سر دانیم“

بنابر اس حضرت میرا علیہ السلام بندگی میں سید خود، میرا مذموم بندہ

”ہیں کارزار ایشیا شدنی است“

صاحب تذکرۃ الصالحین باب اول میں تحریر فرماتے ہیں کہ

”در علم قدیم ثابت است کہ بر خاتم نبی و خاتم ولی بیخ کس قادر نشود بندہ اگر گشت ہذا

سید خود میرا بدلہ تو کردہ ایم کہ قتلوا و قتلوا با او خواہ شدت

صاحب معارج الاولایت لکھتے ہیں۔

”شما ہذا من ہستید“

تقلبات بندگی میں سید عالمؐ میں لکھا ہے

”شما ہذا بندہ ہستید“

۳۰۔ اسی سلسلہ بشارات میں بندگی میں سے مخاطب ہو کر آپ نے بد لکی ستان اور اس کی عظمت و عزت

کی نسبت فرمایا

”بھائی سید خود میرے کہ دشمن جامہ بند شہماست او دشمن ذات ماست“ (اخبار بٹ) ۳۱

پھر فرماتے ہیں۔

”ہر کہ انکار جامہ بند شہما کند او منکر ذات بندہ است؛ و ہر کہ دشمن شہماست او دشمن ماست؛

۳۲۔ و ہر کہ دشمن ماست او دشمن رسول خداست؛ ہر کہ دشمن رسول خداست او دشمن حق تعالیٰ است“

(انتخاب ربلا)

دفعہ اقل رکن سیوم باب پنجم میں یہ بشارت اس طرح مرقوم ہے۔

”برادر سید خود میرا و شما یک وجود ہستیم۔ ہر کہ انکار جامہ بند شہما کند، او منکر ذات بندہ است؛

۳۳۔ و ہر کہ منکر ذات بندہ است، او منکر ذات رسول خداست؛ و ہر کہ منکر ذات رسول خداست

او منکر خداست“ تعوذ باللہ منھا۔

اس بشارت میں سیدنا ہمدی علیہ السلام نے بحیثیت بدلہ ذات اور بنظر فنا و یکتالیٰ اہمیت کی انتہا

کر دی۔ یعنی جو شخص تمہاری ذات کا دشمن ہے وہ تو میرا دشمن ہے ہی (ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۵۳) لیکن تمہارے

جامہ بندہ کا دشمن بھی بندہ کی ذات کا دشمن ہے۔ اور دفعہ میں تو بندگی میں ان کے جامہ بند کے منکر کو سیدنا ہمدی نے

اپنی ذات کا منکر فرمایا۔

یہ بات اللہ تعالیٰ نے بہ شخص کی فطرت میں پیدا کر رکھی ہے کہ ظاہری تعلقات کے ساتھ اُس میں باطنی رشتہ بھی ہو کر رہتا ہے اور وہ رشتہ ظاہری رشتہ سے قوی تر ہوتا ہے۔ مثلاً باپ کا اکلوتا بیٹا بیمار ہوا۔ باپ بالکل تندرست اور جوانا ہے، لیکن باطنی رشتہ جو دائرہ کنکریٹ کی طرح نہایت نامعلوم طور پر کام کرتا ہے، اُس کے دل میں وہ غم پیدا کر دیتا ہے کہ گویا خود ہی بیماری کی تکلیف میں مبتلا ہے؛ بلکہ جو تکلیف بیٹے کو ہے اس سے بھی زیادہ تکلیف باپ محسوس کرتا ہے، یہاں تک کہ بیٹے کی کمالِ محبت میں زرد نشانی کے علاوہ جان نثاری سے بھی دریغ نہیں کرتا۔

تاریخی صفحات بہرہی طور پر بتلا رہے ہیں کہ جب شہزادہ ہمایون بیمار ہوا تو باہر بادشاہ اپنے فرزند کی کمالِ محبت میں ہمایون کے پلنگ کے اطراف تین دقت پھرا اور ہر گشت میں اُس کی زبان سے صدق دلی اور جذبہٴ فدائیت کے ساتھ یہ الفاظ نکلے کہ

”وہ بارِ الہا! بارش بر خود گر فتم گر فتم گر فتم“

یہ کہہ کر بیٹھ گیا، اور حضورِ الہی میں دعا کی۔ شانِ الہی دیکھے کہ باہر کو اسی دقت بخارا گیا اور اپنے عزیز شہزادہ پر جانِ تصدق کر دی۔ اُدھر ہمایون نے صحتِ کلی پائی اور باپ کا جانشین ہو گیا۔ زمانہٴ بلیک میں کئی وقت ایسے بھی واقعات دیکھے گئے ہیں کہ ماں نے جو شِ محبت میں اپنے بیٹے کے مُنہ میں زبان ڈالی اور کہا۔ ”بیٹا تیرا طاعون مجھے آجائے۔ تو اچھا ہو جائے اور میں تیرے عوض مر جاؤں“ باپ دوست و احباب کی مجلس میں بیٹھا ہوا ایک دوسرے کے ساتھ خوش مذاق کرتے ہوئے ٹھٹھائی کھا رہا ہے کسی نے کہا۔ ”تمہارا بیٹا جھاڑ پر سے گرا اور سر میں سخت چوٹ لگنے سے بیہوش پڑا ہوا ہے۔ باپ کو جو ایک منٹ پہلے بڑے ذوقِ شوق اور خوش طبعی سے ٹھٹھائی کھا رہا تھا بیٹے کی یہ خبر سننے ہی ٹھٹھائی کھڑی کر دی اور کڑوی زہر ہو گئی۔“

یہ مستحکم اثرات اسی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں کہ اگرچہ کہ دیکھنے کو دو جسم ہیں لیکن باطنی رشتہ ایسا زبردست ہوتا ہے کہ بیٹے کو بیماری کی وجہ سے یا قید ہو جانے کے باعث یا کوئی ناگہانی مصیبت پڑنے سے جو درد و غم پیدا ہوتا ہے اُس سے دس گنا رنج و الم باپ کو ہوتا ہے۔ کیونکہ باپ اصل ہے اور بیٹا اُس کا نچوڑ یعنی فرع ہے۔ اسی وجہ سے باپ اپنے بیٹے کے ناخن کی تکلیف بھی گوارا نہیں کر سکتا

حضرت امام علیہ السلام نے بندگی میاں سیدخوند میر کو فرزندِ حقیقی فرمایا (بشارت نمبر ۳۱)۔ اپنا تائم مقام فرمایا (بے)۔ ماوشما یک ذات دیک و جو دستیم فرمایا (بے)۔ شہادتِ خصوصہ کے لئے اپنا بدلہ فرمایا (بے) اور یہ بھی فرمایا کہ

”حجتہ ہمدی بر ختم گرد (بے) پس جسم و جان میں ایسی یکتائی، اور بدلہ ذاتِ ہمدی ہونے کی وجہ سے بندگی میاں کے بند جامہ کی دشمنی کو، یا اس کے انکار کو، خاص اپنی ذات کے ساتھ منسوب کر کے فرمایا
 ”و ہر کہ دشمن جامہ بند شماس، یا ہر کہ منکر جامہ بند شماس او دشمن ذاتِ این بندہ یا
 منکر ذاتِ بندہ است“

جب کہ سیدنا ہمدی علیہ السلام نے بندگی میاں کا جامہ بند جس کو بندگی میاں کی ذات کے ساتھ محض عارضی نسبت ہے، ایسا اہتم بالشان بتایا، تو اس سے یہ مطلب ظاہر ہے کہ بندگی میاں کے ساتھ دشمنی کا شائبہ یا بندگی میاں کے فرمان، یا بندگی میاں کے فعل، یا بندگی میاں کی علوشان سے انکار کرنا ہی تصدیقِ جہنی اور ایمانِ حقیقی کا استیصال کر ڈالنے کے لئے کافی ہے۔ اور جب تصدیق ہی نہ رہی تو عیدِ اظہر من الشمس سے **بے**۔ ایک روز ثنائی امیر بندگی میاں سیدخوند میر نے معاملہ میں دیکھا کہ حضرت میراں علیہ السلام کا دھال ہو گیا ہے، اور بعض صحابہ آپ سے مخالفت کر رہے ہیں، اور اپنی مخالفت پر اڑے ہوئے ہیں۔ یہ معاملہ آپ نے حضورِ ہمدی علیہ السلام میں عرض کیا۔ فرمایا

”چنانچہ دیدہ ایدہ پچناں است۔ وقتے باشد کہ با شما مخالفت و بے دینی نسبت خواہند کرد **بے**
 [دہر شما بے دینی ثابت کنند] شماستقیم باشید۔ حق طرف شما خواہد بود۔ ایشان رجوع
 خواہند کرد و افسوس خواہند خورد“ (الانصاف **بے**)

”انچہ دیدید تحقیق است، پس از بندہ پچناں خواہند شد، و بر شما بے دینی نسبت خواہند کرد،
 شمار حق مستقیم باشید“ [و درگزرن کنید کہ حق جانب شماست۔ انتخاب **بے**]
بے۔ بندگی میاں نے عرض کیا۔

”میراں جی۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہر کہ نزد شما صحیح است، او نزد ما صحیح است؛ و ہر کہ دشمن شما
 باشد، آں کس دشمن ماست (۵۴)“

پھر اُن کے لئے کیا حکم ہے؟

انتخاب الموالیٰ باب یا ز دہم میں لکھا ہے کہ

”بھائی سید خوند میرزہ ہرگز نزدیک شما صحیح است، اور نزدیک ما صحیح است؛ و ہرگز نزدیک شما مزاحم است، اور نزدیک ہندہ، و محمد رسول اللہ، و خدا تعالیٰ مردود است“

آپ نے فرمایا

”اگر سے تحقیق، حق بظرف شما باشد، و ایساں طالبان حق اند، و منظور و مبشر مہدی مستعد ہے۔
آخر الامر بظرف شما رجوع و انفسوس خواہند کرد“

پس حسب بشارت حضرت ہمدی علیہ السلام بندگی میاں کی شہادت کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا

”میاں سید خوند میرزے جو کچھ کیا حق تھا“

اور حضرت ثانی امیر بندگی میاں سید خوند میرزے کے خلیفہ خاص بندگی ملک الہداد کے سامنے اس کا اعتراف بھی کیا جب کہ صحابہ کا خلاف اور رجوع، حسب بشارت حضرت ہمدی علیہ السلام ہوا ہے۔ تو اس امر کو محض مشیت الہی پر محمول کرنا چاہئے۔ صحابہ کے اس خلاف میں بہت بڑی حکمت یہ پائی جاتی ہے۔ کہ اگر ایسے ایسے جلیل القدر صحابہ شریک جنگ ہوتے تو بدلہ ذات ہمدی کا تشخص و تعیین مشتبه ہو جاتا۔

ثانی امیر بندگی میاں سید خوند میرزے صحابہ کے اس اختلاف کو سنی بر مصالحت الہی سمجھ کر اپنے تابعین سے بتا کر فرمایا کہ

”و در فضل ہما جران ہمدی علیہ السلام سے چشم زخم کنر ایمان او از صلیب رود چونکہ دھکاء عام ہما جران بجز دونخ نیست (ماشیہ)

”میرا کوئی تعلق کسی بھی صحابی کی نسبت براہلہانہ کہے، ورنہ ایمان سے نکل جائے گا۔“
صحابہ میرے بھائی ہیں، اگر وہ نوح نوح کر میری پوٹیاں بھی استخوان سے الگ کر ڈالیں تو بھی مجھے گوارا ہے؛ لیکن اگر تمہاری زبان اُن کی خفگی کا باعث ہو گئی، تو پھر تمہارا کہیں ٹھکانا نہیں (خلاصہ حصہ دوم)

۱۰۔ غاتم گز جہا۔ ن۔ ع۔ شواہد جہا۔ اخبار رسالت [انتخاب الموالیٰ میں بظرف ”حق“ لکھا ہے اور غاتم سلمانی میں بظرف ”موشا“ لکھا ہے چونکہ بندگی میاں برحق تھے اس لئے حق اور شما دونوں کا مطلب ایک ہی ہے] ۱۲۲

حضرت سید فضل اللہ نے انتخاب المواید کے کیا رہویں باب میں کلام بندگی بیان اس طرح قلبینا کیا ہے۔
 ”نباید کہ کسی درحق ایشان ظن یا کند، نہ ایشان بر میان ما پنہاں و پنہاں نوشتند و نکم
 کردند۔ ایشان ہمہ برادران بندہ انداگر بندہ رازیر و زبر کنند و حتی بوئی را می بینی کریں
 تا ایشان رازیاں نہ رسد۔ و ہر کہ ازین جلد (فقہ ان بندگی میاں)، برایشان چشم نہ کند بلکہ
 او بجز دوزخ نباشد“

پھر فرماتے ہیں۔

”وہلکۃ مخلصا ہماجر [عام ہماجر] ہمئی بجز او نہ جانیست“
 ثانی امیر بندگی میاں سید خود میر شہ صاحبہ ہمدی علیہ السلام کا وہ اتہ ام کرنے آئے کہ آیا بقد آب کے
 بعض فقیروں نے صاحبہ ہمدی علیہ السلام کے ساتھ تہی ہوئی آواز میں گفتگو کی۔ آپ نے ان فقیروں کو جن میں بعض
 صحابہ ہمدی بھی تھے، فوراً صحابہ کی خدمت میں معافی کے لئے بھیجا، اور بیس فقیران کا جدید علاج کر دیا
 بندگی میراں سید عبدالحی المبتشر بہ ”روشن منور“ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ
 ”درگر وہ حضرت ہمدی علیہ السلام فرقتاں دیگر می شوند، لیکن دو فرقہ کہ واقف و خارجی
 باشد، نخواہد شد۔ آری۔ جگہ نہ خواہد شد کہ دیں جا بعد از انتہا ہماجران امام آخر الزماں
 کہ حاملان ولایت، و قاطبان بار خرا بیت اند، رجوع و انسوس ظاہر شدہ است۔ و اگر
 در وقت اختلاف، قبل الرجوع بندگی میاں تابعان خود را در ہب رعایت اصحاب ہمدی
 رضیوا اللہ ابدی، و محافظت ادب شاں، تاکید بلیغ نمی فرمودت، استغفر اللہ العظیم،
 فرقہ بے ادبی صادر می شد سے۔ و اگر ہماجران علیہم الرضوا آخر الامم بجانب بندگی میاں
 از مخالفت خود رجوع و انسوس نہ کر دے، از تابعان ہماجران بعضے کساں خوارج صفقان
 می گشتے۔ فاما چون تاکید و رجوع از ہر دو جانب مذکور صدور یافتہ۔ فلہذا ہر دو فرقہ ہا کہ
 در میان تابعان امام ہدی نشد۔ ہال مانا و آگاہ باشند کہ لاشک بر گروہ ناجیہ آن فضل

۱۵۔ مخلصا بمعنی ادنی (اور مخلصا بمعنی اوسط۔ جیسے منجھولے میں پکاؤ یعنی درمیانی دیکھیں)

۱۶۔ بندگی میاں کے اس عمل سے معلوم ہوا کہ کسی بھی صحابی کے ساتھ خلافت ادب بات کرنے اور اس کے دل میں نرمی نہ آجانے

سے ایمان سلب ہو جاتا ہے۔ اس لئے تابع ہونے کے بعد تجدید علاج کی ضرورت ہوئی۔ ۱۲۔

نداشد، الحمد لله على ذلك حمد أكثر كثيراً - ذلك الفضل من الله فضلاً

کبیراً کبراً۔ (دفتر دوم کٹ بک)۔ ۱۲

۱۰۶۔ اوپر ہی ذکر آگیا ہے کہ شیئت الہی الیسی ہی واقع ہوئی تھی، کہ صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت صدیق ولایت سے خلاف کریں گے، اس لئے علیؑ کی ضروری تھی۔ بناؤ علیہ حضرت امام علیہ السلام نے پہلے ہی سے فرمایا کہ

”لے میاں سیدہ خوند میہ شہائے فکر نباشید [وسیل بھیل] نمازند۔ اخبار **۱۰۶**

بٹ [برشما کا اعظم پس ماست، استوار باشید، واستقامت بگیرید] (شواہد بٹ)۔

۱۰۷۔ استواری اور استقامت میں امام الانام سیدنا ہمدی علیہ السلام نے اپنی ذات کی مثال دے کر ثانی امیر حضرت صدیق ولایت سے فرمایا

”چنانچہ بندہ را حکم خدا شد کہ لے سید محمد ترا ہمدی موعود کریم دعویٰ کن و از خلق میرس **۱۰۷**

الان القضاء قد مضی، فان صبرت، فانت ماجوس؛ وان جزعت

فانک تھجوس۔ چمنال برشما خواہد شد“ ترجمہ۔ منجوسی۔ قضاے الہی سے حکم جاری

ہو گیا ہے، وہ تو ہو کر رہے گا۔ اگر تم صبر کرو گے تو اجر پاؤ گے اور اگر جزع و فزع کرو گے تو

(ہماری نظروں سے) دور ہو جاؤ گے“ (اخبار بٹ)

مطلب یہ ہے کہ جس طرح سیدنا ہمدی علیہ السلام پر دعویٰ ہدیت کے بعد ہجرت، اخراج، ایذا، وغیرہ صدمہ

مصیبتوں کے پہاڑ اٹھ پڑے، جن کی کیفیت سننے اور پڑھنے سے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، لیکن آپ

ہمیشہ اپنے فرض کی ادائیگی میں ثابت قدم رہے۔ اسی طرح حضرت صدیق ولایت پر بھی کینیت سماج تمام،

”تایم مقام“ اور ”ذات ہمدی“ آئے دن مصیبتوں کے سیاہ ابراہن ڈامنڈ کرائینگے اور ہمیشہ مخالفین کے ظلم و

شداید کے تحمل کریں گے چنانچہ سیدنا ہمدی نے پہلے ہی فرمایا تھا کہ۔

”بھائی سید تو تم میرے ہر کر خدا سے تعالیٰ محبوب خویش کن، تمام خلق دشمن (اشو و کا ماشیہ) **م**

بشارت نمبر ۱۱ میں اس کا مختصر ذکر ناظرین کی نظروں سے گذرے گا۔ لیکن آپ نے انہما سے ظلم و ستم پر

بھی کبھی غور نہ کھائی، اور ہمیشہ سیدنا ہمدی علیہ السلام کے نقش قدم پر چلے؛ اور بالکل اس بشارت کے مصداق

بنے رہے۔

ب۔ عالم اولین و آخرین حضرت ہمدی علیہ السلام نے ہندگی میاں کے ساتھ شہداء اور غازیوں کو واقف سے شہادت سے پہلے ہی پہیلی میں رائی کے دانہ کی طرح کما حقہ دیکھ لیا تھا، اسلئے مجمع صحابہ میں فرمایا

” بارہ قتل و قتلوا اٹھانے والے وہ جان نثار ہیں جن کی صورتیں جی نئی ہیں وہ اس **ب** وقت تم میں موجود نہیں ہیں“ (خلاصۃ التواریخ جلد دوم)

جو بشارت سیدنا ہمدی نے ام المومنین بی بی بلکانہؓ (۹۹) اور ام المومنین بی بی بھکیا کو (۹۹) ان کے استفسار کرنے پر غلطی میں فرمائی تھی وہی بشارت آپ نے مجمع صحابہ میں بیان فرمائی۔

۱۰۹۔ شہادت حضرت صدیق ولایت کے وقوع سے میں سال پہلے ہی امام الانام سیدنا ہمدی علیہ السلام معاشہ فرما چکے تھے جس کی نسبت ہندگی میاں سید بران الدین دفتر اعلیٰ رکن ششم، باب سوم میں تحریر فرماتے ہیں کہ

” ایک روز حضرت امام علیہ السلام اپنے چھوہ مبارک میں تجلیات خاص کا نور دینے ہوئے تشریف فرماتے کہ ہندگی میرا سید محمود (دروازہ پر) حاضر ہوئے۔ ارشاد خداوندی ہوا کہ

”لے سید محمد ہمارا بندہ آ رہا ہے، جاؤ، استقبال کرو، اور لے آؤ“ حضرت امام علیہ السلام حکم **پ** خدا بجا روئے اور ہندگی میرا سید محمود کو دلا کر، اپنے پاس بٹھایا۔ اسے میں ثانی امیر ہندگی میاں سید خوند میر سید الشہداء ایک جماعت کے ساتھ اس حالت سے حاضر ہوئے کہ ہر جان نثار اپنا اپنا سہرا تھم میں لوٹے کی طرح پکڑے ہوئے ہے، اور ان کے سردوں سے خون پٹک رہا ہے اس وقت سیدنا ہمدی کو بارگاہ خداوندی سے ارشاد ہوا کہ

” لے سید محمد، جمعی والی کہ ایشا کیستند؟“

پ عرض کی: ”بار خدا یا امیں آں گروہ است کہ برآے محبت تو، و در عشق تو، جان خود را، و تن خود را، و مال خود را، و اہل و عیال خود را، بزمانم تو فدا کردند؟“

فرمان در سید کہ

۱۰۹ ”لے سید محمد، دانا و آگاہ باش کہ در حضرت ما برابر ایشاں ہیج کس نیست یا

صاحب انتخاب العواید باب ہفتم و یا زدم میں لکھتے ہیں کہ

”چوں ہندگی میاں را با جملہ شہیدان کہ ہمراہ ہندگی میاں شہید شدند، خدا سے تعالیٰ بنظر میراں

علیہ السلام آورد، و تصحیح کرد، آل زمان فرمودند کہ

”فرمان حق تعالیٰ می شود کہ اے سید محمد بدای، و آگاہ باش کہ، در حضرت ما، برابر این جماعت
 هیچ کسما نیستند؛“

۱۰۹ - واقعہ شہادت خصوصہ، جو حضرت امام علیہ السلام نے بیس برس پہلے ہی ملاحظہ فرمایا تھا، اس
 کا وقوع ثانی امیر حضرت صدیق ولایتؑ کی ذات سے ہونے کی نسبت فرماتے ہیں کہ
 ”شادی و خوشی کنید کہ این بار ولایت را تمام انبیا و اولیا آرزو کرزند؛ لیکن خداے
 تعالیٰ بشما عطا کرد؛“

یہ فرما کر حضرت خلیفۃ اللہ مکان میں تشریف لے گئے اور حضرت صدیق ولایتؑ کے ساتھ راجے سونگ اور راجے
 مرادجی سلطان محمود بیگ راہ کی بہنوں کی رشتہ بھیجی ہوئیں دو تلواریں گھر سے لائے اور اپنے دست
 مبارک سے بندگی میاں رضی کی کمر پر باندھیں۔

۱۱۰ - تذکرۃ الصالحین باب اول میں لکھا ہے کہ سیدنا ہمدی علیہ السلام نے فرمایا
 ”میاں سیدنوخو ند میرا میں ہر دو شمشیر بگیہیدے“

خ

ایشان عرض کر دند، کہ یک شمشیر بس است؛“
 حضرت میرا علیہ السلام فرمودند کہ

۱۱۱ - ”بندہ بفرمان خداے تعالیٰ در خاطر رفت و بفرمان خداے تعالیٰ دو شمشیر آورد۔ و حالاً فرمان
 خداے تعالیٰ می شود کہ اے سید محمد ہر دو شمشیر بکر سیدنوخو ند میرا دست خود بندے“

پھر آپ نے اپنے دست مبارک سے بندگی میاں رضی کی کمر پر دو تلواریں دونوں طرف باندھیں اور
 ۱۱۲ - تفویض باریا امانت کرتے وقت فرمایا

۱۱۳ - ”بھائی سیدنوخو ند میرا بزرگ بار ولایت است، مردو باشید، اگر سارکیاں پھسلیاں ہووین تو
 بھاگیں، اور ہاتھی کے پاؤہو دیں تو گھسا جاوین“ (یعنی اگر فولاد کی پھسلیاں ہوں تو ٹوٹ
 جائیں اور اگر ہاتھی کے ہڈے ہوں تو گھس جائیں) ہوشیار شویدے

۱۱۴ - نقلیات بندگی میاں سید عالمؑ میں لکھا ہے۔

۱۱۵ - خواہد ہے۔ انتخاب ب۔ ۱۱۶ - خواہد ہے۔ انتخاب ب۔ اخبار ب۔

”ہشیار باشیہ۔ بار ولایت مصطفیٰ برگردن شما آمدہ است“ دست باریک گران پر کہ نہ فرمایا۔ بہا
 دین جدا، و پست جدا خواہ شدہ

خاتم سلیمانی نگاشتن ششمین اول میں لکھا ہے کہ حضرت یہاں علیہ السلام نے بندگی ایمان کے یہ پربار ولایت رکھتے
 وقت فرمایا

”ہوشیار باشید این بار ولایت است؛ سر جدا شود، و پست بکنند، و اگر استخوان فیل و
 پہلو سے قولا رہا شد، تا ازین بار بوسیدہ، و سودہ، و سر بگرزد“
 صاحب مطلع الولایت کہتے ہیں

”ایں بار ولایت محمدی است؛ سر برو، و کاپشکنند، و پست بکنند، و آں وقت یاری و بددکاری
 از خدا سے خود بخواہید“

صاحب شواہد الولایت باب بیست و ہفتم میں رقم طراز ہیں کہ
 ”بھائی سید خود میر خدا سے تعالیٰ بارِ عظیم دادہ است۔ چہ جا کہ ایں بار ولایت مصطفیٰ آمدہ است
 سر جدا، دین جدا، و پست جدا شدہ است“ [وہ کہ کس دشمن شونہ، یہ تذکرہ ہے]

آئندہ صفحات میں شہادت مخصوصہ کے متعلق وہ بشارتیں درج کی جائیں گی۔ جن کو سیدنا مہدی علیہ
 السلام نے حجۃ مہمدیت پر محمول فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت خیر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

”فرمان حق تعالیٰ می شود کہ صفت چارمی، کہ قتلوا و قتلوا است، بواسطہ او، و وجود آید
 و از وقایع شود؛ و قوہ گیرد؛ و خاصہ او باشد و برا و حجۃ مہمدی ختم گردد“ [صفت چہارم
 قتلوا و قتلوا بشما شود۔ ن۔ ع] ترجمہ ارشاد خداوندی ہو رہا ہے کہ
 ۱۔ چوتھی صفت جو کہ قتلوا و قتلوا ہے اس کے واسطے سے ظہور میں آئے گی۔

۲۔ اور اس سے قائم ہوگی۔

۳۔ اور اس سے قوہ پکڑے گی۔

۴۔ اور اس کی ذات سے مخصوص ہوگی۔

۵۔ اور اس پر مہدی کی حجۃ ختم ہوگی۔

۱۔ انتہاب بی۔ اخبارت ب۔ ۲۔ شواہد ب۔ ۳۔ تذکرہ ب۔ مطلع۔ اخبارت ب۔ ۱۰۔

۱۱۵۔ پھر فرمایا

”تا آنکہ تمہیں صفتِ ذاتِ بندہ، کہ قتلُوا و قتلُوا است، و جملہ خصائص و سے، بریں سید **۱۱۵**
 شو نزدیک واقع نشود۔ و ظہورِ ولایتِ محمدی، کہ بر ذاتِ ہمدی بود، و البقیۃ حسناتِ آلِ برآں
 سیدِ شایستہ تمام نیا بد حجۃ ہمدی تمام نگر دو ترجمہ۔
 ۱۔ جب تک کہ بندہ کی ذات کی صفت جو کہ قتلُوا و قتلُوا ہے وہ۔
 ۲۔ اور اُس کی تمام خصوصیتیں میاں سیدِ خود میر پر واقع نہوں۔
 ۳۔ اور ولایتِ محمدی کا ظہور جو کہ ذاتِ ہمدی پر تھا۔
 ۴۔ اور اُس کے بقیہ حسنات اُس سیدِ شایستہ پر تمام نہ ہوں وہاں تک حجۃ ہمدی ختم
 نہ ہوگی۔

۱۱۶۔ ان ہی بشارتوں سے سیدنا ہمدی علیہ السلام نے نہایت صاف اور صریح الفاظ میں اپنی ہمدیت کی حجۃ
 اس طرح بیان فرمائی کہ

”بھائی سیدِ خود میر اگر بندہ ہمدی موعود است، این صفت بشما خواہ شد۔ و روز اول اگر **۱۱۶**
 بر سر شما شکر تمام عالمیاں بیاید، و تنہا ذاتِ شما باشد، فتح بشما خواہ شد۔ و روز دوم (یعنی
 بروز جنگ دوم) شہادتِ شما خواہ شد۔ اگر چہ نماں شود، تا تحقیق بدانید کہ بندہ ہمدی موعود
 است و آنچه گفته است بفرمانِ حق تعالیٰ حکم کرده است۔ و اگر چنین نشود بدانید کہ بندہ محمدی
 موعود نیست۔ ہر گز گفتم برگفتہ نفس خود گفتم“

حضرت امام علیہ السلام کی اس ایک بشارت میں پانچ مستقل بشارتیں پائی جاتی ہیں۔۔

۱۔ وقوعِ صفتِ ہمدی ذاتِ بندگی میاں سے۔

۲۔ بشارتِ فتحِ عظیم۔

۳۔ بشارتِ شہادتِ مخصوصہ۔

۴۔ وقوعِ شہادت سے ثبوتِ ہمدیت۔

۵۔ (بجو اہلِ مطہ الولایت) جنگِ بدر نبوت سے مشابہت۔

بنگلی میرال سید یوسف مطلع الولاہیت میں تحریر فرماتے ہیں اور تذکرہ السالمین باب اول میں بھی لکھا ہے کہ
 "یا زفر موند کہ اگر اس ذات شہادتہا ایک طرف ہو وہ جہ عالم یک طرف۔ الف۔ اللہ ازینب
 ذات شہا اس ہمتہم شونہ۔ این آیت ہدایت من است اچنانچہ جنگ بدر موت پیغمبر
 علیہ السلام را بودہ۔"

حضرت نبی کریمؐ ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تو تشریف لائے تو بھی آپ کو انشا ربین سے بیٹھنے نہ دیا۔ خاص شہر
 مدینہ میں عبداللہ بن ابی نوحی نامی ایک بڑے امیر کو قریش کے نے خط لکھا کہ اے خدا والا! ہمہرت کو شہید کر ڈالو۔ لیکن
 مسلمانوں کا زور دیکھ کر دل ارمان دل ہی میں رہ گئے۔ پھر قریش مکہ نے مدینہ کے حدود میں آ کر غارت گری شروع
 کر دی۔ آنحضرتؐ نے حفاظت قدم کی بنا پر یسیرین پھینکے ہیں آپ کو لکھا ہے کہ نبیؐ نے مدینہ کے اطراف و جوانب
 بھیجا کہ وہ دشمنوں کے حرکات و سکنات سے واقف ہو کر اطلاع دیں۔ آپ کو اطلاع ملنے پر کہ ابو جہل کہ سے نوسو چاس
 (۹۵۰) آدمیوں کی مسلح فوج کے ساتھ ہوا کے گولے کی طرح کمال سرعت اور غیض و غضب میں نکلے اور آ رہا ہے۔ آنحضرتؐ
 بھی مدینہ سے روانہ ہوئے اور موضع بدر پر اقامت فرمائی۔ لشکر اسلام میں صرف ۳۱۳ مجاہد تھے جن میں گنتی کے
 غازیوں کے ہاتھ میں تلوار اور تیر و کمان تھے باقی سب مجاہدین کے پاس لاٹھیاں تھیں اور گھوڑے دو ہی تھے اسلام
 میں یہ پہلی ہی جنگ تھی اور وہ بھی ایسی بے سرو سامانی کے ساتھ۔ باوجود اس کے ابوبہل بن عقبہ - ولید بن مغیرہ -
 شیبہ وغیرہ بڑے بڑے خدا کے دشمن جنہوں نے اللہ والوں کو ایذا میں پہنچانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا قتل کئے
 گئے۔ بہت سے کفار مارے گئے۔ اور حسب بشارت حضرت خدا سے مزہ جل مسلمانوں کی فتح ہوئی۔ تاریخ ۱۲ رمضان
 روز جمعہ (ماخذ از سیرۃ خیر البشر و انگریزی از مولانا محمد علی - ایم اے۔ ایل۔ ایل بی ترجمہ و تفسیر قرآن در انگریزی)
 حضرت یہ فضل اللہ نے انتخاب الموالیہ باب ہفتم میں مندرجہ بالا بشارتوں کو اس طرح ظہن کیا ہے۔۔

"اے بار ولایت از حق تعالیٰ بر شما عطا شدہ، و ایں صفت خاص ذات بندہ از شما خواہد شد۔ اگر
 ایں کارزار از شما نشود، تا تحقیق بدانید کہ ذات بندہ ہمدی موعود نبود۔"

باز فرمودند کہ

"اگر ذات بندہ ہمدی موعود است اما اگر تنہا ذات شما یک طرف خواہد شد، از پیش شما بروز
 اول خواہد گویخت۔ و اگر نگریند تا بندہ ہمدی موعود نہما شد، و بروز دوم (یعنی بروز جنگ دوم)
 شما شہید خواہد شد۔ بایکہ کتابت قدم ماندہ، سر خود را در راہ خدا سے تعالیٰ بدہیدیدہ (انتخاب یک)

بندگی میاں شرفین کر دندک

”انشاء اللہ از صد توہ خونگاریک سرچہ باشند اگر صد سر باشند در راہ خدا سے تعالیٰ بر نام ہمدی
قربان کنیم“

کال۔ سیدنا حضرت ہمدی علیہ السلام نے حضرت صدیق ولایت کی حدیث کی صداقت۔ فدائیت اور استقامت
دیکھ کر فرمایا

”حمت خدا باد، مردانگی کنید؛ و کمر بندی نمائید؛ دستوار شوید؛ خدا سے تعالیٰ یاری و مدد گامی **کال**
خواہد کرد؛ و از شما وین خود را نصرت خواہد نمود؛ (انتخاب بک)

نصرت دین کی توفیق کے لئے ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۲۶-۲۷-۲۸

دفتر اول رکن معتم باب چہارم میں لکھا ہے کہ حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا

”چوں وقت قتال بفرمان لایزال ملک السعالم بیاید، سلاح یہ بندید، و بر اسپ سوار شوید، و با **کال**
دشمنان دین کار زار کنید“

کال۔ اوپر جو مذکور ہوا کہ ”خدا سے تعالیٰ یاری و مدد خواہد کرد و از شما وین خود را نصرت خواہد نمود“ اس نصرت
کی توجیہ ذیل کی بشارت سے از خود ہو جاتی ہے۔ چنانچہ جنگ بدر ولایت کے پہلے بندگی میاں کی آنکھ میں شدت کا درد
اٹھا اس وقت بارگاہ خداوندی سے یہ ارشاد ہوا کہ

”اے سید خوندیر کار تو تمام شد۔ لیکن چیزے مقصود است از زندہ داشتن ترا؛ (الصفات **کال**)
بک انتخاب بک)

خداوند کریم کی اس بشارت سے معلوم ہو کہ انسانی امیر بندگی میاں سید خوندیر کی طبعی زندگی ختم ہو گئی۔ اس لئے اللہ
تعالیٰ نے آپ کو عارضی حیات بخشی۔ اس عطیہ حیات مستعار میں مقصود خدا ہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
۹۰۳ء میں بمقام پٹن شریفین جو فرمایا تھا کہ

”اے سید خوندیر۔ اس سر برتن تو امانت داشتہ ایم۔ ہر گاہ کہ طلب نمائیم بہرید“ (ملاحظہ ہو
بشارت نمبر ۲۹)۔

اس کا بھی شہادت الہی میں وقت باقی تھا اس لئے بندگی میاں کو بحیثیت بدلہ ذات ہمدی قتلوا و قتلوا

کی تعمیل و تکمیل کے لئے انتظار کرنا پڑا۔

جس روز بمقام کھان پھیل جنگ سے پہلے پہلے حضرت سعید بن جبیر کی آنکھ میں شدت کا درد اٹھا اسی روز سب کو بندگی میاں ولی یوسفؑ نے خواب میں دیکھا کہ آئۃ الیقینۃ اکتلمت کلمہ دیکھتے تھے۔ پٹی جابری سے بیدار ہوتے ہی آپ کے بدن میں مارے خوف کے لرزہ پیدا ہو گیا اور یقین منہ اب بنائی میاں ہم میں نہ رہیں گے۔ (الانصاف نامہ جلد)

از روئے شریعت دین کی ظاہری تکمیل حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ السلام سے ہو گئی۔ اور بظاہر احکام و احکامات دین کی باطنی تکمیل سیدنا ہمدی علیہ السلام سے ہو گئی۔ اب رہی سیدنا ہمدی علیہ السلام کی ذات کی ایک خصوصیت جو کہ قتلوا و قتلوا تمہی اور جس کی نسبت آپ نے فرمایا تھا کہ

”برو حجۃ ہمدی ختم گردو“

اسی کی تکمیل کی نسبت اللہ تعالیٰ کا یہ اشارہ ہے کہ

”چیز سے مقصود ماست از زندہ داشتن ترا“

اس کی بھی بندگی میاں کی شہادت مخصوصہ سے تکمیل ہو گئی اور بندگی میاں نے بندگی میاں ولی یوسفؑ کو ان کے خواب میں آئۃ الیقینۃ کلمہ دیکھنے کی نسبت فرمایا کہ ”آرے بچھاں شود“ [چنانچہ در زمانہ مصطفیٰؐ دین کامل شدہ بود] یہ بھی آپ کا بحیثیت بدلہ ذات ہمدی موعود قتلوا و قتلوا کی طرف اشارہ ہے جو ہو کر رہا۔

جب تک قتلوا و قتلوا واقع نہ ہوا تھا بعض مخالفین حضرت سید محمد ہمدی موعود کی تردید کرتے رہے اور یہ استدلال پیش کرتے کہ وہ ہمدی میں یہ صفت نہیں پائی جاتی۔ جب بندگی میاں اور آپ کے ہمراہیوں کی شہادت ہو گئی تو سب کے لئے یہ واقعہ مخصوصہ ثبوت ہمدی میں دلیل روشن ہو گیا اور ہمدی اور گروہ ہمدی کی کل علامتیں تحقق ہو گئیں۔

یوں تو ثبوت ہمدی میں بندگی میاں کے علما اور شاخ کے ساتھ کئی مباحثے ہوئے اور ہر بحث میں انہوں نے زک اٹھائی۔ لیکن ایک روز مجلس مباحثہ میں جب علما اور شاخ سے کچھ نہ بن آئی تو انہوں نے کہا کہ ”ہم نے سنا ہے کہ حضرت سید محمد نے اپنے ثبوت ہمدیت میں آئۃ خالدین ہاجر و اخر جوا من دیار ہمرو او ذوا فی سبیلی و قتلوا و قتلوا سے استدلال کیا ہے لیکن جو خاص علامت قتلوا و قتلوا کی ہے ان سے صادر نہ ہوئی اور یوں ہی فرس پر انتقال ہو گیا۔ پھر ہم انکو ہمدی موعود

موعود ہمدی سمجھیں؟

بندگی میاں نے فرمایا

”حضرت امام علیہ السلام نے اس آیت کے معنی اس طرح بیان فرمائے ہیں کہ ”خالدین
 ہاجر و اشد۔ و آخر جہنم دیاں لہم شد۔ و او ذوالفی حبیلی شد۔ و
 قتلوا و قتلوا کہ ماندہ است انشاء اللہ خواہ شد۔“ حضرت امام علیہ السلام نے صفت
 قتال بندہ کے حوالہ کی ہے، اس لئے یہ جو تھی صفت خاص بندہ کی ذات سے ظہور میں آئیگی۔“
 ”ملاؤں نے کہا ”اگر آپ سے اس صفت کا وقوع نہ ہوا تو جس طرح حضرت سید محمدؐ نے یہ بار قتال آپ
 کے حوالہ کیسا دیسے ہی آپ اپنے خلیفہ کے حوالہ کرینگے اور وہ خلیفہ اپنے خلیفہ کے.....“
 بندگی میاں نے فرمایا

”ذرا چند روز توقف کریں۔ یہ بار قتال جو حضرت ہمدی موعود علیہ السلام نے بندہ کے سر پر
 رکھا ہے اس کا وقوع ہو کر رہے گا۔ اگر بندہ کی شہادت بحیثیت بدلہ ذات ہمدی ہو گئی
 تو حضرت سید محمدؐ جو ان پوری بیسک ہمدی موعود ہیں اور اس کے بعد کوئی حجتہ باقی نہ ہے گی۔
 (الضاف بک۔ دفتر اول کے بک)

ابھی جو بندگی میاں رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ”ذرا چند روز توقف کریں یہ بار قتال جو حضرت ہمدی موعود
 علیہ السلام نے بندہ کے سر پر رکھا ہے، اس کا وقوع ہو کر رہے گا۔“
 بندگی میاں کے اس فرمان سے معلوم ہوا کہ شہادت مخصوصہ کا وقت قریب آگیا اور اس کے اسباب
 بھی جمع ہو گئے۔ ذیل میں سلسلہ اسباب بتایا جاتا ہے۔

فَوَيْلٌ لِلنَّاسِ مِنَ الرَّشْقِ الَّذِي كَانُوا يُرْسِقُونَ
 ہمدیوں سے علما اور مشائخ کی مخالفت کرتے ہیں
 کے اسباب اور بالآخر بندگی میاں رضی اللہ عنہما
 پر لشکر کشی

ماہرین فن تاج سے یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ جب کسی کا عظیم کا وقوع مستقبل میں بارگاہ خداوندی سے مقرر ہو چکا ہے، تو اُس کے اسباب آن واحد میں پیدا نہیں ہوتے، بلکہ فطرت الہی کے موافق مدت دراز درکار ہوتی ہے، تاکہ ابتدائی اسباب بتدریج بڑھتے بڑھتے اُس حد تک پہنچ جائیں، کہ واقعہ کا ہونا لازمی ہو جائے۔ شہادتِ مخصوصہ بحیثیتِ بدلتہ ذاتِ ہمدی امر عظیم الشان ہونے کی وجہ سے سیدنا ہمدی ہی کے زمانہ حیات میں اس کی ابتدا ہو گئی۔ علما اور مشائخ سے کئی مباحثے ہوئے۔ خدا کی راہ میں آپ نے بہت سی کلیفیں اٹھائیں۔ کئی جگہ سے اخراج ہوا۔ اور اتہامات کی تو انہما ہی نہ رہی۔

ہجرتِ اخراج ایذائیں وغیرہ شدائد کا سلسلہ ایک دو سال سے نہیں، بلکہ پچیس سال سے یکساں جاری تھا۔ دلاظہ ہو بندگی میاں کا خط ملا کبیر الدین کے نام، بلکہ سیدنا ہمدی علیہ السلام نے مکہ معظمہ سے تشریف لاکر سنہ ۱۱۰۰ میں مکہ گجرات میں قدم رکھا اُس وقت سے لگا کر بندگی میاں کی شہادت تک، مصائب کی گنتا گنتا آسمانِ حیات سے کبھی نہ تھی۔ ذیل میں وہی اسباب بتائے جاتے ہیں جو بتدریج بڑھتے بڑھتے بندگی میاں کی شہادت کا باعث ہوئے، اور اس شہادت پر اسباب کی ختمیت بھی ہو گئی، چنانچہ خود بندگی میاں فرماتے ہیں کہ

”بندہ کی شہادت کے بعد مجلسوں اور بازاروں اور گھر گھر اور محلے محلے میں ہمدی کا نام بے شک بجا رہا ہے گا“
 پہلا سبب۔ سلطان محمود دیگڑہ کی بیگمات، شہزادیاں، اور ہمیں، ایوان شاہی میں ہمدی ہو چکی تھیں۔ (الغاف نامہ باب)۔ بہت صحیح مقولہ ہے کہ النَّاسُ عَلَى دِينِ مَنْ لَوَّحُوا بِهٖ اَمَارَاتِہٖ وَجہ سے دیباہوں پر اُن کا مذہب اثر پڑتا تھا۔ جس امر کو مآخوب سمجھے ہوئے تھے۔

دوسرا سبب۔ بڑے بڑے امراء ائمہ میں اگر فقیروں کی صف کے پیچھے بیٹھے ہوئے، یا اتنی بھی جگہ نہ ملے پر کھڑے ہی کھڑے بیان قرآن سنا کرتے (الغاف باب) باوجود اسے کہ اُن کو تعلیم نہیں دی جاتی تھی تاہم وہ اس قدر معتقد اور

دلدادہ تھے کہ ایک عارف کامل کی زبان پاک سے کھڑے ہی کھڑے بیان سننے کو اپنی عین سعادت سمجھتے تھے۔ دوسرے پہلو پر علما اور مشائخ اس غرض سے امر کی بڑی تنظیم و توقیر کرتے تھے کہ کہیں خفا ہو کر داد و دہش متوف نہ کر دیں۔ تیسرا سبب۔ حضرت ہمدی علیہ السلام اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نماز جمعہ و عیدین کو جاتے وقت کسی امیر کے پیچھے رہ جانے کی باطل پروا نہ کرتے تھے۔ کیونکہ آپ فرماتے ہیں کہ

”نہ باکسے کارے۔ نہ بردوش بارے۔ نکس و دشماے“ (حاشیہ)

بامصاف اس کے وہ بھاگتے ہوئے حضرت سے مل جاتے (انصاف ب) علما اور مشائخ ہمدوی امیروں کی اس پروا نہ دار حالت سے بخوبی واقف تھے۔ دوسرے پہلو پر ان علما کو ہر امر میں امیروں کی رہایت کرنی پڑتی تھی۔ چوتھا سبب۔ بندگان میاں سید خوند میر، بندگان میاں شاہ نعمت، بندگان میاں شاہ نظام، بندگان میاں شاہ دلاؤ وغیرہ اصحاب ہمدی علیہ السلام عید کو جاتے وقت ملک راجا بن ملک پیرا بن ملک میٹھا جاگیر دار کھال بھیل دھنمبہ اور دو صداسپی (ونیز بندگان ملک سخن وغیرہ جبکہ یہ لوگ کاسب تھے۔ خاتم) ان کی سواری کے لئے اپنی گاڑیاں ان کے راستے میں ٹھیراتے۔ باوجود اس قدر حسن عقیدت کے آپ سوار ہونے سے پہلے بیے پروالی کے ساتھ اٹھار کرتے پھر بہت ہی منت و سماجت اور خدا واسطے پر خیال کر کے سوار ہوتے۔ (انصاف ب) علما اور مشائخ کا رنگ اس سے علاحدہ تھا جس کو وہ بخوبی محسوس کرتے اور دل میں اچھی طرح سمجھتے تھے کہ نقرے ہمدویہ خود اپنی قوم کے امرا سے بھی لاپرواہ رہتے ہیں۔ اور ہر امر میں ان کا قدم عزیمت پر ہی دیکھا جاتا ہے۔

پانچواں سبب۔ بندگان میاں سید خوند میر زمانہ قیام میں جمعہ اور عیدین کی نماز کے لئے تشریف لیجاتے وقت گرمیوں کے ایام میں آپ کے سر مبارک پر چادر کا سایہ کیا جاتا یا دھال کا یا بعض وقت امر اپنے چتر کا سایہ کرتے (دفتر اول۔ کٹ ب)۔ امر کی یہ عقیدہ مندانہ تنظیم علما اور مشائخ کے دلوں میں اس لئے کھنگنی تھی کہ ان کے ساتھ ایسا برتاؤ نہیں کیا جاتا تھا۔

چھٹا سبب۔ بندگان میاں سید خوند میر کو پٹن سے اخراج ہونے پر کھال بھیل تشریف لیجاتے وقت آپ گھوڑے پر سوار ہیں۔ نوسو فقیروں اور سیکڑوں کا سب ہمدویوں کے علاوہ بڑے بڑے امر، شل ملک، فخر الدین المناط بھٹو خاں، ملک حسین المناط بھٹو خاں، ملک لطیف المناط بھٹو خاں، ملک شرف الدین جاگیر دار سداسن وغیرہ آپ کے ہمراہ ہیں۔ ہر طبقہ کے لوگوں کا جرم غفیر آپ کے جلو میں چل رہا ہے۔ ایک امیر کے ہاتھ میں چتر ہے جو آپ کے سر مبارک پر سایہ کئے ہوئے ہے۔ (دفتر اول کٹ ب)

اس مجبوری شان نے بندگی میاں کے۔ اتنے نلاص اور عقیدہ مندی کی مکمل تصویر ملاؤں کی آنکھوں میں کھینچ دی تھی۔
 ساتواں سبب۔ علما اور مشائخ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ اچھا آبادیسا نوا، شہہ اور پیراں میں
 (ہزاروں) جو آبادی کے لحاظ سے اُس کے دوسرے درجے میں تھا، ہمدیوں سے جدا پڑا ہے۔ دیبا توں میں
 بھی ہمدی کثرت سے آباد ہیں۔ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ دریا سے ساتھ تھی (سبب بتی) واقع احمد آباد کے کنارے
 پر ایک ہی وقت میں بارہ ہزار چھانووں نے حضرت صدیق ولایت کے، مست مبارک پر بیعت کی اور یوں تو
 تین لاکھ بندگان خدائے آپ کے مرید ہو کر دائرہ تصدیق ہمدی میں داخل ہونے کا شرف حاصل کیا۔ امیروں
 سے لگا کر غریبوں تک ہر طبقہ کے لوگ ہمدی نظر آتے تھے۔ اُس وقت کم و بیش سات لاکھ ہمدی شمار کئے
 جاتے تھے۔ مذہب ہمدوی کی اس تیزی کے ساتھ ترقی دیکھ کر علما اور مشائخ کو یقین ہو گیا کہ اب ہماری ریاست
 اور ہماری عزت زیادہ عرصہ تک ندر رہے گی۔

آٹھواں سبب۔ یہ واقعہ بھی اُن سے پوشیدہ نہیں تھا کہ بندگی میاں شاہ نظام رضی اللہ عنہ کے دائرہ مبارک

۱۵۔ بتایا ہے کہ سال ۱۰۸۶ھ میں بندگی میاں میر مصطفیٰ بن بندگی میاں میر احمد بن بندگی میاں میر ذوالعزیز صدیق ولایت نے ملا
 محمد طاہر پٹینی پر تلوار کا وار کیا۔ فیروزی (ذیر الدین) جمعدار کو جو ملا صاحب کی حویلی میں پہرہ پر بیٹھا ہوا تھا۔ معلوم ہونے ہی اُس
 نے آپ کو حویلی کے صحن میں اٹھارہ سال کی اٹھتی جوانی میں شہید کر دیا۔ ہمدوی جاں بازوں کی حیرت دیکھنے کے ایسی شکمش کی
 حالت میں بھی ملا صاحب کے مکان سے میت اٹھا لے کر حضرت صدیق ولایت کے پاس (دفن کی گئی)۔ حضرت نے تعاص میں حضرت
 خاتم المرشد کے دائرہ سے میاں ملک قطب الدین بن بندگی ملک سلیمان بن بندگی ملک حماد شہید سدر اسرار مجھے اور احمد آباد کے
 ناک چوک میں خیر فی جمعدار سے جب کہ وہ گھوڑوں کی تجارت کر رہا تھا بلکہ کیا۔ جمعدار صاحب جو کہ اونچے لمبے قدر آدر جوال اور ابرق
 جنگ تھے کہنے لگے کہ تم کل کے پچھے ہو پہلے مجھ پر اور چلا کر اپنے دل کا اراد نکال لو۔ حضرت نے کہا پہلے آپ ہی وار کیجئے۔ جمعدار نے
 نشہ غرور میں جو داریا حضرت کے چمک جانے سے خالی گیا پھر حضرت نے ایسا کاری وار کیا کہ ایک ہی وار میں فیصلہ ہو گیا مجمع میں ایک
 شوہر چمک گیا۔ تمام شہر میں اور گورنر احمد آباد کے کان تک یہ خبر پہنچ گئی۔ چالیس ہزار شاہی فوج جنگ کے لئے تیار ہو گئی۔ اور حکام سین
 الملقب بہ سر انداز خاں نے بھی بیس ہزار سوار اور کئی ہزار پیادے فراہم کر لئے۔ صلح پسند لوگوں نے مصوبہ دار گورنر احمد آباد
 سے جو اکبر بادشاہ کی طرف سے تیش تیش تھانوں کی کہ خون کے بدلہ خون کیا گیا۔ کچھ سواروں سے بغاوت نہیں کی گئی اس کے علاوہ ملا خاں
 جیسے وفادار اور بہادر امیر کی توفیق تو ان حکومت کے شایاں نہیں ہے۔ یہ سن کر حاکم نے لشکر کشی موقوف کر دی۔ لیکن اس اہم واقعہ کی
 کیفیت سن کر حضرت کے قصاص کے لئے جو طرف اس قدر ہمدوی خاص پانچ تخت احمد آباد میں جمع ہو گئے کہ ملک میں باڑی وال الملقب
 بہ سر انداز خاں کی طرف سے ہر روز بارہ سو دن (پچتر چھ سو دن) کچھ کی کچھ تھی (خاتم سلیمان جلد سوم)

جبکہ ہمدیوں کے اس مذہبی احساس قومی حیثیت اور ایثار کا لفظ جو بندگی میاں کی شہادت کے فرم ہمدی ہمدی کا ہے جو بندگی میاں
 کے زار و حیات میں یہ جوش کس قدر بڑا ہوا ہو گا!

واقع موضع اٹوڈرہ میں (کڑی سے بین کوس) ایک دفعہ حضرت ہمدی علیہ السلام کے عرس مبارک پر کسی دینی امر کے تصفیہ کے لئے اہل اہل و جوانب سے اس قدر ہمدی (بالخصوص مرشد اور فقراے دائرہ جمع ہوئے کہ گجرات کی عام رسم کے موافق کم استطاعت والوں کے سادہ کپڑوں میں بھی (جو غالباً گوشت اور مائٹ سے یعنی اٹٹے تو سے پر لکائی ہوئیں بڑی بڑی روٹیاں ہونگی) تیرہ کالیوں کا گوشت کافی نہ ہوا (خاتم سلیمانی)۔ اس واقعہ سے ہمدیوں کے دینی جوش کا باہمی اتفاق مساوات اور اخوت کا اثر ملا اور مسلح کے دلوں پر خوب پڑا تھا۔

نوال سبب۔ صحابہؓ، تابعینؓ، اور تبع تابعینؓ، بلکہ اس سے بھی نیچے کے زمانہ تک، اکثر مسجدوں میں امام، مؤذن، خطیب (قاضی) ہمدی تھے جو بلا اجرت، محض خالصتہ لئد امر مؤوضہ کی تکمیل کرتے تھے۔ مقابلہ تنخواہ لینے میں سخت اور عزیمت سے سگرا ہوا فعل سبھہ کڑاؤں کو ہمدیوں کی اہلیت ناگوار کرتی تھی۔ دوسرے پہلو پر جس قدر مسجدیں ہمدیوں سے آباد ہوتی جاتی تھیں، کڑاؤں کی کمائی میں کسر پڑتی تھی۔ بھلا یہ بات ان کو کیسے بھلی لگتی تھی!

دسواں سبب۔ اعلاے کلمتہ الحق، اور تبلیغ دین کی اہمیت، صحابہ کرام کے دلوں میں اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ اپنے اپنے دائروں میں روزانہ بیان قرآن پر اکتفا نہ کر کے، شہر کی مسجدوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بالخصوص حضرت صدیق ولایت دائرہ کھال پھیل سے پٹن یعنی کمال گیارہ کوس (۱۶ میل) چلا کر نماز جمعہ وعیدین کو تشریف لجاتے، جس کے لئے شریعت بھی تکلیف نہیں دیتی؛ اور ان نئے نئے ہمدیوں کو، جو روزانہ بیان قرآن سننے سے محروم رہتے تھے، اپنے دغظ و بیان، اور ثبوت ہمدیت سے، دین حق پر زیادہ استوار کرتے۔ وزیر مخالفین کو اعلاے کلمتہ الحق سے زمرہ ہمدیوں میں داخل کر کے روز بروز صدقوں کی تعداد میں اضافہ کرنا، صحابہ کرام کا خاص مقصود تھا۔ (خاتم سلیمانی)

گیارہواں سبب۔ جس طرح سردار دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ نے حبشہ کے بادشاہ قیسرا اور کسری کو، اور امام دو جہاں حضرت ہمدی علیہ السلام نے سلطان محمود یگڑہ بادشاہ گجرات اور سلطان غیاث الدین بادشاہ مالوہ کو تبلیغی خط اور پیغام بھیجے اسی طرح حضرت صدیق ولایت نے بھی اپنے مقتدی کی تبعیت میں خلیل خاں الملقب پسرطان مظفر دوم بادشاہ گجرات کو اعلاے کلمتہ الحق کی غرض سے یہ پیغام بھیجا کہ

خ "تمام گجرات کی نوج، جو تقریباً پانچ لاکھ سنی جاتی ہے، اگر تم گنتی کے فقروں سے متبادل کرے اور پلٹے رہے
 شکست پائے تو آپ جان لیں کہ ہمدی موجود برحق ہیں، اور آپ پر تصدیق ہمدی
 لازم ہوگی۔"

بندگی میاں سیدخوند میرٹھی کے تبلیغ دین میں ایسی اولوالعزمی اور جسارت دیکھ کر ملّا اور شاخ کے دل میں ہمیت طاری ہوئی۔ اُن کو خوف ہوا کہ اگر بادشاہ نے تصدیق کر لی تو ہماری عزت، ہماری ریاست، ہمارے وظائف جاگیرت، اور رجوع و فتوح سب کا لیا میٹ ہو جائے گا اس لئے بادشاہ کے کان میں کچھ ایسی باتیں بھونکیں کہ بادشاہ آنجان ہو گیا اور بندگی میاں کو کچھ جواب نہ بھیجا۔

باصحواں سبب تبلیغین اسلام، بالخصوص صحابہ کرام، جن کا شیوہ ہی اشاعتِ مذہب تھا، ایک گھڑی کے لئے بھی کیسے خاموش بیٹھ سکتے تھے! جب بندگی میاں سیدخوند میرٹھی کو معلوم ہوا کہ رانا سانگا کا ہمارا راجہ چٹوڑا علاقہ راجپوتانہ) فوج جرّار کے ساتھ ۹۲۵-۹۲۶ء میں جا سجا فوج سلطانی سے مقابلہ اور لاک میں تاخت و تاراج کر رہا ہے، اس موقع پر آپ نے نبوتِ ہمدی میں شرطیہ پیشین گوئی کے طور پر سلطان مظفر تانی بن سلطان محمود بیکرہ بادشاہ گجرات کے نام پیغام بھیجا کہ

”میں اس شرط پر رانا سانگا سے مقابلہ کر کے اُس کی تمام فوج کو بھگا دینے

پر آمادہ ہوں کہ آپ فتح کے بعد حضرت سید محمد ہمدی موعود جیون پوری

کی تصدیق کر لیں۔“

بادشاہ نے یہ بات پسند کی۔ لیکن اُتر اور ملاؤں کی اس گزارش پر کہ ان ہمدوی فقیروں میں ایسی زبردست تسخیر ہے کہ بلاشبہ دشمن کی فوج کو بھگا دیں گے، لیکن ساتھ ہی جہاں پناہ اس بات کو بھی بالیقین مان لیں کہ کل کے روز حضورِ معلیٰ کو تخت سے اتار کر خود سلطان ہنجا لینگے۔ متحدہ زبانوں سے یہ کلام سن کر بادشاہ خاموش ہو رہا اور بندگی میاں سیدخوند میرٹھی کو کچھ جواب نہ بھیجا۔

تیسرے سبب بندگی میاں سیدخوند میرٹھی کے تبلیغ دین میں ایسے دلیرانہ پیغام، اور زبردوز ہمدویوں کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ دیکھ کر، علمائے سوء اور مشائخ ہوا پرست کے دل میں بغض و حسد کی آگ بھڑک اٹھی۔ ان کو یقین کامل ہو گیا کہ یہ لوگ، اگر زیادہ عرصہ تک رہے، تو تمام گجرات اُن کا مطیع و مستفاد ہو جائے گا، اور کوئی ہم کو نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھے انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ ابھی سے اُن کی جاگیرت شاہی لوازمات، اور دنیاوی اعزاز میں گھاؤ شروع ہو گیا ہے، اس لئے مذہبِ ہمدویہ کا استیصال فرضِ مقدم سمجھ کر اس کی بیخ کنی کے لئے کمر بستہ ہو گئے

پہلے تو انہوں نے ادب کے بیانات پر خوب نون مرچ لگا کر بادشاہ کے کان بھرے اور امیروں کے سامنے بھی بات کا تنگ نظر بنا کر ان کو ہمد ویوں کی مخالفت پر آمادہ کیا پھر کبھی خانگی کبھی سرکاری جس طور سے ہو سکا جہد ویوں کی تکلیف اور قتل و تاراج پر نتوے لکھ کر شائع کئے۔ ایک فتوے پر تو اکاون علمائی مہرین ثبت تھیں۔ ان فتووں کی وجہ سے مصدقوں کو تصدیق ہمدی سے انکار نہ کرنے پر سخت سخت ایذائیں دینا شروع کیا۔ لوہے کا پنجہ کوسے کے پاؤں کے مثل بنا کر تصدیق سے نہ پھرنے پر داغ دئے گئے۔ گرم گرم ریت پر بیٹا کر ان کے سینوں پر چلتی کے پاٹ رکھے گئے (فاتمہ سلیمانی) اور گیارہ مصدقوں کو ناحق شہید کر ڈالا۔ (الضائف ۱۷) دور زنگریز شہید ستیاں میاں کبیر محمد احمد آبادی اور ان کے چھوٹے بھائی میاں اسماعیل جن کی عمر اٹھارہ اور چودہ سال کی تھی بڑی سفاکی کے ساتھ شہید کئے گئے ان مظلوموں اور شہیدوں کے دردناک حالات سن کر بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ان جاں نثاروں کی زبان حال پر تادم زیست یہی آیت رہتی تھی کہ رَبَّنَا آخِرُ عَالَمِينَ صَبْرًا وَثَبَاتًا أَحَدًا آمَنًا طَائِفَةٌ نَاعِلِي الْقَوْمِ الْكَلْبِيَّةِ۔ ان ہی پیشوایان مذہب کے فتووں نے بندگی میاں سیدخوند میر کو میس برس میں بائیس جگہ اخراج کر دیا (دفتر اول کٹ ۱۷) پانچ مرتبہ مختلف مقامات میں آپ کا دائرہ اور دائرہ کی مسجد جلا دی گئی اور بالآخر کھال بھیل سے بھی اخراج ہونے پر آپ موضع بھدرے والی ہسٹہ فونج کے آواز کر نے پر تشریف لے گئے کہ دائرہ کی باز کا ایک کاٹنا بھی نہ توڑا جائے گا (الضائف ۱۷) باوجود اس کے ظالم سپاہیوں نے عہد شکنی کی اور ان ہی فتووں کی بنا پر خدا کا بابرکت گھر یعنی مسجد اور فقیران متوکلین کے حجرے جہاں کثرت سے اللہ کا نام لیا جاتا تھا، جلا دئے گئے اور بندگان خدا کا ٹوٹا پھوٹا اسباب بھی رہنے نہ دیا۔ (دفتر اول کٹ ۱۷) باوجود عہد دیہان کے دائرہ کھال بھیل کے جلانے، اور مسجد کے شہید کر ڈالنے کا حال سن کر بندگی میاں سیدخوند میر کو سخت غصہ آیا آپ موضع بھدرے والی سے واپس کھال بھیل تشریف لائے، اور بیس برس میں بائیس دفعہ اخراج و ہجرت کی تکلیفیں اٹھانے اور چھ مرتبہ دائرہ اور مسجد جلائے جانے کے بعد آپ نے مصمم ارادہ کر لیا کہ اب میں اللہ کی زمین چھوڑ کر کہیں نہ جاؤں گا۔ (دفتر اول کٹ ۱۷)

۱۷۔ الضائف ۱۷۔ ۱۷۔ دفتر اول کٹ ۱۷۔ یہ میاں کبیر محمد احمد آبادی اور ان کے بھائی امام شہادت (بدر ولایت) ہیں اور میاں کبیر محمد کھمبائی جو حضرت صدیق ولایت کے ساتھ مدراس میں شہید ہوئے آؤ ہیں۔ ۱۷۔ احمد آباد میں استوطیہ دروازہ کے قریب حکمران کے مندر سے متصل آپ کا مزار ہے۔ اب تو لوہے کی جالی بھی لگ گئی ہے اور اوپر ڈھانچ دی گیا ہے۔ محلہ کے لوگ بڑے متقد ہیں۔ دوسرے بھائی کا نام اسماعیل شہید تھا ہے جس سال ۲۶ رجب کو عرس ہوا ہے۔ چراغاں لگاتے اور رات بھر فوالی ہوتی ہے۔ ۱۷۔ شہادت نامہ منقوم۔ ۱۲۔ یہ گاؤں بندگی میاں کی شہادت کے دو سو برس بعد سرس وتی ندی کو کھلیانی آنے سے ہو گیا بعد میں اسی نام پر دوسرا گاؤں آباؤ لگیا جو مدراس سے تین گوس پر ہے اور جہاں زیادہ تر شہید ہوئے رہتے ہیں۔

چو حصول سبب حضرت صدیق ولایت سے دیکھا کہ ہمدیوں پر ظلم بستم بچد بڑہ گیا ہے اور کوئی صورت اُس کے دفعیہ کی نظر نہیں آتی؛ تو آپ نے ملا سید کبیر الدین پٹنی کو، جو نلساے تجارت میں سربر آوردہ ہونے کے علاوہ دربارِ مظفر ثانی میں رسوخ بھی زیادہ رکھتے تھے خط لکھا اور اپنے خلیفہ اول بندگی ملک الہ آباد کے ساتھ ملا صاحب کی خدمت میں بھیجا۔ وھو چلدا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نامہ سید خوندمیر و بجانب ملا سید کبیر الدین پٹنی

حَسْبُنَا اللّٰهُ نَعْمَ الْوَكِیْلُ (سورہ نسا آیت ۷۲) وَجِدْهُ نَفَقِیْ
 اَذِنَ لِلَّذِیْنَ یَقْتُلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظَلَمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِہُمْ لَقَدِ یُرُوْہُ
 الَّذِیْنَ اٰخِرُ جُوْا مِنْ دِیَارِہُمْ لَیَخْرِجَنَّہُمْ اِلَّا اَنْ یَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَکُوْلَا ذِکْرُ اللّٰهِ
 النَّاسِ بَعْضُہُمْ بِبَعْضٍ لَّہُمْ مِمَّا صَوَّعُوْا وَبِیْعَ وَصَلَّوْا ؕ وَصَلِّیْہُمْ یُذْکَرُ فِیْہَا
 اَسْمَآءُ اللّٰهِ کَثِیْرًا لَّیَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ یَنْصُرْہُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَفَوْضُوْهُ عَزِیْزٌ (سورہ ۲۳-آیت ۴۰)

معنی این آیت در تفاسیر بیان شدہ است، دربر دہا سے اہل معنی اللج و شایع گشتہ است ازین جہت تفسیر نہ کردہ شد۔

واضح باد کہ حق تعالیٰ این آیت را برائے تسلی و بہا سے مومنان فرستادہ زیرا کہ ایشان از رو سے صورت اندک و ضعیف بودند؛ بدال سبب ایشان را از دست ظالمان بیچ نسکیں و امان نبود؛ ہمیشہ در ایذے ظالمان مبتلا و مظلوم بودند تا آنکہ از حق تعالیٰ این آیت بفرز دل پیوست اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِہُمْ لَقَدِ یُرُوْہُ و این بشارت نصرت است مرا ایشان را کہ کشیدہ شدند از سراپا سے ایشان ناخ و بے سوجب؛ اِلَّا اَنْ یَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ اللّٰهِ۔ مگر گناہ این داشتند کہ ہمیشہ بر تو حید خدا سے تعالیٰ انابت بودند تو لا، و فعلا، و اعتقاداً۔

۱۱۔ صاحب کا اصل وطن پٹن ہے، لیکن ملازمت سلطانی کی وجہ سے احمد آباد میں سکونت اختیار کرنی تھی اسلئے بعض سوالید میں پٹنی لکھلے اور بعض میں احمد آبادی۔ صاحب شواہد ولایت احمد آبادی لکھتے ہیں۔

المقصود حق سبحانہ تعالیٰ اصحاب رسول اللہ را رضی اللہ عنہم بہ سبب مظلومیت ایشان و عدل نصرت داد، و آل و عہدہ و رقی ایشان متفق گشت۔ پس از قرآن مجید، و فرقان حمید، معلوم گشت کہ از امتیاز و صمدت خود اران و صلی اللہ علیہ و سلم بر کراعی مظلومیت پیش آید، و متبلاً بانواع آید اشود بغير حق؛ و حال آنکہ ثابت باشد بر توحید؛ آن کس ہم امید و آریں و عہدہ باشد۔ اگر چه این و عہدہ خاص و رقی اصحاب رسول علیہ السلام است، لیکن تبعاً و رقی ہمہ مومنان تواند بود۔ ازین جهت ہم امید و آریں، شاید کہ ما را ہم بظلمہ مال بشمارد، و در زمرہ منصوران در آرد۔

از آن روز کہ سید محمد در ملک گجرات قدم سعادت فرموده اند، و دعوی ہدایت خود با مر خدا آشکارا کردند۔ و خلق را سوئے کتاب خدا خواندند، و خلق با او کسانے کہ دے را مصدق اند مخالفت می کنند، و ایند بغیر موجب ہی رسانند؛ پس ناچار ایشان استعانت از خداے تعالیٰ بکنند، و استفتاح از وجوبند۔

معلوم باد از آن روز کہ سید محمد خلق را سوئے خداے تعالیٰ خواند، خلق با دے مخالفت آغاز کرد۔ فرمود کہ

م "معلوم نمی شود کہ موجب مخالفت چیست؛ اگر از بندہ سہوسے، و غلطی شدہ باشد؛ بر مسلمان فرض است کہ بحکم لَانَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ (سورت ۴۹ آیت ۱۰) اعلام فرمایند؛ تا با ہم شفق شدہ رجوع سوئے کتاب خداے تعالیٰ کنیم، و موافقت با رسول علیہ السلام بسازیم۔
 کَمَا قَالَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ - فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ سَوَّلٌ (سورہ ۴ آیت ۵۹) از ما و شما هر کہ از اتباع خدا، و رسول خدا، قدم بیرون نہادہ باشد، آن کس تو بکنند، و باز آید، و موافقت با رسول خدا بنماید۔ و اگر اختلاف خدا در رسول خدا بازنماید و مضر باشد، واجب القتل است؛"

بیت و پنج سال شدہ است کہ سید محمد و تابعان دے بدین معنی فریاد می کنند کہ

م "ہر کہ از جملہ مسلمانان تقصیر و نقصان معلوم کردہ باشد بطریق انصاف و سنجہ علی بار باز دارد تا عند اللہ ماجور گردد؛"

مگر هیچ کس سنجہ تفہیم نکرده است۔ لیکن ہمیشہ بطور تغلب و تسلط بر حکم بدعت و ضلالت کردند، تا این زمان مظلوم گشتیم، بحدے کہ بعضے را از ما ضرب کردند، و بعضے را در زندان کردند، و بعضے را اخراج کردند، و تسبیح را سوختند و حجرہ بادیراں کردند، و ظالمان بانواع ظلم پیش آمدند۔ چنانچہ در قرآن مجید مسطور است وَ لَوْ كَانَتْ فِجْ اللَّهِ النَّاسَ

بَعْضُهُمْ يَبْغِي لَكَهَاتِمَتَ صَوَائِعٍ وَيَبْغِ وَيَصَلُّوا ذَاتَ وَقَسِيحَةٍ يُدْخِلُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا (۱۱۸)
 این زمان بر مالازم شدہ است کہ از برائے نصرت دین خدا جان خود را در بازیگر آتا ما ہم خدا کے لئے
 نصرت کند۔ کقولہ تعالیٰ قَیْلَیْنِضْرَتَ اللّٰهِ مَمَّنْ یَبْغِی (۱۱۸) اگرچہ کہ اندک وضعیف، سستی، و لیکن صا-
 ماتوا وغالب است۔ کقولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیُّ عَزِیْزٌ (۱۱۸)

شنیدہ می شود کہ در احمد آباد بر سر فقیران کسائے کہ سید محمد را ہمدی کردہ قبول می کنند بسیار تعدی
 و ظلم برایشان می شود۔ عجب می آید کہ ہوں علماء و مشائخ چگونہ امر ظالمان جاری می شود؛ بلکہ می باید کہ نفاذ امر علما
 بر سرایشان شود۔ اگر ممکن باشد ظالمان را مانع شوند، و از ایذاے فقیران منع فرمایند۔ مدت مدید است کہ بر سر
 فقیران بے موجب ظلم می رود۔ این زمان بہ ہیئت رسیدہ است۔ در مسلمانان فرض است کہ از برائے خدا مظلومان
 را نصرت کنند، و انصار خدا شوند کقولہ تعالیٰ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا کُوْنُوْا اَنْصَارَ اللّٰهِ (۱۱۸)

المقصود اس عزیزانوشہ شدہ است؛ از جهت آنکہ آں عزیز را جانب حق خیال است، و از
 حقیقت سید محمد، و کیفیت این جا واقف اند چنان فرمایند کہ ظالمان را مانع شوند، و گرنہ تحقیق بدانند کہ فتنہ
 پیدا نہوا ہند؛ و بسیار کسان کشتہ خواہند شد۔ این زمان بر مالازم است کہ جان خود را در را و خدا ہائیم۔

دیگر ہرچہ آرنده کتابت زبانی عرض کند یقین تصور فرمایند۔ و باقی ہمہ کیفیت در کتابت دیگر مسطور است۔
 حضرت خلیفہ گروہ صرف تین ہی روزیں احمد آباد سے کھال پھیل آئے اور ملاکبیر الدین سے جو ہم کلامی
 ہوئی بندگی میاں کو من و عن سنادی۔

استفتاء

بندگی میاں سید خوند میر نے دیکھا کہ اس خط کے بعد بھی مصدقوں پر ظلم و تعدی کا سلسلہ یکساں جاری
 ہے۔ کئی بندگان خدا کو اس قدر گھونٹے مارے کہ منہ سے خون جاری ہو گیا، اور جب بیہوش ہو گئے، تو چار پائی
 میں ٹٹا کر ان کے گھر پہنچا دئے گئے۔ بعض تو راستے ہی میں راہی تھا ہونگے اور بعض مکان پر آکر لامکان کو پہنچ گئے
 (انصاف ۱۱۸)

حضرت صدیق ولایت کو سب سے زیادہ یہ امر شاق گرا، کہ پیشانی کا جو حصہ اپنے مجروحہ کے سامنے سجدے
 میں رکھا جاتا ہے، اسی مقام پر کتے کے پاؤں کی شکل کا لوہے کا پنجہ خوب گرم کر کے ملغ یواجا تا آگ امد ہی مانگنے

خوف و ہراس کے دین حق سے پلٹ جائیں۔ ماؤں کی ایسی ظالمانہ حرکتیں دیکھ کر ایک استغفار لکھ لکھا گیا اور علمائے خدمتِ نبویہ بھیجا گیا۔

وہو هذا

”آیا شخصے باشد کہ سید و فرزند جہدی موعود باشد؟ و دین اسلام داشت باشد؟ و تابع محمد رسول اللہ و تابع ہدیٰ

باشد؟ و قرآن را ایمان می کرده باشد؟ و در ماں را سو سے دین، و اولین اسلام، و در بیت حق تعالی خواندہ

باشد؟ و کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ می گفتہ باشد؟ و در دل تصدیق کرده باشد؟ و آمنت باللہ و ملکوتہ تا آخر

خواندہ باشد؟ و آن فرایض کہ از کتاب خدا و از رسول خدا ثابت شدہ است او کرده باشد؟ و جس اوقات

نماز گزاردہ باشد؟ و حلال و حلال کردہ خوردہ باشد؟ و حرام را حرام کردہ اجتناب کردہ باشد؟ و گوئید این

چنین کس را کلام حقیت فتویٰ بر قتل دادہ اند؟ (بیتنویا و کوفہ حرجوا)۔ الصاف نام باب شانزدهم۔

و مفتیان و قاتلان این چنین کسان اند کہ اگر کسی بگوید کہ از مسلمانان باشند۔ ما از سوال کنیم کہ چوں مسلمان باشند؟

دیکھ فرزند رسول خدا را بگناہ کشتن فتویٰ دادند از اسلام شرم نکردند۔ و گویند لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ را بگفتند، از کلمہ طیب

شرم نکردند۔ و دقتی کہ دارندہ اس صفہ تا کہ بالاندک ورشدہ فتویٰ بر قتل دادند پس معلوم شد کہ مفتیان و قاتلان را ایمان نیست۔ الصاف

استغفار کا جواب نہ آنے سے بندگی میاں میں نہ خود میرضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ اُن علما کو بھیجا جو بادشاہ کے مقرب تھے جس کا مضمون یہ ہے

”مگر وہ ہے فقیران خدا پرستوں، باز ناں و فرزندان، خواہندگان رضا سے حق، و جو بندگان ذات مطلق، یا

ہر فرد سے ارجح ایشاں مشرعی، مشرعی، و مشرعی، گوشہ نشین، تا آگ دنیا، طالب سولی، موصوف

بہ ہمہ اوصاف حسنہ، بکہ تصدق بصفات معجزہ مصطفیٰ باشد پس اگر کسی فریضہ از افراد ایشاں بلا موجب

شرعی حکم قتل و اخرج نماید بحکم او چیت“ (انتخاب بل)

جواب استفتاء

اس کا جواب اسی استفتاء کی پشت پر دو لفظوں میں یہ لکھا کہ

”قتل الموعود قبل الایدان“ ”موعود کو اُس کی ایذا رسانی سے پہلے ہی قتل کر دیا جائے“

اس جواب کی بنا پر حضرت صدیق ولایت نے دائرہ کے فقیر بھیج کر اُن علما و مشائخ کو قتل کر دیا جنہوں

نے کلمہ گو مسلمان اور حقیقی سنت و جماعت کے طریق پر چلنے والے مہم دیوں پر بلاوجہ شرعی قتل دینا رسانی

کے فتوے لکھے تھے۔

بندگی میاں کے اس فعل پر بعض حضرات نے اعتراض کیا۔ آپ نے فرمایا

” ہر کج مخالفت جہدی، باشد اور اکتبشیم“ ”دارا با مال، اسباب کسے غرض نیست“ ”مارا
 بالکن ملک کسے حاجت نیست“ (الانصاف ج ۱) ”ظالموں کے ساتھ جیسی بن آئے گی
 کر لینگے“ (ایضاً)

[ملاؤں نے حمد و بیوں پر تکفیر اخراج اور قتل و تاراج کا فتویٰ مکہ کے سلطان منظر ثانی
 کے حضور بھیجا اس فتوے کی نسبت سوال کیا جاتا ہے کہ]

میاں سید خوندیہ شہر، و چند سیدان دیگر، و تارکان دنیا را، و طالبان حق، و متوکلان علی اللہ را
 و تابعان شریعت محمدی را و قرآن بیان کنندگان را، و مردمان را سوے بین اسلام خوانندگان را، و
 سوے رویت حق تعالیٰ خوانندگان را، و کلام لالہ اللہ محمد رسول اللہ گویندگان را، و در دل تصدیق کنندگان
 را، و آمنت باللہ خوانندگان را، و آں فرأض کہ از کتاب خدا ثابت شدہ است اذ کنندگان را، و خمس
 اوقات نماز کنندگان را، و روزہ ماہ رمضان دارندگان را، و (از تراویح) ختم قرآن کنندگان را، و حلال
 را حلال کردہ خوردنندگان را، و حرام را حرام کردہ اجتناب کنندگان را، و ہر سنت کہ از رسول اللہ ثابت شدہ
 است برآں عمل کنندگان را، و ہر چہ از اہل ان مصطفیٰ را چنانچہ اتفاق سنت، و جماعت است اعتقاد کنندگان
 را، و ہر چہ از مذہب کہ حق است یعنی طالبان حق را کہ امام اعظم کوفی و امام شافعی و امام مالک و امام احمد
 حنبل اندر جمعہ اللہ تعالیٰ قبول کنندگان را، بلکہ امام حجتہ فتویٰ بر قتل دادہ اند، (الانصاف ج ۱)

اس استفتاء کا خلاصہ کسی نے ایک ہی شعر میں اس طرح بیان کیا ہے

ذوی نہ کردہ ایم و کسے رانہ کشتہ ایم
 عصیاں ہیں کہ عاشق روئے تو گشتہ ایم

دور نبوت

میں بھی ابتدا، اسلام میں صحابہ اور صحابیات رضی اللہ عنہم پر ایسے ہی مصیبتوں کے پہاڑ ڈھائے گئے
 ہیں جن کی نسبت اُسُو و صحابہ میں لکھا ہے کہ

ضعیف القلب انان مصائب کے تصور سے بھی کانپ اٹھتا ہے، لیکن صحابہ کرام نے اسلام کے لئے
 ہر قسم کی تکلیفیں برداشت کیں، اور ان کے ایمان میں ذرہ برابر لرزل واقع نہیں ہوا۔

حضرت بلالؓ کو گناہوں کی زد پہننا کر دھوپ میں ڈال دیتے تھے۔ لڑکے ان کو مکہ کی پہاڑیوں

میں گھسیٹتے پھرتے تھے، لیکن اُن کی زبان سے صرف اَحْلُ اَحْلُ نکلتا تھا۔

حضرت جناب اُمّ انمار کے غلام تھے۔ وہ اسلام لائے تو اُمّ انمار نے لوہا گرم کر کے اُن کے سر پر رکھا ایک دن حضرت عمرؓ نے اُن کی پیٹھ دیکھی تو کہا کہ درآج تک ایسی پیٹھ میری نظر سے نہیں گزری۔ حضرت جناب نے باب ہالک لگانے انکاروں پر لٹا کر جھکا گھسیٹا تھا۔ حضرت صہیبؓ اور حضرت عمارؓ کو کفار لوہے کی زرہ پہنا کر وہ پ میں ڈال دیتے تھے؛ لیکن دھوپ کی شدت سے اُن کی حرارت اسلام میں کوئی کمی نہیں ہوتی تھی [ایک تو لوہا اس پر بیعتستان کی دھوپ کیا ہی تکلیف گزری ہوگی]۔

حضرت ابو فکیحہ صفوان بن امیہ کے غلام تھے کفار اُن کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر دھوپ میں لٹا دیتے۔ پھر بیت پر ایک پتھر کی چٹان رکھ دیتے یہاں تک کہ وہ جھٹل الجواس ہوجاتے۔ ایک دن صفوان نے اُن کے پاؤں میں رسی باندھی اور آدمیوں کو حکم دیا کہ گھسیٹتے ہوئے لیجائیں اور تپتی ہوئی زمین پر لٹا دیں۔ اتفاق سے، راہ میں ایک گڑبڑا جاربا تھا صفوان نے کہا ”تیرا خدا ہی تو نہیں“ بولے میرا اور تیرا خدا اللہ تعالیٰ ہے۔ اس پر صفوان نے اس زور سے اُن کا گلہ گونٹا کہ معلوم ہوا کہ دم نکل گیا۔ اُن کا بے درد بھائی بھی ساتھ تھا اُس کو اس پر بھی تسکین نہ ہوئی، اور کہا کہ ”اس کو اور اذیت دو۔“

حضرت مہمّیہؓ حضرت عمارؓ کی والدہ تھیں۔ ایک دن کفار نے حسب عادت اُن کو لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں لٹا دیا تھا۔ اسی حالت میں رسول اللہ صلعمؐ کا گذر ہوا تو فرمایا کہ ”صبر کرو۔ تمہارا ٹھکانا جنت میں ہے لیکن کفار کو اس پر بھی تسلی نہیں ہوئی اور ابو جہل نے (فی بی کی شرمگاہ میں) برصھی مار کر اُن کو شہید کر دیا چنانچہ اسلام میں سب سے پہلے شرف شہادت اُن ہی کو نصیب ہوا۔

حضرت عمرؓ کی بہن جب اسلام لائیں، اور حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا، تو اس قدر مارا کہ تمام بدن ہل ہوا ہوا ہو گیا؛ لیکن انہوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ ”جو پھیر کر نا ہو کر دو؛ میں تو اسلام لاچکی لیکن تم کو بھی حضرت عمرؓ مانتے مارتے تھا کہ جلتے تو کہتے کہ ”کہ میں نے رحم کی بنا پر نہیں بلکہ اس دوجہ سے چھوڑ دیا ہے کہ تھک گیا ہوں۔ اسی طرح زنجیرہ کو بھی جو اُن کے گھرانے کی کنیز تھیں نہایت اذیت دیتے۔

حضرت ابو ذرؓ غفاریؓ نے خانہ کعبہ میں اپنے اسلام کا اعلان کیا تو ان پر کفار ہر طرف سے ٹوٹ پڑے اور مارتے مارتے زمین پر لٹا دیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے جب اول اول خانہ کعبہ میں قرآن مجید کی چند آیتیں باوا ذبلن پڑھیں۔

تو کفار نے ان کو اس قدر مارا کہ چہرے پر داغ پڑ گئے لیکن انہوں نے صحابہؓ سے کہا کہ ”اگر کہو تو کل بھرا سی طرح باکواز بلند قرآن کی تلاوت کروں۔“

ان اذیتوں کے علاوہ کفار ان غریبوں کو اور بھی مختلف طریقوں سے ستاتے تھے۔ پانی میں غوطے دیتے تھے۔ مارتے تھے۔ بھوکا پیاسا رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ ضعف سے بیچارے بیٹھ نہیں سکتے تھے۔

یہ وہ لوگ تھے جن میں اکثر یا تو لوٹنڈی غلام تھے یا غریب الوطن تھے۔ لیکن ان کے علاوہ بہت سے دولت مند اور معزز لوگ بھی کفار کے دستِ آغوش سے محفوظ نہ رہ سکے۔ حضرت عثمانؓ نہایت مغزِ بخشش تھے لیکن جب اسلام لائے تو خود ان کے چچانے رستی میں باندھ کر ان کو مارا۔

حضرت زبیر بن عوامؓ جب اسلام لائے تو ان کے چچا ان کو چٹائی میں لپیٹ کر ان کی ناک میں دھواں دیتے تھے۔ حضرت عمرؓ کے چچا زابدھائی سعید بن زیدؓ اسلام لائے تو حضرت عمرؓ نے ان کو رسیوں میں باندھ دیا۔

حضرت عیاش بن ابی ریمہ اور حضرت سلمہ بن ہشامؓ اسلام لائے تو کفار نے [عورت مرد] دونوں کے پاؤں کو ایک ساتھ باندھ دیا۔

جب حضرت ابو بکر صدیقؓ اسلام لائے تو سب سے پہلے توحید پر ایک خطبہ دیا۔ کفار نے یہ نامانوس آواز سنی تو دفعہ ان پر ٹوٹ پڑے اور اس قدر مارا کہ حضرت ابو بکرؓ کے قبیلہ بنو تمیم کو ان کی موت کا یقین آ گیا اور وہ ان کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر گھر لے گئے۔ شام کے وقت ان کی زبان کھلی تو سہا سے اس کے کہ اپنی تکلیف بیان کرتے حضرت رسول اللہ ﷺ کا حال پوچھا۔ اب خاندان کے لوگ بھی ان سے الگ ہو گئے؛ لیکن ان کو اسی محبوب نام کی رٹ لگی رہی۔ بالآخر لوگوں نے ان کو آپ تک پہنچا دیا۔ آپ نے یہ حالت دیکھی تو ان کے اوپر گر پڑے۔ ان کا بوسہ لیا۔ اور سخت رقت طبع کا اظہار فرمایا۔

اس کے علاوہ صد ہا بندگانِ خدا کو دُورِ نبوت کی طرح دُورِ ولایت میں بھی تصدیق سے مشرف ہوتے ہی جو بہت بڑی مصیبت کا سامنا ہوتا تھا وہ ترکِ علق تھا۔ روزِ قرہ کے مذہبی مباحثوں، فضول جھگڑاؤں اور بات بات میں ستاے جانے کی وجہ سے گھر چھوٹا۔ بی بی چھوٹی۔ اولاد چھوٹی۔ ماں باپ چھوٹے۔ ورثہ چھوٹا۔ بھائی بہن چھوٹے۔ کنبہ کے لوگ چھوٹے۔ دوست و احباب چھوٹے۔ اور زیادہ شدید کی وجہ سے بالآخر وطن بھی چھوٹا۔ ان بزرگ بندگانِ خدا نے خدا کے لئے ان تمام مصیبتوں کو گوارا کیا؛ لیکن تصدیقِ ہمدی پر ویسے

ہی ثابت قائم رہے۔ متصرف

”آفریں باد بریں ہمتِ مردانہ شاہ“

حضرت صدیق ولایت پر لشکر کشی

پندرہ سوال سبب۔۔۔۔۔ احمد آباد، پٹن، اور اطراف و جوانب کے علما اور شیعہ جمع ہوئے، اور چنانچہ
جاگرتھو سلطانی میں عرض کرنے لگے کہ

”سید خوندہ پر لشکر عظیم از سپاہان اشراقان گجرات جمع کردہ در تباہی زمین، و خوزیزی علمایاں
سعی بلیغ نموده است۔ حالاً بر بادشاہ اسلام لازم است کہ در دفع مضرت ایشان لشکر عظیم منتخب از تمام
لشکر بادشاہی ساختہ، بر دین ہانا مزدر کردہ، فساد و فتنہ اینہارا از زمین از بیخ بردارند؛ والا نہ در قریب
زماں شہر با و قلعہا سے بادشاہی مقبوض دستہا سے تہر و غلبہ ایشان کردہ“

”تا اور مشائخوں کی اس تحریک سے سیدالذات حضرت صدیق ولایت پر فوج کشی کا حکم دیا گیا۔ سلطانی فوج
ریسر داری عین الملک چنانچہ سے روانہ ہو کر احمد آباد آئی۔ وہاں کامل دوہینے تیام رہا۔ اس آٹھ ماہ میں دو بڑے
بڑے امیر ستھیاں علو خاں اور جھو جھار خاں اپنی اپنی فوج کے ساتھ عین الملک کی کمک کو آگئے جن کا وہ سخت منتظر تھا۔
احمد آباد سے لشکر سلطانی روانہ ہوتے وقت صد ہا لوگ مال غنیمت حاصل کرنے کے شوق میں شاہی لشکر سے
مل گئے، اور کھاں بھیل پو نیچے تک راستے میں صد ہا لوگ بھرتی ہوتے چلے، یہاں تک کہ شاہی اور آفاقی سپاہیوں
کی تعداد بنیاداً تیس ہزار تک پہنچ گئی۔ شوال کی آٹھویں تاریخ ہفتہ کے روز لشکر نے کڑی اگر مقام کیا۔ یہ مقام
کھاں بھیل سے بیس کوس یعنی تیس میل پر واقع ہے۔

میاں ملک بڑا ہمدومی نے جو حضرت صدیق ولایت کے ارشاد سے عین الملک کے لشکر میں خبر رسائی کی عرض
سے رکھے گئے تھے، ہندگی میاں کو خانگی طور سے منجملہ دیگر امور کے خط میں یہ بھی لکھا کہ
”اس ٹڈی دل لشکر کے مقابلے میں آپ کے جاں نثار آٹے میں نمک بھی نہیں ہیں“

آپ نے خط پڑھتے ہی باوا بلند فرمایا

”انشاء اللہ۔ آٹا اڑ جائے گا اور نمک رہ جائے گا“

خ

تاریخ و مشورال التوار کے روزین الملک نے یہاں سے میاں قاضی شہ تاج سینی بہاوسی الملقب بہ آکلتاب کے ہاتھ حضرت صدیق ولایت کو تہذیبی و زبانی پیغام بھیجا۔ قاضی صاحب بہت ڈریں، تہہ کار اور عین الملک کے ہتھیاروں کی وجہ سے آپ ہی کو اس نام کا اہل زبانہ خط لکھا، مگر وہ ان یہ تو تھا:-

”آپ (کھال بھیل اور سدراسن ہی نہیں بلکہ) سلطنت گجرات چھوڑ کر کسی اور ملک میں چلے جائیں۔ اگر نہ جائیں تو شاہی فوج سر پر آکھڑی ہو جائے گی، اور تم لوگ ناقص مارے جاؤ گے“

اگرچہ کہ آپ کو میاں ملک بڑا کے خط سے پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا اور میاں قاضی شہ کی زبانی بھی معلوم ہوا کہ شاہی فوج کے مقابلے میں فقرائے جزب اللہ اٹلے میں شک بھی نہیں ہیں۔ باوجود اس کے حضرت صدیق ولایت نے بشارت ہمدی علیہ السلام کے بل پر جس حدیث استقامت اور اولوالعزمی سے میاں قاضی شہ کے ساتھ عین الملک کو پیغام بھیجا آپ جو اہر سے لوح دل پر لکھنے کے قابل بنے آپ فرماتے ہیں کہ

”انشاء اللہ ایسی شکست فاش و شکاک بھانگتے بن نہیں پڑے، بلکہ پہلے روز آکر ٹھٹھی بھر فقروں سے تمام فوج بھاگ جائے تو جان لو کہ گھملائی موعود پیچھے ہیں۔ یہ شکر تو کیا ہے اگر خود سلطان مظفر بھی چڑھ آئے تو شکست کھا کر فرار ہو جائے۔ ایک مظفر تو کیا اگر ایسے سات مظفر مل کر حملہ آور ہوں، تو بھی بجز بڑے کے کچھ چارہ نہ دیکھیں، بلکہ اگر شرق سے مغرب تک تمام جہان مقابلہ پر تل آئے، تو بھی خدا کے حکم، اور ہمدی موعود کے ہمدت سے پہلے روز بھگا دوں گا اور انشاء اللہ دوسری جنگ میں نام ہمدی پر نبی سبیل اللہ اپنا سر قربان کر کے حسب بشارت حضرت ہمدی علیہ السلام میں جاے دفن کیا جاؤنگا۔ میاں

۱۸۔ قاضی شہ آپ کا نام اور والد کا نام تاج والدین یا تاج محمد، ہوگا۔ اس زمانے میں دلہیا بن نہیں لکھتے تھے اور گجراتی زبان میں اب بھی نہیں لکھتے۔ جیسے ہندگی میاں اپنا نام لکھتے ہیں۔ ”سید خوندیر موسیٰ عرف مجتبیٰ اسی طرح (ہندگی میاں شاہ)“ نظام خداوند (ہندگی میاں شاہ) بدعت بڑا (ہندگی میاں شاہ)“ دلاد آدم (ہندگی، ملک الہداد احمد) وغیرہ وغیرہ۔

۱۹۔ ہندگی میاں نے ان ہی قابلیتوں کی مدد سے آپ کو عین الملک کی فوج میں رچھکی اجازت دی تھی۔ چونکہ آپ کا نام فہرست شہدا یا فہرست غازیوں میں درج نہیں تھا۔ اس لئے فوج اعدا کے ساتھ کھال بھیل آئے کے بعد آپ فوج سے علیحدہ ہو کر جنگ کا نظارہ دیکھتے رہے۔ ان ہی بزرگ نے جنگ سدراسن ختم ہونے کے بعد شہدا اور غازیوں جنگ بدو ولایت کی فہرست مرتب فرمائی اور سب سے پہلے تاریخ شہادت بھی آپ ہی نے موزوں کی جو کتب سیر میں مرقوم ہے۔ ۱۲

قاضی شہ اس وقت بندہ جو کچھ کہہ رہا ہے اس کو یقینی مانو۔ ایسا ہی ہو کر رہے گا۔ اور یہی ثبوت ہے حضرت مہدی علیہ السلام کی مہدیت کا (انتخاب المویدک)

۱۱۹۔ حضرت صدیق ولایت نے تاریخ ۱۱ شوال ۱۱۸۱ کے روز دائرہ عالیہ کے تمام مردوں اور عورتوں کو بلایا۔

قرآن پاک کا بیان کیا، اور جو کچھ نصیحت و نصیحت کرنی تھی کی پھر فرمایا کہ

”اللہ تعالیٰ سے دینِ روح خاتمیں علیہا السلام سے یہ ارشاد ہو رہا ہے کہ

”اے سید خوند میرا اس وقت تمہارے دائرہ میں چھوٹے، بڑے، مرد، عورتیں، مسافر، ہمسافرا

۱۱۹

ملاقاتی جو موجود ہیں سب کے سب بخشے گئے

حضرت صدیق ولایت کے دائرہ عالیہ کو یہ دوسری مرتبہ (۱۱۸۱ء میں) بخشش کی بشارت ہے۔ اس سے پہلے ۹۲۶ء کے ذی الحجہ کی ستائیسویں رات کو دی گئی تھی (ملاحظہ ہو باب)۔ موقع اور محل بشارت علیحدہ ہونے کی وجہ سے علیحدہ شمار کی گئیں۔ گروہ مقدسہ میں بخشش اور نجات، دیدار کے معنوں میں لئے جاتے ہیں کیونکہ سیدنا مہدی اصحاء خدا بخش اور بندگی میاں تبعاً ”خدا بخش“ ہیں۔ (ملاحظہ ہو باب)۔ سید محمد خدا بخش یا سید خوند میر خدا بخش کی سرکار عالیہ سے بخشش دیدار ہی خاص بخشش ہے۔ اسی طرح نجات کے معنی تشبیہات، اضافات و عروج و نزول وغیرہ تمام تقییدات اور تعینات سے نجات پانے کے ہیں۔ پس جب ان حجابوں سے نجات حاصل ہو گئی تو کون سی چیز مانع رویت اللہ رہی، کیا ہی سزاؤ مند تھے وہ جان نثار و عوتیں۔ اور بچے جن کو بلا محنت و مشقت، بلا امتیاز و لیاقت، بلا تعلیم و تربیت، بارگاہ الہی سے بخشش عام کی بشارت سے سرفرازی حاصل ہوئی۔ یہ عطیہ الہی اس قدر وسیع تھا کہ مسافر، ہمسافرا اور ملاقاتی جو دائرہ میں آئے تھے وہ بھی فقرا سے ضرب اللہ کی طرح یکساں طور پر دیدار خدا سے شرف ہو گئے۔ ذَاكَ الْفَضْلُ الْمَبْرُورِ

اللہ (پ) وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ۔ (پ)

۱۲۰۔ ان ہی ایام میں دائرہ کی بیبیون نے عرض کی

”میاں جی آپ ہر وقت جو اپنی شہادت کا ذکر فرمایا کرتے تھے اب وہ وقت آ گیا۔ اس موقع پر ہمارے

لئے کیا فرماتے ہیں؟

فرمایا

۱۔ نام تم چلے۔

خ

”اگر ظالم تم کو قید کریں تو تم شوق سے قید ہو کر ان کے ساتھ چلی جاؤ۔ اور ان کی ایسی خدمت کرو کہ وہ خوش خوش ہو جائیں۔ اگر بازار میں نہیں تو بک جاؤ، اور جو ہنر تم کو یاد ہو اس کے اظہار و عمل سے دریغ نہ کرو۔ اور ایسی خدمت کرو کہ وہ فیش ہو کر تم کو آزاد کر دیں۔ اور اگر تم سے کہیں کہ ہمدی کے نام پر پلیدی اٹھاؤ تو وہ بھی شوق سے اٹھا کر بیٹنا۔ اور یہ کہ حضور الہی میں اس کا انصاف ہو گا۔ لیکن سر میں گنگھی، آنکھ میں کابل، اور دانتوں کو مستی نہ لگائیں۔ تجھے یہی آرزو ہے کہ قیامت کے روز یہ فرمایا جائے کہ اس آرزو کو لاؤ جو دنیا میں ہمانے نام پر پایا اور گیلوں میں قید کئے گئے تھے!“

پھر تھوڑی دیر تو وقف کر کے فرمایا جو کچھ میں نے کہا اپنے دل سے کہا۔ اب اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہو رہا ہے کہ

”اے سید خدیویر تم اپنے تمام اہل و عیال کو ہمارے دامن میں ڈال دو اور تم اپنی امانت اور کرد و اسلئے بندہ نے اپنے تمام اہل و عیال کو اللہ تعالیٰ کے دامن میں رکھ دیا اور اسی کو سوچ دیا۔ بندہ یہ باتیں یقینی طور پر کہتا ہے کہ دشمن کے گھوڑے کے ٹم کی گرد بھی تم کو نہیں پہنچے، اور اللہ تعالیٰ تم کو دشمن کی زد سے محفوظ رکھینگا۔ تم کسی طرح کا غم و افسوس نہ کرو۔ اگر ظالم تمہاری طرف آنے کا ارادہ کریں، تو تم ان کی طرف شت خاک ڈال دینا جس سے اللہ تعالیٰ ان کو مقہور کر ڈالے گا۔“

حاشیہ میں لکھا ہے کہ بیہوش کو پندرہ نصیحت کے بعد فرمایا۔

”ما اہل خود را حوالہ خداے تعالیٰ کردہ ایم انشاء اللہ سوے ایشان کے شکستن نہ بیند۔ ایشان را یاد نہ رسد“

پھر زنی بنو زبول نے ہنگامیاً سے عرض کی

”دائرہ کی بہنیں بہت ہی ادب و انکساری سے عرض کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو اور نونوں پر فضیلت دی ہے۔ مرد تو اس جنگ کے حسن سے بہرہ یاب ہونگے اور ہم بے فیض رہ جائیں گے!“

حضرت حدیق ولایت نے فرمایا

”تم شت خاک یا زینب علیہا السلام کے ڈھیلے غلاموں کی طرف ڈال دینا انشاء اللہ تمہارا نام بھی جاہدین

۱۰۔ چنانچہ سیدنا ہمدی فرماتے ہیں کہ ”بندہ اہل خود را بجز اسلیم کردہ (حاشیہ)“

م

فی سبیل اللہ میں شمار ہو جائے گا۔^{۱۵}

اس بشارت میں تین باتیں قابل توجہ ہیں۔

(۱) ، بنگلی میاں کے دائرہ کی بیبیوں، بچوں کو اللہ کا اپنے حفظ و امان میں لے لینا۔

(۲) ، بیبیوں کی محض مشیتِ خاک سے دشمن کو ہزیمت۔

(۳) ، مٹھی بھرتی یا اینٹ مٹی کے ڈھیلے ڈالنے پر مجاہدین فی سبیل اللہ میں شمار۔

چونکہ مجاہدین فی سبیل اللہ کی طرح بیبیاں بھی دیدارِ خدا میں مست و محموم تھیں اور دیدار کی نسبت سیدنا ہمدی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”درمیانِ خدا و بندہ حجاب ہمیں ذاتِ بندہ است۔“

پس جبکہ بندہ کی ذات قیدِ بشریت کے حجاب سے نکل کر فنا فی اللہ کے مرتبہ کو پہنچ گئی تو اس صورت میں بندہ سے جو فعل صادر ہوئے وہ فی الحقیقہ ”خدا ہی“ کے ہونگے۔ پس حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے بیبیوں کی مشیتِ خاک یا اینٹ مٹی کے ٹھیلوں میں وہ بات پیدا ہو گئی تھی جس کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَلَمَّا نَفَقْنَا لُؤْلُؤَهُمْ وَكَانُوا اللَّهُمَّ تَتَكَلَّمُ لَهُمْ رُوحَهُمْ۔ اُن كَوْمَ نَفَسَ نَفْسًا يَكْفُرُ بِمَا كَفَرَ اللَّهُ لَنْ اُن
 كَوْمَ نَفَسَ نَفْسًا يَكْفُرُ بِمَا كَفَرَ اللَّهُ لَنْ اُن كَوْمَ نَفَسَ نَفْسًا يَكْفُرُ بِمَا كَفَرَ اللَّهُ لَنْ اُن
 (یا تیر نہیں چلائے، بلکہ اللہ نے نکر پھینکے (یا اللہ نے تیر چلائے)۔ (پ ۹)

س سچی اجاورو؎ عرب میں نکر پھینکنے یا تیر چلانے دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ دیکھئے۔ آیام حج میں

ماورؤ؎ س حلی جہرئی یعنی بتوں کو نکر مارنا ہر شخص کی زبان پر چڑھا ہوا رہتا ہے۔

بیبیاں، بانڈیاں، بلکہ شیرخوار اطفال بھی جنابِ بدر ولایت کے حسنہ سے محروم نہیں رہتے تھے۔ ذَالِكَ

هُوَ الْقَوْمُ الْمُحْطَبُ۔

بیانِ قرآن اور پند و نصیحت کے بعد حضرت صدیق ولایت رضی اللہ عنہ نے بیبیوں اور بچوں کو کھان پل

کے پُرانے قلعے میں بھیجا جو مشرق میں آدھ کوس (دو ٹون میل) پر ہے۔^{۱۶}

چونکہ ان واقعات کے جز و جزو میں سیدنا ہمدی علیہ السلام کی نظر مبارک کام کرتی تھی اسی لئے ان

واقعات کی اہمیت اس قدر بڑھی ہوئی ہے۔ اور اسی وجہ سے اس کا ایک ایک پہلو ثبوتِ ہدیت میں آفتاب

۱۵۔ خاتمِ صلح چلایم اللہ ولایت ۱۵۔ اس قلعہ کو گوگر کر ایک زمانہ ہوا۔ اب صرف اینٹوں کا ڈھیر نظر آ رہا ہے۔ ۱۲

عالم تاب کی طرح دلیل روشن بنائیں

کرنہ بینہ بروز شب پر چشم
چشم آفتاب را چپ گنہار
سعدی
وَكَأَيِّن مِّنَ آيَاتِنَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَمْ يُشْرِكُوْنَ عَلٰی سَآوَاهُنَّ غِنًى مَّا عُنَّا مَعُ جُنُوْدِنَ (۱۳)

بیعت

بیمبوں اور بچوں کو کھاس بھیل کے پرنے قلعہ میں بیعت کے بعد بند کی میاں سیدتہ ندیشہ نے سردار و جہاں
حضرت رسول اکرم کی بیعت میں ایک درخت کی شاخ بائیں ہاتھ سے پکڑی اور کھٹے رہ کر نقرائے حزب اللہ
سے فرمایا۔

خ

”بیائید۔ بیعت کنید“

یہ فرمان سن کر سب نے اس طرح بیعت کی کہ حضرت صدیق ولایت کا دست مبارک اوپر تھا، اور
جان نثاروں کا ہاتھ آپ کے دست مبارک کے نیچے تھا۔ دو زہوت میں بیعت المرضوان اگرچہ کہ واقعہ جنگ حدیبیہ
سے تعلق رکھتی ہے لیکن آپ نے بحیثیت تبعیت حضرت رسول علیہ السلام یہ عمل جنگ کھاس بھیل کے وقت کیا۔
نبا برآں حضرت نبی ہمدی کے صدقے سے آئیرات الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ورسول اللہ
فوق ایڈیٹور آپ اور آپ کے جان نثاروں پر بیعت صادق الٹی ترجمہ (اے پیغمبر) جو لوگ تمہارے ہاتھ

۱۰۔ ایک روز اٹناے سفر میں حضرت امام علیہ السلام اور تمام صحابہ نے ایک جاتنام کیا تھا۔ وہاں کا وقت تھا نہیں مسلم کتنے روز
کے نقرہ خاق کے بعد کچھ فتوح آگئی تھی۔ اس لئے مرد اور عورتیں کھائی پکائی میں مصروف تھیں۔ اتنے میں سیدنا ہمدی علیہ السلام فرمان
خدا سے روانہ ہو گئے۔ چونکہ آپ کی روانگی وقتاً قعی، اس لئے ہاجرین کو تیاری کا موقع نہ ملا۔ لیکن کہیں پر والے بھی چین سے
بیٹھے ہیں! دیکھا کہ آقا سے دو جہاں تو تشریف لے جا رہے ہیں۔ بس یہاں کیا تھا۔ کسی نے تو سے میں آدمی کئی آدمی بکرا روٹی سر پر ڈھالی
کسی کے سر پر آدمی کئی آدمی کئی کچھری کی ہنڈی ہے کسی نے اپنے دونوں کندھوں پر بچے ٹھالے ہیں۔ کسی نے بوند ہے باپ کو۔
کسی نے بوڑھی ماں کو پیٹھ پر لے لیا ہے۔ کسی کے سر پر اونٹنی ٹھوٹھوٹھی ہے۔ دو پر کا وقت اور گری ہلائی ہے ایسی حالت میں بھی
گنگے پاؤں اپنے آقا سے جلد مل جانے کی غرض سے جلدی جلدی چل رہے ہیں۔ سیدنا ہمدی علیہ السلام نے میل پر چڑھ کر پیٹھ دکھا تو
ہاجرین اس بیعت سے پرہیز انداز آ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا خدا نذا ان لوگوں نے تمہیں تیری محبت اور تیرے شفق میں ٹھہرا اور
عیش و آرام چھوڑ کر بیعت و شقت اختیار کی ہے۔ دربار خداوندی سے ارشاد ہوا

”اے سید محمد از ایشاں دست بیعت کن۔ ایشاں مقبول درگاہ ما اندگ
سیدنا ہمدی علیہ السلام نے ان سے بیعت لی۔ اس وقت ۳۱۳ھ صحابہ تھے۔ آپ ان کی اس بیعت کذائی و نیز خداوندیکم
سے بشارت مقبولیت سن کر بہت ہی خوش ہوئے و عاشیہ و کتب ہالہ (۱۲ جاریہ)

پر بیعت کرتے ہیں وہ خدا ہی سے بیعت کر رہے ہیں۔ خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے (ب)۔ اسی طرح آج
 لَقَدْ رَفَعِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُكْفِرِينَ إِذْ يُبَاقُونَ نَافِثَاتٍ تَحْتَ الشَّجَرَةِ كَأَنْهِيَ عَنْكُمْ آيَاتُ اللَّهِ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ سے حاصل ہوا۔ ترجمہ۔ (لے محمد) جب مسلمان درخت (ہبول) کے نیچے
 تمہارے ہاتھ پر لٹنے مرنے کی بیعت کر رہے تھے خدا یہ حال دیکھ کر ان مسلمانوں سے خوش ہوا (ب)۔
 ز ہے قوم کہ مخصوص یہ قرآن باشند (انتخاب ب)

پھر فرمایا کہ

» ہزار سال کے بعد جنگِ بدر و ولایت کا ظہور ہوا «

اور اس کے تعلق کئی آیتیں بیان فرمائیں۔

اس فرمان کی وجہ یہ ہے کہ جنگِ بدر و ولایت میں بعض خصوصیتیں ایسی ہیں جو جنگِ بدر نبوت سے
 بہت کچھ مشابہت رکھتی ہیں مثلاً

۱ کفار قریش نے اسلام کو نیت و نابو و کروالے کا تہیہ کر لیا تھا، اس لئے مدافعت میں تلوار اٹھانے
 کے لئے ارشادِ خداوندی ہوا کہ

أَذِنَ لِلَّذِينَ يُقْتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظَلَمُوا طَوَّاتِ اللَّهُ عَلَيْهِمْ لَضَرِّهِمْ لَقَدْ آتَى
 الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبَّنَا اللَّهُ
 وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفُتِنَتِ صَدَاحِجٌ وَبِيعٌ
 وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدٌ يُدْعَى فِيهَا لِلَّهِ لِيُذِلَّهُمْ لِيُنْصَرَّتِ اللَّهُ
 مَنْ يُنْصَرُّ هَاتِ اللَّهُ لِقَوِي عَزِيزٌ سَبَّحَ تَرْجَمَهُ جَنِّ (مسلمانوں) سے (کافر)

[تاریخ] حضرت صدیق ولایت نے بھی حضرت خاتین کی بیعت میں جان نثار و جان باز حزب اللہ سے بیعت لی۔ سیدنا ہدی مردوں کی
 بیعت اسی طرح لیا کرتے تھے چنانچہ ہنگامی میں شاہِ دلاور کو قلعین کرتے وقت لکھا ہے کہ
 ”میران دست خود بالاسے دست میاں دلاور ہاندو فرمودند مرید اللہ شویہ... (ماشیہ)
 ید اللہ فوق ایدل ہجر کا بیان کرتے وقت سیدنا ہدی علیہ السلام نے فرمایا
 ”دست خدا بر دست شما“

صحابہ نے عرض کیا مفتین تو دست سے مراد دستِ قدرت دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا
 ”ایشان را چونم شدہ است خداے تعالیٰ فرمودہ است لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ
 (۱۱) خدا کے تعالیٰ صاحبِ دست است فائز کسے نیت (ماشیہ)

ڑتے ہیں (آب) اُن کو (بھی اُن کا ذول سے لڑنے کی) اجازت ہے اس واسطے کہ اُن پر ظلم ہو، یا ہے اور کچھ شک و شبہ نہیں کہ اللہ اُن کی مدد کرنے پر قادر ہے۔ (یہ وہ مظلوم لوگ ہیں) جو (بے چارے) صرف اتنی بات کے کہنے پر کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے ناحق (ناروا) اپنے گھروں سے نکال دئے گئے اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے (باعد) سے ہٹواتا رہتا۔ تو (نصارے کے) قصۂ ضعیف اور (گرجے اور (مہو دیوں کے) عبادت خانے اور (مسلمانوں کی) مسجدیں جن میں کثرت سے خدا کا نام لیا جاتا ہے کبھی کے ڈھائے جا چکے ہوتے۔ اور جو اللہ کی مدد کرے گا اللہ (بھی) ضرور اُن کی مدد کرے گا۔ کچھ شک و شبہ نہیں کہ اللہ زبردست (اور سب پر) غالب ہے۔ (یٰس)

یہاں بھی علماء اور شایخ نے مذہب ہمدویہ کا استیصال کر ڈالنے میں حتی الوسع کوئی کوشش باقی نہ رکھی تھی یہاں تک کہ تکفیر کے فتوے دئے گئے۔ ہمدویوں کو جان سے مار ڈالنے کی نسبت یہ فتویٰ دیا گیا کہ جو شخص ایک ہمدوی کو قتل کرے گا اُس کے گویا دانتی وارٹے کے دس قرآنوں کو مارا اور اُن کو سخت سخت ایذاں دینے میں بیکر ثواب بنایا گیا چھ مرتبہ بندگی میاں کے دائرہ کی مسجدیں اور حجرے جلائے گئے ہیں سال میں بائیس مرتبہ آپ کا اخراج ہو۔ اسی بنا پر خود بندگی میاں نے ملائکہ الہیوں کے خط میں اسی اوپر کی آیت سے استملال کیا۔

۱۔ دانتی وارٹا پالن پور سے شمال میں پندرہ میل پر واقع ہے، وہاں کے کوئی بڑے قزاق اور مشہور پوٹو تھے جسے دانتی وارٹے سے احمد آباد تقریباً سو میل کے دراز فاصلہ پر وجود اس قدر حاصل کر دیا گئے تھے کہ وہاں بھی جو راں کرتے اور ساہی راستوں پر بھی مسافروں کو دن دن وارٹے قتل کر کے ان کا مال، اسباب لوٹ لیتے اسی وجہ سے فتوے میں دانتی وارٹے کے کوئیوں کا حوالہ دیا گیا۔ ان ہی کو لیبوں نے بندگی میاں کے پوتوں کو ۱۹۹۳ء میں دائرہ دسارٹے سے جالو جاتے وقت شہید کر ڈالا جو سترہ شہید کے نام سے مشہور ہیں جس طرح حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہ حبشہ کے جوازہ پر اور حضرت ہمدی علیہ السلام نے بادشاہ خراسان کے جوازہ پر نماز غافلانہ پڑھی اسی طرح حضرت خاتم المرشدین نے ان دونوں کا تمیث میں ان سترہ شہیدوں پر اپنے دائرہ جالو میں جو دانتی وارٹے سے تقریباً سو میل کے فاصلہ پر واقع ہے نماز غافلانہ پڑھی۔ دانتی وارٹے سے تین میل پر موضع مارو وارٹے میں یہ سترہ شہید مدفون ہیں۔ ان قیران دائرہ کے مظلومانہ قتل کے بعد ان ٹھاکروں کے ہر گھر میں قدرت الہی سے بات پیدا ہو گئی کہ باپ اپنے پہلوئے فرزند کو تیس دیکھ سکتا تھا اسلئے کہ عورت کے زنا سے حاصل ہی وہ مر جاتا۔ آج سے سو برس پر ایک مقدس ہستی شہی حضرت سیدنا حمیام صاحب پالن پوری کے درمحل پر گمانے اور صدقہ سے ان قزاقوں کے معافی مانگنے پر اپنے یہ دعویٰ کہ ”جاؤ۔ شوہر نہیں مرے گا، لیکن تم لوگ (ٹھاکر نہیں رہو) کوئی جو جاؤ گے وہ تمہاری رہی ہی حکومت بھی چلی جائیگی“ چنانچہ ویسا ہی ہوا اور اُن کی توجہ بھی ٹوٹ گئی۔

۲- ادھر ابو جہل نے میدان جنگ میں ران الفاظ میں دعا مانگی کہ

”اے خدا جو ہم دو فریق میں سے تعلقاتِ رھی کا کاٹنے والا اور زمین میں فساد کرنے والا ہے اُسے اس جنگ میں ہلاک کر دے“

اور جنگ کو چلتے وقت (غلاف) استتار کعبہ کو پکڑ کر قریش نے بھی اسی قسم کی دعا کی تھی کہ

”اس جنگ میں اللہ تعالیٰ اُس فریق کا ناصر و حامی ہو جو راستی اور حق پر ہے“

ادھر عین الملک نے بمقام گھٹایال (کھال بھیل سے ساڑھے چار میل) جہاں شبِ ہاشمی کے لئے پڑاؤ کیا تھا اپنی فوج سے مخاطب ہو کر کہا

”جو انوسچ اور تھوٹ پرکھ لو، ابھی اس کا فیصلہ ہو جائیگا کہ برسرِ حق کون ہے؟“

بندگی میاں نے جواباً فرمایا۔

”اگر میں چاہوں تو اکیلا افواجِ سلطانی کو بھگا دوں مگر یہ امر سنتِ الہی کے خلاف ہے“ (دفتر اول ک ۱ ب)

پھر فرمایا

”ثبوتِ ہمدی تلوار کی دھار پر آگ کا ہے۔ انشاء اللہ تلوار ہی سے حق اور باطل کو الگ کر دوں گا۔ ہر پہنچنے والے ہمد میں ایک چیز حکم ہو کرتی تھی جس سے حق و باطل کی تمیز ہو جاتی تھی“

حاکمے بود دست در ہر عصر از پروردگار بود در بدر الولایت حکم۔ شمشیر آبار (دفتر اول ک ۱ ب)

۳- ادھر حضرت نبی کریم کو مکہ معظمہ سے نکلنے کی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا کَمَا آخِرَ جَبَلٍ سَرَّابًا مِّنْ بَيْنَتِكَ بِالْحَقِّ (یہ) جیسا کہ تمہارے پروردگار نے تم کو تمہارے گھر سے امرِ حق کے لئے نکالا۔ ادھر

بندگی میاں نے دائرہ کھال بھیل سے نکل کر میدانِ جنگ کو جاتے وقت فرمایا کہ

”ہمارے اور ظالموں کے درمیان محض خدا واسطے کی لڑائی ہے۔ بیچ میں کوئی سبب نہیں ہے“ (دفتر اول ک ۱ ب) محض امرِ حق پیشِ نظر ہے

۴- ادھر حضرت عمرو بن دہب کا حضور نبوی میں آنحضرت کے قتل کے ارادے سے آنا اور شرف

بر اسلام ہو جانا۔ اِدھر سیدی یاقوت اور سیدی بلال سردارانِ نون کا عین امانک کے لشکرِ جرّار سے نکل کر حضورِ صدیقِ ولایتؐ میں آنا اور تصایق و ترک دنیا سے مشرف ہو جانا۔ (رواد اکتاف)

۵۔ حضرت نبی کریمؐ نے جنگ شروع ہونے سے پہلے ہی آواز باندی آت جو چند سال پہلے نازل ہوئی تھی بڑی اللہ نے ہرگز نہ اجمع قیوم ثقات اللہ بنو ترجمہ بشتاب بکر وہ شکست کھائے گا اور پیٹھ پھیر پھیر کر بھاگیں گے۔ اِدھن اسی طرح میدانِ جنگ کو جاتے وقت حضرت صدیقِ ولایتؐ نے زبان پر یہ شعر تھا

میدانِ دسلت ہر کسے سر می دہا گوی رد من نیز از سرخو استم تا گوے برون جی م
اس کے علاوہ سیدنا جہدئی نے بیس سال پہلے ہی فرمادیا تھا کہ
”پہلے روز تمہاری فتح ہوگی“

۶۔ وہاں آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ ابتدا مشرکین سے ہو یہاں بھی پہلے لشکرِ مخالف سے ہوئی۔ کیونکہ
حضرت صدیقِ ولایتؐ نے فرمادیا تھا کہ

”ہم مظلوم بنیں“ یعنی ہم مظلوم بن کر لڑیں
۷۔ میدانِ جنگ کو جاتے وقت وہاں بھی کمال بے سرد سامانی تھی اور یہاں بھی۔
۸۔ نزول ملائکہ۔ وہاں بھی اور یہاں بھی۔

۹۔ دورِ نبوت میں ۳۱۳ مجاہدین کا مقابلہ ایک ہزار سے۔ دورِ ولایت میں ڈیرہ سو کا مقابلہ
پینتالیس ہزار سے۔ نوٹ۔ دائع کے لحاظ سے ایک ہزار فوج تھی۔ اگر ایک لاکھ ہوتی تو بھی مجاہدین فی
سبیل اللہ حسب بشارتِ خدا سے غالب غالب ہی رہتے۔ ۱۲

۱۰۔ وہاں شرمارے گئے یہاں آٹھ ہزار نوٹ۔ ستر اور آٹھ ہزار سے بحث نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے
کہ دونوں جنگ میں دشمن کے اموات کی تعداد بہت بڑی ہوئی تھی۔ اور حزب اللہ کی بہت ہی کم۔
کیونکہ دورِ ولایت میں ہر مات بڑی ہوتی رہتی ہے چنانچہ سیدنا جہدئی فرماتے ہیں۔

”نبوت میں ۳ فرتے ہیں ۲ ہالک اور ایک ناجی۔ نوٹ۔ بعض محققین نے
ابجد کے حساب سے یہ نکتہ بتایا ہے کہ جن فرقوں میں حسد ہے جس کے عدد ۲۰ ہوتے
ہیں وہ ہالک ہے اور جو فرقہ حسد سے پاک ہے وہی ناجی ہے۔ یہاں ولایت ہے اس لئے

۷۳ فرتے ہیں ۷۳ ہالک اور ایک ناجی۔“

دور نبوت میں چار صحابہ کرام ہیں ذورِ ولایت میں پانچ۔ ذورِ نبوت میں دس مہشر ہیں دورِ ولایت میں بارہ۔ دورِ نبوت میں حسبِ فرمانِ رسول اکرم حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ایمان کے مقابلے میں کسی کا بھی ایمان نہیں ملتا۔ ذورِ ولایت میں حسبِ فرمانِ حضرت ہدیٰ سیدین برابر ہیں اور ذاتی۔ یعنی ان دو سید کے ایمان کے برابر کسی کا بھی ایمان نہیں مل سکتا۔

۱۱۔ وہاں سب کو جنت کی بشارت۔ یہاں بھی سب کو جنت دیدار کا شرف۔

۱۲۔ قریشِ قعدا لشکر کے لحاظ سے، ساز و سامان کے لحاظ سے، اچھے مقام پر پڑاؤ کے لحاظ سے۔ جنگی تجربہ کاریوں کے لحاظ سے، دولت و شہمت کے لحاظ سے، مشہور مشہور بہادرانِ جنگ کی موجودیت کے لحاظ سے، غرض کئی پہلو سے ان کو توفیق ہی توفیق حاصل تھی۔ دوسرے پہلو پر مجاہدینِ اسلام کا معاملہ اس کے برعکس تھا یہاں ہر طرح کی کمزوریاں ہی کمزوریاں جمع تھیں۔ باوجود اس کے ایک زبردست ہاتھ نے ان تمام طاقتوں کا چھری گھنٹوں میں حاکم کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اس ہاتھ کی تعریف میں فرماتا ہے ید اللہ فوق اید یحجر کفر ماتا ہے ماسر میت اذ رحمت و لکن اللہ سرچی جنگِ بدر نبوت کی طرح جنگ کھاں جیمل کا بھی یہی منظر ہے۔ فتح اس بڑی ذلِ فوج کو دیکھ دیکھ کر مسکراتی ہوئی اللہ کا یہ وعدہ سنا رہی تھی کہ قَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِي فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا اَمْرُؤُهُمَا يَخْتَفِعُ تَهَارًا لِّئِنَّ دَانَ (دو گروہوں میں جو ایک دوسرے کے مقابل جنگ ہوئے (بڑی ذل ہے۔) یا خاص مجوزہ ہے، یا قدرتِ الہی کا خاص کرشمہ ہے کہ چھوٹی سی بے سرو سامان اور نافرمان فوج ایک بڑی صلح فوج پر غالب آئی،

۱۳۔ اللہ تعالیٰ نے اس جنگِ بدر کو قَوْمَ الْفُرْقَانِ يَفِي مَا اتَّفَقَ الْبَعْثَيْنِ طفرمایا۔ یعنی جس روز دو فوجیں نہ مقابل ہوئیں (اور گرفتار نہ باوجود دیوری طاقت کے پوری شکست کھائی جس سے) اُس دن نے (دین حق اور دین باطل میں) بین فرق تباہ کیا۔ اسی طرح جنگِ بدرِ ولایت میں بھی وہی بات تھی اور یَوْمَ الْفُرْقَانِ کے بارے میں سیدنا ہدیٰ نے ہمیں سال پہلے ہی بطور حجتِ قاطع فرمادیا تھا کہ

”بھائی سید خوند میر پہلے روز تمہاری فتح ہوگی.... اگر ایسا نہ ہو تو بندہ ہدیٰ موعود نہیں“

۱۴۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تعظم سے شب کو ہجرت کرتے وقت سورہ لَيْسَ پڑھتے ہوئے مشرکوں کی طرف خاک پھینکی تھی۔ یہ خاک قدرتِ الہی سے جن لوگوں کے سر پر پڑی وہ سب کے سب غزوہ بدر

میں قتل ہو کر معافی النبوۃ اس طبع جنگ بدو لیت کے روزی زہمی کے ساتھ تات اور نہایت لے لے شبت خاکسٹ پھینکنے سے پھر کافر مگنے اور کئی زخمی ہوئے۔

۱- اس جنگ کو اللہ تعالیٰ نے بیکتناہ فرمایا لیسھلک لکنھلک لکن قایتلہ قایتلہ صحتی صحتی صحتی صحتی جلیسۃ بترجمہ تاکہ جو شخص ہلاک نہ لے والا ہے وہ جیتے تمام ہوتے پیچھے زندہ رہے (نک) سیدنا زہمی علیہ السلام نے یہی آیت پکارنا بت صدیق ولایہ سے فرمایا ہیں آیت در شان شماسا (ریشارت بز ۱۲) ۱۱ ہنگی میں اس سیدنا سے ہی مطلع اہل لایت میں سیدنا زہمی کو جیندہ اور ہنگی میاں کو بھی (تہجاء) جیندہ لکھا ہے۔

۱۲- وہاں مجاہدین بدسری کے لقب سے ممتاز ہوئے۔ یہاں بھی حضرت صدیق ولایت نے ان مشترک خصوصیتوں اور ان کے علاوہ اور کئی باتوں پر نظر کر کے اس جنگ کو جلا سلا لایت اور مجاہدین فی سبیل اللہ کو بدسری فرمایا

کبڈی

بیعت سے خارج ہو کر نماز عشا کے بعد آپ نے فقرا سے حزب اللہ کو کبڈی کھیلنے کے لئے فرمایا تمام رات کبڈی میں گدگئی۔ اور صبح ۱۲ شوال ۹۳۰ ہجری پر چار شنبہ ہنگی میاں شہر فقرا سے حزب اللہ اکر اللہ میں بیٹھے ہوئے

۱- ہنگی میاں سید برہان الدین نے فقرا اول کننہم باب اول میں اس کھیل کی ترکیب میں طرت سے لکھی ہے۔ غرض یہ کھیل قریب قریب آج کل کے ڈٹ کول کے جیسا ہوتا ہے۔ پالیاں ہار میں جس کھیل کو "کوٹ کوٹ" اور "کوٹ کوٹ" سے معنی ہڑے قرص کی روغنی روٹی آکھتے ہیں (کیونکہ دم نہ ٹوٹے تاکہ کوٹ کوٹ.... پوننا لازمی ہے) وہ بھی اسی کے شاہد ہے لیکن اس میں دھیر د اور وہ بڑ بھیر ہوئے جیسے کبڈی میں ہوتے ہیں۔ یو لوی سید احمد نے فرنگ آصفیہ میں اس کھیل کی ترکیب اس طرح لکھی ہے۔

کبڈی (اص) ام مؤنث۔ لڑکوں کے ایک کھیل کا نام ہے جس میں برابر کے دو گروہ بنا کر کھیلنے اور بیچ میں ایک خط فاصل مقرر کر کے وہاں بیٹی کا ڈھیر یا جوتیاں وغیرہ رکھتے ہیں اس کو پالا کہتے ہیں (پالا یعنی کندہ۔ قدر فاصل جیسے تلاب کی پالیاں راقرہ اقرم قلوب الدین) اس کے کھیلنے کا طریق یہ ہے کہ ایک لڑکا ایک گروہ کی طرت سے دوسرے گروہ کی حد میں کبڈی کبڈی کرتا ہوا جاتا ہے اگر وہ مخالف کے کسی آدمی کو چھو کر بغیر دم ٹوٹے پالے تک آئے گا تو یہ آئے مار آیا یعنی اس کھیلنے والے کو کھما کر دیا۔ وہ گروہ میں سے طرہ ہو کر جا بیٹھتا ہے اور ج طرت ثانی نے اس کو پکڑ لیا اور پالے تک بولتے ہوئے نہ آنے دیا تو دہر گیا۔ غرض اس طرح کھیلنے کھیلنے جب کسی گروہ کے سب آدمی مر جاتے ہیں تو وہ گروہ ہار جاتا اور اس کے نام پالا ہوتا ہے۔ ہر حال کبڈی ایک نوجھی کھیل ہے جس سے سپا ہرول میں ہتی اور چلائی جیسا ہوتی ہے۔ چونکہ ہنگی میاں اس رات کو خصوصیت سے کھیلے ہیں اسلئے اگر چہ کہ چار سو سال سے زیادہ زمانہ گزر گیا اس وقت بھی وہاں کہیں ہمدی رہتے ہیں ہری قصیدت سے برکت اور اتھاقا کبڈی کھیلنے میں جس کی وجہ سے واقعہ شہادت کی یادگار ہر سال آزارہ ہوجاتی ہے۔

تھے۔ اور بیٹے ہی سے آپ نے فرما دیا تھا کہ

”ابتدا دتمن سے ہو، ہم مظلوم نہیں، (افزادہ کہو یہی)
 اتنے بیر، دتمن کے ایک دستہ فوج نے آکر دائرہ کی باڑ جلائی اور بعض فقیروں کو تیروں سے زخمی کیا۔ اُس وقت
 آفتاب نکل چکا تھا۔ بندگی میں حالتِ نفلومیت میں اٹھے اور نعرہٴ تسبیح بلند کر کے میدانِ جنگ کو روانہ ہوئے۔
 رفتہ رفتہ دل کا بے نشہ لیف لیجاتے وقت ہی زبان مبارک پچھتیا دُوہڑا اور یہ فارسی استعار تھے۔ اور ذیل کا دوہرا جو
 سیدنا جہدی علیہ السلام نے بھی بعض دفعہ پڑھا ہے آپ اکثر اوقات پڑھا کرتے تھے اور اس کو منع پر بھی پڑھا۔ دوہرا
 جیسے تارے زمین کے، ایتے و نہری سچ۔
 دھڑ سٹولی سٹس کنگرت توئی نہ تہجوسی سچ۔“

یعنی جس قدر کہ رات کے ستارے ہیں اتنے لوگ میرے دشمن ہو جائیں۔ تیسرا بسمِ داربر اور درصدا شہر کے کنگروں
 پر لٹکا دیا جائے تو بھی اے خدا میں تجھے ہرگز ہرگز نہ چھوڑوں گا۔

پچھتیا

۱	پچن جھلیو بانی راے	پچن کوزو کھو یو۔
۲	پچن جھلیو ہرنی چنہ	پچ گھر نیز سٹو یو۔
۳	پچن جھلیو کڑا دیت	پچن پوند و بن سپیو
۴	پچن جھلیو شرمی رام	گنگ و بھی شتر تھپیو
۵	پچن جھلیو جگ دیو	شس سٹکا کن آ پیو
۶	پچن کسی کوزو چن کے	کڑ سے چھتیا کٹے
۷	پچن کھے۔ پکڑم سنو	بول وچن نو پلٹے

ترجمہ۔ ملی راجا نے اپنا عہد و پیمانہ سربراہ اٹھالیا۔ شاہی خاندان کوزو نے محض ایفا سے عہد کے لئے اپنا
 خاندان بر باد کر دیا۔

۲۔ راجا ہرنی چن نے محض پاسداری زبان کی وجہ سے ہرنی کے گھر بانی بھرا۔

- ۳۔ راجا کرٹران دیش نے اپنی زبان کا پاس لمحوں کا لٹکا اور مخالفانِ پال کو لوٹا پناہ دے کر اپنے کتے
 سلطنت چھوڑ کر بنی باس (جنگل میں رہنا) اختیار کیا۔
- ۴۔ راجا رام چندر بھجی نے وعدہ و فالی کی۔ جس کی وجہ سے اُن کی حکومت و مہنتی شہتہ کو دستِ دی گئی۔
- ۵۔ راجا جگت دیو نے زبان کی پاسداری میں بھٹائی کو اپنا ستابک دے دیا۔
- ۶۔ جو شخص زبان سے وعدہ کر لینے کے بعد وعدہ خلافی کرے تو اُسے پابستہ کہ اپنی زبان اپنے ہی ہاتھوں کا کٹوا
 ۷۔ بیدیاں کہتا ہے۔ لے راجا کپڑم سنو۔ زبان دے کر کبھی اور کسی حالت میں بھی نہیں پلٹنا چاہئے۔

بیعت

جاناں نہ دھم زد دست تا جاواں نہ دھم
 من جاواں چہ ہمز دست، جاناناں نہ دھم

۹

اے خوش روزے کہ من آں شاہ را جاواں کنم
 ہر چہ در صد سال گرد آوردہ یا شتم این زماں
 پیش او شکرانہ جان نہیں راقویاں کنم
 گر ہمہ جان است ایشاں روہ جاناناں کنم

۱۰

میدانِ وصلت ہر کسے سہمی دہ گوی ہزد
 من می آروم تا ہنگرم چندیں کہ گشتہ بردش
 اینک میان گشتہاں خود را سپردن می اروم
 افتاد بند از پاسے من اکوں بی میدان سپردم
 ہاں شکرش آسیتتم تا پیش سلطان می دھم
 ماہ صغیرم وصف بکنن بو دیم در زندان تن
 صد بند را سیتتم شمشیر خود آسیتتم



نقشہ جنگ بدر و ولایت اول

از نقشہ نگار درو دیوار شکستہ

مستطرفہ

موقوفہ ۱۲ شوال ۱۳۰۳ چہارشنبہ

قصبہ کھال بھیل

گاؤں کوٹ



دائرہ کا پھر پھانگ



۱۰.۱۰.۱۰

بجنا بجا تاجا
بجنا بجا تاجا
بجنا بجا تاجا

بجنا بجا تاجا
بجنا بجا تاجا
بجنا بجا تاجا

بجنا بجا تاجا

دائرہ



حزرت امیر القریب

دائرہ کا پھر پھانگ

لاٹوں کا دار

فوج سلطانی



کھال بھیل کا پرا تعلقہ



مشرق کھال بھیل سے دو کوس دہلیں میں گوشہ مہم ج میں وضع گھاڑیال

آثار پیدست " بزرگان سلف را
ای مجرمین حضرت یانایا
مذہب ہونیں۔ علی بن ابی طالب سے
بناؤں پیچھے کی تھی کہ تیرے گھر دار
ہو گیا کہ اسے گھسی ہے۔ نہیں
ہو گیا کہ اسے گھسی ہے۔ نہیں
ہو گیا کہ اسے گھسی ہے۔ نہیں

یہ علامت X اس بات کی ہے
کہ جنگ کے وقت تعامات مندرجہ
نقشہ موجود تھے۔ بعد میں
دیران ہو گئے۔

دوسرے فوج اعلا
کوس اور چوکہ کے وسط میں حضرت کی
سجداہ تھی۔

گراں آتا ہوا سکر دائرہ کی نیو ڈرائے سے پہلے اس پر
چڑھنے کی صورت چلتے تھے۔ آگے موٹ میں بارہ کوس پہنچتے
پھولیں پانی رہتا ہے۔

بجنا

یہ علامت x اس بات کی ہے کہ جنگ کے وقت مقامات مندرجہ نقشہ موجود تھے۔ اب ناپید ہو گئے ہیں۔

نقشہ جنگ بدر و لایب تھانی

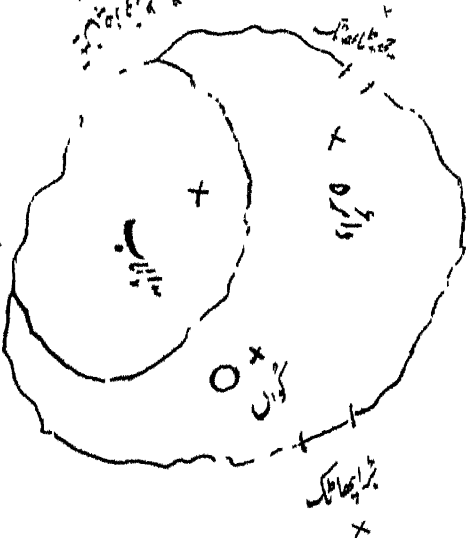
موتوری ۱۴، شمال ۹۲۰ سنہ ۱۰

بھیجیو قاتل سر زینب کو جس سے کہ جہاد میں لڑنے والے تھے

وہ تھے وہ لوگ جنہوں نے لڑنے سے انکار کیا

بہتر ہے کہ انہوں نے لڑنے سے انکار کیا

نہی کو قتل نہیں ہونا ہے چنانچہ ان اب تک کبھی نہیں ہوا

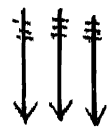
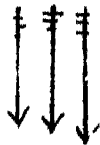


سدا سن (مہدی پور)



شمال

عجاہدین فی سبیل اللہ گاؤں سے آدھ کوں پڑ



نالہ المشہور ۱۰ ریل

فوج سلطانی

کھان پھیل سے ہیں

گیا کہ کوں شمال میں



نہی

چھوڑے

شرقی

پہن

کھان پھیل

کھان پھیل سے

کھان پھیل سے

وَلَقَدْ أَنْصَرْنَاكَ اللَّهُ بِبَنِي قَيْسٍ أَنْتُمْ إِذْ لَأْتِيَتْكُمْ جُوعٌ وَبُرْجَانُكَ اللَّهُ تَعَالَى لَنْ تَكُونُ بَنِي قَيْسٍ نَجِي
 ذی۔ دھالیکہ تم (بے سرد سامانی کی وجہ سے دشمن کی نظر دل میں) کچھ حیثیت نہ رکھتے تھے (پہلے)

تاریخ ۱۲ سوال ۹۳۳۔ چہار شہید کی صبح کو دائرہ گھال بھیل سے مشرقی میدان میں دونوں نوجویں

سفا آرا ہوئیں۔ عین الملک نے لشکر جبار کے تین حصے کر کے ایک حصہ پر امیر خاوند ہاں اور جو جھاڑھاں کو مقرر کیا۔ دوسرے
 حصہ خاص خاص امیروں کی نوج کا الگ کیا۔ اور تیسرا حصہ رانی ذاتی نوج کا ایسے زیر کمال رکھا (دست اول کنگ پ)
 فہرست جالور اور گھال بھیل کے مطابق طالبان حق کی تعداد دو سو تھی جس میں شہدا عذبی، اور کچھ بھی شامل ہیں۔
 حضرت صدیق ولایت نے کمال شہادت سے بچوں کو بھی فہرست جنگ جویان بدر ولایت میں اسلئے شریک کیا تھا کہ اس کے
 حصہ سے بے فیض نہ رہیں۔ [بلکہ حضرت قائم المرشد کو آب کی والدہ حضرت بی بی فاطمہ ولایت شاہ سے جو کچھ ترکہ میں ملا تھا
 وہ بھی گھوڑوں کی خریدی وغیرہ میں شریک کر دیا گیا۔ کیونکہ مالی خدمت بھی ختم نہ سے خالی نہیں ہے] لیکن جنگ کے وقت
 بچوں کو بیسیوں کے پاس چھوڑ دیا تھا۔ اس لئے نبر و آزماؤں کی صحیح تعداد دو سو سے بہت کم تھی۔ شہید ہونے
 والوں کی تعداد میں ساٹھ سو اور چالیس پیارے اور اسلئے جنگ میں نئے پرنے چھ بکنر آٹھ تلواریں، خنجر، نیزے اور
 تیر و کمان، کلاسیاں۔ بس یہی سرمایہ جنگ تھا

۱۔ اصل نام جھانڈا *Jhalandra* پھر جالور (جھالا قوم کے راجپوتوں کی نسبت سے) اب جالور۔ جو دھوپور
 سے گوشہ مغرب و جنوب میں ہے۔ *Jhalandra - Watson's Atlas of Gujarat - Jodel's Rajasthan*
 اب تو بیل ہو گئی ہے اور بوڑھی جاتی ہے۔ لگی تاریخ کے قطع نظر یہی واقعات کے لحاظ سے بھی جالور پر اتاری تھی تمام ہے۔ قائم الاولیا حضرت
 ہمدی علیہ السلام ۹۰۷ھ مطابق ۱۵۰۷ء میں مالور تشریف لائے اور چار مہینے قیام فرمایا۔ حضرت کے قدم کی برکت سے زبیدۃ الملک
 عثمان خاں مع قبیلہ و نوج و اکثر رعایا تصدیق سے شرف ہوئے۔

بندگی میاں سید خوند شیر کے زمان سے اسی مقام میں پہلی دفعہ فہرست شہدا و غازیان بدر ولایت ترتیب کی گئی۔
 بھیلوٹ شریف کی طرح جالور میں بھی اکثر صحابہ ہمدی علیہ السلام کا جمع رہا ہے۔ دسویں صدی کی ابتدا سے بارہویں
 صدی کے شروع تک بزرگان دین کے اکثر سے بلا انقطاع جالور میں رہے ہیں۔

راقم آٹھ ۱۳۳۹ء میں رہنمائے رائٹرین کے لئے سوانہ فرام کرنے کی غرض سے جالور گیا جبکہ پالن پور سے کی بیسیاں بھی میرے ساتھ
 تھیں اس وقت ارادہ کیا کہ جالور کی عالی شان جامع مسجد جس کو سلطان علاء الدین خلجی نے تعمیر کرایا تھا اور
 جہاں حضرت ہمدی علیہ السلام نماز جمعہ کو تشریف لیجا یا کرتے تھے اور اخیر عشرہ رمضان میں آپ نے اعتکاف بھی کیا تھا۔ اسی
 طرح ۱۳۹۰ء میں جبکہ بندگی میاں شاہ نعمت اور حضرت خلیفہ گروہ کا دائرہ جالور میں تھا اس وقت انہوں نے بھی اسی جامع مسجد میں
 اعتکاف کیا تھا ہاں جا کر قدم حضرت خلیفہ اللہی خاک سے اپنی پیشانی رگڑ کر سعادت حاصل کروں میں نے اور میرا بھتیجا [جہاں]

دوسرے پہلو پر فوج مقابل میں سات ہزار سرکاری مسلح پولش، چار ہزار حبشی، پانچ ہزار پیادے، اٹھارہ
 طہزار ہاتھی یعنی جو تعداد کہ چند شریف میں چاہا پیر سے روانگی کے وقت کی بتائی گئی ہے اس کے علاوہ احمد آباد سے
 تین سو جنگل ہاتھی لائے تو ہیں، پانسو نثار سے ہر پانسونے، پانسو باردار، نیزہ امر سے سلطنت، عین الملک سپہ سالار
 فوج اور اتھتی سرداران محلو خاں اور جھو جھان خاں کے خانگی انواع کا اضافہ صرف یہ نہیں بلکہ گھڑ سواروں کی بھرتی
 جو ہر مقام سے ہوتی جاتی تھی، اس کے ساتھ ساتھ جملہ فوج تھیں نائینتالیس ہزار شاہ کی جاتی تھی۔ (دفتراول کک ب)
 قارئین کرام کے ملاحظہ کے لئے چند شریف سے صرف میدان جنگ کا بیان انتخاب کیا جاتا ہے تاکہ معلوم ہو کر مزاد
 موجودہ کے انداز بیان اور چاروں برس پہلے کے طرز بیان میں کیا فرق ہے۔

بدلہ موعودہ مقبول معبودہ میدان جنگ میں

نمبر ۲۵۔ سوتیا چند (کیستھا)
 ۱۔ اٹھے رنڈر سیتھہ ہنڈون جنب ہاگین بھگنم نفیزی ٹنڈن ٹنڈن ٹنڈن

[جاریہ] سید ہمدی نے اپنی آرزو اور عقیدت کے خلاف خانہ خدا میں ہایت انفسوں کے ساتھ دیکھا کہ مسجد کے پیش میں تو میں کیجی ہوئی ہیں
 مسجد ہی میں ایک طرف جھو بنا کر اس میں باروت بھر دی گئی ہے۔ مسجد کے وسط حجاب میں جہاں امام گھڑا رہتا ہے بتنی تصویر
 شکر گئے سے کھینچی ہوئی ہے اور شاہ انداز منبر پر مانا کا رکھ رکھا ہوا ہے اور ریاست جو دھول کی طرف سے تو پختہ کے ملازم جو کجے سب
 ہندو ہیں ہمن مسجد میں چیتے سے کھیل رہے ہیں جس کو ہمارے آنے سے چار روز پہلے حضرت خاتم المرشد کے روحہ کے قریب
 سے پکڑا کر ہمارا جو دھول کے حضور بھیجنے کے لئے بھرے میں رکھا گیا تھا۔ اللہ اللہ سلطنت کی طرح مذہب کو اور مذہب کے ساتھ ساتھ متا
 تبریک کو بھی زوال لگا ہوا ہے اور جگر پر اس قسم کی خرمیاں جو پیدا ہوئیں بلکہ گاؤں کے گاؤں تصدق ہمدی سے ہٹ گئے اس کی اصل وجہ
 ہاویان وین کی ہجرت وطن کے اہم فرض کی ادائیگی سے بے اعتنائی اور غلاف فریمان ہمدی ہمیشہ کے لئے ایک جا قیوم ہو جانے اور
 کاسیوں کے ساتھ معاشرتی تعلقات بہت ہی بڑا دیئے کی وجہ سے ہے۔ فاعتبر وایادونی الایمان۔

۱۔ سزا چند شریف کی نسبت گروہ تھہر میں یقین عام طور سے مشہور اور کتب نقلیات میں مرقوم ہے کہ ہند کی میاں شاہ
 دلاور رضی اللہ عنہ کے فقیر میاں علی محمد کو جو مصالحتی ہندی تھے میں روز جذبہ رہا۔ حالت جذبہ میں آپ کی زبان مبارک سے
 بے ساختہ جو اشعار نکلے وہ آپ کے بھائی میاں پیر محمد نے فوراً تلمذ کر لئے اور اپنے مرشد ہند کی میاں شاہ دلاور کو سنائے۔ آپ نے اس
 کلام کو بہت ہی پسند فرمایا اور میاں علی محمد کو ہدایت کی کہ ”آئندہ سوزوں کلام نہ کہیں“ کہہ کر جو کچہ کہا جائے گا چند شریف کے مقابل میں
 چھٹکا چوکا۔ اس سے قبل آپ سات زبانوں میں اشعار سوزوں کر چکے تھے مگر چونکہ یہ چند نعوت تھیں آپ کی زبان مبارک سے بیستہ
 اور بلا ارادہ نکلا ہے اسلئے اس میں نصاحت اور بلاغت کے علاوہ بجز انہی ہے۔ اور اسی اثر کی وجہ سے مقبول عام اور مشہور نام ہو گیا ہے
 (خاتم لسانی دفتراول اختیار لاسرار۔ وغیرہ [جاریہ])

- ۳۔ مارے جوش کے بدن کے پھولنے اور سختی پیدا ہونے سے تنبند بیٹھیاں، اور انگرکھوں کے بند ٹوٹ ٹوٹ جانے لگے اور زرہ وزین کی منجیں اٹھانے لگیں۔
- ۴۔ سردار فوج ہندگی میاں سید خوند میر کے ہم مقابل ہونے سے دشمنوں کی گردنیں کڑا کے کی آواز کے ساتھ ٹوٹ ٹوٹ کر تن بے سرو و حرام سے گرتے تھے۔
- ۵۔ فوج مقابل میں زبور سے چھوٹتے تھے اور بڑے طاقتور گھوڑوں سے جو توپیں لائی گئی تھیں وہ بھی برہمیت آواز کے ساتھ گولے برساتی تھیں۔
- ۶۔ سپاہ کے جسم اور سر پیٹ پھٹ جاتے تھے۔ اور ان کے سر کے بال اور نعلوں کی لٹیں ہمدوی جانباڑوں کے ہاتھوں کی گرفت میں آ کر کھل کھل جاتی تھیں۔ یہ بہادر سپاہی (جو اپنے زعم میں خود کو بہادر سمجھے ہوئے تھے) اب کمال اضطراب کے باعث دیوانہ ہو گئے تھے۔
- ۷۔ کڑا کے کے ساتھ گردنیں، اور فوری جھٹکے کے ساتھ سر ٹوٹ ٹوٹ کر کوٹتے اور ان کے جسم بیجان کے ڈھیر ہو جاتے تھے۔
- ۸۔ سردار فوج ہندگی میاں سید خوند میر کے ساتھ مقابلہ کرنے سے دشمنوں کی گردنیں کھٹ سے اڑا کر تن بے سرو و حرام سے گرتے تھے۔
- ۹۔ میدان جنگ خون کا دریا ہو گیا۔ اس دریا سے خون میں ہاتھی اور گھوڑے چلنے سے اڑنے لگے۔
- ۱۰۔ لشکر ہمدوی کی طرف سے سناٹے کے وہ تیر آنے لگے کہ جن سے قلعے یعنی گھوڑے اور پہاڑ یعنی ہاتھیوں کے جسم کھڑکھڑا ہٹ اور ہڑ ہڑا ہٹ کے ساتھ گرتے تھے۔
- ۱۱۔ میدان جنگ میں جو اس وقت دریا سے خون ہو گیا تھا فوجی سپاہیوں کے سرشل آبی کچھوے کے اور کٹے ہوئے ہاتھ شل ماہی بے آب کے تڑپتے تھے۔
- ۱۲۔ سردار فوج ہندگی میاں سید خوند میر کے ساتھ مٹ بیٹھ رہ جانے سے دشمنوں کی گردنیں کڑا کے کے ساتھ اڑ کر تن بے سرو و حرام سے گرتے تھے۔
- ۱۳۔ طالبان حق شراب محبت کے سرخ جام سے متوالے ہو کر میدان میں اپنے پاؤں جھاتے اور دشمنوں سے دست بدست مقابلہ کرتے تھے۔
- ۱۴۔ بہادر جاں باز قلب لشکر میں گھس گھس کر فوج کو ہٹاتے اور مردان جنگ کو کچھاڑتے تھے جس کی وجہ سے

عینل کاشکر ہر سمت گر گر پڑتا تھا۔

۱۵- اس وقت ان ظالموں نے دانستوں میں نکال لیا اور ایسے بھاگے کہ مارے خوف و ہراس کے ایک ایک پر گرتے تھے۔

۱۶- قلعہ حزب اللہ بندگی میاں سید خوندیہ کے ساتھ تھا بلکہ کرنے سے اُن کی گروئیں کھٹ سے اڑاؤ کرتی تھیں۔ بے سرد دھڑام سے گرتے تھے۔

ترجمہ
ہاں اللہ تعالیٰ تمہاری قسم خور ہے لہذا تم لوگوں کو (۱۰)
یہ تمہارے پروردگار کا طرف سے روشن دلیلیں اور ہدایت اور
رحمت ہے اُن لوگوں کے لئے جو یقین رکھتے ہیں۔ (سورہ ۱۰۱)

خصوصیات جنگ

۱- اس جنگ بدر ولایت میں بہت بڑی خصوصیت یہ ہے کہ فقرا سے حزب اللہ کو بارگاہ خداوندی سے اس مبارک موقع پر جو نعمتِ ظلمی نصیب ہوئی وہ؛ ویدار چشم سر ہے جو بغیر طلب اور بغیر محنت و مشقت کے عطا ہوا۔ اور وہ بھی ایک نہیں، دو نہیں، چار نہیں بلکہ کل فقرا سے حزب اللہ کو۔ اس کے علاوہ دیدار بھی بلا شرط تعلیم و تفہیم، بلا قید مدت صحبت، اور بلا امتیاز عمر و قابلیت؛ سب کو یکساں طور پر کیا۔ کوئی مذہبی تاریخ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اس زمانہ تک یعنی سات ہزار سال کے قریب سے وراز میں بھی ایسی نظیر پیش کر سکتی ہے؛ جبکہ زمانہ ایسی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے تو کیا اس صورت میں اس کو سچا حجة ہدی علیہ السلام نہ کہیں گے؛ کیونکہ اس جنگ میں جو کچھ غیر معمولی واقعات پیش آئے، بحیثیت بدلائات ہدی ہی کہا جائیگا کہ ہر امر میں سیدنا ہمدی علیہ السلام کا اندرونی ہاتھ ہے۔ پس عطیہ دیدار چشم سر بھی فی الحقیقت سیدنا ہمدی علیہ السلام کی نظر مبارک کا اثر ہے جس سے مستورات دائرہ

۱۷- بندگی میاں شاہ قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عالمانہ تصنیف "مجموعہ ہمدی میں سووال یعنی اخیر معجزہ" میں شہادتِ مخصوصہ کو ثبوت ہمدی میں آیت انظر و حجت انور و معجزہ بزرگ تر" فرمایا ہے اور اخیر میں لکھتے ہیں کہ "حجت ہمدی برآں معجزہ تام شدہ"

بھی بہرہ منگھیں۔

۲۔ حضرت صدیق ولایت گھوڑے پر سوار ہیں۔ آپسگی گود میں بندگی میاں سید محمود خاتم المرشد بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور حضرت شفقت پوری، اُدھر محبت پسری کا اظہارِ ظہین کے حرکات و سکنات اور راز و نیاز کی باتوں سے ہو رہا ہے۔ دشمن کی فوج ہاتھی، گھوڑے، توپوں وغیرہ جنگ کی پوری تیاریوں کے ساتھ سامنے کھڑی ہوئی ہے۔ اُس وقت حضرت صدیق ولایت باوا بلند فرما رہے ہیں کہ

”فوج کیوں آگے نہیں بڑھتی؟“

اِس کا جواب نہ تو عین المکابچہسا لارنوح کی زبان سے نکلتا ہے نہ اُس کے امیروں اور سپاہیوں کی زبان سے۔ وہ کیا چاہیں کہ اِس سکوت کی خاص وجہ کیا ہے۔ صرف اتنا ہی سمجھے ہوئے ہیں کہ اُن پر عجب غالب ہے۔ ہمت نہیں ہوتی کہ ایک قدم آگے بڑھیں حالانکہ اُدھر پینتالیس ہزار کی مسلح فوج کھڑی ہوئی ہے اور اُدھر گنچ کے فقیر بے سہر و سامانی کے ساتھ آدھ جنگ ہیں۔ آخر بندگی میاں ہی نے فرمایا

”بیٹے جب تک تمہاری نظر شکر پر ہے شکر کا مقدور نہیں کہ ایک قدم آگے بڑھ سکے!“

اُس وقت حضرت خاتم المرشد کی عمر صرف سات سال کی تھی۔ ہم دریافت کرتے ہیں کہ اِس چھوٹی سی عمر میں آپ کی نظر مبارک میں اِس قدر قدرت کہاں سے آگئی؟ تحقیق فرماتے ہیں کہ اِس کے دو سبب ہیں۔ پہلے تو آپ سیدنا ہمدانی کی صورت پر پیدا ہوئے جس پر کوئی قادر ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ دوسرے یہ کہ بندگی میاں نے آپ کو گھوڑے پر اپنی گود ہی میں فیض ہمدانی سے فیضیاب کر دیا تھا۔ عارفانِ الہی جانتے ہیں کہ یہ فیض کُل کائنات کا سرچشمہ ہے اور سرچشمہ ہونے کی وجہ سے کُل کا اہل ہے اور سب اُس کی فرع۔ تو کیا فرع (شکر اعدا) بھی کہیں اصل پر یا عکس (فوج دشمن) شخص پر غالب ہوا ہے! آخر بندگی میاں نے آپ کو دائرہ میں بھیج دیا تب جا کر شکر نے پیش قدمی کی۔

ایک سات سال کے بچہ کی نظر مبارک کے اثر سے اس قدر کثیر و تعداد فوج کا ایک قدم بھی آگے نہ بڑھنا

۱۵۔ اُس وقت بندگی میاں نے آپ کو جو تعلیم دی تھی میرے مرشد کی تعلیمی بیٹیوں سے اُس کی نقل خاکسار کے پاس موجود ہے۔ منکم اور ہی سے آپ نے کس اعلیٰ پایہ کا فلسفہ سنا بلکہ عارفانہ رُخ پایا تھا جو ایسی اعلیٰ تعلیم آپ کے ضبط ذہن ہو گئی کیا چکا ہے کہنے والے نے

داد اور اوقاتِ شریعت شرط نیست
بلکہ شہر و قابلیت داد اوست

ایض وصال ۱۱۰۱ھ محرم ۹۹۹ھ مطابق ۶ دسمبر ۱۵۹۰ء ۶۲ سالہ سن حال و ذکر لائف زیر پای میں بندگی ملک معروف بنو افضل
اشرفی عشرہ شرف ۱۲

ایسا اہم بالشان واقعہ ہے جس کی نظیر پیش کرنے سے دنیا بھر کی لگی اور مذہبی تاریخیں قاصر ہیں۔ تو کیا اس صورت میں یہ امر حیرت انگیز نہ کہا جائے گا!

جس طرح سیدنا ہمدی علیہ السلام نے اپنی نظر مبارک ڈال کر بندگی میاں کو آن واحد میں باہوتی بنا دیا۔ پھر آئین طریقت کے موافق ہر مرتبہ اور ہر مقام کی تعلیم و تفہیم سے بہرہ اندوز فرمایا تاکہ فیض ہمدی کا سلسلہ قیامت تک بلا انقطاع جاری رہے۔ اسی طرح بندگی میاں نے اپنے صاحبزادہ کو فیض ہمدی سے فیضیاب کر دیا۔ پھر حضرت خلیفہ گردہ رضی اللہ عنہ نے ہر مرتبہ کی باقاعدہ تعلیم و تفہیم سے مرتبہ کمال کو پہنچایا دیا چنانچہ یہ بات بندگی میاں کو حضرت ائم کی دی ہوئی بشارتوں اور حضرت خاتم المرشد کے چھ معاملوں سے جو انصاف نامہ باب ہفتم میں مرقوم ہیں ظاہر ہے۔

۱۲۱۔ اول جنگ بدر و ولایت کے روز میدان جنگ میں حضرت صدیق ولایت نے اپنے ولی نعمت امام الانام سیدنا ہمدی علیہ السلام کی معظی تلوار ابھی چار انگلی ہی میان سے کھینچ تھی کہ بارگاہِ خداوندی سے ارشاد ہوا کہ

”اے سید خوند میری صفت مایا لا میں و قدرت مامعائتہ کن“

جب آپ نے سنا تھا کہ آسمان کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ فرشتے پرے باندھے ہوئے ہیں اور ہر فرد میدان سے چار انگلی تلوار کھینچے ہوئے جنگ کے لئے تیار ہے۔

پھر ارشاد خداوندی ہوا کہ

۱۲۱۔ ”اے سید خوند میری تیغ تو تیغ ماست اگر تو تیغ زنی کسے زندہ نمائے۔ اگر مرد ہفت نظر پاشد“

از پیش تو ہمہ بگرزند (حاشیہ۔ اخبار بت)

۱۲۱۔ ”اے سید خوند میرا بسوے آسمان بنگر کہ ہمہ فرشتگان بقدر چار انگشت تیغ کشیدہ بسوے تو نگر اند۔ تو اگر تیغ تمام کشیدہ برآ نہا برانی ہمد فرشتگان تیغ کشیدہ بر تمام عالم برآند و قتل عام کنند تا قیامت جدال منتفی شود“

”بعدہ بندگی میاں شمشیر در نیام کردہ بر چہی در دست گرفتہ بسم اللہ گفتہ اسپہا تاختند“

(تذکرہ ب)

۱۲۱۔ دصال ۴۲، رمضان ۱۰۱۹ھ مطابق ۳ فروری ۱۸۳۹ء جبکہ حضرت خاتم المرشد رضی اللہ عنہ کی عمر ۲۲ سال کی تھی حضرت خلیفہ گردہ کے مدح و حالات کے لیے صفحہ ۲۸۱ تحت شاربہ مذکور ہے کہ لفظ ”اخوان“ ”ذماتہ“۔

آپ نے یہ فرمان سن کر شمشیر فوراً میان میں کر لی اور ہاتھ میں نیزہ دے کر لڑنا شروع کیا۔
تخلیق عالم سے اس وقت تک صد ہا مذہبی لڑائیاں ہوئیں لیکن کسی جنگ میں بھی یہ بات نہیں پائی
جاتی کہ سردار نوح کی شمشیر کشی پر فرشتوں کی ہمنوں نے بھی مجاہدین فی سبیل اللہ کی تائید میں
میان سے اتنی ہی تلوار نکالی ہو!

علاوہ انہیں اس سے زیادہ اہمیت اؤر کیا ہو سکتی ہے کہ جنگی میدان کی تلوار کشی کو اللہ تعالیٰ
نے اپنی طرف منسوب کر کے فرمایا

”اے سید خود میر تیغ تو تیغ ماست.....“

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اس امر کی ہدایت کرتا ہے کہ حضرت صدیق ولایت کی شمشیر کشی نہایت بدلہ ذات ہمہ فی اللہ تعالیٰ
سیدنا محمدی علیہ السلام کی شمشیر کشی ہے۔ آجے مارحیت ادرہیت و لکن اللہ مرھی اور تیغ تو تیغ ماست میں
کس قدر معنوی موافقت ہے! پس ان خصوصیات کو کیا خصوصیات محمدی علیہ السلام نہ کہیں؟

۴۔ یہ واقعہ کس قدر حیرت انگیز ہے کہ ایسی جزی نوح کے مقابلہ میں جنگی میاں نے صہب نیزہ ہاتھ میں لے کر
غیر معمولی کرشمے بتائے۔ اور نیزے کے ٹوٹ جانے پر کوڑے سے اٹھارہ ہاتھوں کے ایک ایک
مار میں دو دو ٹکڑے کر ڈالے! کیا محض چپڑے کی پیری سے ایسے قوی اہلہ جانوروں کا دو دو ٹکڑے
کر ڈالنا کوئی معمولی کام ہے! یہ کرامتیں نہیں ہیں بلکہ بنظر ہلہ ذات محمدی حضرت ہمہ علیہ السلام کے
معجزات ہیں۔ کیونکہ شہادت مخصوصہ کے پیش آئینہ واقعات آپ نے بیان کر کے فرمایا کہ
”تیغ محمدی ہر دستم گردو“

انشاء اللہ حسب فرمان حضرت محمدی علیہ السلام شہادت کا انجام اسی طرح ہوا۔ قیامتی حدیث بخدا
یَوْمَ مَيِّتُونَ! **پ**

۵۔ کتنی بڑی بات ہے جو جنگی میاں نے یہ فرمایا اور بس کا بیان آگے گند چاکا

”مٹھی بھرٹی ڈالنے سے دشمن کی فوج مقہور ہو جائے گی“
چنانچہ حضرت صدیق ولایت کی حرم حرم اہلترخانہ کے مشت خاک ڈالنے پر چشمہ مرگئے اور کئی لوگ زخمی ہوئے
اسی طرح دوسری بیبیوں کی مشت خاک سے بھی معلوم نہیں کتنے سارے قتل ہوئے اور کتنے زخمی ہوئے!

اس واقعہ کو اصحابِ نبیل کے واقعہ سے کس قدر نسبت ہے جب کہ ابرہہ بادشاہ کعبۃ اللہ وصالے کی غرض سے فوجِ جرار کے ساتھ مکہ معظمہ پر چڑھ آیا لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ سے اباہیل پرندوں نے جو بیچ اور بیچوں میں مروڑ کے کنکر اٹھائے اور ان ہی کنکروں سے فوجِ اعدا ہر میت کھا کر بھاگ گئی۔

۶۔ کیا یہ معمولی بات ہے کہ مٹھی بھر فقیرانِ فاقہ کش دتھینا ڈیرہ سو پینتالیس ہزار فوج کے مقابلہ پر کمر بستہ ہوں۔ یعنی تین سو کے مقابلہ میں ایک۔ اٹے میں نمک بھی نہیں اور وہ بھی ایسی بے سرو سامانی کے ساتھ! توپوں اور کارآزودہ ہاتھیوں کے مقابلہ میں لٹھیاں اور خنجر کیا کام دے سکتے ہیں! لیکن نشانِ الہی دیکھئے کہ صرف ساٹھ سو ارا اور چند پیادے پینتالیس ہزار فوج کثیر رجو بڑی شان و شوکت اور شاہی و بدبکے ساتھ آئی ہوئی تھی سبقت لے گئے! انقارے حزب اللہ، دیت چشم سر سے جو محض عطیۃ ایزدی تھا مست و خمور اس جاں نشانی سے لڑے کہ صرف ساتھی گھنٹوں میں میدانِ خالی ہو گیا۔ اور حسبِ پیشین گوئی حضرت صدیق و ولایت جو میاں قاضی ششکی زبانی عین الملک کو دی گئی تھی فوجِ سلطانی ایسی بھاگی کہ کڑی چھوٹا نا جا کر دم لیا۔ یا حسبِ فرمانِ حضرت صدیق و ولایت یوں کہنے کہ

آٹا اڑ گیا اور نمک رہ گیا۔

حضرت آدم علیہ السلام سے اس وقت تک جس قدر ملکی اور مذہبی لڑائیاں ہوئی ہیں کیا کوئی شخص ایسی نظیر پیش کر سکتا ہے؟ اس میں شک نہیں کہ بعض ہوتوں پر دو سو آدمی دس ہزار پر غالب آئے ہیں مگر کیسے۔ پہاڑ کے دروں یا ایسی ہی قدرتی بڑکاوٹوں سے فائدہ حاصل کر کے جہاں وہ اپنے آپ کو چھپا کر دشمن کی زد سے بچ سکتے تھے اور دشمن کے لئے پس و پیش کوئی کٹھن نہیں تھا کہ بھاگ کر اپنی جان بچائیں۔ لیکن یہاں نہ وادی تھی نہ پہاڑی۔ تلخ تھا نہ ندی۔ صاف صاف چٹیل میدان تھا۔ ایسی صورت میں فقرائے حزب اللہ کی شکست کے لئے گھوڑوں کی روندن ہی کافی تھی۔ کیا یہ فتحِ معجزہ ہمدی نہیں ہو گیا کیا یہ فتحِ صوب فرمودہ حضرت ہمدی ثبوتِ ہمدی میں حجتہ قاطعہ نہیں ہے؟ کیونکہ ہم اوپر ہی لکھ آئے ہیں کہ بندگی میاں سید خوند میر کے

۱۰۔ چالیس پیادے جو دائرہ کے چھوٹے بھاگ پر حسبِ فرمانِ بندگی میاں خط کشیدہ کی حد سے آگے نہ بڑھ سکتے تھے وہ سے میدانِ جنگ میں آزادی کے ساتھ نیرو آزمائی نہیں کر سکتے تھے اس لئے ان کو مستثنیٰ کر چیکے بعد لڑنے والے دو سو میں ایک سو ساٹھ رہے۔ اور آٹھ بیچوں کی گنتی بھی نکال دیکھو پیر ۲۲ ارہ جاتے ہیں (ملاحظہ ہو فرست غازیانِ بدر ولایت) ۱۰۔ یہ وہ پیادے ہیں جن کا نام نہرست غازیان میں درج تھا۔ چالیس پیادے جو دائرہ کی بھاگ پر رکھے گئے تھے وہ فرست شہدائیں داخل تھے۔ ۱۰۔

۱۱۔ طلوع آفتاب سے نہرست ۱۱۔

ہر ایک فعل میں بحیثیت بدائع ذات ہمدی سینا امام کا دست مبارک ہے اس لئے جنگ بدر ولایت کا ایک ایک کرشمہ معجزہ کی شان رکھتا ہے۔ اور جبکہ معجزہ دعویٰ کے ثبوت میں پیش کیا جاتا ہے تو بندگی میاں کا ایک ایک فعل، ایک ایک کرشمہ ثبوت ہمدی میں ہیں اہل ہے۔ خیالی اہل کریمہ تکلیف باب۔ اسی وجہ سے حضرت صدیق ولایت کی ذات خاتم حجت ہمدی کے لقب سے بیشتر ذہلک، اور گروہ متقدسہ میں بھی اسی نام سے مشہور ہے۔

۷۔ کتنی حیرت کی بات ہے کہ فقراے بے سرو سامان قلب لشکر ہیں گس گس کر لڑتے تھے لیکن نہ کوئی سوار شہید ہوا نہ پیادہ۔ صرت ان چالیس بیادوں نے دائرہ کے پھاٹک پر پیام شہادت نوش کیا جو فرماں بندگی میاں سے احاطہ خط سے باہر نہیں ہو سکتے تھے اور دوسرے پہلو پر دشمن کی فوج سے آٹھ ہزار مارے گئے ہم دریافت کرتے ہیں کہ کیا کسی معلول تاریخ جہان میں بھی ایسی نظیر مل سکتی ہے؟ جبکہ کوئی واقعہ جنگ خواہ دنیا کے کسی قطعہ زمین میں ہو ایسی نظیر پیش نہیں کر سکتا تو اس کو معجزہ ہمدی ہی کہنا چاہئے۔

۸۔ جنگ بدر ولایت کے مقصود اصلی پر نظر کر کے بندگی میاں نے لشکر اعدا کی نسبت فرمایا
 ”اُس کو بُرا بھلا مت کہو وہ خود نہیں آتا بلکہ لایا جاتا ہے“ (دفتر اول کف ب) پھر فرمایا
 ”ہمارے اور ظالموں کے درمیان محض خدا واسطہ کی رٹائی ہے بیچ میں کوئی سبب نہیں ہے“ (دفتر اول کف ب)

اسی وجہ سے فقراے حزب اللہ کو آپ نے ہدایت کی کہ
 ”دشمن کا تعاقب نہ کریں کیونکہ ہم کو تھوڑا ہی ملک گیری کرنا ہے اور نہ دشمن کی کوئی چیز ٹوٹیں۔“
 حضرت میراں علیہ السلام نے جنگ اول کی نسبت جو پیشین گوئی فتح و نصرت کی فرمائی تھی خدا کا شکر ہے کہ پوری ہو گئی“ (دفتر اول کف ب)
 خاتم سلیمانی لگ چل میں لکھا ہے کہ

”ضرورتاً ہتھیار اٹھا سکتے ہو“
 ۹۔ میاں کبیر محمد کھمبائی کی نسبت مشہور نقل ہے کہ آپ بہت ہی نرم دل اور خدا ترس آدمی تھے ایک

ایک روز آپ کسی کام کے لئے بازار کو تشریف لے گئے تھے۔ وہاں دیکھا کہ جلاد کے ہاتھ میں کسی سرکش کا سر ہے، جس کو لئے ہوئے دوکان و دوکان سے پیسہ مانگ رہا ہے۔ خون آلودہ سر دیکھتے ہی آپ بیہوش ہو کر گر گئے۔ دائرہ میں یہ کیفیت معلوم ہونے پر فقراے دائرہ وہاں پہنچے اور میاں کبیر محمد کو اٹھا لائے۔

حضرت صدیق ولایتؑ کی ہیں بی بی خوزرہ ابو حضرت کے سر میں سنگی کرتے وقت ظرافت ملیح کے طور پر کہنے لگیں کہ
 ”میاں کبیر محمد جیسے فقیران دائرہ لشکر سلطانی سے کیا متبادلہ کر سکیں گے؟“

ق

آپ نے فرمایا

”ہن - یہ کیا کہتی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ قدرت عطا کی ہے کہ اگر لکڑھی کے محبتے بنا کر لڑوں تو بھی شکست فاش دیدوں....“

میاں کبیر محمد کی نسبت یہ بھی شہور ہے کہ رات میں حواج بشری کو جاتے وقت اپنی بی بی کو اٹھا کر ساتھ لے جاتے؛ اور بکرے کو ذبح ہوتے دیکھ ہی نہیں سکتے تھے یا دصف اس قدر نرم دل ہونے کے جنگ کی آمادگی دیکھ کر جذبہ جہت سے اُن میں اس قدر شجاعت پیدا ہو گئی کہ ایک ہاتھ سے اپنے آٹا کے ”اہدین گھوڑے کی رکاب پکڑی اور دوسرے ہاتھ سے خوب خنجر جلا کر شجاعت کے جوہر دکھائے کیونکہ آلات حرب کی سموت کے وقت صرف خنجر کا تقاضا تلوار نہیں ملی تھی جس کے ملنے کی اُن کو کمال آرزو تھی۔ اب جو مقتولیں کی تلوار مل گئی تو آپ نے بندگی میاں سے عرض کیا کہ اب عینل کا پتھر اڑا دیتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ نے ایک ہی وار میں جیتر اڑا دیا اور نذر اول کٹ بنا فقراے حزب اللہ کا یہ تصور دیکھ کر عین الملک پر ہیبت طاری ہوئی اور جان کے لالے پڑ گئے۔ اُس نے فوراً گھوڑے کی باگ موڑی اور راہ فرار اختیار کی۔ سردار کے ساتھ تمام لشکر کے دم اکھڑ گئے اور بھاگنے کے سوا کچھ بن نہ آئی۔
 (دفترا دل کلا ب)

عین الملک نے موضع گھاٹیاں سے جہاں شب باشی کی گئی تھی صبح کو حضرت صدیق ولایتؑ پر لشکر کشی کرتے وقت اپنی نوح سے مخاطب ہو کر با آواز بلند کہا کہ

”جو انوار چند بھیک کے ٹکڑے کھانے والوں کا کیا مجال ہے جو لشکر سلطانی سے مقابلہ کر سکے اے بہادر سپاہیو! صبح اور چھوٹ کو پرکھ لو؟ ابھی اس کا فیصلہ ہو جائے گا۔ کہ سرسرخ کون ہے؟“

چند تشریف میں اس طرح لکھا ہے۔

”پات کپتاں پار کھو دہنی ہے ہنس زروا نر“

میاں ملک بڑا نے عین الملک کے بھاگنے پر طعن دیا کہ

”اب فرمائے۔ چند بھیک کے ٹکڑے کھانے والوں سے آپ کیوں بھاگ رہے ہیں؟“

عین الملک کو غصہ آیا لیکن خاموش رہا۔ پھر دوسری مرتبہ یہ طعن دینے پر کہ

”جناب! دیکھ لیا کہ حق پر حضرت صدیقِ دلایت ہیں یا آپ؟“

یہ کلام عین الملک کو سخت ناگوار گذرا اور قتل کر ڈالنے کا حکم دینے پر فوراً تہیہ کر دے گئے (دفعہ اول کتاب)

عین الملک نے میاں قاضی شمس کی واپسی کے بعد میسور چارن کو ہندگی میاں کی فوجی قوت اور زہرا سے دائرہ کے جنگ کی نسبت خیالات دریافت کرنے کی غرض سے بھیجا۔ چارن نے ذہن دوت کر کے دہرہ بوس ہو کر، حقیق میں

رنگا ہوا دوہا (قطعہ) پڑھا جس کا ایک مصرع یہ ہے

بن وونٹے بن ویندھڑے سنجے گھاٹ گھڑائے۔

ترجمہ۔ بغیر بسولے اور بغیر اُتی کے از خود گھاٹ بنتا جا رہا ہے۔ یعنی بغیر آلات ذکر اللہ کے (جو کہ ذکر فکر مراقبہ

مشاہدہ ہے) محض قلبی شان کی برکت سے از خود حقیقہ الحقیقہ کی شان پیدا ہوتی ہی رہتی ہے۔ حضرت

صدیقِ دلایتؓ دو ہائیں کر بہت خوش ہوئے چونکہ حضرت صدیقِ دلایتؓ کو معلوم ہی تھا کہ چارن کس

غرض سے آیا ہے آپ نے پان کے بڑے کا اگال زمین پر تھوکا۔ فدائیانِ ہندگی میاں فوراً دوڑے اور

پس خوردہ چاٹ لیا۔ ہندگی میاں کے فدائیوں کی یہ کیفیت دیکھ کر چارن نے عین الملک سے کہا

”آپ کی نوج میں تو صرف دو ہی بہادر ہیں اور ہمدو یہ نوج میں ایسے بائیس جاں نثار ہیں اور

وہ بھی ایسے کہ میں نے دیکھا کہ اپنے مرشد کے محض پان کے اگال پر تصدق ہو گئے۔ جبکہ ان کی فدائیت

کی یہ حالت ہے تو میدانِ جنگ میں کیا کچھ نہ کر گئے!“

چارن کا یہ کلام سن کر عین الملک کے دل پر خاص اثر ہوا؛ کیونکہ میاں قاضی شمس زبان سے ہندگی میاں کا

۱۵۔ میاں قاضی شمس نے واپس آ کر عین الملک سے کہا

”دائرہ کا ایک ایک فقیر جو شمسِ جنگ اور شہادت کی آنگٹ میں بھرا ہوا ہے۔ ایسا جرش آپ کا فوج میں کہاں ہے!“

اس کے علاوہ گجرات کی دس ہزار تلواروں میں چھ تلواریں تو شاہِ خونذیر کے جاں نثار ہیں۔ اس صورت میں آپ

کی فتحِ شمل ہے“

چھرتشیر کے نام یہ ہیں۔

ہندگی میاں یہ عطیں۔ ہندگی ملک اہداد۔ ہندگی ملک تھو۔ ہندگی ملک یعقوب بن ملک حسن۔ ہندگی ملک اسماعیل کارنجی۔

ہندگی میاں سید خاں جی مخدوم زاہد ازاد اور حضرت سید محمد گیسو دماز بہتر پورانی

جو شیلا اطلاع نام سن کر پہلے ہی سے متاثر ہو چکا تھا۔ لیکن واپسی کو مصلحت ملکی کے خلاف سمجھ کر آمادہ جنگ ہوا۔ گردل میں تو دھڑکا تھا ہی؛ بالآخر اسی دھڑکے نے عین الملک کے پاؤں اکھیر دئے۔

شام کو بندگی ملک شرف الدین سدراسن سے تشریف لائے اُس وقت بندگی میاں نے فرمایا ”بھائی شرف الدین۔ اگر تم جلد آئے ہوتے تو دیکھتے کہ میاں کبیر محمد نے کس ادلو العزمی کے ساتھ دارمراگئی دی اور شجاعت کے جوہر دکھائے“

ہم دریافت کرتے ہیں کہ ایک شخص جو فطرتاً ایسا نرم دل ہو کہ حاجت بشری کو اکیلا نہ جاسکے (۱) اُس کی طبیعت میں ایسا غیر معمولی تغیر کیسے پیدا ہو گیا (۲) اور زخموں میں چور ہوتے ہوئے اپنے آٹاکے گھوڑے کی رکاب عین معرکہ آرائی میں بھی کیسے پکڑے رکھی! (۳) اور جس شخص کو مارنے کا خیال آتا کہے دل میں آیا اسی پر تلوار کا وار کیسے چلایا! کیا ان حیرت انگیز واقعات کو معجزاتِ مہدی علیہ السلام کہیں گے۔

۱۰۔ بارہویں شوال کو ظہر کے وقت دشمن کی فوج کا ایک شخص بھی میدان جنگ میں نہ رہا تجبیز و تکفین کے بعد شب کو حضرت صدیقِ ولایتؑ غازیوں اور بیبیوں بچوں کے ساتھ قبضہ سدراسن روانہ ہوئے۔ دو راتیں اور ایک دن گزرنے پر جمعہ کی صبح کو چار بجے سدراسن شریف پہنچے۔ مژدوں گاؤں سے کچھ فاصلہ پر قیام فرمایا اور بیبیاں گاؤں میں بھجادی گئیں۔ بندگی میاں نے گاؤں میں جانا اسلئے پسند نہ فرمایا کہ حالتِ بکسی، بے سرو سامانی، اور مساکرت میں شہادتِ مخصوصہ نصیب ہو۔

حسن متابعت دیکھئے کہ سیدنا ہمدی علیہ السلام کا وصال اُمّ المؤمنین بی بی لکھان کے حصے میں ایک پرانے بوٹے پر ہوا جہاں گھر کے ضروری سامان کا بھی فقدان تھا۔ اور جیوں پور سے ہجرت کرنے کے بعد تو آپ کو ہر وقت مسافرت ہی مسافرت اور بے سرو سامانی رہی۔ بندگی میاں کو یہ نعمتیں نہ صرف زمانہٴ حیات میں بلکہ عین شہادت کے وقت بھی اپنے آقا کے اتباع میں نصیب ہوئیں اور نبی ہمدی کے صدقے سے آئی و کائنات فَضَّلَ اللَّهُ عَلَيْكَ عَظِيمًا (۱) کے مصداق بن گئے۔

۱۱۔ چودھویں تاریخ کی صبح کو دشمن کی منتخبہ فوج جو تعداد میں ۴۵۰ تھی آگئی۔ چونکہ مجاہدین فی سبیل اللہ ایک ذلّت لی نالے سے سمت مغرب تیارم پذیر تھے اسلئے فوج اعدائے نالے سے مشرق میں پڑا کیا۔ سادون دشر (دشمن)

۱۲۔ دائرہ کے مغربی پہاڑ کے قریب درختِ نیم کے نیچے (جہاں اب اعلیٰ کا محل ہے) ایک مربع گڑھا کھودا گیا جو طول و عرض میں دس دس گز تھا۔ بندگی میاں نے اوپر بیٹھ کر ان شہد کو دفن کر دیا۔ (خاتم سلطانی نہیں معلوم اس زمانے میں گڑھا کھودا گیا تھا۔)

کا ہینہ تھلا۔ یام بارش میں جو سے بناس سے کٹ کر ایک نالہ جنوب میں بہتا تھا۔ اس میں بکننت کچھ بھونٹ کی وجہ سے تگرہ و متقدسہ میں کچھ پینہ نالے کے نام سے مشہور ہو گیا اور وہاں کے لوگ اس کو "ریل" (ریزن تیل) یعنی طغیانی میں نکلا ہوا نالہ کہتے ہیں باوجود کے نالے میں بہت ہی چکنائی کچھ تھا جس کی وجہ سے گھوڑوں کو بھی پار اترنا دشوار تھا۔ باوصف اس کے یہاں بھی نمازیان بدر ولایت نے باوجود زمنوں سے پار خیز ہونے کے نالے سے پار ہو کر نہر آزمائی کے خوب جو ہر کھائے۔

قاعدہ کی بات ہے کہ گھسان کی لڑائی میں جبکہ جنگ آزما زخموں سے چوڑھو چوڑھو جاتے ہیں تو اتہامے ضعف اور عالم بیہوشی میں علی العموم دشمن ہی کی فوج میں مہر جاتے ہیں۔ یہاں اس کے برعکس جاہدین فی سبیل اللہ دشمنوں سے لڑا کر زخموں میں چوڑھو چوڑھو جانے سے جب عالم نزاع طاری ہوتا اس وقت سوار اور پیادے کچھ نالے کے چکنے چکنے دل سے پار ہو کر شش پروانوں کے بندگی میاں شئی لاش مبارک پر دھیر ہو جاتے یہاں تک کہ اٹھارہ فدا میاں بندگی میاں کے سر کے بال حضرت ید الشہداء کے پاؤں کے انگوٹھے سے پیٹے ہوئے تھے۔ حضرت صدیق ولایت کے فرزند بندگی میاں سید جلال شبن کی عمر چودہ سال کی تھی جنگ کرتے ہوئے جب قلب لشکر میں گھس گئے اس وقت آپ کو زندہ گرفتار کر لیا اور عین الملک کے حکم سے ذبح کر دیے گئے۔ لیکن ایسی سخت معرکہ آرائی میں بھی جاہدین فی سبیل اللہ نے آپ کی لاش اٹھا کر بندگی میاں کے قدموں میں رکھ دی۔ حضرت صدیق ولایت نے اپنے صاحبزادہ کی شہادت دیکھ کر سجدہ شکر کیا اور کمال مسرت سے فرماتے لگے کہ

"حضرت ابراہیم نے اپنے فرزند کا فیر دینا چاہا لیکن اس کے عوض ذبیحہ فرج ہوا۔ اور یہاں فداوند کریم نے اپنے فضل و کرم سے بندہ کا ہدیہ قبول فرمایا"

کیا کسی ملک یا قوم کی تاریخ ایسا حیرت انگیز واقعہ بنا سکتی ہے کہ ایک شخص بھی دشمن کی فوج میں نہ مرا ہو اور ایسا حیرت انگیز کام دنیا کے نامور اور مشہور شجاعوں سے بھی ممکن ہیں۔ یہ سب کچھ بندگی میاں کی نظر مبارک کا اثر تھا بلکہ حقیقت میں بدلا ذات ہمدی ہونے کی حیثیت سے بندگی میاں کی نظر حضرت ہمدی علیہ السلام کی نظر مبارک کا مظہر بنی ہوئی تھی۔

۱۲۔ اس جنگ دوم میں دشمن کی فوج سے ۴۰۰ مسلحہ رمارے گئے اور چند ہی جاں بازوں میں صرف ساٹھ سوار

۱۳۲۶ء میں ندی کی طغیانی کے وقت موضع سدر اسن پہلے سال آدھا اوروں سے سال بالکل ہی ہو گیا اور ہمدی اپنا مقام چھوڑ کر شمال کی طرف پھرتے گئے۔ جس سے کچھ پینہ نالہ ہمیشہ کے لئے خشک ہو گیا۔

پیدل ایک بھی نہیں۔ (دفتر اول کٹاٹ)

۱۳۔ اس جگہ میں آپ صبحی کے وقت گھوڑے سے اتر کر جوڑیوں سے کچڑ پھونکنا شروع ہو جانے سے دم واپسین لے رہا تھا، فرش زمین پر رو بہ قبلہ بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کا سر مبارک، جو ستائیس سال پہلے بین شریف میں خدا کی نذر ہو چکا تھا، اود آپ نے عصر مغرب اور عشا کی نماز بغیر سر کے پڑھی تھی، اب قدرت الہی سے جسم سے از خود علیحدہ ہو گیا، اور امانت مفوضہ حضور الہی میں پیش ہو گئی۔

اس شہادت بدلہ ذات ہمدی سے حسب بشارت حضرت ہمدی علیہ السلام

”برو حجتہ ہمدی ختم گردو“

کی باکلیہ تعمیل و تکمیل ہو گئی۔ بتاریخ ۲۴ شوال ۱۹۳۰ء مطابق ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء موافق ۱۵ ستمبر ۱۹۴۷ء کو جگر اتی سادون بدینی ایکڑ روز جمعہ وقت صبحی حضرت صدیق ولایت بادشاہ ذی قدرت کے حضور بمقام صدق میں، اردوق افراد ہو گئے، فی مقتعد صدیق و خندا ملک کی مقتدی۔ (پگ ۲) اسی طرح آپ کے رفقائے بھی جاں بازی اور سر فرشی سے وہ دولت بے پایاں حاصل کی جس کی نسبت اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے

”فَلَا تَحْزَنْ نَفْسٌ مِّمَّا أَخْفَىٰ لَهُمْ مِنْ قُرْآنٍ عَمِيْنٍ ۚ جَزَاءُ ۙ جَمًا كَالْوَالِدِ الْعَمَلُونَ“ (پگ ۳)

۱۴۔ شہد اکی نشوں سے بے ادبی کرنے پر شہد انے اٹھ اٹھ کر بے ادبول کو شمشیر سے قتل کر ڈالا اور عام چرچا ہو گیا کہ ہمدی لوگ مرنے کے بعد بھی اپنی حیات ابدی کا ثبوت دیتے ہیں۔ ہم دریافت کرتے ہیں کہ دنیا میں ہزاروں شہید ہو گزرے ہیں۔ لیکن کسی نے بھی شہادت پانے کے بعد شمشیر ہاتھ میں اٹھائی ہے، کیا یہ خصوصیت شہادت مخصوصہ کی تین دلیل نہیں ہے؟

۱۵۔ عین الملک کی یہ خواہش تھی کہ سب سے پہلے حضرت صدیق ولایت کا سر مبارک ٹوکرے میں نکھا جائے اور آپ کے سر مبارک کے اوپر باقی ماند چھ سر ہیں۔ اس کا یادارہ حضرت کی تدلیل پر مبنی تھا۔ لیکن جب دیکھا کہ کسی قومی سے قومی شکل شخص سے بھی حضرت کا سر نہیں اٹھ سکتا تو مجبوراً پھر سر پہلے رکھے اور حضرت صدیق ولایت کا سر مبارک اٹھانے کے لئے دائرہ سے بندگی ملک الہدایہ وظیفہ گروہ بلو اسے گئے حضرت تشریف لائے اور عین الملک سے یہ کہہ کر کہ

”تیرا مقدر ہے جو اس کو اٹھا سکے!“

حضرت کا سر مبارک پھول کی طرح ہسکی سے اٹھا کر لو کر سے میں سب سروں کے اوپر رکھ دیا۔ اس وقت سر مبارک نے تین بار تہمت م کیا۔ پس جس طرح بندگی ملک حماد اور بندگی میاں سید خانبی نے شہید ہو جانے کے بعد بھی شمشیر اٹھا کر اپنی حیات جاودانی کا ثبوت دیا اسی طرح آپ کے آقا حضرت صدیق ولایت نے بھی تین بار تہمت فرما کر شہادتِ مخصوصہ سے کمال خوشی کا اظہار فرمایا جو فی الحقیقت داخوشنودی خدا اور (۲) خوشنودی رسول اور (۳) خوشنودی ہمدی تھی۔

ہم دریافت کرتے ہیں کہ تمد ہا انبیا، تمد ہا صدیقین، تمد ہا صالحین راہ خدا میں شہید کئے گئے اور ظالموں نے ان کے سروں کو جسم سے علحدہ کیا۔ لیکن کیا کسی شہید کے سر کی نسبت کسی تاج میں یہ پتہ لگ سکتا ہے کہ قوی ہوگی فوجی سپاہیوں کے اٹھانے سے بھی نہ اٹھا! بندگی میاں کا سر مبارک اس قدر گراں ہوئے کی یہی وجہ تھی کہ وہ بار ولایت تھا۔ بھلا کس کی حیثیت ہے کہ بار ولایت مصطفیٰ کو اٹھا سکے! کیا یہ معجزہ ہمدی علیہ السلام نہیں ہے کہ تہمتن سپاہیوں کو بھی سر کے اٹھانے سے اپنے عجز کا اعتراف کرنا پڑا! اسلئے مجبوراً آپ کے خلیفہ خاص بلوائے گئے۔ کیا یہ ثبوت ہمدیت کی مہتم بالشان دلیل نہیں ہے ہر ایک یہاں بھی فرماں ”برو حجتہ ہمدی حتم گردو“ صادق آتا ہے۔

۱۶۔ میدان جنگ کو جاننے کی بالکل تیاری ہو گئی ہے۔ بندگی میاں اپنے قلیرے ماموں بندگی ملک حماد کے نظر میں۔ بندگی ملک حماد کی زوجہ بوا اختہ اللتان اپنے شوہر کا دہن پکڑے ہوئے اہرا کے ساتھ کہہ رہی ہیں کہ جب تک آپ یہ وعدہ نہ کریں کہ میں شہادت کے بعد روزانہ آیا کرونگا ہرگز نہ چھوڑو گی، بندگی ملک فرما رہے ہیں کہ ”یہ کیسے ہو سکتا ہے!“ لیکن بی بی ایک نہیں سنتیں۔ آپ بندگی میاں کے حضور تشریف لے گئے اور ویری کی معافی چاہ کر یہ ماجرا عرض کیا۔ آپ نے فرمایا تم کہہ دو کہ میں برابر آیا کرونگا۔“ حضرت نے عرض کیا۔ کہتی ہیں کہ ”لکھ دو“ فرمایا نہ مضائقہ نہیں لکھ دو۔ مگر اس میں یہ شرط لگا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے پرا ناچھوڑو دھماکا پنا سچ بندگی ملک حماد شہادت کے بعد حسب وعدہ اپنی بی بی کے پاس شمالی جسم کے ساتھ شب کو بلا نافر تشریف لایا کرتے۔ یہ آمد و رفت عرصہ دراز تک رہی۔ بعد میں کسی نے حضرت خلیفہ گروہ سے کہا کہ آپ کی بھائی کے پاس کوئی نا محرم شخص آیا کرتا ہے اگرچہ حضرت خلیفہ گروہ اس راز سے بخوبی واقف تھے لیکن شریعت کا ادب ملحوظ رکھ کر فرمایا ”اچھا آج رات کو میں دیکھونگا۔ حسب عادت ستمرہ بندگی ملک حماد اپنی بی بی کے پاس بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے کہ فرمایا ”کو۔ بھائی دروازہ پر کھڑے ہیں۔ راز فاش ہو گیا کل سے آنا موقوف“ یہ کہہ کر آپ دروازہ پر بڑے بھائی

سے ملے اور خیر باد کہہ کے غائب ہو گئے۔ خاتم سلیمانی میں لکھا ہے کہ آپ نیلے گھوڑے پر سوار ہو کر آسمان پر چلے گئے۔ ۱۳- (نوٹ)۔ صوفیاء سے کرام کے نزدیک یہ نیلا گھوڑا آپ کے ارادہ کی نشانی صورت تھا۔ ۱۴۔

۱۷۔ اسی طرح ہندگی ملک پیر جی بزرگ (مختصر ہندگی ملک سخن برادر حضرت خلیفہ مگر وہ) بھی حسب عادت شب کو بلا ناغہ اپنی بی بی کے پاس نشانی جسم اختیار کر کے تشریف لایا کرتے اور رات بھر ہمکلامی رہتی۔ ایک روز آپ کی والدہ نے آپ کی بی بی سے کہا۔ ”ہو۔ میاں ہر روز تمہارے پاس آتے ہیں۔ پہلا ایک دن میں بھی تو اپنے تخت جگر کو دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کروں!“! ہونے لگا۔ چھٹی بی بی۔ آج رات کو میں میاں سے عرض کر دوں گی“ بی بی نے حضرت سے کہا ”آپ کی والدہ کو آپ کے دیکھے کا کمال اشتیاق ہے۔ کہتی ہیں کہ مجھے کچھ نہ چاہئے صرف صورت دیکھ لوں تو بس ہے۔“ حضرت نے فرمایا۔ ”بی بی ماں کی محبت کچھ آؤڑھی ہوتی ہے۔ وہ مجھے دیکھ کر بے قرار ہو جائیگی۔ اُن سے کہو کہ میرے آنے سے پیشتر ایک گوشہ میں بیٹھ جائیں۔ وہیں بیٹھی ہوں مجھے دیکھ لیں اور بات نہ کریں۔ اگر یہ بات اُن کو منظور ہے تو شوق سے آبیٹھیں“ حضرت تشریف لائے۔

ماں پہلے ہی سے ایک گوشہ میں بیٹھی ہوئی ہیں۔ بیٹا ماں کا ادب ملحوظ رکھ کر تھوڑے فاصلے پر سائے کھڑا ہوا ہے۔ بی بی بھی ایک طرف پاؤدب بیٹھی ہوئی ہیں۔ ماں بیٹے کو ماتا بھری نگاہوں سے گھور گھور کر دیکھ رہی ہیں۔ آخر خونِ مادری نے جوش مارا ماں سے نہ رہا گیا۔ جھٹ سے اٹھیں اور بیٹے کو سینہ سے لگا لینے کے لئے دوڑیں۔ چونکہ حضرت نشانی جسم سے آئے ہوئے تھے ماں کی یہ حرکت دیکھ کر اسی وقت غائب ہو گئے۔ دوسرے روز عادت کے موافق اپنی بی بی کے پاس تشریف لائے اور فرمائے گئے کہ ”دیکھی ماں کی محبت! آپ چونکہ رازِ فاش ہو گیا ہے اس لئے کل سے آنا متوقف کر دیا تھا“ یہ آمد و رفت کم و بیش چھ مہینے رہی۔

یہ ہے شہدائے بدر ولایت کی شان! یہ وہ اقصیٰ قوم میں خصوصیت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔

۱۸۔ جو فہرست شہداء اور غازیانِ بدر ولایت کی حضرت صدیق ولایت نے جن زمانہ بشیر بمقام ہالوار اور دوسری مرتبہ دارلہ کھان پھیل میں مرتب فرمائی تھی اسی کے موافق شہداء اور غازی ہوئے۔

۱۹۔ اسی طرح کتبدری کے وقت بھی حضرت صدیق ولایت نے جو بغیر و اور بزرگ پھر و اور غازیان ایک ایک فریق کے مقرر فرمائے تھے۔ کھیل میں تو دونوں فریق برابر رہے لیکن جو غازیان فریق شہداء میں داخل تھے وہ شہید ہوئے اور غازیوں کی جماعت والے غازی ہوئے۔ اس میں بھی تیل برابر فرق نہ آیا۔

۲۰۔ ہندگی میاں چاند جالوری جو دشمن کی فوج سے تیس ہاتھی گھیر کر لائے تھے لیکن حضرت صدیق ولایت نے فرمایا کہ

خ

”چھوڑ دو ہم کو صرف ذاتِ خدا مقصود ہے“ (قرآن اول کتاب)

حسبِ بشارتِ حضرت صدیقِ ولایتِ باوجود سے کہ اٹھارہ زخم لگنے سے صرف مستذوقِ باقی تھا اچھے ہو گئے بعد میں لاکیر الدین کو مار کر شہید ہوئے۔

۱۱۔ ہندگی میاں علم شاہ جالوری نے جن کو سویت میں پرانی ڈھال اور کبند قبائل کا شوقِ شہادت میں ڈھال پھینک دی اور قبا کے بند کھول کر ایسے لڑے کہ زخموں سے بچو ہو گئے لیکن حسبِ بشارتِ حضرت صدیقِ ولایت ان کو شہادت نصیب نہ ہوئی کیونکہ ان کا نام فہرستِ غازیوں میں درج تھا۔ (خاتمِ سلیمانی)

۱۲۔ حضرت صدیقِ ولایت کی پیشین گوئی کے مطابق آپ کے بعد نچے ملک راجا ولد ملک پیارا ولد ملک بیٹھاک جاگیر کا گاؤں کھاں بھیل کے کسی شخص بلکہ کسی کے گھر کی ایک ٹاٹی کو بھی لشکر نے باقہ نہ لگایا حالانکہ ملک راجا حضرت صدیقِ ولایت کی طرف داعی کر سنی دگر سے باغی ہو چکے تھے۔ اس صورت میں ان کا گاؤں جلا کر خاک سیاہ کر کے اُس پر گدھے کے جوت پھیرا تھا میاں ملک راجا اسی پیشین گوئی کے بل پر ہنگ سدا سن کے بعد پھر اپنی گاؤں آگئے اور بالآخر ترک دنیا کر کے اپنے اختیار سے جیسا کہ ہندگی میاں نے فرمایا تھا۔ اپنی جاگیر جمع کر حضرت خاتمِ المرشد کی خدمت میں چلے گئے۔

۱۳۔ ہندگی میاں کی پیشین گوئی کے مطابق سیدی یا قوت اور سیدی ہلال ہندگی میاں شاہ نعمت کے دائرہ سے اور ہندگی میاں ولی یوسف قلعہ سولن گدھ سے، اور ہندگی میاں خستان جو اُس وقت کا سب سے پہلا بلور سے بین شہادت کے موقع پر اگر شہ پاک جنگ ہو گئے۔

۱۴۔ گردہ مقدس میں یہ بات مشہور عام ہے کہ پٹن شریف میں عصر کی اذان سن کر ساتوں سرد لوکر سے باہر ہو گئے اور ہندگی میاں کے سردار کے لئے چھ سردوں کا امام بن کر عصر مغرب اور شام کی نماز پڑھائی۔ اس میں راز

۱۵۔ یہ سات سردارانِ اصلاحِ حق کے تھے (۱) ہندگی میاں سید غفور شہر ۲۰، ہندگی میاں سید علی ۳۱، ہندگی میاں سید جلال (۴)، ہندگی میاں سید خان جٹی (۵)، ہندگی ملک خاں (۶)، ہندگی ملک شرف الدین (۷)، ہندگی ملک علی جی جٹاٹوٹی (خاتمِ سلیمانی) نماز شام کے بعد جدوی امر کے اصرار سے طلب کرنے پر ہندگی میاں سید خاں جی خدیم زادہ کا اور ہندگی ملک شرف الدین کا سردار پسند کیا گیا۔ اس لئے ہندگی میاں سید خانی کا سردار سن بھیج کر ان کے جسم سے جو زکروں کو لیا اور ہندگی ملک شرف الدین کا جسم ان کی مان نے سردار سن سے پٹن منگوا لیا اور سر کو جسم سے لگا کر دفن کیا گیا۔ (خاتمِ سلیمانی)

حسبِ تحریرِ دفترِ اول کلا بکران سات سردوں میں ہندگی ملک میاں جی بن ملک میراں جی (جو حضرت صدیقِ ولایت کے خسر ہونے کے علاوہ خالو بھی ہوتے ہیں) کا سردار نہیں بلکہ ہندگی ملک گوہر شاہ پولادیشی کا سردار بن گیا ہے۔

یہ تھا کہ پٹن شریف میں سیدنا ہمدی علیہ السلام کی نظر مبارک بندگی میاں پر پڑتے ہی آپ کو رویت خاص النہاں نصیب ہوئی اور رویت کے علاوہ معاملہ میں خدا سے مکالمہ کے وقت یہ عرض کی تھی کہ ایک سر تو کیا اگر سو سر بھی ہوں تو تیرے نام پر تصدق کروالوں۔ قدرت الہی سے آپ کا سر مبارک آپ کے کندھوں سے الگ ہو گیا اور عصر و مغرب و عشا کی نماز اسی حالت بے سری میں ادا کی۔ افضال ایزدی سے ساٹھ سال کے بعد ان تین نمازوں کی اس طرح عملی تکمیل ہو گئی۔ یہ شہادت مخصوصہ بدلہ ذات ہمدی اور ختم حجتہ ہمدی ہونے کی وجہ سے اس کا ایک ایک واقوہ حسب بشارت حضرت امام علیہ السلام ثبوت ہدایت میں حجتہ قطعی ہے۔ فہا آتی حدیثی

بَعْدَهُ يَنْقُضُونَ! (۱۲۱)

۲۵۔ بندگی میاں نے حضرت خلیفہ گروہ سے فرمایا تھا کہ میری شہادت کے بعد سب صحابہ رجوع کرینگے چنانچہ حسب بشارت حضرت امام علیہ السلام صل صی پڑنے فرداً فرداً بندگی ملک الہدایہ سے فرمایا

”بھائی سیدخوند میرے جو کیا حق تھا“

۲۶۔ بندگی میاں کی پیشین گوئی کے مطابق آپ کی شہادت کے بعد گھر اور گلی گلی اور شہر بہ شہر بے کھٹکے ہمدی علیہ السلام کا نام لیا جانے لگا اور سخت سخت دشمنان دین نے بھی کسی قسم کی مزاحمت نہ کی۔

۲۷۔ بندگی میاں کی پیشین گوئی کے مطابق پندرہ سال کے بعد بندگی ملک الہدایہ کے زخم دفعہ کھل گئے اور آپ خون میں نہا کر شہیدوں میں شامل ہو گئے۔

۲۸۔ بندگی میاں نے نفس پیشین گوئی کے طور پر فرمایا تھا کہ جس طرح میرے فرزند کی گردن پر چھری پھری ہے۔ منظر کی اولاد پر چھری پھری گئی۔ آخر ویسا ہی ہوا۔ چنانچہ

ذیل کے سلسلہ سلاطین کے انجام سے اس امر کی تصدیق ہو جاتی ہے

سلاطین گجرات میں ساتواں سلطان

۷۔ سلطان محمود بیگ ۱۲۵۹ء سے ۱۲۷۱ء

۸۔ سلطان مظفر ثانی ۱۲۷۱ء سے ۱۲۷۲ء مطابق ۹۳۲ھ جس نے حضرت صدیق ولایت پشکریہ بجا۔

۱۲۔ اگر بہ دعا دینی ہوتی تو یوں فرماتے کہ خداوند متعال فری اولاد پر چھری پھری چنانچہ سیدنا ہمدی فرماتے ہیں کہ ہم فقیر کسی کو بہ دعا پیش

۹۔ سلطان اسکندر شاہ ۱۵۲۶ء سے ۱۵۲۷ء عہد الملک خوش قدم کے ہاتھ سے مارا گیا۔

۱۰۔ سلطان محمود شاہ دوم ۱۵۲۶ء سے ۱۵۲۷ء اُس کے بھائی بہادر شاہ کے تخت سے معزول کر دینے پر مارے خوف و ہراس کے عالم از خود رنگی میں اپنے علق پڑ چھری پھیر کر خودکشی کر لی۔

۱۱۔ سلطان بہادر شاہ ۱۵۲۷ء سے ۱۵۳۶ء پرتگیزیوں نے فریب سے اُس کو قتل کر کے اُس کی لاش سمندر میں ڈال دی جو حسب پیشین گوئی میاں بابن صبور می فقیر حضرت صدیق ولایت بہ مقام دیونا پھلیوں کا شکار بنی۔

۱۲۔ سلطان محمد شاہ سوم ۱۵۳۶ء سے ۱۵۳۷ء قتل کیا گیا۔

۱۳۔ سلطان محمود شاہ سوم ۱۵۳۶ء سے ۱۵۵۲ء خود کے ملازم نے اُس کو مار ڈالا۔

۱۴۔ سلطان احمد شاہ دوم ۱۵۵۲ء سے ۱۵۶۱ء مارا گیا۔

۱۵۔ سلطان مظفر شاہ سوم ۱۵۶۱ء سے ۱۵۶۲ء اکبر بادشاہ نے نوسال اگرہ میں قید رکھا۔ بالآخر خودکشی کر کے اپنی موت حرام کر دی۔ ۱۵۶۲ء میں ملک گجرات سلطنت دہلی کے ساتھ ملحق کر دیا گیا۔

نوٹ۔ وقوع جنگ سے ایک زمانہ پہلے حضرت صدیق ولایت نے معاملہ میں دیکھن تھا کہ

”سات مغفروں کے سر کے بال آپ کے ہاتھ میں ہیں؟“

اور آپ نے بندگی میاں شاہ دلاور کے سامنے اس کی یہ توجیہ کی کہ

”مار مرنا ہے“ یعنی کشت و کشتہ نشوند۔ (حاشیہ)

اس معاملہ کی تصدیق ہفت سلاطین بالا کے آخری انجام سے ہو گئی۔

۲۹۔ بندگی میاں شاہ نظام، بندگی میاں بھائی ہاجر، بندگی میاں حیدر، بندگی میاں نووند ملک، بندگی میاں

یوسف، بندگی ملک محمود وغیرہ صحابہ ہندھی جو کھان بھیل میں میدان جنگ کے کنارہ پر کھڑے ہوئے فقرے

حزب اللہ کی نبرد آزمائی دیکھ دیکھ کر اُن کی شجاعت کی داد دے رہے تھے کہ کسی صحابی کے ایک بال کو بھی

ہرج نہ ہو احوالاکہ پیدنا ایس ہزار فوج کے ساتھ گھمسان کی لڑائی میں نہ تو لڑنے والوں کی تمیز رہتی ہے۔ نہ

تماشا ٹیوں کی ہنس جو سامنے آیا تہ تیغ کر دیا گیا۔ مگر حضرت صدیق ولایت نے بندگی میاں یوسف ہاجر رضی اللہ

عنه سے مخاطب ہو کر پہلے ہی حاضرین صحابہ کی نسبت فرما دیا تھا کہ

خ

”میاں یوسف شمارا دریں جنگ بمقدار چھوٹی پہاڑ کہ از کز تہ بیروں می شود۔ زخم نخواہد رسید۔ باید کہ چشم دراز کرده تماشاے ایشان به بینید کہ فردا قیامت در پیش حضرت ہمدی موعود علیہ السلام گواہی دادنی است کہ ایساں (تابعانِ بندگی میاں) در راہ خدا بر نام ہمدی درگوے بازی و در جاں بازی تفاوت نہ کردہ اند و در میان ہر دو بیچ فرق نہ نمودہ اند۔“

جنگ ختم ہونے پر بندگی میاں یوسفؑ نے فرمایا

”بگفتو حیضی۔ آنے اؤگر سے بی۔ یعنی لڑے بھی اور سلامت رہے۔“

ق

بندگی میاں نے اس کے جواب میں بطور پیشین گوئی فرمایا

”ایسا نہیں ہے۔ جنگ سدراسن میں دیکھنا ہم کس ذوق شوق سے شہید ہوتے ہیں۔“

خ

بندگی میاں کا یہ فرمانا کہ

”بیری کا باریک کاٹا جیسے اتنی اید اہمی آپ حضرت کو نہ پھینکی اسلئے دل کھول کھول کر جنگ

کا معائنہ کریں کیونکہ قیامت کے روز حضور ہمدی علیہ السلام میں آپ کو گواہی دینی ہوگی کہ ان جاں

نثاروں نے خدا کے راستے میں ہمدی کے نام پر گئے بازی اور جاں بازی میں شجاعت کے

یکساں جو ہر تہاڑے اور دونوں موقعوں پر اپنی فدائیت میں کچھ فرق نہ کیا۔“

بندگی میاں کا یہ کلام گویا کہ سیدنا ہمدی علیہ السلام کی زبان ہے اسی وجہ سے کسی صحابی کو کانٹے کی ٹاک

تک نہ بھی دیکھی بلکہ جو کاتب ہمدوی و مخالفین اور مشرکین بھی کھڑے ہوئے جنگ کا سماں اپنی آنکھوں سے دیکھ

رہے تھے وہ بھی تیر و تیر کے نشانہ سے محفوظ رہے۔ یہ معجزہ ہمدی علیہ السلام بھی مثل دیگر معجزوں کے خاص

اہمیت رکھتا ہے۔

۲۔ جن صحابہ ہمدی نے، کاتب ہمدویوں نے، مخالفین اور مشرکین نے میدانِ جنگ کے کنارہ پر کھڑے رہ کر

بندگی میاں اور بندگی میاں کے جاں نثاروں کی جاں بازی دیکھی ان سب کو خستہ ملا۔ ایک شخص بھی خستہ

۱۔ حضرت اہل کتب۔ ۲۔ روزے بندگی میاں علیہ الرحمہ و ان باہایت غازیوں جو ان جاں نثاروں کو سے بازی میں کردند۔ و چنانچہ

کر و فریاد و شہید و راستی باشد بجامی آوردند گوے را از یکدیگر می گرفتند و بہ ہر سو و ہر طرف می آمدند و می رفتند چنانچہ حقیقت گوے بازی

معلوم است۔ در ان وقت در مجلس صدیقی ولایت بندگی میاں شاہ نظام صحابی کرام حضرت امام علیہ السلام حاضر بودند۔ در سوال کے سب

۳۔ بندگی میاں کے اس کلام سے کہ آپ حضرت کو حضور جدی میں گواہی دینی ہوگی کہ فرماے حزب اللہ نے گوے بازی اور جاں بازی میں شجاعت کے جو ہر تہاڑے میں کچھ فرق نہیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب صحابہ کبریٰ دیکھنے میں بھی موجود تھے واللہ اعلم بالصواب۔

سے عالی نہ رہا۔ مثلاً صحابہؓ نے اپنے اجتہاد میں غلط کرنے کا جلد اعتراف کر لیا۔ کاتبوں کو ترک دنیا کی توفیق ہوئی
مخالفین تصدیقِ ہمدی سے بہرہ یاب ہوئے۔ اور مشرکین کو کلہ اور تصدیقِ انبیاء ہوئی۔

۳۱۔ دنیا میں ایک لاکھ اسی ہزار پیغمبر ہو گئے۔ لیکن کسی پیغمبر نے بھی اپنی نبوت کی صداقت کا مدار اپنے
وصال کے بعد کسی واقعہ خاص پر نہیں رکھا۔ یہ خاصۂ حضرت ولایتِ مآب علیہ السلام کا تھا کہ اپنی ہمدیت کا ثبوت
اپنے وصال کے بعد دو ہاتوں پر رکھا، جو دونوں کے دونوں پور سے ہو گئے۔

اولیاء کہ ”اگر زندہ کو قبر میں دیکھو تو زندہ ہمدی موعود نہیں ہے۔“
یہ خاصۂ محض خاتمہ ولایتِ محمدیؐ کا ہے کیونکہ آپ کا جسم و جان بھو اے حریت اس و احنا اجسادنا و اجسادنا
اس و احنا کی شان رکھتا ہے۔ آپ کے وصال پر تجہیز و تکفین کے بعد آپ کی میت قبر میں رکھتے ہی غائب ہو گئی
اور آپ کے اس دعویٰ کے صدق پر جمیع صحابہؓ نے شہادت دئی۔ یوں اس امر کا ثبوت تو اسی وقت ہو گیا۔

۳۲۔ اب رہا دوسرا ثبوت۔ وہ بھی بیس سال کے بعد حضرت صدیقِ ولایتؑ کے وقوعِ شہادت سے ہو گیا۔ جیسا کہ حضرت
موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ

”این بار ولایت است۔ سر جدا۔ تن جدا۔ پوست جدا۔“

حضرت کی اس بشارت کے موافق ہند کی میاں کا جسم بے سر سردار سن شریف میں، سر کی ہڈیاں پٹن شریف میں
اور سر کا پوست جاپانیر شریف میں دفن ہوا۔

۱۔ ملاحظہ ہو سنات جنگ (طرف مجاہدین کے لئے) مفہوم اور توضیح چوند شریف - ۱۲
۲۔ سید محمد تاج بھائی ابراہیم جی میاں بھائی کپڑے والے ساکن ڈبھولی اپنے بھائیوں کی شرکت سے ہند کی میاں کا روضہ بناوانے
کی غرض سے ۱۳۳۱ھ میں سردار سن گئے، اُس وقت یہ تقریباً تیس سال کی عمر میں تھے۔ بناس ندی کا محل قریب آجانے کی وجہ سے روضہ بنانے کا ارادہ تو وقتوں
کر دیا گیا صرف غظیہ رو کے احاطہ میں پختہ چوترا، قیریں، ہسپتال، چھوٹی سی سڑ اور چار دیواری تعمیر کی گئی۔ لیکن یہ بھی شہادتِ الہی سے ۱۳۳۵ھ
میں ندی کو طغیانی آنے کی وجہ سے شہید ہو گئے۔ پھر ۱۳۳۶ھ میں جہڑ آباد۔ پان پور اور پٹنڈل کے چند حضرت غازی میاں صاحب
کیلوی جہڑ آبادی نے پانچ ہزار روپیہ لگا کر اس کو از سر نو تعمیر کیا چندہ کے جمع کرنے میں حضرت مولوی سید محمود مرحوم اہل دائرہ نو
نے بڑی محنت کی تھی۔ تعمیر کے وقت راقم آٹھ مہینے حضرت غازی میاں صاحبؒ کی خدمت میں بیٹھا کرتا سیکھتا گیا اور روضہ سردار سن نے ہم کو
ہند کی میاں کا دائرہ و پختہ کو اس ہاتھ سے لایا، میدان جنگ، کچھ بے نالا، غارت شدہ سردار سن (جس کو گجرات کی اصطلاح میں گکوڑھ کہتے ہیں)
کی جگہ، گاؤں کا قدیم قبرستان وغیرہ تاریخی مقامات تباہی کے حالات اور ہند کی میاں کی شہادت کے حالات بھی سنا۔ ہم کو ان نئے معانات سے بڑا لطف
آیا۔ ہند کی میاں کی شہادت کے بعد دائرہ کی زمین مہاو کی گذرا وقت کے لئے وقف کر دی گئی ہے۔ زمین کا کچھ حصہ چھوڑ کر باقی حصہ میں کھیتی ہوتی
ہے۔ تفصیلی حالات کے لئے ملاحظہ ہو پہلے زر الخیریں گجرات۔ ۵۔ حضرت خاتمِ المرشد کے زمانے میں شہاد کی قبریں نرسہ میں تھیں (۱۲۱)

بندگی میاں شاہ قاسم رحمۃ اللہ علیہ

اپنی تصنیف معجزات ہمدی علیہ السلام میں سب سے اخیر یعنی سو دال معجزہ اس طرح رقم فرماتے ہیں کہ معجزہ صدم آنکہ آیت اظہر و حجۃ النور، و معجزہ بزرگ تر، برثبوت ہدیت امام البراہمرا کاشمس والقمر، کہ سید السادات، آمجد السعادات، بدر المنیر، سراج الکریم، اولوالامیر، میاں سید خوند میرا کرات و معجزات می فرمودند کہ ”اگر تمام لشکر مشرق و مغرب بر شما آید، روز اول از پیش شما بفرمان رب عزوجل بگریزد، و بروز دوم شہادت شود“

و نیز فرمودند کہ

”برادر م سید خوند میرا سچا کہ بار ولایت مصطفیٰ می آید، سر جدا، و تن جدا، و پوست جدا می شود“

و نیز فرمودند کہ

”اگر بندہ ہمدی موعود است باشما میں صفت خواهد شد“

پنہا پنج بندگان صادق الوعد خبر داده بودند پنہا من وعن وقوع یافت و حجۃ ہمدی برآں معجزہ تمام شد دریں یک معجزہ چندین معجزہ ہا برثبوت حضرت ہمدی موعود و صا در شدہ است کہ حجت تطویل باشد۔ فاعلم ایہا المنصفین این را جنگ بدر ولایت گویند کہ مجموعہ حجۃ امام و معجزات تمام است۔ چنانچہ میاں شیخ مصطفیٰ می فرماید کہ

”حجۃ ہمدی بروگشتہ تمام تن تنانان تنانان تمام“ (نعرائے کمال سرت)

[تاریخ] از ماہ ۱۲۹۳ھ میں حیدرآباد کے چند سے کے روپیہ سے مولوی سید رفعت صاحب مرحوم نے بمعلولت شریف کالح پٹن میں بھی اپنی زیر نگینا بلنچہ ترہ تعمیر کے شہید دل کی پانچ قبریں اوپر بنائیں اور بندگی میاں اور آپ کے فرزند کے مزار کو تعمیر کاٹھرا لکھایا۔

سیٹھ لاج بھائی رحیم بھائی صادق اور ان کے نسبی بھائی سیٹھ ابراہیم جی میاں بھائی ساکنان ڈبھولی نے ۱۲۹۳-۱۲۹۴ھ میں بیچو ترہ کی بندی کو قائم رکھا لیکن شمال میں بیچو ترہ بڑا کر اوپر وضع تعمیر کیا۔ اور ساتھ ہی سرائے غسل خانہ اور کئی بھی بنائی خلیہ کی شکستہ چار دیواری بند کی گئی اور مسجد کو جالی لگا کر تمام خلیہ محفوظ کر دیا گیا۔ میرے دوست جناب سید خوند میرا عن خانجی میاں صاحب متین نے وضع مبارکہ کو دیکھ کر تاریخ نویسی سے تاج و براہیم کی امداد سے۔ جب یر رشک گنبد انضر بنا۔ دیکھتا ہے اس کو جو کہتا ہے۔۔۔ ۱۰۵۰-۱۰۵۱ کیا وضع الہر بنا!

پہلی کن بھائی صادق نے کمال محل میں بھی حضرت شہاب الحق کا روضہ بنی ناظمہ کا بیچو ترہ۔ حج شہدا اور ملک پیارا کی مسجد ۱۳۳۱ھ میں از سر نو تعمیر کی پھر باچھلا کر کے سیٹھ میرا صاحب نے شکستہ میں چار روپیہ بھولی حج کر لی ناظمہ کا بیچو ترہ از سر نو تعمیر کرایا۔

بندگی میاں شاہ قاسم کے والد بندگی میاں سید یوسفؒ اپنی تصنیف
مطلع الولاہیت میں حجۃ ہمدی کی نسبت فرماتے ہیں کہ

حضرت ہمدی علیہ السلام کو اپنی شہادت کی کمال آرزو دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”در علم تو یم ثاب است کہ بر خاتم نبی و خاتم ولی بھیج کس قادر نشود، و نتواند گشت؛ و بہند ابد اللہ
تو آئینتہ ایم کہ قاتلوا و قتلوا با او خواہ شد؛“

بلکہ یعنی آنکہ صفت چارمی کہ قاتلوا و قتلوا است بواسطہ او در وجود آید و از او قائم شود و بدو
توۃ گیرد و خاصہ او باشد و براوجہ ختم گروہ پس او از جملہ خواتم گشت۔ چو نگہ خاصہا سے
دینی مصطفیٰ ہمدی مخصوص داشتند یک ذات شد۔ پچاساں بندگی میاں بمقداریکہ از خاصہا
ہمدی برداشتند حکم آن ذات دارند۔

ایضاً ہمدی بکیتۃ خدا است۔ ذات بندگی میاں نیز از کلام خدا ثابت می شود۔ کما اخیر
بسماعذہ و دعالی لیکذلیک من کھذلیک عن کیتۃ و کیتۃ من حتی عنک
بکیتۃ۔ این جا ہم شد ترجمہ تاکہ جو شخص ہلاک ہونے والا ہے وہ حجۃ تمام ہوئے پیچھے ہلاک
ہو، اور جو زندہ رہنے والا ہے وہ بھی حجۃ تمام ہوئے پیچھے زندہ رہے۔

و ہمدی منصوص است در قرآن۔ میاں ہم منصوص اند کہ دیگر سے دخل ندارد و در آں۔
اگرچہ حج ہمدی از بسیار احادیث میاں است۔ ظہور میاں ہم از بعض احادیث بیان می شود
کما و س دعن اسراط و غیرہ۔ و فیکہ ہیں تفصیل و توجیہ ذات بندگی میاں تفصیل یافتہ
بناحوالہ بدلہ آن ذات گشت؛“

هُوَ الشَّهِيدُ

میاں ملک جمال بن میاں ملک احمد فقیر ہندگی میاں سید خوند میر ہندگی بن ہندگی میاں
سید مرتضیٰ ساکن پالن پور نے اپنی تصنیف ”مقتل“ میں جو ۱۹۰۹ء میں لکھی گئی

جنگ بدر ولایت کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے

بگفتند نام خدا آسنگی	زدند اسپہارا در آں آئینہی
پراگندہ کردند جیشش عظیم	ہزیمت رسیدہ بہ فوج لیشم
بمیدان روال گشت جو باخوں	بسے برگزند خاک اندرون
چنان تیغ یکدرد در ایشان فتاد	کہ از حد بروں خلق بیجاں فتاد
گرفتند علفے بسے در دہاں	کہ از دست تہر شس بہا بند اماں
بساکس کہ بگیتختہ جاں بہرود	بسے ظالماں را بہ دوزخ سپرود
بہر جا کہ از کینہ تیغ آختند	اگر چہ یکے بودہ دو ساختند
چو تیر از کمانہاں ایشان بمبت	خبر داد از سینہ دشمن درست
چنان رمح در سینہ دشمن فتاد	تو گوئی ز بہر اجل در کشاد
بہر جا کہ می تاختند اسپہا	عدو ان مغلوب گفتند۔ ا
بگیزدیم مہدی آخرد ماں	بہ بخشید امروز مارا اماں
بہر سو کہ حملہ نمودند شاہ	بہیں عجز کردند جملہ سپاہ

۱۵۔ آپ نے ہندگی میاں سید راجو کی شہادت واقع احمد آباد ۱۸۵۷ء کی کیفیت بھی اسی طرح بیان کی ہے۔ اس کا نام بھی ”مقتل ملک جمال“ ہے۔ آپ ہندگی میاں سید خوند میر صدیق ولایت کی بہن بی بی خوز ابو زرعہ ہندگی ملک احمد بن ملک اسحاق مغل پنجپاتی رتھپاتی ایک دشت کا نام ہے، کی اولاد سے ہیں۔ آپ کا مزار ہندگی میاں سید مرتضیٰ کے رومنہ کی مغربی دیوار سے متصل پہلی قبر ہے ہندگی میاں کی بہن کی اولاد سے اس وقت صرف دو گھر پالن پور میں رہ گئے ہیں۔ جلاوطنی میں عہدہ قضاة قدیم الایام سے اسی خاندان میں چلا آتا ہے لیکن موجودہ نابالغ لڑکے کو تعلیم اور صحبت نہ ہونے سے مذہب سے محض بے خبر ہے اور عجب نہیں کہ جو ان ہو کر اپنے آبائی مذہب سے پلٹ جائے۔ (۱۲)

چنان رعب در جان ایشان تاز
 کہ بر یکدگر در میاں اوفتاد
 ندیدند آن وقت را ہے دگر
 بجز نام ہمدی پنا ہے دگر
 چنان نام ہمدی آخر زماں
 خدا کر دچوں آفتابش عیاں
 بایں طالبہ داد - ایزد - خلف
 گزشتہ زہبت آسماں این
 کہ مشتہ فقیران بے دستگاہ
 زبردست گشتند بر باد شاد
 چو حق بود در شال چو باشد غیب
 کہ نصرت اللہ فتح خراب

۱۔ ہندگی میاں شہدائے کے حالات تریج ہماکھا (Kaj Bhaksha) ہندی فارسی اور اردو کے کئی شعرا نے نظم کئے ہیں۔ برج بھاشین ہندگی لاکٹ یوسف (سابق امیر دربار الہ الحسن تانا شاہ حاکم گول گندہ) از اولاد ہندگی کتاب حاد شہید سدراستن نے شاعری کے ہندی بیان پر نظم کئے ہیں۔ اس کتاب کا نام پوزیم سنگرام (Pram Sangram) ہے۔ خاکسار کے پاسیج کتاب موجود ہے۔ ٹیٹھ ہندی میں میاں سید حسن فقیر ہندگی میاں سید راجو شہید نے حضرت صدیق ولایت اور اسی کے ساتھ حضرت سید راجو شہدائے کے واقعات شہدائے میں نظم کر کے اس کتاب کا نام تیج نامہ رکھا۔ زبان ٹیٹھ ہندی ہونے کے علاوہ اردو خط میں لکھی گئی ہے اگلے پڑھنے میں بڑی دقت ہوتی ہے۔ کیا ہی اچھا ہوا اگر پوزیم سنگرام اور تیج نامہ بال بوندہ محروم یعنی دیوانگری لپی میں لکھے گئے ہوتے امتثل اور تیج نامہ یہ دونوں کتابیں اس وقت پالن پور میں موجود ہیں۔ اردو میں گنج شہد حضرت سید ابراہیم عرف بابا صاحب میاں صاحب میر آبادی کی بہترین تعریف ہے۔ گنج شہد کی نقل جمعہ ار مشور خاں صاحب دولت زئی نے (جو تین ماہ کے بعد انشا اللہ ہی۔ لے سے جو ہائیکے) اپنے ہاتھ سے کر لی ہے اور ہماری مسجد میں اس کتاب کو بڑے جوش کے ساتھ سنائے کا سلسلہ چند سال سے جاری کر دیا گیا ہے۔ جیال فطر کے روز سے بعد نماز مشا پڑھنا شروع کرتے ہیں اور ہندگی میاں کے عرس مبارک پر ختم کر دیتے ہیں۔ اسی طرح شہدائے نامہ ٹیچنیل لوڑہ (سوتوہ شہدائے) بھی ماہ محرم میں ہر سال آپ ہی سناتے ہیں۔ بار بار سننے کی برکت سے دونوں جنگ کے اکثر واقعات سامعین کرام کے ضبط ذہن ہو گئے ہیں۔ خدا جعدار کی عمر دراز کرے اور عرفان و عمل صالح میں روز بروز ترقی بخشے۔ آمین۔ پٹن پٹی اردو میں بستان شہدائے لکھی گئی ہے وہ بھی اپنے طور پر بہت اچھی ہے اور واقعات جنگ و دیگر حالات کسی تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔ ہندگی میاں سید بران الدین مصنف دفتر نے ہندگی میاں کی شہادت پر علمبرہ کتاب تعریف فرمائی ہے۔ اسی طرح میاں لاکٹ سیلانی نے بھی شہدائے نامہ ہندگی میاں اور فارسی میں لکھا ہے جو اس وقت میر سے پاس موجود ہے۔ تصدیق سے مرٹھے۔ سندس۔ تمس وغیرہ کو کئی حضرات نے لکھے ہیں۔ بالخصوص حضرت مشور میاں صاحب مشور جید آبادی اور میر سے مرٹھے بھی بہت لکھا ہے جن میں سے ایک سندس چھپ گیا ہے۔



فہرست شہدائے بدر و لایث

بمقام کھال بھیل

[مہ توعدہ ۱۲ شوال ۳۰ھ مطابق ۱۳- اگست ۱۵۲۳ء چہار شنبہ]
 وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ مَعِنَا لَا تَرَوُهُمْ
 يُدْرِكُونَ فَرِحْنَا بِمَآ آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ إِنَّ

سورہ آل عمران آیت ۱۶۸ و ۱۶۹) ترجمہ۔ اور (لے پیغمبر) جو لوگ اللہ کے راستے میں دشمنیہ
 آہن یا شمشیر فقر و فاقہ سے مرے (یا) مارے گئے اُن کو مرا ہوا خیال نہ کرو (یہ مرے نہیں ہیں،
 بلکہ اپنے پروردگار کے پاس جیتے (جاگتے موجود) ہیں (اُس کے خونِ کرم سے) اُن کو روزی
 ملتی ہے) اور) جو کچھ اللہ نے اپنے فضل سے اُن کو دے رکھا ہے اُس میں گنن ہیں۔

۱۔ میاں سید یقوب داماد قاضی خاں۔

۱۱۔ میاں احمد بن شمس (شمس الدین)۔

۲۔ میاں شاہ جی داسیجی قریب احمد آباد۔

۱۲۔ میاں قاسم بن شمس۔

۳۔ میاں تاجن ساکن اسادل قریب بھروج۔

۱۳۔ میاں محمود بنگالی۔

۴۔ میاں تاج الدین جالوری۔

۱۴۔ میاں محمود مہر تراش۔

۵۔ میاں حسام الدین پٹنی

۱۵۔ میاں خاں کمانگر

۶۔ میاں قطب الدین بن رفیع الدین۔

۱۶۔ میاں سلیمان جالوری

۷۔ میاں کالا بن یوسف درادریاں ولی جی غازی

۱۷۔ میاں حاجی سلیمان سندھوی

مصطفیٰ الصاف نامہ)۔

۱۸۔ میاں بہاء الدین ہندوستانی

۸۔ میاں پیر محمد بن میاں عطا۔

۱۹۔ میاں حسن بن میاں بھائی ہما پڑ

۹۔ میاں پیر محمد ملتانی۔

۲۰۔ میاں بھائی سنگھوری (علاقہ کاٹھیاواڑ)

۱۰۔ میاں حسام الدین ماژند رانی۔

۲۱۔ میاں پرا بن یوسف (دو فتراول)

۱۵۔ دفتر ملتانی اور قائم سلیمان سالہ میں ختم ہوئی اسلئے بغیر قدامت و تیز بلحاظ تبحر مصنف دفتر نیا، معتبر ہے، انہیں کہ
 مصنف، قائم سلیمان کو دفتر نہ ملا۔ اگر ملتا تو کہیں نہ کہیں اُس کا حوالہ دیتے یہ بھی ممکن ہے کہ ایک نام عطا ہو گا اور ایک نام گھریں پکار لیتے،

- ۱۳۱۔ یوں میاں شہنشاہ بک نے اپنے اہل خانہ کو کیا جیسے کہ
- ۱۳۲۔ میاں شاہ جمی سیاہ (دو فرادل) {
- ۱۳۳۔ میاں شیخ جمی سیاہ (خاتم سلیمانی) {
- ۱۳۴۔ میاں سعد بن ہندستانی (اصل میں سعادتین
- تھا۔ پھر سعد ہوا۔ پھر سعد بن پھر اور یعنی بک بزرگ
- سعد بن ہو گیا)۔
- ۱۳۵۔ میاں ابراہیم ہندستانی۔
- ۱۳۶۔ میاں یوسف برادر میاں علی۔
- ۱۳۷۔ میاں بڈتھو۔
- ۱۳۸۔ میاں لاڈ ساکن ڈھوٹی۔
- ۱۳۹۔ میاں دستید مستان مزین (حجام) جالوری۔
- ۱۴۰۔ میاں آدھن ہندستانی (اصل میں سعادت اللہ
- تھا۔ پھر سعادت بن پھر عادت پھر عادن پھر
- آدھن ہو گیا)۔
- ۱۴۱۔ میاں چھتہ بک (اصل میں شہنشاہ تھا
- کاتب بدل بقاعدہ پڑا کرتا تھا۔ اور تاج کا مخفف
- ۱۴۲۔ میاں میر بی بی شہینہ۔
- ۱۴۳۔ میاں شمس الدین ہندستانی۔
- ۱۴۴۔ میاں کمال الدین ہندستانی۔
- ۱۴۵۔ میاں علاء الدین اولوی۔
- ۱۴۶۔ میاں ابراہیم بن زین (راج محمد)۔
- ۱۴۷۔ میاں حسن بن فیروز۔
- ۱۴۸۔ میاں حسن بن علی۔
- ۱۴۹۔ میاں جمال الدین ہندستانی۔
- ۱۵۰۔ میاں ملک جمی اسپجی۔
- ۱۵۱۔ میاں عبداللہ تمانی۔
- ۱۵۲۔ میاں ابراہیم تمانی۔
- ۱۵۳۔ رحمت اللہ علیہ اجمعین

۱۵۔ ہرست شہدا میں ساتھ سوار اور چالیس پیادے تھے۔ حضرت صدیق ولایت نے انہ کو چھوٹی بھانک پڑ گول خط لکھ کر ان چالیس پیادوں کو اس علاقہ میں رکھا تھا۔ نہیں معلوم چالیس کے اتالیس کیسے ہو گئے؛ کاتب نقلیات میں ایک کے اصافہ کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔ ۱۳۱

بمقام سردار سن

[امو قونو ۲۲ اشوال ۹۳۰ ۱۵ مطابق ۱۵ اگست ۲۲۵۰ء اور روز جمعہ
 وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ لَبَّيْكُمْ أَقْيَامٌ وَلَٰكِنُ الْأَمْوَاتُ
 ترجمہ۔ جو لوگ راؤ خدا (اور ظاہر و باطن) اتباع حضرت خاتین علیہا السلام) میں دشمنی ہیں یا
 دشمنی نہ کرتے) قتل کئے جائیں ان کو مرے ہوئے نہ کہنا بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم ان کی
 زندہ کی کیفیت) نہیں جانتے۔ (سورۃ بقرہ۔ آیت ۱۵۴)

- ۱۔ بندگی میاں سید نو مند میر سید الشہدا۔
- ۱۰۔ بندگی ملک شرف الدین (سابق جاگیر دار سردار سن)
- ۲۔ بندگی میاں سید مظاہر بن حضرت صدیق ولایت
- ۳۔ بندگی میاں سید عطن (عطاء اللہ) برادر
- ۴۔ بندگی ملک قادم بن ملک احمد البشیر
- ۱۱۔ بندگی ملک محمد بن ملک یعقوب۔ " امرت بیل"
- ۱۲۔ بندگی ملک میاں جمی بیاتوی (خیر حضرت صدیق ولایت
- ۱۳۔ بندگی ملک میاں ابراہیم خاں بن سکندر خاں (سابق شہزادہ
- ۱۴۔ بندگی ملک میاں سید غلام) ساکنان قصبہ داسیج۔
- ۱۵۔ بندگی میاں اسماعیل
- ۱۶۔ بندگی میاں سید شہاب الدین بن قطب الدین۔
- ۱۷۔ بندگی میاں رحمت اللہ بن میاں دولت۔
- ۱۸۔ بندگی میاں بخش ساکن قصبہ سار سا علاقہ بھڑونج
- ۱۹۔ بندگی میاں محمود شاہ ساکن سار سا
- ۲۰۔ بندگی میاں چاند ساجھوری (علاقہ مارواڑ)
- ۲۱۔ بندگی میاں یوسف بن میاں احمد۔
- ۵۔ بندگی میاں سید غانجی۔ البشیر برادر
- ۶۔ بندگی ملک جمی المختص بہ مہری صحابی ہمدی
- ۷۔ بندگی ملک اسماعیل کاک ریجی (دانا حضرت صدیق ولایت) بن خواجہ طہ
- ۸۔ بندگی ملک یعقوب کاکریجی برادر نمبر ۷۔

- ۲۲۔ ہندگی میاں یوسف لنگاہ (لنگھا)۔
 ۲۳۔ ہندگی میاں سلطان شاہ جالوری۔
 ۲۴۔ ہندگی میاں فیروز شاہ بن حمزہ جالوری۔
 ۲۵۔ ہندگی میاں عین الدین۔
 ۲۶۔ ہندگی میاں نظام الدین۔
 ۲۷۔ ہندگی میاں تاج الدین (خزاد)۔
 ۲۸۔ ہندگی میاں عمر۔
 ۲۹۔ ہندگی میاں جمال بن بخت (اصل میں مجاہد) ہندگی میاں علاء الدین بن میاں خاں۔
 تھکا بگڑا کچھو بھو؛ پھر اور بھی زیادہ پیار میں ۴۸ ہندگی میاں بخشو (خدا بخش یا خورشید) برادر
 جعفر بن ہو گیا۔
 ۳۰۔ ہندگی میاں شمس الدین۔
 ۳۱۔ ہندگی میاں حاجی بن میاں طاہر۔
 ۳۲۔ ہندگی میاں عبد اللہ سندھی۔
 ۳۳۔ ہندگی میاں میاں خاں۔
 ۳۴۔ ہندگی میاں کبیر محمد ساکن کھبات شہر حضرت صدیق ^{علیہ السلام} ۵۳ ہندگی میاں شیخ جی کھاتی برادر کلان
 ۳۵۔ ہندگی میاں شیخ حمید بن قاضی خاں۔
 ۳۶۔ ہندگی میاں سندھو ساکن ٹپن۔
 ۳۷۔ ہندگی میاں علی آخوند (معلم الصیغیوں)۔
 ۳۸۔ ہندگی میاں قاسم برادر میاں احمد (نمبر ۱۱) ۵۵ ہندگی میاں میرن پٹی
 شہدائے کھال بھیل،
 ۳۹۔ ہندگی میاں احمد شاہ ستر کھجی پوڑا احمد آباد۔
 ۴۰۔ ہندگی میاں سبہ ی بلال۔
 ۴۱۔ ہندگی میاں سیدی یاقوت۔
 ۴۲۔ ہندگی میاں عالم خراسانی۔
 ۴۳۔ ہندگی میاں حاجی محمد خراسانی۔
 ۴۴۔ ہندگی میاں ابو انبیر متانی۔
 ۴۵۔ ہندگی میاں اسحاق بھوج مہاجر۔
 ۴۶۔ ہندگی میاں زین الدین سابق چمڈہ دار صدر سہان۔
 ۴۷۔ ہندگی میاں ابراہیم داماد میاں خاں کاندھ۔
 ۵۱۔ ہندگی میاں پیر جی الملقت "بڑبڑ"۔
 ۵۲۔ ہندگی میاں نظام محمد۔
 ۵۴۔ ہندگی میاں فخر بن۔
 (مجاہد الدین) پٹی۔
 ۵۵۔ ہندگی میاں میرن پٹی۔
 رحمة اللہ علیہم اجمعین

دو رنگ پڑ بھالی مس میاں کبیر محمد کٹول فردش اور میاں اسماعیل رنگ پڑ جن کو ہندگی میاں رضی اللہ

نے بشارت "امام شہادت" سے مبشر فرمایا تھا۔

میاں ملک بڑا کاکر بھی جو ہندگی میاں کے فرماں سے لشکر سلطانی میں ٹھہرے رہے تھے عین الملک کو دوری مرتبہ طعنہ دینے پر راستے ہی میں عین الملک کے حکم سے شہید کر دئے گئے۔

ملک راجہ بن ملک سخن لسانی جاگیر دار موضع دساڑاجن کو ہندگی میاں نے ارشاد فرمایا کہ

”تم دساڑے ہی میں رہو اور کفار سے لڑ کر شہید ہو جاؤ۔ تم ہم میں ہو۔“

جیسا کہ حسب بشارت جنگس کھاں بسیل ہی کے روز شہید ہو گئے (خاتم سلیمانی) ۴۱ + ۵۵ + ۴ = ۱۰۱

رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

ہندگی میاں سید خوند میر کے دائرہ میں لوسو فقیر تھے۔ جو لوگ حسب فرست شریک جنگ ہونے والے تھے ان کے سوا اکل فقرا سے حضرت صدیق ولایت نے فرمادیا تھا کہ آغاز جنگ سے تین روز پہلے دائرہ سے نکل جائیں اگر نہ گئے تو منافقی کا حکم صادر ہوگا۔ اس لئے سب فقرا نکل گئے۔ اور اہلبیت حضرت ہدی علیہ السلام کو ہندگی میاں سے لٹہ پٹن کھجوا دیا۔ اب صرف سو غازی اور سو شہید ہونے والے فقرا دائرہ میں رہ گئے۔ بیٹلنے تو شریعت شہادت پئی لیا۔ باقی سوتجا بدین ہدایت خلق کے لئے حکمت الہی سے زندہ رہے ان میں سے مشہور بادلوں کے نام یہ ہیں۔

غازیان بدر ولایت

جو ہندگی ملک الہداد خلیفہ گروہ رضی اللہ عنہ کی زیر نظر پوشش پاکر خود بھی کامل ہوئے اور دوسروں کو بھی کامل کیا۔

۱۔ ہندگی ملک الہداد۔ ”صدیق صدیق ولایت“ ۶۔ ہندگی میاں سید شریف اللقب بہ ”تشریف اللہ“

”وعبدالوسن“ ”شاہ ہدی“ خلیفہ گروہ۔ منجانب بارگاہ کبریٰ۔ بن حضرت صدیق ولایت۔

۲۔ ہندگی میاں سید شہاب الدین شہاب الحق ۷۔ ہندگی میاں سید خداداد بخش بن حضرت صدیق ولایت۔

۸۔ ہندگی میاں سید حسین بن ہندگی میاں سید عطن۔ ابن حضرت صدیق ولایت۔

۳۔ ہندگی میاں سید محمود خاتم المرشدین ۹۔ ہندگی میاں سید حسن بن ہندگی میاں سید عطن۔

۴۔ ہندگی میاں سید احمد بن حضرت صدیق ولایت ۱۰۔ ہندگی ملک پیر محمد بن حضرت خلیفہ گروہ۔

۵۔ ہندگی میاں سید عبدالقادر بن حضرت صدیق ولایت ۱۱۔ ہندگی ملک اسماعیل بن ہندگی ملک حماد۔

- ۱۳۱۔ ہندگی ملک سلیمان بن ہندگی ملک حمادؒ
- ۱۳۲۔ ہندگی میاں سید عبداللہ الملقب بہ "دکوہ راسخ" قاضی شہتاج الملقب بہ الکتاب سادات حسینیؒ۔
- ۱۳۳۔ ہندگی میاں سید خاں جی بن حضرت سید عمر
- ۱۳۴۔ ہندگی میاں ولی جی بن یوسف مصطفیٰ الصاف نامہ حاشیہ و حجتہ المشفقینؒ۔
- ۱۳۵۔ ہندگی ملک یوسف {
- ۱۳۶۔ ہندگی ملک حماد {
- ۱۳۷۔ ہندگی میاں سید عمر برادر نمبر ۱۳۱ سادات کھڑکی والؒ۔
- ۱۳۸۔ ہندگی ملک بڑا بن ہندگی ملک گوہر شاہ پولادیؒ۔
- ۱۳۹۔ ہندگی ملک احمد بن ہندگی ملک اسماعیل تپچاتی مدغل "حضرت صدیق ولایت کے بہنوئی)۔
- ۱۴۰۔ ہندگی میاں علم شاہ بالوریؒ۔
- ۱۴۱۔ ہندگی میاں ابراہیم دلکشینؒ۔

رحمۃ اللہ علیہم اجمعین
(دفتر اول۔ رکن دوازدهم۔ باب پنجم)

نوٹ۔ ہندگی میاں نے اپنے چھوٹے چھوٹے فرزندوں کا نام بھی فہرست غازیوں میں اسلئے داخل کیا کہ وہ بھی جنگ سے بے نہرہ نہ رہیں۔ اس لئے میدان جنگ میں اترنے والے غازیوں کی تعداد سنو سے کم تھی یا یوں کہئے کہ ۹۲۔ کیونکہ اس فہرست میں نمبر ۲ سے نمبر ۹ تک آٹھوں کم سن ہیں۔ و اللہ اعلم بالصواب۔

نوٹ۔ بعض نسخوں میں جنگ کھان بھیل میں ۱۴ اور جنگ سرداسن میں ۳۳ ہلہ ۴۲ شہدائیں مندرجہ ذیل ۶ غازیوں کے نام بھی حسب بشارت حضرت سید الشہداء داخل کر کے ۱۰۰ کی تعداد پوری کی ہے۔ ان غازیوں کو بددوسی کہتے ہیں

اسامی شش بدریاں

- ۱۔ ہندگی ملک الہدایہ خلیفہ گروہ
- ۲۔ ہندگی میاں سید حسینؒ
- ۳۔ ہندگی میاں خوند ملکؒ
- ہندگی میاں بڑا
- ہندگی میاں علم شہ
- ہندگی میاں حبیبؒ

رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

۱۲۲۔ بندگانِ میاں حبیب اللہ بن بندگانِ میاں شاہ دلاور نقل کرتے ہیں کہ بندگانِ میاں حجی دہنگی میاں شاہ دلاور بندگانِ میاں سید خوند میر کی شہادت کی نسبت فرماتے ہیں کہ

”جبکہ کل قیامت کو میدانِ حشر میں کل انبیاء اور اولیاء اور اہل ایمان عرشِ باری تعالیٰ کے سیدی طرف ہونگے اور کل کافر اور منافق اور ان کے جیسے سب کے سب بائیں جانب کھڑے ہونگے اُس وقت بارگاہِ خداوندی سے یہ فرمان صادر ہوگا کہ

”آں گردہ را بیارید کہ برے ماجان و تن و مال و فرزند و دلبند با جملہ عیال خود
نذا کردہ بووند“

اُس وقت بندگانِ میاں سید خوند میر ایک جماعت کے ساتھ لائے جائینگے اور وہ اُس ہیئت سے حاضر ہونگے کہ جس طرح ہاتھ پر ٹوٹا رکھتے ہیں اس طرح ہر جاں نثار اپنے اپنے ہاتھ میں اپنا سر کھڑے ہوئے آئے گا۔ اور ان کے سروں سے خون ٹپک رہا ہوگا۔ یہ گروہ پر شکوہ جس جماعت کے سامنے سے گذرے گا۔ وہ مارے شرم کے سر جھکا دیگی کہ

”افسوس ہم سے خدا کے راستے میں کچھ بھی جاں نثاری نہ ہو سکی!“

مختلف جماعتوں اور صفوں سے گذرتے ہوئے جب ہمارے سامنے آئیگے تو ہم بھی مارے شرم کے سر جھکا لیگے پھر بارگاہِ خداوندی سے آپ اور آپ کے ہمراہیوں پر بڑی بڑی نوازشیں صادر ہوئیگی اور خداوند کریم اپنی قدرتِ کاملہ سے ان کے سر جوڑ کر فرمائے گا۔

”اے سید خوند میر از ما چہ می خواہی؟“

عرض کریں گے۔

”ہاں خدا یا ماقابلِ خود را می خواہیم۔“

اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

اے سید خوند میر قاتلِ ثمانی الحقیقۃ ما میم۔“

یہ فرما کر اللہ تعالیٰ اپنی ذاتِ میاں سید خوند میر کو عنایت کرے گا (دوسرے دو مکالمے)

ادھر بندگانِ میاں شاہ دلاور رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیقِ ولایت اور آپ کے جاں نثاروں کی یہ نشان و سبھی

اور بین الملک کے نامہ (مکتبہ) کی نسبت یوں لکھتے کہ ایک روز بنی ملی میاں شہداد لاہور میں اللہ متذکر اللہ
میں بیسیڑہ ہوئے تھے کہ ایسے ساختہ پکا اُسے کہ

”آہ آکیا زور کا وعظ کا ہوا!!!“

آپ کے نطفے نے پوچھا: ”میاں جی۔ کس چیز کا؟“ فرمایا

”عینل بڑے زور سے دوزخ میں تعلق لایا (ماتھیہ)

سچ ہے لِحْرَمَنْ نَشَاءُ وَ كَذٰلِكَ مَن نَّشَاءُ طَبِيْبًا كَالْاَعْيُنِ ط اَنَّا كَعَلْمٌ حَلِّ

نَشِيْءٍ حَمِيْدٌ (پ) ترجمہ (اے اللہ) تو وہی جس کو چاہت عزت دے اور جسے چاہے

ذلیل رہو اور اگرے۔ سب طرح کی بھلائی (اور خیر و برکت) تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ بیشک

آپ چیز پر قادر اور توانا ہے۔

هُوَ الْهَادِي — هُوَ الْمُضِلُّ

شانِ کریمی دیکھئے کہ جس طرح ایک حقیقی ہدایت یافتہ اپنے فعل کو خوشنودی فدا پر محمول کر کے شکر گزار

ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک گمراہ بھی اپنے گمراہ ہدایت پر پلنے والا سمجھ کر اپنے افعال پر فخر کرتا ہے۔

۱۔ شہد اکلی تجہیز و تکفین اور بی بی عائشہؓ زوجہ بنتیہ حضرت صدیق ولایت کی طرنت کو پختی کھانین نے بعد

عازیل اور مستورات مکمل ڈیڑھ سو پوسماندوں کو اخراج ہونے پر بندگی ملک الہامی دو صدیق صدیق ہمدی مغرب کے

بدر سدراسن سے نکلے۔ جنگ کی وجہ سے حضرت کو سلطنت کے باغی سمجھ کر لوگ اپنے گاؤں کے حصہ و دین اس

خوف سے ٹھہرنے نہیں دیتے تھے کہ کہیں ہم بھی معاون باغی قرار دے جا کر عتاب سلطانی میں نہ آجائیں یہہن تاک

کہ آپ نے عشا کا فرض الگ مقام پر پڑھا سنت اوردیکھڑھی اور وتر اور مقام پر ادا کی۔ راہ خدا میں ایسی اذیتیں

اٹھاتے ہوئے جب آپ گھڑاؤں پہنچے جو جالور جاتے وقت راستے ہی میں آتا ہے۔ وہاں کے دیں مکہ معین الدین

عرف ملک مانڈن اور ان کی والدہ بی بی پیارمی نہایت عہدیت سے پیش آئے۔ انہوں نے اپنی زمینات اور

۱۵۔ کہتے ہیں کہ بالوں سے حضرت صدیق ولایت کے روض مبارک کہ جاتے وقت سیدھے ہاتھ پر جاں سے قبروں کا سلسلہ جاری ہوتا ہے

عین الملک کی قبر بھی وہیں ہے۔ اور چوکھنڈی ہے جس کو اہل گجرات مخمزی کہتے ہیں۔ ۱۶۔ تھارڈ کے آفرا اور سوم سیدنا ہمدی کے دست

مبارک پر تصدیق سے مشرق ہو چکے تھے۔ اسی وجہ سے حضرت خلیفہ مگر وہ کے ساتھ اس قدر عقیدت سے پیش آئے۔

سرکاری ملازمت چھوٹ جانے کی کچھ پروا نہ کر کے حضرت کو اپنے گاؤں کے پاس لیڈ دائرہ باندھنے کا بیغام بھیجا اور ساتھ ہی عرض کی کہ دائرہ کے لئے زمین اللہ نے دی ہے چونکہ حضرت نے جالوت شریف لے جانے کا ارادہ مصمم کر لیا تھا اسلئے دائرہ کرنے سے تو انکار کیا لیکن ایسے کٹھن و مقول میں ان کی اس قدر حسن عقیدت اور مہمان نوازی سے آپ بہت خوش ہوئے۔ ملک ماڈن کو جو مدت دراز سے رشتہ کی بیماری کے باعث چار بائی پر کروٹ بدلتا بھی سخت دشوار تھا حضرت کا پسپوڑہ آپ پیتے ہی تمام مازکل پڑے اور ان دواہر میں بالکل اچھے ہو گئے۔

دوسرے پہلو پر عین الملک سدراسن سے رواتہ ہوتے وقت سات سرو لوکرے میں رکھ کر فتح کے ڈنکے بجاتا ہوا عصر کے وقت پٹن پنچا۔ اس کی آمد آمد کی خبر سن کر تاحسن بھرہ وغیرہ نے عین الملک کو مبارکباد دینے کے لئے گاڑیوں میں سوار ہوا کر شہر بنگاہ کے دروازہ کے باہر استقبال کیا۔ اور جس طرح عرب میں معین بن طلحہ نے مومنوں کی شہادت پر عین رسائی تھی انہوں نے بھی بندگی میاں کی شہادت پر خوشی کا اظہار کیا۔ (افشاں)

۲۔ پٹن شریف میں سرو لو کو ناز پڑتے ہوئے دیکھ کر عین الملک کے دل میں یہ خوف ہوا کہ اگر بادشاہ کے حضور بھی ان شہدائے ناز پڑ ہی یا اس قسم کی کرامتیں ظہور میں آئیں تو بجائے انعام و اکرام کے عقاب سلطانی میرا اور میرے خاندان کا علیا میٹ کر دے گا۔ وہ اسی فکر میں تھا کہ شیخ نجدی ایک بوڑھے بزرگ کی صورت اختیار کر کے عین الملک کے پاس آیا اور یہ راے دی کہ

”ان سروں سے ہڈیاں نکال کر بٹس بھر دو، اور ٹانگے لگا دو؛ وغیرہ جنس کی شرکت سے کرامتیں متوقف ہو جاتی ہیں۔“

چنانچہ ویسا ہی کیا گیا۔

دوسرے پہلو پر شہدائے کرامتوں کو دیکھ کر جس طرح سدراسن میں بعض لوگ تصدیق مہدی سے مشرف ہوئے؛ اسی طرح یہاں بھی شہدائے ناز بعض لوگوں کے لئے ہدایت کا باعث ہوئی اور فوراً تصدیق مہدی ہو گئے۔

۲۔ پانچوں سر چانپا نیر شریف حضور سلطانی میں پیش کئے گئے۔ سروں کو دیکھ کر منظر ثانی کے دل میں ہیبت

۱۵۔ آٹھریل پور پٹن (شہر درہ ہند عرف پیرا پٹن) کے راجا دن راج چاؤڑے کے وزیر چانپا نے آٹھویں صدی عیسوی (مطابق پہلی صدی ہجری) میں کوہ پادگانہ کے گوشہ شمال مشرق کے داس میں ڈوڑھ کو س کے احاطہ میں شہر آباد کر کے اپنے نام پر ہجوم کیا (تاریخ مہرات معنیہ ایک نئی ٹیپوگرافی کلکٹر احمد آباد۔ انگریزی میں)۔ مختصر تاریخ مہرات معنیہ از مشر مہائی۔ ج ۱۔ لے ایل پل۔ بی۔

گجرات میں) یہ پہاڑ مالوں سے گوشہ مشرق و جنوب میں دوپل پر ہے۔ پہاڑ کا احاطہ ۵ میل اور بلندی ۲۵ فوٹ ہے (بقول مصنف مرآة احمدی تین کوس) پہاڑ کی چوٹی سطح ہے۔ پہاڑ پر چڑھتے وقت مسجدیں، محلات شاہی اور مقبرے شکست حالت [جاریہ]

[ہمارے ہیں۔ جگہ جگہ نظر آتے ہیں۔ یاد آگئے۔ پورا کمال کا ناما کی جاتر کی وجہ سے۔ سال صد ہاجات راولپنڈی کو آئے ہیں۔ بس کی وجہ سے ریل میں بڑی کشمکش رہی ہے۔ پہاڑ پر ہوا اور بون، بہت تیز چلتی ہے اس لحاظ سے اسکی آمد ریلوں گڑھ رکھ کر کیا تھا۔ اب میں پون گڑھ کا پاوا گڑھ ہو گیا (تاریخ گجرات)۔ واللہ اعلم بالصواب۔

چانپانیرکاب مانوہ گجرات کی سرحد پر واقع ہونے سے اُس کی وسعت و آبادی اور صنعت و تجارت و زبردست ترقی ہوئی اور اُس کے چل کر بنظر تمدن و معاشرت و تیز باعاط سیاسی نوآئند بڑا مرکز بن گیا سلطان محمود بیکٹرے نے کابل ایک سال تک قلعہ چانپانیر کا محاصرہ بالاستقلال قائم رکھ کر یہاں پہنچے ہیں۔ اچوت راجا جئے سنگھ کو شکست دی اور علم فتح بلند کیا۔ فتح سے قبل ہی جامع مسجد کی بنیاد ڈالی گئی۔ یہ مسجد ایسی شاندار اور خوبصورت ہے کہ تمام شہر ہندوستان میں اپنا نظیر نہیں ملتی فتح کے بعد تھوڑے ہی عرصہ میں ایوان شاہی، حلات، شاندار محلات، بازار، باغات اور حویلیاں جو ان لوگوں کے لئے اور آج ہونے سے ایک شاندار شہر ہو گیا، اور اسکا نام محمد آباد رکھا گیا اور جسے نئی تیرہ قدیم ریاستوں کا نواح گجرات فارسی، انگریزی و گجراتی)۔ یہ شہر احمد آباد سے پچاس کوس پر واقع ہے۔

۱۷۰۹ء ہجری مطابق ۱۳۲۸ء عیسوی تک یہ شہر سلطنت گجرات کا دار الحکومت رہا۔ ۱۷۶۱ء میں ہمایوں بادشاہ دہلی نے اس کو فتح کر کے احمد آباد کو پھر پائے تخت قرار دیا۔ تبدیل تخت حکومت کے ساتھ ہی چانپانیر پر خزاں کے جھوٹے گئے شروع ہو گئے۔ سترہویں صدی کی ابتدا میں اُسکی ہوا زبردستی ہو گئی۔ اور اسی صدی کے وسط میں جنگلی ہاتھی، شیر اور مختلف اقسام کے درندوں کا مسکن بن گیا۔ ۱۸۱۸ء میں جب یہ شہر گریزوں کے قبضہ میں آیا اُس وقت صرف ۲۰۰ نفوس آباد تھے۔ اب تو باہل ویران پڑا ہے۔ صرف جامع مسجد کے پاس کچھ آبادی کا ڈال کی حیثیت رکھتی ہے۔ انگریزوں نے اُس کو از سر نو آباد کرنے کی کوشش کی لیکن چونکہ اطراف و جوار تہ میں بالخصوص پنج خاں کی طرف جھاڑی کثرت سے ہے اس لئے آب و ہوا غراب، ہتھیلی وجیسے اپنے ارادہ میں کامیاب نہ ہو سکے۔

آہ! ساڑھے بارہ سو برس کا قدیم شہر چانپانیر اور ایک صدی سے بھی کم عمر کا بارونق محمد آباد آج ایسا ویراں پڑا ہے کہ اندر جا کر اُس کے دیکھنے کو بھی دل ڈرتا ہے۔ فاعتبروا یا ایہی الاہمکا

امام الانام سیدنا حضرت سید محمد ہمدی مومنون وعلیہ السلام مشن میں کا پی سے چانپانیر تشریف لائے اور جامع مسجد میں تیار فرمایا۔ اس سے قبل بندگی میاں شاہ نظام رضی اللہ عنہ کہ منظر ہے اگر ایک مینار کی مسجد سلیم خاں المشہور ایک ٹورے کی مسجد میں رشد کامل کی جستجو میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ ایک مینار کی مسجد سلیم خاں کا گنبد۔ جس کتبوں کو حضرت ہمدی علیہ السلام نے مٹی کے پتھر سے تیار کیا تھا اور اُس کے متصل حجرے ویران ہو گئے ہیں یا باہل شکستہ حالت میں ہیں۔

اقم المؤمنین بی بی الہدیٰ رضی اللہ عنہا (۵۷ سال ۳۰ رجبی الحرام ۱۰۸۰ھ) کے مزار مبارک کی علامت قائم کرنے کی غرض سے آپ کے بھائی بندگی میاں سید سلام اللہ رضی اللہ عنہ نے پتھر جمع کر کے قبر پر رکھا تھا مگر حضرت ہمدی علیہ السلام نے فرمایا "موتی ضرورت نہیں ہے۔ ہندو نے اس ہاتھ دین اللہ نے اُس ہاتھ لے میں" اس لئے ایک مینار کی مسجد سے مشرق طرف منڈر کہہ کر صرف چھ میناریں [ہمارے] م

[جاری] امام الانام سیدنا محمدی علیہ السلام کے زائے قیام چنانچہ میں آپ کے بیان ترائن و آپ کے افلاقی محمدی بہجوات اور سنجوہ کی برکت سے مدہا کو فتح ہو گئے تھے۔ بندگی میں سید خود میرا اور آپ کے جان نثاروں کے پوست سروبار و ظفر میں لائے گئے اُس وقت بہت سے ہمدی ہو رہے تھے۔

گنج شہد پر نوٹ

اوپر ہی ذکر کر دیا گیا ہے کہ حضرت صدیق ولایت کی شہادت کے بعد ابوالوان شاہی میں تخت نشینی کے متعلق جھگڑے پیدا ہو کر اندر ہی اندر کشت و خون ہونے لگے۔ ملک میں بد امنی پھیل گئی اور چانپانہ بار بار حملوں کا نشان بن گیا۔ بعد میں چانپانہ نیر کی آب و ہوا بگڑ جانے سے ایک مہینہ تک زائرین کی آمد و رفت بند رہی۔ بندگی میں گنج شہدرا جو صرف مٹی کا ڈھیر تھا اور جس پر میں اس گھر پر تھم رکھ دئے گئے تھے، تھوڑے ہی عرصہ میں برسات سے مٹی و صل حاصل کرنا ان کی ہیئت بدل جانے سے گہری تشویش ہو گئی۔

بندگی میں سید میرا ل جی بن بندگی میں سید عبد الوہاب بن بندگی میں سید شریف اللہ بن بندگی میں سید عزیز صدیق ولایت بن سید دکن سے ڈبھوئی تشریف لائے اُس وقت آپ نے بندگی میں ان کی زیارت کا قصد کیا۔ ڈبھوئی سے چند عقیدت میں آپ کے ساتھ جوہلے۔ یہ لوگ رستے چلنے کھیتوں کی کھریاں کھائے گئے۔ آپ نے فرمایا

ق

”خیر کمال جائز نہیں۔ اگر میرے ساتھ آتے ہو تو مت کھاؤ۔“

پھر جب آپ چانپانہ پہنچے کہ تینوں کے دعت کے نیچے کھڑے رہ کر فرمایا ”یہ کھریاں بندگی میں ان کی ہیں شوق سے کھاؤ؟“ اور قہر مبارک کی علامتیں (غائبانہ) پتہ بے ترتیب پڑے ہوئے) دیکھ کر فرمایا ”یہ ہے بندگی میں ان کی تبرہ“ آپ نے تو قہر مبارک پتہ بے ترتیب رکھے اُس وقت سے حضرت کی زیارت عام طور سے ہونے لگی۔ اسلئے آپ کو ”شہرت و ہند گہ“ ہر قدر بندگی میں میاں سید خود میرا ل جی بن بندگی میں مرشد الزماں میاں سید میرا ل جی عرف سید دریاں صاحب (وفات ۱۳۱۷ھ) بن بندگی میں سید سلام اللہ بن بندگی میں سید عیسیٰ شہید و ابنتی داڑھ بن بندگی میں سید شہاب اللہ بن بندگی میں سید عزیز صدیق ولایت نے دیکھا کہ جھڑی اس کثرت سے ہو گئی ہے کہ حضرت کے قدم مبارک چرانے کو راستہ ہی نہیں ملتا اس کے علاوہ بڑی کی چھڑیاں اس گنجان سے کھڑی ہیں کہ جب تک چند توئی نیک مرد لٹھ مارے اور بڑو پچھاڑتے ہوئے آگے نہ بڑیں حضرت کے مزار شریف کو پہنچ ہی نہیں سکتے۔ زائرین پریشانی کو بھی یہی دقتیں عائد ہوتی تھیں اسلئے آپ نے نہایت ضروری مجھ کہ حضرت کی تربت مبارک پر چھوڑا سا گنبد تعمیر کیا۔ اس وجہ سے آپ کے مقررہ روضہ حضرت صدیق ولایت کہتے ہیں مدو تعمیر ہونے کے بعد ہی عرصہ دراز تک راستہ ویسا ہی سخت اور خوفناک رہا۔ لیکن جب سے سرکار انگریزی نے جھاڑی کٹوانا شروع کیا اور قہر ہماروں کے تحفظ کے لئے اعلان لگا کر جگہ جگہ تختے نصب کئے گئے اُس وقت سے زائرین کو چانپانہ جانے میں بہت ہی سہولت ہو گئی۔

اہل ڈبھوئی کے مرشد حضرت خوب صاحب میاں صاحب (وفات ۱۳۱۷ھ) کے زمانہ میں اس جھڑی سے گنبد کو جس میں کھٹی کے باعث شگاف پڑ گئے تھے شہید کر کے از سر نو شاندار روضہ تعمیر کیا گیا اور دو صدیوں حضرت کے مزار مبارک پر گنبد کو تعمیر فرمایا گیا روضہ مبارک سے مغرب میں عالی شان سجدہ اور مسجد کے اوپر ساغر خانہ ۱۳۱۷ھ میں بنایا گیا۔ تعمیر مسجد کے ساتھ ساتھ شمالی دیوار سے متصل مورتوں کے لئے الگ باوجودی قہر بڑا جو لوہے کی سیخوں سے محفوظ کیا گیا ہے۔ روضہ معلیٰ سے مشرق میں سارا اور سر کے قریب شارع عام پر کمنوں سے یہ سب عمارتیں بندگی میں سید خود میرا ل جی شہد راضی اللہ کے نام پر جان دینے والے ڈبھوئی۔ بڑو دودھ جودھ۔ جیو سر کے شروانیوں اور مورتوں کے سوا اگر دلائل فرزندوں کی سماجی جمیل کا نتیجہ ہے۔ باوجود کے وہاں زائرین کی آسائش کے لئے سب کچھ تھا پھر بھی اس کو ناکافی سمجھ کر ایک اعلیٰ بنیا زہر روضہ مبارک سے شمال میں نئی راستہ مورتوں کے لئے بنائی گئی اور اسی تعمیر کے ساتھ [جاری]

طاری ہونے اور سلطنت کی بربادی کا نقشہ آنکھوں کے سامنے چوٹا گیا۔ عین الملک کو نعت سست کہا اس ضمن کئے اور حکم دیا کہ

”سہ اٹھائے جائیں“

ہمدویوں نے ان سروں کو عزت و ادب کے ساتھ سر پر رکھا اور شہر کے ہالونی دروازے کے باہر ایک ہمدوی کے باغ میں جو اُس نے اسی وقت حضرت کے ظہرہ کے لئے وقف کر دیا تھا ان سروں کا بیج شہد اہنا | سدا سن شریف میں شہد اہنا کی تو قبریں اور پٹن شریف میں پانچ قبریں علیحدہ علیحدہ ہیں اور بنگا ملک شرف الدین کی قبر بھی حفت کے پائیس علیحدہ ہے جلا چھ قبریں]

بادجو و جس بھروئے کے شہد اہ کے چہروں پر نور الہی چھٹتا ہوا دیکھ کر سلطان مغفر کی طرح حاضر بن مجلس پر بھی عبرت طاری ہوئی۔ عین الملک کو حقارت کی نظر سے دیکھا اور شک نہیں کہ یہاں بھی کئی لوگ اُھدینق سے مشرف ہوئے ہونگے لیکن کتب نقلیات میں کیفیت بیان نہیں کی گئی۔

یہی سرکئی لوگوں کے لئے ہدایت اور رحمت کا باعث ہوئے اور عین الملک اور اُس کے پہلی فضالت ہی میں رہے کیا اچھا فرمایا ہے سعدی نے

باران کرد در لطافتِ مبعشِ خلائق نیست
در باغ لالہ دید و در شورہ بوجس

هُوَ النَّصِيرُ (تبا)

امام الانام سیدنا ہمدی علیہ السلام نے حضرت صدیق ولایت کو آیات قرآنی اور حدیث نبوی سے جو بشارتیں شہادتِ مخصوصہ کے متعلق فرمائی ہیں نزل میں درج کی جاتی ہیں۔

۱۲۳۔ فرمایا کہ

”وَ اٰخِرُ اٰیٰتِ نَبِیِّكَ نَهَاكَ نَهْیًا مِّنَ اللّٰهِ وَ قَبْحَ خَرِیْبٍ وَ رَحَقَ شَمَاسْتَ۔ ترجمہ ۱۲۳

اور ان نعتوں کے سوال ایک اور نعمت بھی ہے جس کو تم (دل سے) پسند کرتے ہو کہ، خدا کی طرف سے تم کو (مدد ملے گی) اور تم کو مقررہ فتح حاصل ہوگی۔ (۱۲۳) [ان مع]

۱۲۴۔ اور فرمایا کہ

”وَ الَّذِیْنَ مَعَهُ اَشِدُّ اَعْمَالُ الْكُفَّارِ (تبا) در حق شہادت ترجمہ۔ اور جو لوگ ان ۱۲۴

کے ساتھ ہیں کافروں کے حق میں بڑے سخت ہیں۔ (انقلاب ۱۲۴)

دجاریہ حضرت راجن شاہ بخاری کی درگاہ از سر نو تعمیر پیر علیہ السلام میں کے بعد کے طوائف صورت میں کی جاتی تھی جس سے عمارت کی شان بڑھ جانے کے علاوہ روزہ مبارک سب طرح سے محفوظ ہو گیا۔

یہ دوسرے دو دست جناب سید غوث میر عرف غوثی میاں صاحب حیدرآبادی المتکلمین نے تصانیف میں لکھا ہے [۱۲۴]۔

۱۲۵۔ اور فرمایا کہ

وَأَعَدَّ اللَّهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْحَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِنْ دُونِهِمْ لَا يَعْلَمُونَ نَجْمَ اللَّهِ يَعْلَمُهُمْ وَأَدْرَقَ شِمَاسْتٌ تَرَجُمُهُ۔ اور (سپاہیان) قوت سے اور گھوڑوں کے باندھے رکھنے سے جہاں تک تم سے ہو سکے کافروں کے (مقابلہ کے) لئے ساز و سامان ہتھیائے رہو۔ ایسا کرنے سے اللہ کے دشمنوں پر اور اپنے دشمنوں پر دھاک بٹھائے رکھو گے۔ اور دنیوان کے سوا دوسروں پر بھی جن کو تم نہیں جانتے اور اللہ ان کے حال سے خوب واقف ہے۔

رہنہ، [دفعہ اول کتب]۔

۱۲۶۔ اور فرمایا کہ

«لَعَلَّكُمْ الَّذِينَ يَنْتَنِيظُونَ نَجْمَهُ مُرَادَاتِ شِمَاسْتٍ» ترجمہ۔ جو لوگ اس (ذات کی اصلیت) کو کھو دکھانے والے ہیں اس کی حقیقت کو معلوم کر لیتے۔ (۱۲۶)

[انتخاب]۔

یعنی نشان بندگی میں گواہی بخشد بدلتے ذات ہمدی توفیض بار امانت کو۔

۱۲۷۔ اور فرمایا کہ

«لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ مَبْنِيَّةٍ وَمَبْنِيَّةٍ وَمَنْ حَمَى عَنِ مَبْنِيَّةٍ طَارِئًا شِمَاسْتٍ» ترجمہ۔ تاکہ جو شخص ہلاک ہونے والا ہے وہ حجتہ تمام ہوئے پیچھے ہلاک ہو۔ اور جو زندہ رہے

[جاریہ] جس کو یہاں درج کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ قطعاً

مسجد روضہ شہ فیضیہ
اندربس خانہ آرزو سے اعلیٰ
۱۳۲۶ ہجری = ۱۹۰۸

شد بننا۔ مومنان حق آگاہ
۱۳۲۵ ہجری = ۱۹۰۷

نوٹ۔ اب پہلے کسی حالت نہیں رہی۔ حال میں برٹش گورنمنٹ نے بڑی کوششوں سے ایک مینار کی مسجد کا پیش قدمی کیا۔ اندر سے لگی اور پانی قریب نکل آئیں۔ یہ نہا جہتگی کا جوہر مبارک صاف کروایا گیا ہے۔ ہونے پھولوں کو نکالنا اور مسجد کا احوال قائم کر دیا گیا۔ اور حضرت کا کواں بھی ایک حد تک صاف ہو گیا۔ اس کے علاوہ مسجد کے مرکز بھی بن گئی ہے۔ چالیس سال پہلے جبکہ مرکز وغیرہ کچھ نہیں تھی گجرات گھاس اور جنگلی پودوں میں گھس گھس کر رہنے لگی تھی۔ ان سے مسجد اور جوہر مبارک کا پتہ لگایا اور یہ نہا جہتگی کے مبارک تھکوں کی مٹی پر مسجد کے شکر کیا۔
افسوس کہ پھر سے پیشہ ویاں دین قدیم مقدس یادگاروں کی طرہ تعلق تو نہیں فرماتا۔ آگاہش کرینا ہمدی علیہ السلام کے جوہر مبارک کو اگر حجتہ تک لگی ہوتی تو بہتر تھا!

والہے وہ بھی تجتہ تمام ہوئے پیچھے زندہ رہے دن) [انتخاب ص ۹۴]

”... آ رہے بھائی سید تو ندیر زندہ رہا بسیار اشتیاق ابن مہفت قَتَلُوا وَ قَتِلُوا (ص ۹۴) بود۔ فاما فرمان حق تعالیٰ جنیں می شود کہ بشما خواہد شد.....“

”..... بھائی سید تو ندیر بر شما بار ولایت مصطفیٰ نازل شدہ و ملا سرخ کہ دیدید قَتَلُوا وَ قَتِلُوا (ص ۹۴) است از شما خواہد شد“

حضرت ہمدی علیہ السلام نے آجی اِنَّا عَرَضْنَا الْاٰمَانَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَ اَلْاَرْضِ وَ الْجِبَالِ فَ اَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَ اَسْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهُ لَرَاۤءِیَ سَیِّئٌ مِّرٌ
مراد از سموات انبیاء و الارض اولیا۔ و الجبال علما۔ فابین ان یحملنها امر قتل است
و حملها الا انسان مر ذات شما است: (ص ۹۴)

حدیث نبوی

حضرت محمد مصطفیٰ فرماتے ہیں کہ

”المہدی منی من ولد فاطمہ بعیش خمس عام ثم یحییٰ علی خراہشا
شہر نخرج رجل من ولد فاطمہ علی سیرۃ المہدی بقائد عشرین سنۃ
تخریبوت قتلا بالسلاح ترجمہ۔ آنحضرت فرماتے ہیں زہدی مجھ سے ہوئے۔
فاطمہ کی اولاد سے۔ وہ پانچ سال زندہ رہینگے۔ پھر بستر پر انتقال کریں گے۔ اس کے بعد ایک شخص
اولاد فاطمہ سے بھلیگا جو ہمدی کے اہل اق و اوصاف پر ہوگا۔ وہ بیس سال زندہ رہے گا۔
پھر وہ ہتیار سے قتل کیا جائے گا۔“

یہ حدیث اگر وہ مقدسہ کے تقدس میں کی تصانیف میں موجود ہے اور تشریحین سے عالم اجل ناضل تاجر حضرت
سید نصرت کی مستند تصنیف کُلُّ الجواہر میں بھی اس کی صحت کا استدلال کیا گیا ہے۔ پس حضرت صدیق ولایت
رضی اللہ عنہ کی ذات بابرکات سردارِ دو عالم حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مبشر ہے

فصل دسویں

شہادتِ مخصوصہ کی وقوعِ شہادت سے پہلے ہی

عام شہرت

قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی بڑا واقعہ پیش آنے والا ہوتا ہے تو پہلے ہی سے اُس کے اسباب اور متعلقات جمع ہو جاتے ہیں؛ اور اُن اسباب کی اجتماعی حیثیت دیکھ کر لوگوں میں اُس کے وقوع کا خیال عام طور سے پیدا ہو جاتا ہے۔ لیکن بعض وقت اُس میں شبہ کا احتمال بھی رہتا ہے کیونکہ کئی مرتبہ ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ عین وقت پر اسباب دیکھ جاتے، صورتیں بدل جاتیں، اور نتیجہ آؤری نکلتا ہے۔

برخلاف اس کے بندگی میاں سید نوذیر میٹر کی شہادتِ مخصوصہ کی نسبت عالمِ علم الاولین والآخرین حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام نے جبکہ اپنی زبان مبارک سے مختلف مقامات مختلف موقعوں اور مختلف لوگوں کے سامنے خلوت میں وزیر بربر مجلسِ پیشین گوئیوں فرمائی ہیں تو اُس کے وقوع میں کسی قسم کا شبہ پیدا ہونے کا امکان نہیں رہتا۔ خواہ اُس کا وقوع کب بھی ہو کہیں بھی ہو۔ اور کسی بھی صورت سے ہو۔ اسی وجہ سے بندگی میاں کی شہادتِ مخصوصہ کی شہرت وقوعِ شہادت سے پہلے ہی اس قدر عام ہو گئی کہ جالور شریف واقعہ راجپوتانہ سے لگا کر لہبات واقعہ وسطِ گجرات اور دسارہ واقعہ کاٹھیاواڑ تک جمیع ہمدوی آبادیوں میں اُس کا عام چرچا ہونے لگا۔ احمد آباد کے علما اور ستانچ بھی واقف تھے۔

اہلیتِ حضرت ہمدی

میں اُمّ المؤمنین بی بی بونگھی الاحظہ ہو بشارت نمبر ۱۹۰ اُمّ المؤمنین بی بی ملکات بی بی اُمّ المؤمنین بی بی بھکیا (۱۹۰) اور بھنگی میراں سید محمود ثانی ہمدی خاص حضرت ہمدی علیہ السلام کی زبان مبارک سے یہ نصیحت ہے۔

۱۹۰۔ مکتوبِ مرقوب اہل حضرت خلیفۃ مگر وہ نہیں کو خاکسار نے شرح عقیدہ سید فرخند میر کے ساتھ ہمیشہ میر صحابہ کو متکا کر دیا ہے۔ [چاپیہ]

واقف ہو گئے تھے بلکہ آپ نے تو حضور جہدی علیہ السلام میں بیٹھے ہوئے شہدائے بدر ولایت کو اس حالت میں دیکھ بھی لیا تھا کہ شہداء اپنے سروں کو ہاتھوں میں لئے حضور جہدی علیہ السلام میں آ رہے ہیں اور ان کے سروں سے خون کپک رہا ہے۔
(بشارت نمبر ۱۰۹)

اہلیت جہدی علیہ السلام کی طرح بندگان میاں سید ملا اللہ برادر ائمہ المؤمنین بنی الہدی نے بھی خاص حضرت جہدی علیہ السلام کی زبان مبارک سے سنی تھی؟ (ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۹۷) بندگان میاں شاہ نظام غالب جہاجر جہدی۔ بندگان ملک سخن احمد اور بندگان ملک معروف رضی اللہ عنہم۔ ان تینوں کے روبرو حضرت امام علیہ السلام نے بندگان میاں کو شہادت مخصوصہ کی بشارت دی تھی اسلئے یہ حضرات بھی تجویبی واقف تھے (ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۹۷) اسی طرح بندگان میاں شاہ دلاور۔ بندگان میاں خوند شیخ اور بندگان میاں یوسف رضی اللہ عنہم بھی اس بشارت سے بے خبر نہیں تھے (ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۹۷)

۱۲ بندگان میاں سید محمود ثانی جہدی کے فرج مبارک سے بھیلوٹ شریف (سعادت آباد) تشریف لائے کے بعد بندگان میاں رضی اللہ عنہ نے بار دیگر حضرت کے حضور تشریف لاکر چند روز قیام فرمایا۔ غصت کے وقت حضرت ثانی جہدی نے سلسلہ گفتگو میں یہ بھی فرمایا کہ
”و نیز حضرت میراں علیہ السلام بچو اللہ شکاکارے فرمودہ انداں کارنہ و رشدنی امت برائے اس شہادت
علمہ بانید“

پھر فرمایا کہ

”ہر ارے کہ بظہوری آید بجز توحی مکت نی آید۔ بنا بران شہاد ایمانید تا دہاے بعضے کسان و البتہ شہاد دند و از فیض شہاد پھرہ و رشده شایستہ چال بازی و سرور ہی باشند“ (انتخاب الموالید باب دہم)

پھر فرمایا کہ

۱) تمہیں سید خوند میر بندگان حضرت میراں ہر جہد و حق من فرمودند وہاں و حق شہاد فرمودند۔ صحیح فرق مکر دند۔
۲) فرمودند ”شہاد ہر دیکھے تمام راہستید“۔ ۳) بلکہ جہاں فرمودند کہ سید خوند میر و شہاد ہر دیکھے بڑا ہستیہ
۴) بعضے کسان فیض از شہاد گفتند بعضے کسان جہاں ہستند کہ ایشان را صحبت باید کرد پیش بندہ ماندن نمی تواند“ (۵) و نیز (حضرت میراں) فرمودند کہ از پیش شہاد فیض جاری است“۔ ۶) کسے کہ فیض از شہاد گفتند پیش بندہ کہا ماندن تو انند (۷) پس انہما جہاں نزدیک باسیم کہ گاہ از گاہی طاعتات شتاب شود۔ و بعضے کسان اخبار بندہ خندہ پیش شہاد را ند و اخبار شہاد پیش لمیا زند چہاں نزدیک باشید کہ اخبار دیک روز بیداد
اس جہن فیصل باید بشہادہ بندگان میاں سید خوند میر و جہدین جہد و اماندند (الغصاف نامہ باب ہفتم، خاتم سلطانی میں بجا سے پور کتبہ ہے جو بھیلوٹ شریف سے چھ کوس (فومیل) ہوتا ہے۔ [حاریہ])

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب کہ ہندگی میاں سید خوند میٹر کی ایسی متم با نشان شہادت سے آپ کے معاہدے نہ صرف واقف تھے بلکہ بعض صحابہؓ تو میدان جنگ بدر ولایت کے کنارے کھڑے ہوئے اپنی آنکھوں سے ہدایوں کی شجاعت اور جاں بازی ملاحظہ فرما رہے تھے پھر کیوں شریک جنگ نہ ہو کر ایسی نعمتِ عظمیٰ سے محروم رہے؟ اس کا جواب مخبر صادق ہندگی حضرت میراں علیہ السلام نے وقوعِ جنگ سے میں برس پہلے ہی دے دیا ہے (ملاحظہ ہو بشارات نمبر ۱۰) جب کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا خلاف اور اجتہاد میں خطا کا اعتراف (بنا) دونوں فرما کر ہمدی علیہ السلام سے تھے تو صحابہؓ کے دامنِ پاک پر کسی قسم کا دھبہ نہیں آگ سکتا۔ وہ دونوں صورتوں میں مقبول و منظور اور دستِ ہمدی علیہ السلام ہیں۔ (بنا)

ہندگی میاں سید خوند میٹر نے واقعہ جنگ سے بہت زمانہ پیشتر شہدا اور غازیوں کی جو فہرست مرتب فرمائی تھی اُس میں بعض صحابہؓ اور بعض کاسبوں کے نام درج تھے۔ پس اُن ہی صحابہ اور اُن ہی کاسبوں نے تارک الدنیا ہو کر شہادتِ مخصوصہ میں شرکت حاصل کی جن کے اسمائے گرامی فہرست صحیحہ میں درج تھے۔

ہندگی میاں شاہ نظام۔ ہندگی میاں مبارک عرف میاں بھائی ہماجر۔ ہندگی میاں یوسف۔ ہندگی میاں حیدر۔ ہندگی میاں خوند ملک۔ ہندگی ملک محمود وغیرہ کئی صحابہ رضی اللہ عنہم میدان جنگ کے کنارے کھڑے ہوئے غازیوں کی جنگ بدر ولایت کی نبرد آزمائی اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرما رہے تھے لیکن چونکہ شہادتِ الہی اُن کی شہادت کی مقتضی نہیں تھی اسلئے شریک جنگ نہ ہوئے اور حضرت صدیق ولایت نے ہندگی میاں یوسف ہماجر سے مخاطب ہو کر پہلے ہی فرما دیا تمہاک

”چھوٹی پہاڑ (یعنی بیری کا باریک کانٹا) چبے اتنی آذیت بھی آپ کو نہ پہنچے گی“

ملاحظہ فرمائیے کہ واقعہ شہادتِ عظمیٰ سے واقف ہونا اس امر کا مقتضی نہیں ہے کہ سب کے سب جاننے والے شریک جنگ ہوں۔

اس جنگ میں بڑی حیرت انگیز بات یہ ہے کہ میاں بھائی ہماجر میدان جنگ کے کنارے کھڑے ہوئے ہیں اور اپنے فرزند ہندگی میاں حسن کی میدان جنگ میں اولوالعزمی اور استقامت کی داد دے رہے ہیں جنہوں نے بالآخر اسی جنگ میں شہادتِ نوش فرمایا (ملاحظہ ہو فہرست شہدائے کھال پھیل)۔

اجلہ
چھین چھوڑا ہوا میاں بھائی ہماجر کے دائرہ و واسطہ سے سات کو س بیضا سارے دس مل ہوتا ہے لیکن بھیلوٹ شریف دور ہے مجھ نہیں کہ چند روز بعد سے پورا ہماجر آپ بھیج دو اسے تشریف لے گئے ہونگے اور وہاں زیادہ عرصہ قیام رہنے کی وجہ سے مصنف انصاف نامہ نے انہیں جو دوا لکھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اسی طرح بندگی میاں یوسف ہماجر اپنے بھائی بندگی میاں خدا بخش عرف بخشو کی نبرد آزمائی اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں جنہوں نے جنگ سرداسن میں ترقی شہادت حاصل کیا (دفتر اول کتابت)۔
 بندگی میاں خواجہ ملک حجی تہری صحابی دستاگرد بندگی میاں الہدا بن حید۔ بندگی میاں گوہر شہ۔
 پولادی۔ بندگی میاں عالم خراسانی۔ بندگی میاں حاجی محمد خراسانی ہماجر۔ بندگی میاں احمد بن من
 دشمن الدین، بندگی میاں حسن ہندوستانی ہماجر۔ بندگی میاں اسحاق بھوج ہماجر وغیرہ صحابہ ہندی
 جو بندگی میاں کی صحبت اور آپ کے دائرہ میں رہتے تھے۔ جنگ سرداسن میں اور بندگی میاں شاہ حجی و اسبجی
 ہماجر جنگ کھان بھیل میں شہید ہوئے۔

ان کے علاوہ بندگی میاں علم شاہ جالور شی اور بندگی میاں حبیب بدرشی کا نام نازبان جنگ
 بدر ولایت کی فہرست میں داخل ہے۔ یہ سب کے سب پاکان الہی صحابی ہوتے تھے۔

جنگ بدر ولایت کے واقع ہونے سے پہلے ہی اس خبر نے وہ شہرت پکڑی کہ صرف کھان بھیل اور سرداسن
 کے حدود تک محدود رہی بلکہ گجرات سے تجاوز کر کے ملک مارہ اور تک پہنچ گئی۔ چنانچہ نقل ہے کہ

بندگی میاں یاقوت اور بندگی بلال جو عین الملک کی فوج میں بڑے امیروں سے تھے نقرائے دائرہ
 کے عادات و اخلاق کو توکل و توجہ الی اللہ اور بندگی میاں کی اعلیٰ امارت، اب دولت فقر کی کیفیت سن کر فوج
 سلطانی سے علیحدہ ہو گئے اور بندگی میاں کی خدمت میں اگر تصدیق اور ترک دنیا کر لی۔ بندگی میاں نے اس خیال
 سے کہ عین الملک کو یہ بہانہ نہ ملے کہ لشکر سلطانی کے دو افراد کے مطالبہ پر فوج کشی کی گئی ہے آپ نے ان دونوں
 عاشقان خدا کو بندگی میاں شاہ نعمت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جالور بھیج دیا۔ جو کھان بھیل سے تقریباً سو سو
 میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ قتال کی تیاریوں کی خبر سن کر ان میں توجہ کی سہی حالت پیدا ہوئی اور بندگی میاں شاہ
 نعمت رضی اللہ عنہ سے رخصت کے رعبین وقت پر جنگ میں شریک ہو گئے اور شہادت شہادت نوش کیا۔

(دفتر اول کتابت)

اس نقل سے ظاہر ہے کہ بندگی میاں شاہ نعمت کو بھی معلوم ہو گیا تھا کہ اب بندگی میاں کی شہادت

قریب ہے۔

۱۵۔ احمد آباد میں فوج سلطانی کا نظردست اور بھرتی کے لئے کامل دو بیٹے قیام پیا وہاں آئے کہ بعد دو دنوں بھائی فوجی عازمت
 چھوڑ کر حضرت صدیق ولایت کی خدمت میں آگئے۔ ۱۶۔ صحابہ کے انھیں کو دیکھنے کہ ہر امر میں ولایت کی تہمت لگ ہی ہے۔

بنگلی میاں سیدخو بدین نے شہداء اور غازیانِ بدروایت کی فہرست دو مرتبہ مرتب فرمائی ہے۔ پہلے جالو شریف میں۔ پھر کھال بھیل شریف میں۔ فہرست جالو میں بنگلی میاں ولی یوسف مصنف النصاب نامہ، حاشیہ دُجۃ المنصفین اور میاں سید حسنان کا نام درج تھا۔ میاں حسنان خاص حضرت میراں علیہ السلام کے مرید اور بھتیگر ہیں۔ جبکہ جنگ کے واقع ہونے کا غلطہ اطرافِ دِوانب میں پھیلا اور جالو میں بھی اس کا عام طور سے چرچا ہونے لگا اُس وقت کسی نے میاں حسنان سے کہا: ”میاں کب تک حجامتیں بناتے رہو گے؟ اُدھر تو جہادِ نبوی سبیل اللہ شروع ہو گیا! میاں حسنان جو کمالِ نبوی کی وجہ سے اپنی سیادت کو حجام کے ادنیٰ پیشہ میں چھپائے ہوئے تھے بول اٹھے کہ

”بنگلی میاں نے بندہ کا نام فہرست شہداء میں درج فرمایا ہے جب تک کہ میں بنگلی میاں

کے حضور نہ جاؤنگا ہرگز ہرگز اطالیٰ نہ ہوگی“ (خاتم)

اسی طرح بنگلی میاں ولی یوسف بھی جو قلعہ جالو پر جس کا نام سون گڈھ ہے فرما بنگلی میاں سے مع اہل و عیال ٹھہرے ہوئے تھے بنگلی میاں نے اُن کو حسبِ وعدہ وقت پر بلایا۔ چونکہ آپ کا نام غازیوں کی فہرست میں درج تھا اس لئے غازی ہوئے اور بڑی عمر یا کہ حضرت خاتم المرشد کے جہد مبارک میں آپ کا وصال ہوا۔ اور نگرہ میں (کھبات سے دو کوس تین میل) زیرِ پائیں بنگلی ملک نصرت مہاجر مہدی مدفون ہوئے (خاتم)

میاں ملک راجے بن ملک سخن تلمانی جاگیر دار قصبہ دساڑہ نے بنگلی میاں کی خدمت میں عرض کروائی کہ ”غلام مع فوج کثیر خدمتِ دالیں حاضر ہو کر سعادتِ دارین حاصل کرنا چاہتا ہے۔ لیکن میاں کفار کا بہت زور ہے ارشاد ہو تو خدمتِ اقدس میں حاضر ہو جاؤں یا کفار کے ساتھ ہیں لڑ کر جامِ شہادت نوش کر لوں۔“ بنگلی میاں نے فرمایا

”تم دساڑہ ہی میں رہو۔ اور کفار سے لڑ کر شہید ہو جاؤ تم ہم میں ہو“

پانچویں حسبِ فرمانِ حضرت صدیقِ ولایت دساڑے کے باہر اُس میدان میں جس کو اب بھی زمر گھونڈ کہتے ہیں عین جنگ کھال بھیل کے روز کفار سے لڑ کر شہید ہو گئے اور حسبِ بشارت بنگلی میاں دونوں جہاں میں سُرخ روئی کا تمغہ حاصل کیا۔ (خاتم سلیمانی۔ جلد سوم۔ در ذکر طمانیاں)

جب جالو کی حکومت پالن پور منتقل ہو گئی اُس وقت دیوانِ مجاہدانِ ولی ریاست جالو کے ساتھ جالو کی رعایا اور بنگلی میاں سید اشرف بن بنگلی میاں میراں ستوں دین بن حضرت خاتم المرشدین کے ساتھ آپ کے فقرا بھی پالن پور آگئے اسی تقریب میں میاں حسنان کی اولاد بھی آگئی۔ اُن کی اولاد سے میاں حسنان (میاں حسنان) حضرت راجہ شہید کے ساتھ لاشعز میں مقام احمد آباد شہید ہوئے اور میاں حسنان کی ساتویں پشت فضلِ خدا سے اس وقت پالن پور میں موجود ہے۔

صحابہ تابعین۔ مجددی علما۔ مجددی امرا۔ تنوعلیں اور عام مصدق مردوں اور عورتوں کے علاوہ مخالفین اور مخالف علما اور شاخ۔ امرائے ذی مرتبت اور حضور سلطانی میں رہنے والے بہت سے معززین کو بھی یقین تھا کہ حشر میں جنگ ہوگا اور حضرت سید خوندیشیر اور آپ کے ساتھ والے فقیروں کی شہادت ہو جائے گی (ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۱۱۰) اور اسباب جنگ سے کیا رموال بارہوں تیرہواں چودھواں اور پندرہواں سبب

سبھی جانتے ہیں کہ جب کہ نئی امر شہرت نام حاصل کر لیتا ہے، تو مذہب کی خصوصیت نہیں رہتی محلہ داری یا تجارت و حرفت میں ہمیشہ ہونے کی وجہ سے جب ہندو مسلمانوں کے باہمی تعلقات بڑھ جاتے ہیں تو ہندو بھی اُس امر سے نا آشنا نہیں رہتے۔ چنانچہ حضرت صدیق ولایت نے بندگی مک شرف الدین کی زبانی دو سو ہندوؤں کے آنے اور جنگ میں شریک ہونے کی کیفیت سن کر فرمایا کہ

”راجپوت بھی لائے ہوتے تو وہ بھی ایمان سے شرف ہو کر نجات حاصل کرتے تم نے اُن کو یوں خ
ہی روکا۔ آج کے روز کسی مذہب و ملت کی قید نہیں تھی“

ناظرین با نگلیں ملاحظہ فرمائیں کہ کہاں بھیل سے دسارہ دضلع کا ٹھیاواڑ مغرب میں ذرا چمکے پچاس ساٹھ کوس کے فاصلہ پر واقع ہے جہاں بندگی میاں بھالی ہاجر کا دائرہ تھا اور دسارے سے جالور شریف شمال میں کم و بیش ایک سو ساٹھ میل ہوتا ہے۔ اسی طرح کہاں بھیل سے جالور تھینا سو اسیل دور ہے پس جبکہ شہادت مخصوصہ کی خبر و توجع شہادت سے پہلے ہی شرق و مغرب اور شمال و جنوب میں اس قدر ڈوڑ ڈوڑ پھیل گئی تھی۔ اور اہلیت مجددی علیہ السلام کے علاوہ کئی صحابہ تابعین۔ امرائے افاضہ و عام مصدقین بلکہ مخالفین اور مخالفین کے علما و شاخ یہاں تک کہ ہندو بھی اس سے بخوبی واقف تھے تو کیسے کہ شہادت مخصوصہ و توجع شہادت سے پہلے ہی کس قدر شہرت حاصل کر لی تھی! ہٹھی بھرے سرو سامان فقیروں کے ساتھ جنگ کی اس قدر شہرت ہونا محض معجزہ مجددی علیہ السلام ہے۔ اللہ بھی سچا اور اللہ کا کلام بھی سچا قل ان الفضل بیڈ اللہ ۵ یعنی تیدہ من یشاؤط و اللہ واسع حلیم۔

۱۳۔ پاٹری اسٹیش سے پانچ کوس۔ یہاں بندگی میاں بھالی ہاجر رضی اللہ عنہ کا خلیو ہے۔

پھر اس جنگ کا ذکر فارسی تاریخوں میں کیوں نہیں ہے ؟

مرآة سکندری - مرآة احمدی - تاریخ بہادر شاہی وغیرہ تواریخ ہجرات میں اس جنگ عظیم کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ اس لئے بادی النظر میں غیر مسلمین بلکہ مخالفین ہمدی کو بھی اس کا وقوع مشتبہ یا غلط معلوم ہو گا۔ لیکن ذرا انداز کرنا نظر تحقیق دیکھنے سے یہ راز کھل جاتا ہے۔ ان واقعات کو نظر انداز کرنے کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہر شخص کو اپنے مذہب کی پاسداری فطرتاً ہو کرتی ہے۔ اس لئے جو بات اپنے اعتقادات کے خلاف دیکھی یا جس میں اپنے بزرگوں کی تحقیر اور اس زمانہ کے دنیا دار علما و ہوا پرست مشائخ کی تذلیل سمجھی جن سے مؤرخ کا سلسلہ تعلیم و سلسلہ ارادت متعلق تھا تو ان صورتوں میں انہوں نے اراداً واقعات کو لکھا ہی نہیں یا لکھا تو اپنے ذاتی خیالات کا رنگ چڑھا کر اس کو بدگما تیا تاکہ لوگ مذہبِ ہمدیہ سے ہمیشہ متنفذ رہیں۔

الفنسٹن صاحب *Elphinstone* نے جو بڑے پایہ کے مؤرخ و محقق مانے جاتے ہیں اپنی تاریخ ہندوستان (زبان انگریزی) میں ہم ہمدیوں کی نسبت جمال خاں بنی پٹھان کے حالات کے ضمن میں بلا تحقیق لکھ دیا کہ "اس فرقہ کو غیر ہمدیہ کہتے ہیں" عربی دان الفنسٹن نے معنی پر بھی نظر نہ کیا جھکا کوئی مسلمان اپنے کو غیر مسلم یا خود الفنسٹن صاحب اپنے کو غیر مسیحی *Non Christian* کہینگے، اگرچہ اس یورپین مؤرخ نے چند سال بحیثیت گورنر بمبئی ہندوستان میں رہ کر ہندوستان کے مذاہب و معاشرت کا خاص طور پر تجربہ حاصل کیا تھا ان کو غیر ملکی سمجھ کر جانے دو لیکن صاحب تاریخ فرشتہ نے امام الانام حضرت سید محمد ہمدی موجود علیہ السلام کا سائل وصال جو ۹۶۶ھ بتایا ہے۔ کس تاریخ سے یا کس ہمدی سے دریافت کر کے لکھا! حالانکہ آپ کا وصال ۱۱۷۷ھ میں ہوا ہے۔ اسی طرح صاحب مرآة سکندری نے بھی جو دل میں آیا لکھ دیا اور صاحب مرآة احمدی نے تو سیدنا حضرت ہمدی علیہ السلام کو بالارادہ یا بلا تحقیق فرقہ نوربخشیہ سے منسوب کرنے ہی پر اکتفا نہ کر کے قلم اجتہاد ہاتھ میں لے کر مصدقین ہمدی علیہ السلام کو گمراہ و بدعتی بتایا اور ان سے بھی ایک قدم آگے بڑھ جانے والے مولوی فضل اللہ بن لطف اللہ سورتی سابق نائب دیوان ریاست راجپور (ہجرات) نے باوجود کے کہ پان پور میں آمد و رفت کی وجہ سے ہم ہمدیوں کے حالات سے خوب واقف تھے تاریخ مرآة سکندری کا انگریزی میں ترجمہ کرتے وقت سرے سے حضرت ہمدی علیہ السلام کے حالات کا پیڑے گراف ہی اُڑا دیا۔ کیرالائی مترجم اپنے ترجمہ میں ایسی خیانت کرے گا! صرف تاریخِ شہدہ الکرام (مطبوعہ فارسی دست جلد) میں سیدنا ہمدی - عالم اجل میاں شیخ دانیال جونپوری - دریا خاں سپہ سالار

جام شیخ صدر الدین ساکن ٹھٹھہ - میرزا انون والی فرخ انرا سان، وغیرہ کے حالات صحیح صحیح لکھے ہیں [یہ کتاب راقم پیمانہ کے پاس موجود ہے] اسی طرح *Domkey and etteer* میں جو *Watson's History of Gujarat* سیدنا ہمدانی کی نسبت اگرچہ کہ تین ہی سطریں لکھی گئی ہیں مگر صحیح ہیں۔ تاریخ بہادر شاہی جو خود سلطان بہادر شاہ ابن سلطان مظفر ثانی کے عہد میں لکھی گئی، بندگی میاں سیدخوند میر کی شہادت کا عظیم الشان و ہیرت انگیز واقعہ جو سلطان بہادر شاہ کی تخت نشینی سے صرف اڑھائی سال قبل خود مؤرخ اور سلطان دونوں کی آنکھوں کے سامنے ہوا کیوں قلم انداز کیا گیا؟ بندگی میاں سید علی فرزند سیدنا حضرت ہمدانی کو احمد آباد دھند کی دیوار میں زندہ دگر کر کیا جن سے کوئی جرم صادر نہیں ہوا تھا اسی طرح آپ کے بڑے بھائی بندگی میاں سید محمود رضی اللہ عنہ کو محض اس وجہ سے کہ لوگوں کو تڑک و دنیا کی ترغیب و دیدار خدا کا شوق دلار ہے ہیں سلطان مظفر ثانی کے عہد میں احمد آباد ۱۸۱۵ء میں قید کئے گئے ان اہم واقعات سے مؤرخین کیوں خاموش ہیں۔ اسی طرح شہنشاہ اکبر عادل نے جو ۱۵۶۷ء میں احمد آباد آیا اور عالم اجل پر طرقت بندگی میاں شیخ مصطفیٰ ثانی گجراتی کو محض مذہبی تعصب کی وجہ سے اڑھائی سال قید رکھا اور آپ کے والد بندگی میاں سید عبدالرشید صحابی ہمدانی کو مع دس فقرا اکبر کے بھیجے ہوئے دستہ فوج نے بلاوجہ شہید کیا عبدالقادر بدایونی کے سوا دوسرے مؤرخین نے اس واقعہ کو کیوں نظر انداز کر دیا؟ پشورے دین بندگی میاں سید محمود خاتم المرشدین اکبر کے حضور ۹۸۱ھ میں احمد آباد بلوائے گئے۔ بادشاہ کے حضور علماء سے مباحثہ ہوا جس میں وہ گواہ جواب ہو گئے اس تاریخی واقعہ کا نامی مؤرخوں نے سرسری ذکر بھی کیوں نہیں کیا؟ اسی طرح ہم دریافت کرتے ہیں کہ عالم صوری و معنوی بندگی میاں شاہ عبدالحمید جہاں ہمدانی کے واقعہ شہادت جو ۹۱۵ھ میں سلطان مظفر ثانی کے عہد میں اور حضرت سید راجو کے واقعہ شہادت جو ۱۰۶۵ھ میں صوبہ داری اورنگ زیب کے زمانہ میں سرزمین احمد آباد میں ہوئے ان اہم واقعات کے صحیح بیان سے تو تاریخ گجرات کیوں سزا میں ۹ بات یہ ہے کہ اگر کسی ہمدانی نے تاریخ گجرات لکھی ہوتی تو یہ سب واقعات صحیح صحیح اور تفصیل سے بیان ہوتے۔

تبرکاتِ جنگ

[منقول از توضیح محمد شریف]

۱۔ امام امام حضرت ہمدانی علیہ السلام نے بندگی میاں سیدخوند میر کو دو تلواریں عنایت کی تھیں جن میں سے ایک تلو حضرت صدیق دلائیش نے اپنے صاحبزادہ جناب سید محمود خاتم المرشدین کی کر میں اپنے دست مبارک سے بائیں

اور ایک خود نے ہاندہ لی۔ ان تلواروں میں سے وہ تلوار جو حضرت صدیق ولایت نے اپنی کریمیں باندھی تھی اس وقت عالم صوری، معنوی مصنف تصانیف کثیرہ مولانا دمرشدی جناب سید سعد اللہ عرف سیدن جی میاں صاحب اکیلوی حیدر آبادی از اولاد ہندگی میاں سید نور محمد ستون دین ابن حضرت خاتم المرشدین کے مکان واقع محلہ چنچل گڑھ حیدر آباد دکن میں ہے۔

۲۔ جنگ کھان پھیل میں ہندگی میاں سید خوند میر کی چشم مبارک میں تیر گھس جانے پر آپ کی پکڑی چیر کر جو پٹی آنکھ پر باندھی گئی اور خون سے تر ہو گئی تھی اُس کے تبدیل زمانہ میراث در میراث پانچ ٹکڑے ہو گئے جن میں سے دو ٹکڑے ہادی دین حضرت عیسیٰ میاں صاحب الشہدہ پتھر کی مسجد والے از اولاد حضرت سید عبداللہ عرف بڑے شاہ میاں صاحب حاجی حرمین شریفین کے مکان واقع محلہ چنچل گڑھ حیدر آباد دکن میں ہیں۔ اور تین ٹکڑے پیر طہیت جناب سید حاجی میاں صاحب ابن سید انجی میاں صاحب از اولاد ہندگی میاں سید نصرت خصوص الزمان کے مکان واقع محلہ چنچل گڑھ حیدر آباد دکن میں ہیں۔

۳۔ ہندگی میاں سید خوند میر کا قرآن مجید اور حضرت خاتم المرشدین نے اپنے صاحبزادہ ہندگی میاں سید علی ستون دین کے پڑھنے کے لئے جو قرآن پاک لکھوایا تھا یہ دونوں زبدۃ العارفین مولانا دمرشدی حضرت سید عبداللہ صاحب المتخلص بہ سعد اکیلوی حیدر آبادی دکن کے مکان میں ہیں۔ اور ہر سال ہندگی میاں سید خوند میر سید الشہداء کے عرس مبارک پر آپ کی مسجد میں ان تبرکات کی زیارت کروائی جاتی ہے۔ ان تبرکات سے سعادت دارین حاصل کرنے کے لئے دور دور سے عاشقان حضرت صدیق ولایت آتے ہیں۔ اُس روز مسجد میں بڑا مجمع رہتا ہے اور وعظ و بیان کے علاوہ حضرت امیر تالی کی شان میں تصاید، مرتبے اور نظلیں بھی پڑھی جاتی ہیں۔ پہلے ہمارے مرشد کی مسجد میں تلوار مبارک، ہر دو قرآن مجید نماز حضرت عیسیٰ میاں صاحب کے ہاں سے لائی ہوئی تھی کی زیارت اور بیان وغیرہ سے فیضیاب ہو کر جناب فقیر حاجی میاں صاحب کی مسجد میں جاتے اور وہاں بھی پٹی مبارک کی زیارت سے دوبارہ شرفیاب ہوتے ہیں۔

۴۔ میدان جنگ کو جاتے وقت ہندگی میاں سید خوند میر نے جو تلوار اپنے صاحبزادہ حضرت خاتم المرشدین کی کریمیں باندھی تھی وہ پچیس برس پہلے پیرو مرشد حضرت سیدن جی میاں صاحب ابن حضرت حسین شاہ میاں صاحب ساکن ہستیرہ و بارہ بستی، علاقہ جے پور کے مکان میں تھی۔ لیکن ۱۳۱۵ھ میں حضرت کی وفات ہو جانے کے بعد اولاد کو ریاضات سے کوئی بھی نہ رہنے پر حضرت کے کتب خانہ کے ساتھ ساتھ یہ تلوار حضرت خاتم المرشدین کی دستار اور جامہ مبارک سب کے سب پالن پور لائے گئے۔ یہ تبرکات اس وقت زبدۃ الملک نہراؤنس نواب پستان طالع محمد خان بہسار

کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ والی ریاست پالن پور عہد اللہ گلہ کے پیر جناب فقیر سید میراں صاحب ابن حضرت عالم میاں صاحب مرحوم کے مکان میں ہیں۔ ان تبرکات کے علاوہ بندگی میاں سید اشرف ابن بندگی میاں سید میراں ابن حضرت خاتم المرشدین کی دستار مبارک بھی قدیم الایام سے ان ہی کے گھریں ہے۔ حضرت خاتم المرشد اور آپ کے نیرہ کی پگڑیاں بستہ شان میں ہیں۔ گول گول اور بیچ باہکل سادہ سیٹرا سفید لہلہ کا حضرت خاتم مرشد کی پگڑی بہت موندن ہے اور بندگی میاں سید اشرف خلیفہ بندگی میاں سید نور محمد خاتم گلہ کی پگڑی نسبتاً ذرا بڑی اور کپڑا ہلکا ہے خاتم المرشد کے ہاتھ مبارک کی وضع قطع شاہان خانہ ان خلیفہ کے ہاتھ کی قطع دیکھ لو۔ لمبی لمبی آستینیں۔ سید صاحب۔ اس کو تین تین بند۔ اور کمری کے نیچے سے پندہ کی جگہ گھر سے کی طرح گھیر۔ ہاتھ کا کپڑا ہلکی چلواری یا نین سکھ کا ہے۔ سلائی بہت سادہ۔ اور کھنگی کے باعث دونوں مونڈ ہوں پر سے پھٹا ہوا ہے۔ بندگی میاں سید نور محمد پیر کی جو تلوار میرے مرشد حضرت سید سعد اللہ صاحب مرحوم اب آپ کے فرزند مرشد جناب سید یعقوب عرف میں صاحب میاں صاحب قبلہ آکیلوی کے مکان میں ہے حضرت خاتم المرشدین کی تلوار بھی ویسی ہی ہے۔ دونوں بھی طبعی ہیں صرف فرق اتنا ہے کہ بندگی میاں کی تلوار غیر مستعمل ہے اور خاتم المرشد کی تلوار پانچ وقت جنگ میں گئی ہوئی ہے۔

حضرت خاتم المرشد کی ڈاڑھ مبارک پیر و مرشد حضرت سید نجمی میاں صاحب مرحوم ساکن ہتھیرہ کی صاحبزادی ماجھال بی بی صاحبہ نے پالن پور لاکر مولانا مولوی فقیر سید رحمت میاں صاحب مرحوم کی زوجہ چاند صاحب بی بی کو خلیفہ کی اس لئے یہ ڈاڑھ اس وقت آپ کے پوتا سید رحمت میاں ابن اجل میاں صاحب مرحوم کے مکان میں ہے۔ پتھر کی سیاہ ڈبا میں رکھی ہوئی ہے اور خاص خاص موقعوں پر نکالی جاتی ہے۔

گیارہویں فصل

حضرت میراں کے وصال کے بعد اللہ تعالیٰ اور
روح پاک حضرت ہمدی علیہ السلام سے آپ کو
بشارتیں

۱۲۹۔ امام الانام سیدنا ہمدی علیہ السلام کے وصال (موتوعہ) ۱۹ ذیقعدہ ۱۰۹۱ھ مطابق ۳۰ مئی ۱۷۰۴ء بمصرات
وقت منجلی آئے تیسرے جو تھے روز ہنگی میاں سیدخوندمیر رضی اللہ عنہ کو معاملہ میں روح پیر فتوح حضرت ہمدی علیہ السلام
سے معلوم ہوا کہ

”شہادتو جہلمکب گجرات ثویبہ تا کار سے کہ نسبت شہا کردہ ایم آنجا ظہور خواہ شدہ زخام من کلچیم ۱۲۹
ایک روایت میں یہی فرمان ذرا وضاحت کے ساتھ اس طرح لکھا ہے کہ آپ کو روح پاک حضرت ہمدی علیہ السلام
سے معلوم ہوا کہ

”دے سیدخوندمیر تم گجرات جاؤ“

۱۲۹

۱۳۰۔ ہنگی میاں الہداد محمد مصباحی ہمدنی اوستا حضرت جہڑی نے سیدنا ہمدنی کے وصال پر آپ کے دفن کے بعد اور دہم تک چند مرتبے اور
رہائیاں لکھ کر مجلس صحابہ میں سنائیں جنہوں کا ایک شعر یہ ہے ۱۳۰۔ درپنج حکم حق چو حکم بود ذات او گشتہ پنجشہ روزی دفات او کلایا
دشاہد ہتا، پنج حکم حق سے مراد پنج فرائض ولایت ہیں یعنی ترک دنیا، ترک حلائق، ہجرت، وطن، صحبت صادقان، عزت خلق، ذکر شہداء، آل حضرت خاتم النبیین

بندگی میاں نے عرض کیا۔

”خونہ کار۔ بندہ کو گجرات سے کیا کام۔ بندہ کو اب گجرات سے کوئی تعلق نہیں ہے“

ارشاد ہوا

”تم گجرات جاؤ۔ اس لئے کہ ہمدی کی لشت گجرات میں ہوئی ہے اور جس طرح قَالَتِ الْيَتِيمَ خَاجِرًا
۱۳۹
وَ الْخُرْجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ حَرْبًا ۚ لَوْلَا اَنْفِي لَسِيْنِيْ رِيْعِيْ تَجْرَتٍ - اَجْرَاجٍ - اَوْ رَايْدًا - اِنْ
تِيْنِ صَفْتُوْنَ ۚ كَاذُوْبًا ۚ گجرات میں ہوا ویسے ہی قَتَلُوْا وَ قَتِلُوْا كَالْمُؤْمِنِيْنَ تَهَارِيْ ذَاتِ سَعَةِ گجرات
میں ہوگا۔“ (فصلہ حصہ دوم)

”شہادتوں کے ملک گجرات بشیرہ کا قَتَلُوْا وَ قَتِلُوْا كَالْمُؤْمِنِيْنَ اَكْرَبَتْ اِسْمًا كَرِيْمًا رَايْدًا
۱۴۹
يَا نَتِ“ (تذکرہ پ)

بندگی میاں نے دہم کے بعد اپنے سر کے بال ترشوا کر حضرت امام علیہ السلام کے مزار کے پائین دفن کئے اور حضرت
امام علیہ السلام کے فرمان سے صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت کثیر کے ساتھ راہی گجرات ہو گئے۔ گجرات میں اگر سب سے
پہلے رادمن پور سے پانچ کوس (۱۲ میل) موضع کامل پور کے تالاب پر دائرہ باندھا۔

اگر یہ کہ ایک طرف ہجرت۔ اجراج۔ آئدا۔ علما اور شاہج کی بیجا مخالفتیں حکام سلطنت کا بلا وجہ تشدد۔ دغیرہ
ہر قسم کی تکلیفیں سیدنا ہمدی علیہ السلام اور آپ کے صحابہ نے راو خدا میں آئے دن اٹھائیں۔ لیکن وہ سر سے پہلو پران
مصیبتوں کے مقابلہ میں مذہب کی اشاعت بھی گجرات میں ایسی ہوئی کہ بڑے بڑے امرا۔ بڑے بڑے علماء۔ بڑے بڑے
مشائخ اسی سرزمین گجرات میں تصدیق ہمدی سے مشرف ہوئے۔ اسی طرح ہزار ہا مردوں اور عورتوں نے اپنے آبائی
پیروں کو چھوڑ کر حضرت امام علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کر لی۔ پس بعثت سے مراد آپ کا دعویٰ ہدیت ہے۔
جس کا وقوع گجرات میں ہوا۔

حضرت امام علیہ السلام فرماتے ہیں

”پس ازمن کسانے ہاشند کہ برایش اقامت دین شود چنانچہ میں از مصطفیٰ شدہ ہوں۔ اما آں خلافت
م
بظاہر تعلق داشت و این جامعاً“

بندگی میاں سیدخونہ پیر کی نسبت فرماتے ہیں۔

”بندہ بفرمانِ خدایِ مستند خدا سے تعالیٰ بڑے زیادت کروں و درشن ساختن دین خود خود

خواہد آوردند (ص ۱۲)

۳۰۔ اس کے علاوہ سیدنا ہمدی علیہ السلام نے حضرت صدیق ولایت کو یہ بھی بشارت دی ہے کہ
 ”يَا صِدِّيقُهَا لَنَبِيٍّ اِنَّا اَسْمَلْنَاكَ نَسَاهِدًا اَوْ مُبْتَلِيًّا اَوْ نَذِيْرًا لِّقَدَاْعِيَا
 اِلَى اللّٰهِ يَا ذِيْهِ فَاسِرْ اِحْجَا صُنِيْرًا۔ (ص ۱۲) در شانِ شہادت ۱۲ (انتخاب بک ،
 ترجمہ۔ (۱) نبی تبعاً بندگی میاں) ہم نے تم کو

(۱) شہادہ (یعنی رویت حق اور حق بات کی) گواہی دینے والا۔ اور

(۲) مبطل (یعنی صالحین امت اور بینایان حق کو خوشنودی خدا کی، خوش خبری
 دینے والا۔ اور

(۳) ذنییر (یعنی گنہگاروں اور رویت حق سے ناہمیناؤں کو خدا کے غضب سے ڈرانے والا اور

(۴) داعی الی اللہ (یعنی اللہ کے حکم سے اُس کے (دین و دیدار) کی طرف لوگوں کو
 بلانے والا۔ اور

(۵) لیس اوج منیر (المختصر سب کو جامع صفت یہ ہے کہ آپ کو اللہ نے دین کا
 روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔ اس لئے آپ کی ذات (تبعاً) صفاتِ بالا سے مُبْتَلٰی اور مبلّی ہے۔

اس بشارت سے اور اس قسم کی اور بھی بشارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ
 حضرت صدیق ولایت کو گجرات بھجیے میں حضرت امام علیہ السلام کا یہی مقصود تھا کہ پہلے مذہب کی اشاعت
 ہو چنانچہ سات لاکھ ہمدیوں میں سے تین لاکھ مردوں اور عورتوں نے خاص آپ کے دست مبارک پر ہمت کی۔ پھر
 آپ کی شہادت کے بعد یہ تعداد سجاو ذکر کے تابعین اور تبع تابعین کے زمانہ میں دس لاکھ تک پہنچ گئی۔

پھر حضرت ہمدی علیہ السلام کی تبعیت میں ہجرت، آخرا، آئدا، علما کی افزا پر دازیاں متشابہتیں کی تعصباً
 مخالفتیں، حکام سلطنت کا بیجا تشدد، وغیرہ انواع و اقسام کے مظالم تو اترا بیس سال تک برداشت کرتے رہیں
 (ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۱۰) اور بالآخر اسی سرزمین گجرات میں بحیثیت بدلتہ ذات ہمدی شہادتِ مضمومہ کا وقوع
 بھی ہو چنانچہ یہ سب باتیں حسب بشارت حضرت ہمدی علیہ السلام وقوع ہیں آئیں ۱۲۹۹ھ میں آپ کی شہادت

۱۲۔ یہ بشارت فصل رویت میں لکھنے کی تھی لیکن مُبْتَلٰی میں نقل کرتے وقت بھول گیا۔ اور فصل رویت چھپ جانے کے بعد نظر
 پڑی اس لئے ضرورتاً یہاں درج کر دی گئی۔

ہوئی اور حضرت کی بشارت کے موافق سر پہدا۔ تن جدا۔ یوست جدا کیا گیا۔ اور تین جگہ مدون ہوئے۔ اِنَّ فَضْلَكَ
 كَانَ عَلَيَاكَ كَيِّنًا۔ یہاں ترجمہ (مے محمد) بیتاب اللہ کا تم پر (یعنا حضرت خلیفۃ علیہ السلام) الشہر ماہراہی فضل ہوا۔
۱۳۱۔ میدنا ہمدی علیہ السلام کے وصال کے ایک سال بعد بندگی میراں سید محمود کو بھی رو بہ نئے فتوح حضرت ہمدی علیہ السلام
 سے معلوم ہوا کہ

” ازیں چار واند شوید و بطرف کجرات بروید کہ برین زمین تہر نفس پیدا خواہ شد (شواید جیسا) م
 آپ بھی حسب ارشاد حضرت امام علیہ السلام ایک جماعت کثیر کے ساتھ فرح مبارک سے روانہ ہوئے اور راستوں میں داخل
 کی نیو ڈالنے ہوئے دو سال میں تقریباً سو ہزار میل کی مسافت طے کر کے بھیلوٹ شریف پہنچے اور دائرہ باندھا۔ یہاں آپ
 کے مبارک قدموں کی برکت سے دائرہ کی زمین حسب فرمودہ حضرت امام علیہ السلام
 ”گجرات معدن عشق است“ (ب) ،

معدن دیدار بن گئی۔ اس لئے اس مقام کو گروہ تقدس میں سعادت آباد کہتے ہیں (روایت سے بہتر سعادت آور کیا
 ہو سکتی ہے) لیکن انوس کر یہ نام عام طور سے شہور نہ ہوا۔

سابقہ کے اواخر میں حضرت ثانی ہمدی رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری کے بعد ایک وقت صحابہ کے مجمع کثیر میں اس
 بات پر بحث ہوئی کہ

”ہم میں صاحب فضل کون ہے؟“

بندگی میاں ولی جمی نے انصاف نامہ باب ہند ہم میں اس کی کیفیت اس طرح بیان فرمائی ہے۔
 ”در موضع بھیلوٹ اجمل خندہ بود۔ و دریں اجماع حکایت فضل ہم بود۔ بعضے یاراں گفتند کہ
 ”میاں سید خوند میر خوند را بر یاراں فضل می دہند“

بندگی میاں فرمودند

خ ”بندہ گاہے خود را فضل نہ دادہ است بر یاراں۔ چہ اگر حضرت میراں دائم فنا و نبی فرمودند۔ این فضل
 دادن خود را صفت ہستی است“

بعضے یاراں فرمودند کہ

ق ”حضرت میراں کد ام وقت میراں سید محمود میاں سید خوند میراں بشارت تمغیص دادند؟“

۱۳۱۔ یہ کیفیت بشارت بروز میں لکھی گئی ہے۔ لیکن یہاں عند الضرورت ذکر فرمائی گئی۔

بعدہ وقت عصر میاں سید محمود و میاں سید خوند میز برابر استاده بودند در نماز۔ میاں سید خوند میز
را از حق تعالی فرمان شد کہ

” هَذَا لَكَ الَّذِي تَطْلُقُ أَهْلَكَ لِأَخِي الَّذِي قَبْلَ كَهْمُ “ (پ) **۱۳۱**

بعداً بندگی میاں بعد از نماز در گوش میراں سید محمود گفتند کہ
” این چنین نسرمان می شود “

بعدہ بندگی میراں سید محمود با واز بلند فرمودند

” آمَنَّا بِصَدَقَاتِكَ “

ش

بعدہ بندگی میاں این بیت خواندند

خ

خدا از عابدان آں راگزینند کہ در راه خدا خود را نہ بینند

۱۳۲۔ بندگی میاں را فرمان حق تعالی باعتبار شد کہ

پ

” چرا حق پوشی کردی کہ فضل هر دو کساں را دادیم بر یاران “

بندگی میاں سید خوند میز عرض کردند

” لے خداوند تعالی چیز سے مجھے باید “

فرمان شد کہ

۱۳۳

این آیت حجتہ است مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَ
مِيكَائِيلَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِلْكَافِرِينَ (سپ)

” حضرت میراں برادران را بشارت دادند و لیکن بشارتہاے دو کساں چوں در میان فرشتگان
جبرائیل و میکائیل تخصیص اند “

مزید صراحت کے لئے ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۳۰۔ وہاں سیدنا ہدی علیہ السلام کی زبان مبارک سے بشارت دی گئی ہے ،
یہاں بارگاہ خداوندی سے۔ وہاں آیت کا حوالہ نہیں ہے یہاں آیت سے بشارت دی گئی ہے۔ بشارت نمبر ۳۰ فرج مبارک
میں دی گئی ہے اور یہ بشارت بھی لوٹ شریف میں۔ ان وجوہات سے علیحدہ نمبر دیا گیا۔

۱۳۴

۔ جس زمانہ میں بندگی میاں کا دائرہ بندرجیول (لکس خانہ سیس) میں تھا آپ کے فقر پر فقر وفاقہ اس
شدت سے تھا کہ سارے چار سو فقیر نعمت آنجوق طعمہم اللہ (حدیث) سے سیر ہو ہو کر شہید ہو گئے حالانکہ اس

وقت ازانی اس قدر تھی کہ ایک پیسے کو پانچ سیر جانوں (پچتہ لیس سیر) ملتے تھے۔ اس وقت بند کی دیاں کے دل بس یہ خیال آیا کہ الہی فقیروں پر فاقہ کی سخت تکلیف ہے۔ اسی وقت نسیب سے ندا آئی کہ

”اے سید خود نمبر اگر گوی تمام درد دہوارہ زمین جیول ہمہ طلا کردہ می وہم در باب ایت اس فیج ۳۳۳
کن و در روز قیامت مقدار ایک ۲۰ سے حساب نخواہم کردت

بندگی میاں نے عرض کیا خدا و ندا۔ بندہ ہی کا تصور ہے جو یہ خطرہ آیا۔ وہ تو تیری ذات کے سوا کوئی چیز نہیں چاہتے تو اُن کو اپنے ویدار سے شرف فرما دو قدر اول کلا ہے۔ انتخاب ہے

۳۳۴۔ جن دنوں بندگی میاں کا دائرہ جالور میں تھا با جو سے کہ وہاں کے حاکم مند نشین زبدا الملک علی شیر خاں اپنے مرشد بندگی میاں سے بہت ہی عقیدت رکھتے اور فدائیت کا دم بھرتے تھے۔ لیکن مرشدان دائرہ ایک جا سے کب ٹھہر سکتے تھے؛ اشاعت مذہب اور فقرا سے دائرہ کی باطنی پرورش یہ دو اہم امور ہوتے ان کے پیش نظر رہا کرتے تھے۔ بندگی میاں جالور سے دائرہ اٹھا کر مجدد سے والی شریف لائے اور گاؤں کے باہر دائرہ کی نیو ڈالی۔

چونکہ آپ کے تابعین نے عرصہ دراز سے پٹن شریف میں اپنے رشتہ داروں کی صورت نہیں دیکھی تھی اور یہ مقام پٹن شریف سے قریب ہوتا ہے اسلئے دائرہ کے بعض گھروں کو اپنے لواحقین سے لئے کی خواہش ہوئی اُن کو معلوم تھا کہ حضرت صدیق دلائت ہرگز ہرگز اجازت نہیں دینگے اس لئے حضرت سے نجیب کر اپنے سگوں سے ملنے کیلئے پٹن چلے گئے۔ بندگی میاں کو یہ بات معلوم ہونے پر سخت بچ ہوا اسلئے اپنے دائرہ کے فقیر میاں شہاب الدین اور میاں قلب الدین بن تہاں یعقوب اور میاں علاء الدین بن رفیع الدین سے فرمایا کہ

”تم اونٹ لے کر فلاں راستے فلاں مقام پر ٹھہرے رہو میں اونٹ پر سوار ہو کر نکل جاؤں گا“

(الضاف ہے)

بندگی میاں آخر شب کو ایسے نکلے کہ کسی کو خبر تک نہ ہوئی لیکن خوش سعادت سے بندگی ملک حماد کو معلوم ہو گیا بندگی میاں حالت جذب و ہستی حق میں آگے آگے چل رہے تھے اور بندگی ملک حماد اس غرض سے پیچھے پیچھے جا رہے

۱۔ یہ مقام سدرا سن سے دس میل پٹن طرف تھا۔ باہر میں صدی ہجری میں جناس ندی کو ظہانی آئی اُس وقت بہ جانے کی وجہ سے اسی نام سے دوسرا گاؤں آباد کیا گیا جو نئی مجدد سے والی کہلا تا ہے۔ بندگی میاں کا دائرہ قدیم مجدد سے والی میں تھا۔ آپ کی شہادت کے بعد اس نئی مجدد سے والی میں جو سدرا سن سے تین کوس (ساتھ چار میل) پر واقع ہے۔ کسی مرشد کا دائرہ نہیں ہوا۔

تھے کہ دیکھیں تو سہی حضرت کہاں تشریف لے جاتے ہیں! اونٹ والوں نے جو بھدرے والی سے ایک دو کھیت کے فاصلہ پر بندگی میاں کے انتظار میں ٹھہرے ہوئے تھے ایک شخص کو اپنے آقا کے پیچھے پیچھے آتے دیکھ کر خیال کیا کہ یہ رازدارہ کے فقیروں کو معلوم ہو گیا اسلئے اونٹ آگے آگے لیجانے لگے اور بندگی میاں اور بندگی لاک جاؤ پیچھے پیچھے چلنے لگے۔ اسے چلتے چلتے بندگی میاں کے کپڑے کا دامن خاردار جھاڑی سے لگ گیا۔ آپ وہیں بیٹھ گئے اور حالتِ جزب و استغراق میں اللہ تعالیٰ سے عرض کرنے لگے کہ

”خداوند! میں تیرا دینی بندہ ہوں۔ مسندِ محمدی علیہ السلام پر بیٹھ کر ارشاد، اور بیانِ قرآن، اور پتھورہ اور سوتیت کرنے کے لائق نہیں ہوں۔“

غیب سے ندا آئی کہ

”اے سیدِ خوند میرا برگزیدیم و ترا بجا سے یہ چہرہ نشستن گردانیدیم جنہیں خلقہا ترا دایم و معانی قرآن ۱۳۲ ترا معلوم گردانیدیم“ (الصفات ۱)

خاتم سلیمانی گلشن ششمین اول میں لکھا ہے کہ

”اے سیدِ خوند میرا برگزیدیم، و بجائے نشستن سید محمد سزا دار گردانیدیم، و ترا قرآن میراث کردہ دادیم، و چند حکمتہا و خلقہا ترا عطا کردیم، و معنی قرآن بر تو کشادم و در علم مراد من ترا الہام بخشیدیم“

بندگی میاں نے میں مرتبہ سحر و انکسار کیا لیکن بارگاہِ خداوندی سے یہی جواب ملا کہ

”اے سیدِ خوند میرا برگزیدیم، و ترا قرآن میراث کردہ دادیم، و چند حکمتہا و خلقہا ترا عطا کردیم، و معنی قرآن بر تو کشادم و در علم مراد من ترا الہام بخشیدیم“

سبحان اللہ! اس ایک بشارت میں آٹھ اعلیٰ اعلیٰ بشارتیں مضمون ہیں۔

- ۱۔ ”اے سیدِ خوند میرا برگزیدیم، و ترا قرآن میراث کردہ دادیم، و چند حکمتہا و خلقہا ترا عطا کردیم، و معنی قرآن بر تو کشادم و در علم مراد من ترا الہام بخشیدیم“
- ۲۔ ”اور سید محمد (محمدی موعود) کی مسند پر بیٹھنے کے لائق بنایا“
- ۳۔ ”اور تم کو قرآن کا در شمس لکھا“
- ۴۔ ”اور کلمتیں اور خلعت عنایت کئے“
- ۵۔ ”اور قرآن کے معنی تم پر کھول دئے“
- ۶۔ ”اور علم مراد اللہ (یعنی علم لدنی) تم کو الہام کیا“

۷۔ ”ہم کو تم سے بہت کام لینے ہیں“

۸۔ ”کہاں جاتے ہیں! دائرہ کو واپس جاؤ“

ارشاد خداوندی سن کر حضرت صدیق ولایت ہمش میں آگئے۔ دیکھا کہ بندگی ناک نما پتھر پھڑے ہوئے ہیں۔ آپ کو نزدیک بلایا اور پوچھا کہ دائرہ کا رستہ کدھر ہے؟ آپ دونوں دائرہ کو روانہ ہوئے۔ راستے میں بندگی ناک نما نے حضرت سے استفسار کیا کہ

”میاں جی۔ میرے کال میں دو آوازیں آتی ہیں ایک آواز تو فونڈ کار کی تھی دوسری کس کی تھی؟“

آپ نے فرمایا

خ

”وہ آواز منجانب اللہ تھی“

اللہ اللہ! اس قدر کمالات لے تے کہ تاج فرخ مبارک پر جگمگاتے ہوئے خاکساری ونیسی کا وہ عالم تھا جو اس واقعہ سے ظاہر ہے ہرزمانہ میں مسند ارشاد پر بیٹھنے والوں کے لئے یہ بہترین نصیحت و سبوت ہے۔

۱۳۵۔ ان ہی آیام میں بارگاہِ خداوندی سے یہ بشارت ہوئی کہ

۱۳۵

”اے سید فونڈ میر دم کو تمہارے پھینے اجوانی، اور پورے اپنے کا ہنگام پسند آیا (فلاصہ حصہ دوم)“

۱۳۶

ناظرین بانگین پہلے ہی ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ سرکاری نوح نے زیر سرداری عین الملک کڑی اگر چند روز اس غرض سے مقام کیا کہ جنگ کے ہتھیار اور ساز و سامان درست کر لیں بشکر سلطانی میں میاں قاضی شہتاج حسینی الملقب بہ آکلتاب ایک سلیقہ شعار، فریس، تجربہ کار، اور عین الملک کے سکرٹری و معتقد تھے عین الملک نے چاہا کہ بندگی میاں سید فونڈ میر کو ایک خط بھیج کر سلطوت سلطانی و شوکت شاہی سے ان کے دلوں میں شب ڈال جائے اور زبانی پیغام میں بھی دھمکیوں پر دھمکیاں دی جائیں۔ اس کام کے لئے میاں قاضی شہتاج کو منتخب کیا گیا کیونکہ آپ حضرت صدیق ولایت کے ہم مذہب ہونے کے علاوہ سب طرح کی قابلیت رکھتے تھے۔ قاضی صاحب خط اور پیغام کے ساتھ حضور اقدس میں جانے کے لئے روانہ ہوئے۔ خدمت والا میں پہنچتے ہی بڑی عقیدت اور فدائیت سے بندگی میں سے تذبذب ہوا سے اور عین الملک کا خط پیش کر کے زبانی پیغام بھی عرض کیا۔

خط کا مضمون پڑھ کر حضرت صدیق ولایت نے بہت ہی خوشی سے الفاظ میں جنگ کی آمادگی کا اظہار فرمایا قاضی شہتاج نے عرض کیا۔

”خوندار۔ حضرت میراں علیہ السلام تو بارگاہِ سلطانی سے فرمانِ اخراج آتے ہی روانہ ہو جاتے“

تھے۔ پھر آپ حضرت کی سیر دی کیوں نہیں کرتے؟

بندگی میاں نے فرمایا

” قاضی صاحب۔ حضرت میرا علیہ السلام کبھی کسی بادشاہ کے حکم سے نہیں بچکے بلکہ فرمان خدا اور منشاء حضرت رسول اللہ کے موافق جس مدت تک ٹھہرنا ہوتا ٹھہرتے اور جب فرمان ہوتا روانہ ہو جاتے۔“

قاضی صاحب نے عرض کیا

” میاں جی۔ آپ حضرت خاتین علیہا السلام سے علیحدہ کب ہیں آپ بھی نتشاء معلوم کر کے اُس پر عمل کریں۔“

بندگی میاں نے فرمایا

” حضرت خاتم النبیین اور خاتم الولی علیہما السلام کی ارواح پاک موجود ہیں اور ارشاد ہو رہا ہے کہ
۱۲۸۱ ان القضاة من ماضی۔ فان صبرنا فاننا ما جوس۔ وان جزعت فاننا
تھجوس۔ استوار باشید۔ ترجمہ۔ سنو جی تقاضاے الہی سے حکم جاری ہو گیا ہے وہ تو ہو کر رہیگا
اگر اس پر صبر کرو گے تو اجر دے جاؤ گے اور اگر جزع و فرزع کرو گے تو (ہماری نظروں سے)
دور ہو جاؤ گے۔ بس ثابت قدم رہو۔ (حاشیہ)

بندہ۔ سکوت متوجہ شدہ فرمان جی شود کہ ۱۲۸۱ ان القضاة من ماضی۔ ہر سکتا میں جواب
شد۔ کنوں مارا چہ امر مانده است۔ (الضائف پت)

یہ سن کر میاں قاضی شہتاج زار و قطار روتے ہوئے کہنے لگے کہ

” جن کو نبی ہندی سے یاری و نصرت ہو وہ کیسے بھل سکتے ہیں، آپ کو کس کا ڈر ہے، بس خدایا
کو اپنے دین کے حفاظت کی فکر ہے۔“ (خاتم گل چل)

تاریخ کرام پہلے ہی پڑ چکے ہیں کہ بشارت نمبر ۱۰۰ افرح مبارک میں دی گئی تھی اور یہ بشارت کھان بھیل
میں۔ وہ بشارت سن ۱۹۱۰ میں دی گئی تھی۔ یہ بشارت سن ۱۹۱۰ میں۔ وہ بشارت سیدنا محمدی علیہ السلام نے بندگی میاں کو
رو برد میں دی تھی۔ یہ بشارت آپ کو ارواح خاتین علیہما السلام سے معلوم ہوئی۔ بنظر وجودات بالا علیہ بشارت
قرار دی گئی۔

حضرت صدیق ولایت نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی

”من برائے جنگ می روم۔ انکوں اہل و عیال مارا چہ حکم است؟“

ارشاد ہوا

”لے یہ خوند میرا اہل و عیال تو در کھوٹا [داسن] من اند۔ تو بے فکر شو“

۱۳۰

جنگ بدر دلایت اول کے روز میدان جنگ میں حضرت صدیق ولایت نے فرماں خدا سے سزا کھا کر آسمان کی جان دیکھا تو فرشتے پرے باندھے ہوئے ہیں اور ہر فرمیان سے چار اٹھل تو اور کھینچے ہوئے جنگ کے لئے تیار ہے۔

بار دیگر ارشاد خداوندی ہوا کہ

”لے یہ خوند میر۔ تیغ تو تیغ است۔ اگر تو تیغ زنی کسے زندہ مانا اگر امروز ہفت مطلق باشند“

از پیشین تو ہمہ بگزیند

آپ نے یہ فرمان سن کر شمشیر فوراً میاں میں کر لی اور ہاتھ میں تیرہ لے کر لڑنا شروع کیا۔

تاریخ ۲۶ رزی الحجۃ ۹۲۷ ہجرت یعنی ستائیسویں رات کو بمقام کھاں بحیل بارگاہ خداوندی سے

ارشاد ہوا کہ

”کہ اے یہ خوند میرا امت ترا وہ کسے کہ درد اثرہ تو امت بودہ اند ایشان را از حضرت

۹۰

تشریفہا و مقلعہا عطا کر دیم و عنایت نمودیم۔ یکے ازاں تشریفہا این است کہ گوشت و پوست و استخوانہا و موتے موتے ترا فنا بخشیدیم۔

اسی ماہ ذی الحجہ کی تاریخ ۲۶ ہجرت کی صبح کو بندگی میاں کی ہمشیرہ بی بی خوانزا لہو آپ کے سر پاک میں گنگھی

کر رہی تھیں ان سے فرمایا کہ

”بروید ہمہ برادران و خواہراں۔ چہ خورد۔ چہ کلاں۔ و چہ خاکفان و چہ زائراں را بخیر کنید و ندائے

عام در دہید کہ ہر یکے دو گاہہ شکرانہ ادا کند کہ حق تعالیٰ اشب بر شما چندین مقلعہا و تشریفہا

عنایت کردہ است و مرحمت نمودہ است یکے ازاں مقلعہا این است کہ فرمان حق تعالیٰ

می شود کہ

”لے یہ خوند میر کہ دریں شب درد اثرہ تو ساکن بود مرد یا زن۔ خورد یا بزرگ۔ خاکف

۹۱

یا زائر۔ از دوسے خوشنود و شیدیم و جگہ گنابان او بیمار زیدیم و ایمان قطعی عنایت نمودیم و نجات

ابدی بخشیدیم“

ترجمہ

”جاؤ۔ اور تمام بھائیوں اور بہنوں کو، خواہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے، چند روز کے لئے دائرہ میں ٹھہرنے کی غرض سے آئے ہوں یا ملاقات کے لئے، سب کو خبر کرو اور عام اطلاع دے دو کہ ہر شخص دو گانہ شکر اللہ پڑھے کیونکہ آج کی رات (ذی الحج کی ستائیسویں رات) اللہ تعالیٰ نے تم پر بہت ساری نوازشیں مرحمت فرمائی ہیں جن میں سے ایک عطیہ (لیلۃ الایمان اور لیلۃ النجات) یہ ہے کہ

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہو رہا ہے کہ اے سید خوند میرے جو شخص آج کی رات تمہارے دائرے میں موجود ہے، مرد ہو یا عورت، چھوٹا ہو یا بڑا، چند روز کے لئے آیا ہوا ہو یا صرف ملاقات کو، اُس سے ہم خوش ہوئے، اُس کے تمام گناہ معاف کر دئے، اور ہم نے اُس کو ایمانِ حقیقی عطا کیا، اور نجاتِ ابدی مرحمت فرمائی۔“

بارھویں فصل

آپ کی شان میں آیتیں اور حدیثیں

مِنْ حَيْثُ الْمَجْمُوعِ

بندگی میاں رضی اللہ عنہ کے اعلیٰ اخلاق علیٰ مرتبہ، روایتِ خاصہ، شہادتِ مخصوصہ وغیرہ کی نسبت جو جو آیتیں اور حدیثیں گزشتہ اوراق میں درج ہو چکی ہیں اور جو آیتیں اور حدیثیں ہنوز قلب بند نہیں ہوئیں وہ سب کی سب اس فصل میں لائی گئی ہیں تاکہ متفرق اوراق میں پکھری ہوئی آیتیں اور حدیثیں ایک جا جمع ہو جانے سے من حیث المجموع قارئین کرام کے ذہن نشین رہیں۔

وهو هذا

[بیس آیتیں۔ چار حدیثیں جملہ چوبیس]

حضرت امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ
 ۱۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہی شود کہ آیت اللہ تعالیٰ توفی السالموتی انکا کفیا (پ).....
 دحق سید خود نمیرست (پ) (۲)
 ۲۔ فرماتے ہیں کہ ”بمعالی سید خود نمیر۔ بیائید۔ خوش آمدید۔ خدا سے تعالیٰ مقصود خود خود می کند۔“

ذات شہادتاً نصیراً ناصر دلائب مصطفیٰ است۔ محمد مصطفیٰ برائے نصرت دلائب خود ناصر خواستہ بودند کہ **وَاجْعَلْ لِي مِنْ لَدُنْكَ سُلْطٰنًا نٰصِرًا** (پہلے) مراد ازین ذات شہادت۔ (ب) ۳۔ فرماتے ہیں کہ **وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُونَ فِي جَنَّتٍ نَّجِيْمٍ تَدْخُلُ مِنْ اَوابٍ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْاٰخِرِيْنَ**۔ (۱۴) مراد از قلیل مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ میران سید محمود و میاں سید خود میر مستند۔ (ب)

۴۔ فرماتے ہیں کہ **وَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَرَحْمَتُهُ لَتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ الْاَسْفَلَ قَلِيْلًا** (پہلے) مراد از قلیل ذات میران سید محمود و میاں سید خود میر است۔ (ب)

۵۔ ایک موقع پر آیہ **تَمٰنِيْ تَمٰنِيْ اٰذْهُمَا فِي الْغٰمِرِ** (پہلے) بندگی میان کی شان میں فرمائی (ب)

۶۔ سیدنا ہمدی علیہ السلام نے آیہ **قُلْ هٰذَا سَبِيْلِيْ اَدْعُوْا اِلَى اللّٰهِ عَلٰٓةٍ لَّيْسَ بِوَ اَنَا وَّمِنَ الْاَتَّبَعِيْنَ** (پہلے) پڑھی اور فرمایا کہ مراد از **مِنَ** (بمعنی جس نے) ذات بندہ است۔ پھر بندگی میاں سے مخاطب ہو کر آپ نے یہی آیت پڑھی اور فرمایا کہ

”چنانچہ بندہ تم پر محمد مصطفیٰ است چچناں شہادتاً قدم بر قدم بندہ استید“ (ب)

۷۔ ایک روز ہمیں کلام اللہ حضرت خلیفہ اللہ نے فرمایا کہ ”بمعانی سید خود میر فرمان حق تعالیٰ می شود کہ **اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْاَلُوْا تَرْمٰد اِذْ كُوْنُ تَرْمٰدَاتِ شَمٰت**“ (ب)

۸۔ سیدنا ہمدی علیہ السلام نے یہ آیت پڑھی **قُلْ اٰتٰى شَيْءٍ الْكَبِيْرُ شَهَادَةٌ قُلِ اللّٰهُ شَهِيدٌ لِّبَنِيْ وَّيٰٓكُنْمُ وَاَوْحٰى اِلَى هٰذَا الْقُرْاٰنِ مَوْلٰٓئِدَس كُمْ بِهٖ وَمَنْ يَّبْلَغْ رِبْ** پڑھی اور بندگی میاں سید خود میر سے فرمایا کہ ”مَنْ يَّبْلَغُ مُحَمَّدٌ بِنْدَهٗ اسْت وَّمَنْ يَّبْلَغُ بِنْدَهٗ شَمٰ اید یعنی بندہ بمنزلہ محمد رسیدہ است و شہادتاً بمنزلہ بندہ رسیدہ اید (ب)

۹۔ سیدنا ہمدی علیہ السلام نے آیہ **وَقُلْ سَلَّمْتُ وَجْهِيْ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ** (پہلے) پڑھی اور حضرت صدیق دلائب سے فرمایا کہ

مراد تابع تمام محمد و در اسلام بندہ است و تابع تمام بندہ در اسلام شہادتاً (ب)

۱۰۔ آپ نے **اَطِيعُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوا الْمُرْسَلِيْنَ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُرْسَلُوْنَ** (پہلے) پڑھے فرمایا ”بمعانی سید خود میر مراد از **سَلَّمْتُ** محمد مصطفیٰ و از **اُولٰٓئِكَ** الٰہی ہمدی۔ و **اُولٰٓئِكَ** الٰہی ہمدی

شما ہستیہ (۲۱)

۱۱۔ حضرت امام علیہ السلام نے یہ آیت پڑھی تَمَّ أَوْرُنَا الْكِلْبَاتِ الَّذِينَ انصَطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ يُرَادُ مِنَ اللَّهِ إِيذَابُ الْكَلْبِ هُوَ الْفُضْلُ الْكَلْبِيُّ (۲۱) اور فرمایا "بجالی سید خوند میر" شما ہر صفت این آیت وصوف ہستیہ (۲۱)

۱۲۔۔۔۔۔ حضرت ولایت اب علیہ السلام نے فرمایا آہ۔ بجالی سید خوند میر ہندہ را بسیار اشتیاق این صفت قبلی کو قتل ابودنایا کنوں فرمان حق تعالیٰ جنین ہی شود کہ شما خواہد شد (۲۱)

۱۳۔ سیدنا ہدی علیہ السلام نے فرمایا: إِنْ أَعْرَضْنَا الْأَرْضَ عَنْ عَلَى السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَمُوتَ إِلَّا هَا وَأَشْفَقْنَا مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ (۲۲) پڑھی اور فرمایا "بجالی سید: زمینہ مراد از سموات انبیا۔ والارض اولیا۔ والجبالی علما۔ فأبین ان یحملها امرتال است۔ وحملها الانسان مرزات شامت (۲۱)

۱۴۔ فرمایا "وَأُخْرَى تَجِبُونَ بِهَا نَصْرٌ مِنَ اللَّهِ وَقَرْبٌ قَرِيبٌ" (۲۲) در حق شامت (۲۱)

۱۵۔ اور فرمایا "وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ" (۲۲) در حق شامت (۲۱)

۱۶۔ اور فرمایا "وَأَعَدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَابِ الْجِبَالِ يُرْمَوْنَ بِهِ عَدُوٌّ لِلَّهِ وَعَدُوٌّ كُمْ وَالْآخِرِينَ مِنْ دُونِهِمْ لَا يَخْلَعُونَ لَهُمْ عِلَّةٌ" (۲۲) در حق شامت (۲۱)

۱۷۔ اور فرمایا "لَعَلِمَةُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَ مِنْهُمْ" (۲۲) مراد ذات شامت (۲۱)

۱۸۔ اور فرمایا "هَذَا مَنْ هَلَكَ عَنِ آيَتِهِ وَيُحْيِي مَنْ حَيَّ عَنِ آيَتِهِ" (۲۲) در شان شامت (۲۱)

۱۹۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أُرْسِلْنَاكَ شَاهِدًا أَوْ مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِأُذُنِهِ وَرِسْرًا أَيْ مَنِيْرًا (۲۲) در شان شامت (انتخاب ۱)

۲۰۔ ارشاد خداوندی ہو کہ این آیت حجتہ تست من كان عدوًّا لله ومملكتها ومن سلبه وجبريل وميكائيل فان الله عدو للكافرين (۲۱) (۲۱)

حدیثیں

۱۔ ”بھائی سید خوند میر شہ اس و احنا اجسادنا و اجسادنا اس و احنا ہستیہ“ (ب)

۲۔ فرمایا ”چنانچہ بندہ را حکم خدا شد کہ سے سید محمد ترا ہمدی موعودہ کر دیم دعویٰ بکن و از خلق

مترس الا ان القضاء قضی، خان صبرت، فانت ماجوس، وان جزعت
فانک تجھوس۔ پچھاں بر شہا خواہ شد“ ب

۳۔ فرمایا ”الا ان القضاء قضی، خان صبرت، فانت ماجوس، وان جزعت

فانت تجھوس۔ استوار باشید“ ب

۴۔ فرمایا ”اھدی منی من ولد فاطمہ یعنی خمس عام شرمیوت علی شہ

شہ نیج ج رحل من ولد فاطمہ علی سیرۃ المھدی بقائد عشرین

سنۃ شرمیوت قتلا بالسلاح“ (ب)

اِنَّ فَضْلَهُ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا۔

ترجمہ۔ بیشک اللہ تعالیٰ کا تم پر بڑا ہی فضل ہے

تمام شدہ

اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے: ”وَابْتَغُوا إِلَيْهِ سُبُلًا“ ترجمہ خدا کی طرف (یعنی خدا کو حاصل کرنے کے لئے) وسیلہ ڈھونڈو۔ اور ہندی مثل شہور ہے ”ہار بغیریل چڑھتی نہیں“ قاعدہ کی بات ہے کہ جتنا وسیلہ قوی اتنی ہی حصول مقصود کی امید زیادہ۔ اور جس قدر امید زیادہ اتنا ہی یقین بڑھا ہوا۔ اور جس قدر یقین بڑھا ہوا اتنی ہی حسب فرمان حضرت مہدی علیہ السلام تصدیق بندہ بینائی خدا کی شان روشن تر و اخبیل سر تباہ کھتی یا یقیناً، الیقین۔ خدا و نسا۔ پیر پیراں و مرشد مرشداں ہنگی میاں سید خوند میر سید الشہداء صدیق ولایت عامل بارمانت رضی اللہ عنہ کے صدقے سے یقین کامل اور تصدیق حقیقی عطا فرما جو کہ رویت ہی رویت بینائی ہی بینائی زندگی کا مقصود اصلی اور ہمارے اس دنیا میں آنے کی علت غائی ہے۔ آمین۔

تضمین

سب سے پہلے **تَمِيمًا وَتَبَرُّكَ** کا بندگی میرا سید عبدالحی المبشرؒ اور شمس و شمس منورؒ بن بندگی میرا
سید محمود ثانی مھدی رضی اللہ عنہا نے اپنے ایک خط میں جو دو صحرانہ بندگی میاں سید خوند میر رضی اللہ عنہ کی شان
میں مرقوم فرمایا ہے مع خط درج کیا جاتا ہے۔

”لے عزیزان دینداران، و لے دوستان تقوی شعاران، و لے فرزندان سید الانبیاء، و لے
مقتدایان بگڑ گوشہ خاتم الاولیاء، و لے پیشوایان راستی و مالکانِ دینی، و لے میوہ
دلِ سلطانی، و حجتہ برہانی، و لے آفتابِ نہانی، و لے ہنفسِ رحمانی، یعنی رویشِ شارق
شہاب الدین حقلِ سماء اللہ، و لے محمود محمد احمد عند اللہ، و لے شریف اشرف
مشرف تشریف اللہ، و ارثانِ ولایت، و مقیمانِ نبوت، و عبادانِ سماوات، ہمیشہ در صحت
و عافیت صالح یا شند۔“

فقیر سید عبدالحی در دعاے جاں درازی، و سر و چین سرفرازی مشغول ایم۔ ثانیاً سید
سعد اللہ رابر اے لقین طرف این کین فرستید معلوم شد کہ خزائن اللہ پوشیدہ داشته سوسے

۱۔ آپ کی اس تحریر کا ایک لفظ بتا رہا ہے کہ آپ کو فرزندانِ بندگی میان کے ساتھ کس قدر محبت و اخلاص و یکدلی تھی اسی طرح
فرزندانِ بندگی میان کو بھی آپ کے ساتھ محالِ عقیدت اور محبت تھی چنانچہ نقل ہے کہ بندگی میاں سید تشریف اللہ اپنے فرزندِ بندگی میاں
سید سعد اللہ کو سر بیکرا لٹے کی غرض سے اپنے بڑے بھائی بندگی میاں سید شہاب الحق کی خدمت میں چند فقیروں کے ساتھ تشریف لائے
اُس وقت حضرت شہاب الحق نے فرمایا کہ

”شمار آں چہاں جائے می فرستم کہ سواتی و سازوار تلقین شدن ما ست شما بروید میاں قبول کردند و نیز
از جانب خود فقیراں ہمراہ وادہ نزد حضرت روشن متور صاحب فرستادند مکن حضرت تربیت کردہ ہر سہ برادر
صاحبانِ این جواب نوشتند۔ (اخبار الاسرار)

۲۔ ملاحظہ ہو بشارت نمبر ۲۶ ذات شامہ سلطاناً نصیراً ناصر ولایت مصلحتی است۔ محمد احمد احمد احمد طریقت میں چار توجو
کے نام ہیں۔ مرتبہ باہوت کو محمود کہتے ہیں (مقاماً محمود) بندگی میاں سید شریف آپ کا نام اور تشریف اللہ آپ کا بشارتی لقب ہے۔ ۳

این بندہ می فرستید۔ برائے خاطر تمہا یاں نفسِ ہمدی موعود کہ یا نیتیم از خلیفہ اوسید محمودانی ہمدی
 نبی اللہ عنہ ... (کچھ عبارت چھوٹ گئی ہے) ہر دو گواہ در آں حاضر بودند ازین ذکر اللہ
 داویم۔ سعد اللہ اسعد اللہ (اسد اللہ اخبار الاسرار) گشت بسبب اذنِ شما۔ ہچنان سید
 حسین (آپ کے فرزند) را تلقین کنید۔ زیرا کہ معاملہ ہمدی و میان درین دو ہرہ است
 بنامید۔ دو ہرہ

ایک جوت دو لوئیاں، ایک بات دوکان
 ایک پرنیٹ دو سبجاں، دو گھٹ ایک پیران

دعا و سلام فرزند ان معاہل خانہ، و جمیع صفار و کبار، و فقیران دائرہ۔ و حاضران
 مجلس را سلام رسانند۔ خاتم سلیمانی۔ در حالات بندگی میاں سید سعد اللہ
 بندگی میراں سید قاسم رحمۃ اللہ علیہ حضرت صدیق ولایت رضی اللہ عنہ
 کی شان میں کیا فرماتے ہیں؟

[ماخوذ از مکتوب بندگی میاں شاہ قاسم مجتہد گروہ جو آپ نے حضرت
 خاتم المرشد کے خلیفے بندگی میاں منصور خاں مختصیب جنہ الولائیۃ
 کے خط کے جواب میں تحریر فرمایا ہے]

نامہ نامی و صحیفہ گرامی رسواں میں صوب بود، رسید۔ بعد از اطلاق آن سُردور
 نوری و بہجتِ فلوری تنویر گردانید۔ در آں معلوم بود کہ خدام بندگی میاں سید خود میر
 را صدیق ولایت مشخص کردہ گویند۔ دشمنیدیم کہ نظیر ہمدی ہم جی گویند، راست
 است۔ بس واضح باد کہ شما تلقین آں ذات خاتم المرشد ہستند، و خلافتِ شما از
 آں ذات است کہ شما بہجتِ آں ذات فیاض چوں آفتاب پر تو نور دار، و جملہ کردہ
 ہمدی در نور او متور اند، از من شما بہتر سماع دارید و دانستہ اید۔ و لیکن سوالی شمارا

۱۔ ہر دو گواہ سے مراد حضرت ہمدی علیہ السلام اور حضرت تالی ہمدی معلوم ہوتا ہے۔ ۲۔ ترجمہ: ”آگھیں دواہ و نظر ایک
 گاہ دواہ بات ایک۔ ذاتیں دو اور ہجت ایک جسم دو اور ہاں ایک“۔ گو یا کہ سیدنا ہمدی کے اس زمان کی توضیح ہے جہاں
 آپ نے حضرت صدیق ولایت کو ان الفاظ میں بشارت دی کہ ماہ شما ایک ذات و یک وجود ہستیم ... (۱۹) اسی طرح بشارت
 اس و احسا اجساد نا ... (۲۰) سے متناظر فرمایا۔

جواب نوشتن عین ثواب۔ بدل سبب دو کلمہ بصواب اختصار کر دے۔

اس فقیر حین عقیدہ دار کہ حمانہ الامناس بندگی میاں، و سلسلنا لصبیل
 بندگی میاں، و حجتہ المہدی بندگی میاں، و بدر الولایت بندگی میاں، و سید الشہدا
 بندگی میاں، و وزیر خاص ہمدی بندگی میاں، و صدیق ولایت بالخرم بندگی میاں، انجمن
 نظیر الہدی و حقیقت ذات بندگی میاں است و لیکن در شریعت نظیر ہدی تعین بذات
 عینی علی الصلوٰۃ والسلام است مثل آنکہ ہنگری (ڈاکوری) یکے از ذات است کہ او ہفت توالہ و
 تناسل ندارد اما بالہام اللہ یک دابہ را گرفتہ بنیاد خود برد و ہنگری و وزیر آن آرد۔ اور انچوں
 خود گرداند اگر کسی آن بردار ایند مجد اگر دہ گفن ننڈا اند کہ اس انرا راست کردہ چوں خود
 نمودہ آروہ است یا این دیگرے پس در حقیقت ہمدی علی السلام و بندگی میاں سید خود شیر
 یں نوع پنداریم کہ تقدیر خاص بقول خود ہمیں سوال عقیدہ داریم [نظم در تعریف حضرت
 صدیق ولایت از قلم خود نظم ختم ہونے کے بعد یہ عبارت شروع ہوتی ہے۔] چوں از رضی اعلیٰ
 رضی اللہ عنہ جل سلسلہ سے دین اسلام جاری است از قتال، و از دعوت، و از سخاوت، و از
 امامت و علمیت، و مروت، ہمنان در منظر ولایت، بعد ختم ولایت امام ہمدی اس ہمہ احکام
 از بندگی میاں جاریت الی یوم الدین (خاتم سلیمانی جلد سوم گلشن یازدہم چمن اول)۔

حضرت خلیفہ گروہ بندگی میاں کی شان میں فرماتے ہیں کہ

دوہرا

محمد، ہمدی، محمود، خنیمیر تن چار

باطن میں یو ایک ہیں، وہ بوجے سو خوار

یعنی حضرت محمد مصطفیٰ اور حضرت ہمدی مراد اللہ اور حضرت ثانی ہمدی اور حضرت صدیق ولایت یہ چاروں
 ذاتیں باطن یعنی مرتبہ فنا و یکتائی میں ایک ہیں جو ان میں دوئی یا غیریت کبھی وہ خوار خستہ ہے فضا

ریاضِ مُصَدِّقین

حضرت منور میاں صاحب المتخلصین صنوبری

[مصنف ۱۳۰۵ھ]

[والد کا نام حضرت ریاضی المصطفیٰ تھا ہے۔ بلکہ حیدرآباد محلہ بیٹ پورہ (اصل نام شیر پورہ) میں ۱۲۳۰ھ میں پیدا ہوئے۔ سلسلہ نسب کے لحاظ سے آپ بندگانِ میراں سید اسحاق بن بندگانِ میراں شاہ یعقوب بن حضرت ثانی جہدئی کی اولاد سے ہیں۔ اور شہداء و تفضیلات کے اعتبار سے بندگانِ میاں شاہ یعقوب کو تکی کے ذریعہ کے نواسے ہوتے ہیں۔ آپ کے اجداد میں سید منجم عرف بعلے میاں صاحب رباسہ بیجا پور کے ذریعہ ہونے کی وجہ سے ذریعہ میاں صاحب کے نام سے مشہور ہیں۔

عربی فارسی میں ایک حد تک مہارت پیدا کر لی تھی۔ شاعرانہ داغ پایا تھا۔ عالم شباب ہی میں دریائے موزونیت کی موجوں میں اُمنڈنے لگیں۔ روزِ رفتہ ایک ناکر خیال شاعر بن گئے۔ آپ کا زیادہ تر کلام حمد و نعت، بزرگوں کی صحبت، مذہبی، قومی، اور اخلاقی مضامین میں پر مبنی ہے۔ ساٹھ سال کی عمر میں ترک دنیا کر کے بیس سال تقیری کی اور اسی سال کی عمر میں بتاریخ ۱۲۳۹ھ میں انتقال کیا اور بندگانِ میاں شاہ ابراہیم کے حلیہ میں مدفون ہوئے۔ آپ کا نواسہ سید صاحب سے حضرت کی چوکھنڈی کو جانے ہوئے بائیں ہاتھ پر ہے۔

حضرت کے کسی قدر تفصیلی حالات ہماری قوم کے ایک نوجوان آئی ٹی سید عبد الکریم صاحب سحافی نے جو رشتہ میں حضرت مرحوم کے بنی عم بھی ہوتے ہیں لکھ کر ماہِ اوری رسالہ المصدقیہ ۱۰۵ھ رمضان ۱۳۵۱ھ کے پرچوں میں شائع کئے ہیں تاہم ان پرچوں کو ملاحظہ فرمائیں۔ ہمیں امید ہے کہ اس رسالہ کے لایق اڈیٹر جناب سید محمود صاحب بالتحصیل گروہ ہمدویہ کی موجودہ صورتِ ابیات کو پیش نظر رکھ کر اس قدر مفید بنا سکیں گے کہ قوم کے بچے بچے کی زبان سے ہی نکلے کہ ”المصدقیہ میرا ہے“

خداوند کریم سے یہ بھی التجا ہے کہ قوم کا دوسرا ماہواری رسالہ المہدی کہ جسے اس کے انوار و مطالب میں مستقیم رکھ کر روز بروز اس کی اشاعت میں ترقی بخشنے آئیں۔۔۔۔۔ آپ نے بندگی میں ان حالات نشریں لکھ کر اخیر میں ایک قصیدہ لکھا ہے جس کی نقل مع عنوان قارئین کرام کے لاشعور لے

[ذیل میں درج کی گئی ہے]

در منقبت سید السادات منبع السعادات۔ امیر امراء الہادی۔ افضل الوزراء المہدی۔ سید الشہداء۔ ائمة السعادات
امیر کبیر۔ بدر منیر۔ انجمن السادات۔ میاں سید خوند میر۔ صدیقی ولایت نور اللہ و جہہ بالولاس
تجلیات الذات والصفات

قصیدہ

سجدہ گاہ ہر وہ ہے آستان خوند میر
نام جہندی پر ہو آفرین۔ بان خوند میر
غایت پریش۔ عندیہ کاستان خوند میر
روح رویت خوں بہائے کشنگان خوند میر
رستم دستاں سننے گر۔ داستاں خوند میر
منہ پدھر لیتا انہیں یک یک جو ان خوند میر
حشر میں کس منہ اٹھانگے باغیاں خوند میر
جب زمین پر گھر بناے دشمنان خوند میر
باد پا مانند دُکُل زیر ران خوند میر
یَنْصُرَتِ اللہ تعالیٰ جابو پستبان خوند میر
کر کے دیکھا خوب حق نے امتحان خوند میر
بارگاہ اللہ شوکت محمود شان خوند میر
عرش و کرسی ہے زمین و آسمان خوند میر

عرض و طول لامرکانی ہے مکان خوند میر
فدائے فرخش محمد گر ہو اجان علی
سید ختمیر کلچین ہے۔ ولایت گلستاں
حور جنت ہے ریت میں حق شہداء حسین
بھول جاوے قصہ مرد آزمانی، مفتخوواں
یک منظر کیا جو ہوتے ہفت ایسے بے ظفر
شل میوناں کے تاراج باغ مصطفیٰ
خشتِ دوزخ مالک اپنے ہاتھ سے لاکر کھا
تعاقد ختمیر شل شہسوارِ لا فتی
کر دیا افواج شاہی کو یوں لوت اللہ پور
کر دیا فرزند کو پہلے خدا۔ مثل غلیل
ہمجان ہے ناقہ شیخین و فرخش سیدین
سیر پستی و بلندی یک قدم میں تھا تمام

سینہ گردوں میں گر بیٹھے سنانِ خوند میر
 آبِ نیل و آبِ تیغِ غازیانِ خوند میر
 ہو گئی تحقیق ہنگامِ بیانِ خوند میر
 تھا قندہ چھوڑ چنڈے میہمانِ خوند میر
 درمیانِ شاہِ محمود و میانِ خوند میر
 منِ ہلک عینِ بینہ نازلِ بشانِ خوند میر
 شاخِ سداسہ تھا سہی سرور و انِ خوند میر
 حشر میں آدینگے جس دم عاشقانِ خوند میر
 پہلے تو یینگے قتلِ کاروانِ خوند میر
 سر ہے درگاہِ خدا میں اہغانِ خوند میر
 مشقبس نشانِ دلایت سے ہر شانِ خوند میر
 تھا حریمِ محترم دارالامانِ خوند میر
 ہو گیا جو رازِ پنہاں تھا غیاںِ خوند میر
 ہو جائے یاں آشنائے داربانِ خوند میر
 تھا مملکت کی ذات پر بارِ گرانِ خوند میر
 خوند میر از آنِ ہمدی۔ اوزانِ خوند میر
 اور ملکِ حجازی نخلبند بوستانِ خوند میر
 لاکھ کانی کو پسند آیا مکانِ خوند میر
 استخوانِ میرے اگر کھا دیں سگانِ خوند میر
 سرفروشی سود و سودائے دکانِ خوند میر
 تو بھی کر چیل کر۔ طوافِ حاجیانِ خوند میر

دار بہو سے نہ ہرگز مرہم کا فور صبح
 وال کیا فرعون کو نابود۔ یاں عینل کوفت
 معنی مضمون ما قدامہ وال اللہ حق قلم
 جوانِ نعمت پر نہ فرمایا کسی کے اتفات
 انبیا انہو سے زبانِ پاک سے ثابت ہوئی
 ہے تہ اکا بیتیں ختمیر شاہِ دو چہاں
 فاختہ ہے عشق میں اُس کے دلِ رنجِ لاین
 بر شہرِ جہانِ رقص میں آدیگا اُن کو دیکھ کر
 جب تراز و لا رکھینگے حشر کے بازار میں
 ہر کوئی سوغات لے جاتا ہے شاہوں کے حضور
 کیفِ مددِ الطل ہے قرآن میں ولایت کا نشا
 دائرہ میں اُس کے جو کیا۔ اُسے بخشش ہوئی
 تھا خدا احمدی میں۔ لیکن دیکھنے والا ہے شرط
 گر در جنت میں ہونا ہے کسی کو باریاب
 جب شہِ ختمیر نے یاں سے کیا عزمِ سفر
 ہے ولایت کے خزانے کا محافظ الہداد
 بوستانِ ختمیر چھا بوجھی دسیدنِ جی نہال
 عشقِ جیون پور سے بھلا با آجرات میں
 لاش میرا پھینک دو اُس کی گلی میں نہ نصیب
 نقدِ جاں دے کر لیا کالائے اللہ شہر
 لے منوں کعبہ آجرات سے آئے ہیں لوگ

۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ اس میں اشارہ ہے اُس واقعہ کی طرف جبکہ حضرت صدیقِ ولایت نے تمام آل و اسباب حضرت
 ثانی ہمدی کی خدمت میں ہتمامِ راد معن پور پیش کر دیا تھا۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

تعارفِ مصنف و تاریخِ طبع از جناب سید خوند میر صاحبِ تمین (حیدرآبادی)

بن حضرت سید قاسم صاحب بن حضرت میاں سید علی قنا غازی رحمۃ اللہ علیہما

حضرت قطب دین پالن پور	است یک مرد خوب نیک بہادر
واقف دین ہمدی موعود	عارف ذات پاک رب عباد
متوکل - فقیر - ستغنی	زائل دنیا کے دل گنتے و داد
ہادی و رہبر طریقِ امام	حامی دین پاک خیر عباد
اے زرفتنہ قدوش از مسجد	بدر کس گئے زردے و داد
ہست محصور فی سبیل اللہ	موجب نشاء خدا کے عباد
آشتی باشدش ز صلح و اماں	کینہہ باشد و راز بغض و عناد
دوست دار و بدوستانِ حق	دشمنی باشدش ز اہل فساد
راست بازی شعار او دایم	زور زار دخل گہہ نہ در خود داد
ہجو گفتار او بود عملش	ہر عمل نقد کیست نقداد
نصف عینش اشاعت مذہب	مقصد خاص خدمت امجاد
گرچہ ناحق ہمہ بدش گفتند	بر بکش تا مدہ گئے فریاد
بلکہ ما بار با چنین دیدیم	در سپاہ خدا کے چنے داد
ایک سنت بجا کش تایم	وے کہ بدعت بجفا کش پر داد

۱۔ حضرت کی عرفیت خوب میاں ہے اس لئے دوسرے تو صنفی الفاظ اس نفل کو ترجیح دی گئی۔ ۲۔ **للفظ** جو لفظ **الذین** **أخضر** و **أبی سبیل اللہ** لا یستطیعون ضرب باقی الأرضین زینحسبہم خراج الجاہل أغانیا من العقیق ج **تقریباً** **سبباً** **ترجمہ** (جو کہ دنیا ہے وہ) ان فقیروں کا حق ہے جو اللہ کی راہ میں کھڑے بیٹھے ہیں۔ (اپنا تمام چھوڑ کر کہیں) اما نہیں کہتے (جو شخص ان کے حال سے) پتھر ہے وہ ان کا خود داری کی وجہ سے اٹھتی بھرتا ہے لیکن تو ان کی صورت کاٹ پھینانے کا رکھ دیکھتے ہیں، (سچ) کی طرف اشارہ ہے۔ اس آیت میں جو صفات مذکور ہیں بغض خدا حضرت میں حسب قابلیت موجود ہیں۔ ۳۔ آپ کی تعنیفات و تالیفات کی طرف اشارہ ہے۔ ۴۔ ایسا زمان ہے جو جب حضرت کو ناز لکھتے اور حضرت فرماتے کہ یہ طعن و تشنیع تو پیغمبروں اور اہل اللہ کا دوش ہے خدانے مجھے بھی اس ورثے پر عطا فرمایا۔ اس پر شکر کا وہ گانا کہ لکھا اور پالنے وغیرہ حاضر حاضرین میں سویت فرماتے۔ ۵۔ جو لوگ حضرت کی محبت میں رہیں ان پر بھی طرح و طرح سے حکام شریعت اور [۱۰۱]

ہست لاریب رہنا و ہا د
 بر عظمت چناں قدم بہنہاد
 فکر گر ہست فکر روز معاد
 خانہ دین خویش کرد آباد
 سخ نہ کروہ ست جانب اولاد
 داد تعظیم کس ندارد یاد
 حسب مقدور حسب استعداد
 طالبے راکہ خواستہ امداد
 در مقصد بروے او بکشاو
 دؤر اسلاف فی بیاید یاد
 ہر کہ دستمش بدست او در داد
 اندرین روزگار و یوم تناد
 ب محمد و آلہ الامجاد
 آن کہ از امر رب میان را داد
 ہم حواشی براں بگرد زیاد
 گویا آئینہ پیش تو بہنہاد

ذات والائے آں ستودہ صفات
 خصت از پیش او بشد خصت
 ذکر گر ہست ذکر مولا ہست
 کردہ دیران خانہ گل را
 از دم ترک دنیا تا میں دم
 کا سبے راکہ شہر بود کہ گدا
 می نواز د بہر امیر و غریب
 ہمتش دستگیر و حامی اد
 ہر کسے رہنمائی بخش گرفت
 چوں بہ بنیم حال و قال او
 لے خوشا بخت آں نکو فرجام
 شاد دار لے خدا بیدارش
 بطفییل امام ہمدی دین
 جمع فرمود مشردہ ہائے امام
 ہم فضائل نسبت بالتفصیل
 شرح ہر امر را چناں دادہ

[عبارت آئین ہمدی علیہ السلام کا کس درجہ احترام اور انکی تعظیم کی صورت یہی ہے۔

۱۰۔ آپ نے ۲۲ محرم ۱۱۳۴ھ کو ازرنشہ نکو اپنا ذاتی مکان اپنی اولاد کے حوالہ کر کے بلا مجبور و مضور و مجبور و نوب صاحب پان پور کی طاعت اور رسوخ در بار چھوڑ کر خالعتہ و مخلصتہ شدہ بلطیب خاطر با تبار فرغان ہمدی علیہ السلام جیسے ترک دنیا کر کے ہجرت از وطن اختیار کی ہے۔ پھر کبھی اس مکان میں قدم نہ رکھا۔ ۱۱۔ حسب آئینہ گردہ مقدسہ کسی کا سب کو تعظیم نہ دینے میں آپ کا طریقہ امیر اور غریب سب کے ساتھ یکساں ہے۔ چنانچہ سابق فرماں رو اسے ریاست پان پور و گجرات و نیرائی نس زبیدہ الملک توبہ جیسے شہر محمد خاں مرحوم اور موجودہ سندھ کے راسے حکومت پان پور پوٹال محمد خاں بہادر بالقرابہام دام اللہ کے واقعات سے بھی جب کبھی وہ حضرت سے لاتعات کر کے عرض سے آتے تو بیٹے کا وہی عام طریقہ رکھا جو ہر کس کے پاس رکھتے ہیں۔ ۱۲۔ کسی طالب کو اس کی استعداد کے موافق فیض ہمدی علیہ السلام عطا کرنے میں آپ کبھی دریغ نہیں فرمایا۔

بگشت کرد دست از فروغ واسو
 کردہ شہبوط نہ نبی بنیاد
 ہر مصدق کہ بیند این ادراق
 بے گماں اے متیں شو و بس شاد
 تا بروز جز اس سراج منیر
 رہبر طالبین خدا یا باد
 از سر سعی عاشقان میان
 از سر سعی اہل جہد - و - راہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 شد بشارات طبع مژدہ باد

۱۳ ۵۲

ایضاً

طبع شد جملہ بشارات امام
 آگہ در شان میان بد بیگماں
 بے بہا تاریخ آمدے متیں
 چاپ اے دل شد بشارات میان
 ۱۳ ۵۲

قطعہ تاریخ شہادت حضرت صدیق ولایت از جناب سید ابراہیم صادق

عرف باوا صاحب میان صاحب مصنف قنوی گنج شہیداں دازنج شہیداں

کلید مخزن اسرار و حدت
 خورشید پر دانہ انوار لاموت
 و نا کردہ دست امر قہر ایلو آرا
 مع احباب و اصحاب و موالی
 چو آمد چار دہ تاریخ سوال
 پے سال شہادت گفت صادق
 خلیل کعبہ دل قبلہ جاں
 چراغ محفل تصدیق و ایماں
 پستہ جا دفن شد چو لخت چمنہاں
 نمودہ نذر خالق فدای جاں
 برو چہ رفت از وارا مکاں
 وحید الدہر سالار شہیداں
 ۱۳۰۹

کتاب ہمدویہ

موقف عالم صوری، مضمون مرتدنا حضرت سید سعید احمد صاحب دہلوی نے بیان فرمایا ہے
احسن سر اکیلوٹی جیدر آبادی۔ صاحب تصانیف کشمیرہ اس کتاب میں سورن و ...
 مرحوم نے امام آفران حضرت ہمدوی موعود علیہ السلام کے حالات پاک بنایت دہلی سے ۱۰۷۰ھ میں
 قلمبند کئے ہیں۔ قیمت ۱۲۔

اس میں حاجی محمد علی خاں صاحب جالوزی کتہ دار نے واقعات، ضروریات
سفر نامہ فرح مبارک
 سفر نامہ فرح مبارک قلمبند کئے ہیں۔ قیمت ۱۸۔
 نوٹ... اس دونوں کتابوں کو حاجی صاحب نے ۱۰۷۰ھ کے لئے طبع کرایا ہے۔

حضرت پیر محمد شہید قطب الدین عرف خوب میاں صاحب پالن پوری نے انھیں اور
عرس نامہ پیشین اور اکثر بزرگان ہمدویہ کے تاج عرس مع سلسلہ نسب تربت وغیرہ جمع کئے ہیں
 شروع میں تفصیلی نسبت بقاعدہ و وفات بھی لکھی گئی ہے۔ قیمت ۸۔

بندگی میاں سید تونہ میر سید الشہداء سابق ولایت حاصل بارانہ
شرح عقیدہ سید خوند میر رضی اللہ عنہ کی شہرہ و مقبول عام تصنیف عقیدہ شریقی پیر و مشائخ اہل
 عرف خوب میاں صاحب پالن پوری نے علیس اردو میں شرح کی ہے۔ اقتضای احکام کی نسبت علی احکام و سنت
 سے بیان کئے گئے ہیں جس سے فرائض ولایت یعنی حد و دائرہ ہمدوی علیہ السلام کی ظاہری اور باطنی شان اور صحابہ
 کار و اہل بیت زندگی کا وقت کے مطالعہ سے آنکھوں کے سامنے چھا جاتا ہے۔ کتاب کے اخیر میں حضرت خلیفۃ
 کا تو بہ فریب بھی ملتا ہے۔ قیمت (عمم) ایک روپیہ۔

جناب سید خوند میر صاحب تین حیدر آبادی کی سوراہیات سات رنگ میں بہار سے لکھی
صدر گشتین ان رباعیوں سے معرفت حق و اخلاق مشک جہاں دلی کو روشن اور دل پریشانی کے دور دورہ لکھی
 (۱) جناب سید روسی عرف پاشا میاں صاحب اکیلوٹی صاحب ہمدویہ نے ۱۰۷۰ھ میں
 (۲) لکھنؤ صاحبان میں حضرت سید صاحب اکیلوٹی نے لکھی ہے۔ قیمت ۱۰۔